صحابہ واہلِ بیت رضی اللہ عنہم اجمعین

حصہ اول

فضائل ومناقب

حصہ دوم

اعتراضات وجوابات

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

دار الایمان

نام کتاب _____ صحابہ واہل بیت رضی اللہ عنہم

تالیف _____ مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

تاریخ اشاعت _____ جون 2026ء

بار اشاعت _____ اول

تعداد اشاعت _____ 1100

ناشر _____ مکتبہ دارالایمان

@darulimansgd

www.Darulimansgd.com

مکتبہ دارالایمان

0300-6623548 / 0321-6353548

جملہ حقوق محفوظ ہیں

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا اور مکتبہ دارالایمان کی طرف سے اس کتاب کو دینی اور دعوتی مقاصد کے لیے شائع اور تقسیم کرنے کی عام اجازت ہے بشرطیکہ کسی قسم کی تبدیلی نہ کی جائے اور اشاعت سے قبل ادارہ سے اجازت لینا ضروری ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

پیشِ لفظ 37

حصہ اول: فضائل ومناقب

صحابی کسے کہتے ہیں؟ 41

صحابی کی تعریف: 41

عقائد متعلقہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

1: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خدائی انتخاب 42

2: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پکے مؤمن ہیں 42

3: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عادل ہیں 43

4: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دین میں حجت ہیں 43

5: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایمان وعمل میں معیارِ حق ہیں 44

6: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تنقید سے بالاتر ہیں 45

7: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم؛ گناہوں سے محفوظ 46

8: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب کے سب جنتی ہیں 47
9: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جہنم سے نجات یافتہ طبقہ 48
10: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع معصوم ہے 48

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمومی فضائل

1: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خدا کی منتخب جماعت 50
2: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باعثِ امن ہیں 50
3: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا امتیازی مقام 51
4: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اوصاف؛ اتباع اور فتنوں سے حفاظت 51
5: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اعمال کا شرف 52
6: مہاجرین وانصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے دعائے نبوی 53
7: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم؛ جہنم سے نجات یافتہ طبقہ 54
8: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم؛ عہد نبوت کی مبارک ہستیاں 54
9: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کا نبوی حکم 55
10: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم؛ دنیا و آخرت کے رہنما 55
11: مہاجرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت 56
12: انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت ایمان کا معیار 56
13: انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تکریم کا نبوی حکم 56
14: انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے دعائے مغفرت 57
15: انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت؛ ایمانی حق 58

16: انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت؛ محبتِ خداوندی 58
17: انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت اور قربِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم 58
18: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تنقیص؛ موجبِ لعنت کام 59
19: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سَبّ و شتم کی ممانعت 59

اہلِ بیت کرام رضی اللہ عنہم کے عمومی فضائل

1: اہلِ بیت کرام رضی اللہ عنہم سے محبت 61
2: اہلِ بیت کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کا نبوی حکم 63
3: اہلِ بیت کرام رضی اللہ عنہم سے حسنِ سلوک کا نبوی حکم 63
4: اہلِ بیت کرام رضی اللہ عنہم کے بارے نبوی وصیت 63
5: اہلِ بیت کرام رضی اللہ عنہم سے محبت دنیا و آخرت میں مفید 64
6: اہلِ بیت کرام رضی اللہ عنہم سے محبت ایمانی تقاضا 65
7: اہلِ بیت کرام رضی اللہ عنہم سے محبت اپنے گھرانے سے زیادہ 66
8: اہلِ بیت کرام رضی اللہ عنہم سے محبت؛ نبوی شفاعت کا ذریعہ 66

امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن

امہات المومنین رضی اللہ عنہن کا مقام و مرتبہ: 68

ام المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا

نام و نسب: 70
لقب "طاہرہ": 70

ولادت باسعادت: 71
سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین بنتی ہیں: 71
ولیمہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا: 72
قبولِ اسلام: 73
وفات سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا: 73
فضائل ام المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا 74
1: جنتی گھر کی بشارت 74
2: جنتی پھل کھانے کا اعزاز 75
3: بہترین عورت 75
4: اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام 76

اُمّ المؤمنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب: 77
ولادت: 77
قبولِ اسلام اور بیعت: 77
سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین بنتی ہیں: 77
وفات: 78
فضائل اُمّ المؤمنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا 78
1: سخاوت ودریادلی 78
2: خوشنودی نبوت کا حصول 79

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب: 80
کنیت "ام عبد اللہ": 80
پیغام نکاح: 80
سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین بنتی ہیں: 82
وفات: 83
فضائل اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا 84
1: دنیا اور آخرت میں زوجہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کی بشارت 84
2: مزید آٹھ مبارک خصلتیں اور اعزازات 84
3: جبرائیل امین علیہ السلام کا سلام 85
4: امت کی تمام عورتوں پر علمی فضیلت 85
5: مدحِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بزبانِ عائشہ صلی اللہ علیہ وسلم 86

اُمّ المؤمنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما

نام ونسب: 87
ولادت: 87
قبولِ اسلام: 87
سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین بنتی ہیں: 88
وفات: 88
فضائل اُمّ المؤمنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما 89

1: امتیازی فضیلت پر جبرئیل علیہ السلام کی گواہی 89
2: جمع قرآن میں آپ رضی اللہ عنہا کی معاونت 89

اُمّ المؤمنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب: 91
قبولِ اسلام: 91
سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ام المؤمنین بنتی ہیں: 91
وفات: 92
فضائل اُمّ المؤمنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا 92
1: مساکین کو کھانا کھلانا 92
2: کثرتِ صدقہ کا اہتمام 92

اُمّ المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب: 93
کنیت اور ولادت: 93
سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا قبولِ اسلام: 93
سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا ام المؤمنین بنتی ہیں: 93
وفات: 94
فضائل اُمّ المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا 95
1: خدمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مثالی جذبہ 95

2: جبرائیل امین علیہ السلام کی زیارت 95
3: دستِ ام رضی اللہ عنہا سلمہ میں خوشبوئے نبوت 96

اُمّ المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

نام ونسب: 97
قبولِ اسلام: 97
سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ام المؤمنین بنتی ہیں: 97
وفات: 100
فضائل اُمّ المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا 100
1: خشیتِ الٰہی کی پیکر 100
2: عبادت، تقویٰ اور صلہ رحمی کا نمونہ 101
3: شب بیدار عابدہ 101

اُمّ المؤمنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب: 102
ولادت: 102
قبولِ اسلام: 102
سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین بنتی ہیں: 103
وفات: 104
فضائل اُمّ المؤمنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا 104

کثرتِ ذکر اللہ: 104

اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب: 106
ولادت: 106
سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین بنتی ہیں: 106
وفات: 107
فضائل اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا 108
1: بارہ رکعات سنتوں کی پابندی 108
2: حقوق العباد کی فکر مندی 108

اُمّ المؤمنین سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا

نام ونسب: 109
ولادت: 109
قبولِ اسلام: 109
سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین بنتی ہیں: 110
وفات: 111
فضائل اُمّ المؤمنین سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا 111
1: دردمندانہ جذبات کی حامل شخصیت 111
2: شرفِ نسبی 112

اُمّ المؤمنین سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

نام ونسب: 113
ولادت: 113
سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین بنتی ہیں: 113
وفات: 114
فضائل اُمّ المؤمنین سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا 114
1: تقویٰ وصلہ رحمی 114
2: سخاوت ودریادلی 115
نوٹ: 115

مراتبِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

اصولِ اوّل: عدمِ تفریق فی الایمان (بابت انبیاء کرام علیہم السلام): 116
اصولِ ثانی: تفاضل فی الفضائل (بابت انبیاء کرام علیہم السلام): 116
اصولِ اوّل: عدمِ تفریق فی الایمان (بابت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) 117
اصولِ ثانی: تفاضل فی الفضائل (بابت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) 117
مراتبِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) کا جدول: 118

خلافتِ راشدہ

خلافت راشدہ کے اشارے: 119
تعیین خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم: 120

مفہوم خلافت راشدہ موعودہ فی القرآن: 121
آیتِ تمکین: 122
حاصل آیت: 122
سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما مظلوم ومہاجر نہیں: 123
حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما مظلوم ومہاجر نہیں: 123
حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما مظلوم ومہاجر نہیں: 123
تصریحاتِ اربعہ: 124
آیتِ استخلاف: 127
حاصلِ آیت: 128
تصریحاتِ سبعہ: 129
اوصافِ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم: 133
مدت خلافتِ راشدہ: 133
خلافتِ راشدہ کا جدول: 134

خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم

خلفاءِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم سے محبت نبوی: 135
خلفاءِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم؛ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت کے بہترین افراد: 135
خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کو جنت کی خوشخبری: 135
خلفاءِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی خلافت کی پیش گوئی: 138
خلفاءِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی ترتیب فضیلت: 138

خلفاءِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت بزبان سیدنا علی رضی اللہ عنہ: 139

شیخین کریمین رضی اللہ عنہما

شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کے ایمان کی نبوی گواہی: 140
شیخین کریمین رضی اللہ عنہما؛ امین وہدایت یافتہ 141
شیخین کریمین رضی اللہ عنہما؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سمع وبصر: 141
شیخین کریمین رضی اللہ عنہما اور تبسمِ نبوی: 141
شیخین کریمین رضی اللہ عنہما؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمینی وزیر: 142
شیخین کریمین رضی اللہ عنہما؛ دو روشن ستارے 142
شیخین کریمین رضی اللہ عنہما؛ عمر رسیدہ لوگوں کے سردار 143
شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی خلافت کی پیش گوئی: 143
شیخین کریمین رضی اللہ عنہما سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی محبت 144
شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کا مقام سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی نظر میں: 144
شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کے دلوں کی پاکیزگی: 145
شیخین کریمین رضی اللہ عنہما اوّلین جنتی: 146
شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی افضلیت بزبان سیدنا علی رضی اللہ عنہ: 146
شیخین کریمین رضی اللہ عنہما؛ حکمرانوں کے لیے نمونہ: 147

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

حلیہ مبارک: 148

ولادت: 148
نام مبارک: 148
سلسلۂ نسب: 149
وصیت اور تدفین: 149
سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے چند فضائل: 150
1: دن رات خرچ کرنا 151
2: صاحبِ غار 152
3: سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیل بناتا 153
4: عاجزی وانکساری 153
5: سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے 154
6: شان ابی بکر رضی اللہ عنہ بزبان عمر رضی اللہ عنہ 154
7: شانِ ابی بکر رضی اللہ عنہ بزبان علی رضی اللہ عنہ 155

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

حلیہ مبارک: 157
ولادت: 157
نام ونسب: 157
کنیت: 158
لقب: 158
شہادت: 158

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے چند فضائل: 159
1: ایمانِ عمر رضی اللہ عنہ کی نبوی شہادت 159
2: مزاج شناسِ نبوت 160
3: غضب باعثِ عزت، خوشی باعثِ عدل 161
4: عمر رضی اللہ عنہ... جنتی ہیں 161
5: اوصافِ فاروقی بزبان علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ: 162
6: اوصافِ فاروقی بزبان ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ: 162

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

حلیہ مبارک: 164
ولادت: 164
نام ونسب: 164
کنیت: 165
لقب مبارک: 166
شہادت: 166
سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے چند فضائل: 167
1: امت محمدیہ کا سب سے زیادہ باحیا انسان 167
2: فرشتوں کا عثمان رضی اللہ عنہ سے حیا کرنا 167
3: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے بیعت علی القتال کرنا 168
4: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنا ہم حیثیت قرار دینا 168

5: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنا ولی قرار دینا 169
6: عثمان رضی اللہ عنہ جنت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رفیق 170
7: عثمان رضی اللہ عنہ کا ستر ہزار افراد کی شفاعت کرنا 170

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

حلیہ مبارک: 171
ولادت: 172
نام ونسب: 172
کنیت: 173
ابوتراب کہنے کی وجہ: 173
باعثِ مسرت کنیت: 174
لقب؛حیدرِ کرار: 174
شہادت: 175
سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے چند فضائل: 176
1: مؤمن؛سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہے 176
2: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی برائی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برائی 176
3: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے علم کی گواہی 177
4: علمِ حدیث میں مقام ومرتبہ 177
5: زُہد وتقویٰ 178
6: عاجزی وانکساری 179

7: سخاوت وفیاضی 180
8: مکارمِ اخلاق 181

مقامِ عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم

اصحاب عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کے اسماء گرامی: 182
خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اور اصحاب ستہ کا ذکر: 182

سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ

نام ونسب: 183
کنیت ولقب: 183
حلیہ مبارکہ: 183
وفات: 184
سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے فضائل: 184
1: قبولِ اسلام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشی 184
2: استقامت فی الاسلام 186
3: احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع 186
4: احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سہارا: 187
5: چلتا پھرتا شہید 187

سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ

نام ونسب: 188

حلیہ مبارکہ: 188
قبولِ اسلام: 188
صفات وکمالات: 189
شہادت: 189
سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے فضائل: 190
1: دینی غیرت وبہادری 190
2: آزمائش میں ثابت قدمی 190
3: رسول اللہ کے صلی اللہ علیہ وسلم حواری 191

سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

نام ونسب: 192
کنیت: 192
وفات: 192
سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے فضائل: 193
1: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا 193
2: ازواجِ مطہرات کا خیال کرنا 193
3: نبی کی امامت کا شرف 194

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

نام ونسب: 195

کنیت: 195
صفات وکمالات: 195
وفات: 196
سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے فضائل: 196
1: اولین مسلمانوں میں شمار: 196
2: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت 197

سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ

نام ونسب: 198
کنیت: 198
صفات وکمالات: 198
وفات: 199
سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے فضائل: 199
1: شرک سے بیزاری 199
2: اہلِ بدر کے ساتھ اجر میں شامل 200

سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ

نام ونسب: 202
حلیہ مبارکہ: 202
صفات وکمالات: 203

وفات: 203
سیدنا ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے فضائل: 204
1: امت محمدیہ کے امین 204
2: خلافت کی اہلیت کے حامل 204

عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نسبی تعلق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ: 205
نسبی تعلق کی تفصیل: 205
نسبی قربت کے اعتبار سے ترتیب: 207

مقامِ اصحاب بدر (رضی اللہ عنہم)

غزوۂ بدر کا تاریخی پس منظر: 208
اصحابِ بدر کی فضیلت: 208
اصحابِ بدر کی اقسام: 209
اصحابِ بدر سے اللہ تعالیٰ کا خصوصی وعدہ: 209
اصحابِ بدر کا امتحان: 210
اصحابِ بدر کی اطاعت اور استقامت: 210
اصحابِ بدر سے اللہ کی خصوصی محبت و نصرت: 211
اصحابِ بدر درجہ اسباب میں دین کی بقاء کا ذریعہ: 211
اصحابِ بدر پر خصوصی سکون نازل ہوا: 211

اصحابِ بدر کی نصرت کے لیے فرشتوں کا نزول: 212
اصحابِ بدر کے دشمنوں کے دلوں میں رعب: 212
اصحابِ بدر اور تائید خداوندی: 213
اصحابِ بدر حق کے علمبردار: 213
شہداءِ بدر کی تعداد اور اسمائے گرامی: 214

مقامِ اصحابِ اُحد (رضی اللہ عنہم)

غزوۂ اُحد کا تاریخی پس منظر: 215
اصحابِ احد کا امتحان: 216
وقتی اضطرابی اور صبر کی تعلیم: 216
اصحاب احد پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطمینان کا نزول: 217
اصحابِ اُحد اور عفوِ ربانی: 218
اصحابِ احد کی لغزش اور معافی: 218
اصحابِ احد کے لیے استغفار کا نبی کو حکم: 218
اصحابِ اُحد کی استقامت: 219
اصحابِ اُحد کے ایک عظیم فرد سیدنا طلحہ کی قربانی: 220
اصحابِ احد کی تسلی و دلجوئی: 220
شہداء احد کا مقام اور ان کی تمنا: 220
شہدائے اُحد کے لیے نبی کریم کی دعائے مغفرت: 222
شہدائے اُحد کی زیارت کرنا: 222

مقام اصحابِ حدیبیہ (رضی اللہ عنہم)

خوابِ نبوی اور اصحابِ حدیبیہ کی خوشی: 224
اصحابِ حدیبیہ کی تعداد سے متعلقہ مختلف روایات: 225
اصحابِ حدیبیہ سے غدیر الاَشْطاط کے مقام پر مشاورت: 226
اصحابِ حدیبیہ کے لیے خشک کنویں سے پانی نکلنا: 228
اصحابِ حدیبیہ کے اَنگُشتانِ نبوت سے پانی کا معجزانہ انتظام: 228
اصحابِ حدیبیہ کے ایک عظیم فرد (سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ) کی سفارت: 229
اصحابِ حدیبیہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعتماد: 230
سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے افواہِ شہادت اور بیعتِ رضوان: 232
اصحابِ حدیبیہ کی بیعت کا قرآنی تذکرہ: 233
مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور نیابتِ الٰہی کا مظہر: 233
عہد شکنی کا وبال اور انسانی خسارہ: 234
اصحابِ حدیبیہ سے "اجرِ عظیم" کا وعدہ: 234
اصحابِ حدیبیہ کا قرآنی اعزاز: 234
بیعتِ رضوان کی شرعی حیثیت اور ابدی رضا: 235
علمِ الٰہی اور اخلاصِ دل کی گواہی: 235
قلبی اطمینان کا نزول: 235
مادی و معنوی انعامات کا امتزاج: 236
حفاظتِ الٰہی اور دشمنوں کی مغلوبیت: 236

مستقبل کی فتوحات کی پیش گوئی: 236
اصحابِ حدیبیہ کرۂ ارض پر بہترین افراد: 236
اصحابِ حدیبیہ کے فضائل پر مشتمل سورۃ الفتح کا نزول: 237
اصحابِ حدیبیہ کی ثابت قدمی اور معاہدہ صلح: 238
اصحابِ حدیبیہ کی بیعت فتح مکہ کا سبب: 239
اصحابِ حدیبیہ کی جہنم کی آگ حفاظت: 240
شجرہ رضوان کا لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہونا: 240
اصحابِ حدیبیہ کے اہل وعیال سے حسنِ سلوک: 241

فتحِ مکہ سے پہلے اسلام قبول کرنے والے اصحاب (رضی اللہ عنہم) کا مقام

فتحِ مکہ سے پہلے کے حالات: 243
مظالم کا آغاز کیسے ہوا؟ 246
سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی حالت: 248
ہجرتِ حبشہ پر مجبور: 252
مظلوم غلاموں کو خرید کر آزاد کرنا: 255
سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی حالت: 256
سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی حالت: 257
سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی حالت: 258
سیدنا زبیر بن العوّام رضی اللہ عنہ کی حالت: 259
سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حالت: 259

سیدنا یاسر رضی اللہ عنہ کے خاندان کی حالت: 261
سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی حالت: 263
سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی حالت: 265
سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کی حالت: 265
سیدہ زنیرہ رضی اللہ عنہا کی حالت: 270
سیدنا خباب بن الارت رضی اللہ عنہ کی حالت: 271
سیدنا حارث بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کی شہادت: 272
سیدنا ابو فُکیھہ رضی اللہ عنہ کی حالت: 272
حبشہ کی طرف ہجرت کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ 273

فتحِ مکہ کے بعد اسلام قبول کرنے والے اصحاب (رضی اللہ عنہم) کا مقام

صلح حدیبیہ کے وقت قبائل کو آزادی رائے: 277
حلیفِ قریش کی طرف سے معاہدے کی خلاف ورزی: 278
قبیلہ بنو خزاعہ کے وفد کا انصاف کے لیے رسول اللہ کے پاس آنا: 279
رسول اللہ کی طرف سے انصاف کی یقین دہانی: 279
ابو سفیان صخر بن حرب کی تجدید معاہدہ کی کوشش: 280
مکہ جانے کی رسول اللہ کی تیاری: 283
مر الظہران پر پڑاؤ: 283
قریش کا تجسس اور ابو سفیان کو امان: 284
سیدنا ابو سفیان کا گھر دارالامن: 289

بیت اللہ سے بتوں کو نکال دیا: 290
عام معافی کا اعلان: 290
لفظ "طلقاء" کی لغوی واصطلاحی بحث: 291
لسانِ نبوت سے "الطلقاء" کا اعزاز: 292
"الطلقاء" میں تعظیم ہے تحقیر نہیں: 293
"الطقاء" کا اخلاقی پہلو: 293
قبائل عرب انتظار میں تھے: 294
فتح مکہ کے نتائج: 295
فتح مکہ کے بعد فوج در فوج دین میں داخل: 297
وفود کی آمد: 298
اشاعت اسلام کا مبارک دور: 299
اصحاب مؤلفۃ القلوب: 299

صغار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام

فضائل اور خدمات دینیہ کا اجمالی تعارف: 302

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما

ولادت باسعادت: 304
اسمِ گرامی: 304
امتیازی وصف: 304

وفات: 305
سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے چند فضائل: 306
1: اہل بیت میں سب سے زیادہ محبت 306
2: دنیاوی سرداری 306
3: اخروی سرداری 307
4: حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے محبت کی ترغیب 307
5: حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے محبت کا نتیجہ 308
6: ذکر اللہ کا معمول 308
7: عظمتِ خداوندی کی تعلیم 309
8: فضائل سیدنا حسن رضی اللہ عنہ بروایت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ 309

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما

ولادت باسعادت: 311
حلیہ مبارک: 311
شہادت: 311
شہادت کا دن اور سال: 312
سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے چند فضائل: 312
1: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت 312
2: خاندانی فضیلت 313
3: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب 314

4: محبت حسین رضی اللہ عنہ محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضا 315
5: محبت حسین رضی اللہ عنہ محبت الٰہی کا ذریعہ 315
6: کثرت عبادت 316
7: مساکین سے محبت 317
8: کمالِ سخاوت 317

سیدنا عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما

نام ونسب: 319
اوصافِ کریمانہ: 319
وفات: 320
سیدنا عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کے چند فضائل: 320
1: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت 320
2: رازدارِ نبوت 321
3: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت 321
4: محبت نبوی کی ایک جھلک 322
5: جود وسخا کا پیکر 323
6: خدا ترسی کا ایک واقعہ 323

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

نام ونسب: 324

حلیہ مبارکہ اور صفات و کمالات: 324
وفات: 324
سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے چند فضائل: 325
1: فقاہتِ دینی کی نبوی دعا 325
2: ترجمان القرآن کا لقب 326
3: معرفتِ قرآنی کا پہلا واقعہ 326
4: معرفتِ قرآنی کا دوسرا واقعہ 328
5: معرفتِ قرآنی کا تیسرا واقعہ 329
6: احتیاط فی الحدیث 330
7: علوم دینیہ پر مکمل دسترس 331

سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما

نام و نسب: 332
وفات: 332
سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے چند فضائل: 333
1: صغار صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار 333
2: صحبت نبوت کا زمانہ 333
3: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت 333
4: مدینہ میں پہلا مہاجر مولود 334
5: جنگ یرموک میں شرکت 335

6:جنگ یرموک میں شجاعت کا ایک واقعہ 335
7:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون مبارک نوش کرنا 335
8:سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں 336
9:سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی نظر میں 337
10:سب سے اچھے نمازی 337
11:مسجد کے کبوتر 338
12:دینی اور دنیاوی معاملات میں مہارت 338
13:نماز میں غیر معمولی حضوری قلب 339
14:نماز میں طویل قیام، رکوع اور سجود 339
15:نماز میں کامل درجہ کا خشوع وخضوع 339
16:جمع قرآن کی مجلس کے رکن 340
17:خوش لباس اور پرجوش خطیب 340
18: سب سے پہلے بیت اللہ کو ریشمی غلاف پہنانے کا اعزاز 341

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ

نام ونسب: 342
صفات وکمالات: 342
وفات: 342
سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے چند فضائل: 343
1:خدمتِ نبوی میں حاضر باش صحابی 343

2: سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کا انھا منا تحفہ 343
3: دعائے نبوی کا اثر: 344
4: باغ سے خوشبو مہکتی 345
5: کرامت: بارش نے صرف آپ کی زمین کو سیر اب کیا 345
6: نماز کی اعلیٰ ترین کیفیت 346

سیدنا مِسوَر بن مَخرَمہ رضی اللہ عنہ

نام ونسب: 347
ولادت: 347
آخری ایام اور شہادت کا واقعہ: 348

سیدنا عبد اللہ بن سائب رضی اللہ عنہ

نام ونسب: 349
وفات: 349
قابل فخر شخصیت: 349

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما

نام ونسب: 350
وجہِ شہادت: 350

سیدنا ضَحّاک بن قیس رضی اللہ عنہ

حصہ دوم: اعتراضات وجوابات

اعتراض نمبر 1: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خطبہ جمعہ چھوڑ کر چلے گئے

جواب نمبر 1: ابتدائے اسلام کا واقعہ 354
جواب نمبر 2: ضرورت کی وجہ سے جانا 354
جواب نمبر 3: تربیت کے مرحلہ میں تھے 355

اعتراض نمبر 2: صحابہ رضی اللہ عنہم نے غزوۂ احد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کی

جواب نمبر 1: معافی کا اعلان 359
جواب نمبر 2: دنیا سے مراد "مالِ غنیمت" 360
جواب نمبر 3: دوہرے اجر کا حصول 360
جواب نمبر 4: خطا اجتہادی 361
اشکال: اجتہادی خطا ہونے پر تنبیہ کیوں کی گئی؟ 362
جواب نمبر 1: محبوبانہ عتاب 362
جواب نمبر 2: حسنات الابرار سیئات المقربین 362

اعتراض نمبر 3: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر سستی کا مظاہرہ کیا

جواب: حکم نہیں، بلکہ ترغیب 364
قرینہ نمبر 1: 364
قرینہ نمبر 2: 364
خلاصہ کلام: 366

اعتراض نمبر4: سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو قبر نے دبایا جو عذاب ہونے کی دلیل ہے

جواب نمبر1: قبر کا دبانا عذابِ قبر کی دلیل نہیں 367
اشکال: 368
جواب: 369
جواب نمبر2: قبر کے مؤمن اور کافر کو دبانے میں فرق 369
خلاصہ کلام: 370

اعتراض نمبر5: بعض صحابہ رضی اللہ عنہم حوضِ کوثر سے محروم ہوں گے

تین اعتراضات: 372
تمہید: 373
جواب: ان افراد سے مراد منافقین و مرتدین ہیں 373
دلائل ثلاثہ: 375
اعتراض: "اَصْحَابٌ" کا لفظ کیوں استعمال ہوا؟ 377
جواب: صورۃً ولغۃً "صحابی" کہا ہے 377
اعتراض: قیامت کے دن چہرے روشن کیوں؟ 378
جواب: وضو کا ظاہری اثر 378
خلاصہ کلام: 379

اعتراض نمبر6: بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے گناہ کا صدور؛ معیارِ حق ہونے کے منافی ہے

جواب نمبر1: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معیار حق ہونے کا معنی 382

جواب نمبر2: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مرحلہ تربیت میں تھے 383
خلاصہ کلام: 384

اعتراض نمبر7: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بارہ لوگ منافق تھے

جواب نمبر1: یہاں حقیقی نہیں، ظاہراً صحابی کہا گیا ہے 385
جواب نمبر2: یہ لوگ منافق تھے، صحابی نہیں 386
خلاصہ کلام: 388

اعتراض نمبر8: بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بدعات میں مبتلا ہو گئے

جواب نمبر1: یہاں اصطلاحی بدعت مراد نہیں ہے 389
جواب نمبر2: اعمال کو خوفِ خدا کی وجہ سے ہلکا سمجھنا 390
جواب نمبر3: جو جماعت معیارِ حق؛ وہ بدعتی کیسے؟ 391
جواب نمبر4: عقلی جواب 392
خلاصہ کلام: 392

اعتراض نمبر9: صحابی؛ غنیمت میں خیانت کر کے جہنم کی وعید کے مستحق ہوئے

جواب نمبر1: یہ وعید مشروط ہے، قطعی نہیں 394
جواب نمبر2: محفوظ ہونے کا مطلب 394
دلائل ثلاثہ: 395
خلاصہ کلام: 396

اعتراض نمبر 10: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو جہنمی فرمایا

جواب: وہ شخص صحابی نہیں؛ منافق تھا 398
خلاصہ کلام: 399

اعتراض نمبر 11: بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے گانا سنا

جواب: وہ گانا نہیں؛ مترنّم اشعار تھے 400
خلاصہ کلام: 401

اعتراض نمبر 12: سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہودِ خیبر سے تشبیہ دی

جواب: یہ لوگ صحابہ رضی اللہ عنہم نہیں تھے 402
خلاصہ کلام: 404

اعتراض نمبر 13: قرآن کریم نے سیدنا ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو فاسق کہا

جواب نمبر 1: فاسق سے مراد صحابی نہیں ہیں 406
جواب نمبر 2: آیت میں ضابطہ بیان ہوا ہے 407

اعتراض نمبر 14: ابو موسیٰ اشعری و عمرو بن العاص نے ایک دوسرے کو گالیاں دیں

جواب: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم؛ قرآنی شخصیات، نہ کہ تاریخی 409
خلاصہ کلام: 410

اعتراض نمبر 15: سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے رشوت دی

جواب نمبر1: بلاسند روایت؛ غیر معتبر 412
جواب نمبر2: مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے فضائل 412

اعتراض نمبر16: مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کی شان میں نازیبا جملہ کہا

جواب نمبر1: روایت منقطع ہونے کی وجہ سے غیر معتبر ہے 415
جواب نمبر2: سَبّ کا معنی گالم گلوچ نہیں، بلکہ تنبیہ ہے 416
چار مثالیں: 416
خلاصہ کلام: 421

اعتراض نمبر17: مغیرہ بن شعبہ اور عَمرو بن عاص رضی اللہ عنہما اختلاف کو ہوا دینے والے تھے

جواب نمبر1: روایت غیر معتبر ہے 423
جواب نمبر2: عَمرو بن عاص اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما کے فضائل ومناقب 424
فضائل حضرت عَمرو بن عاص رضی اللہ عنہ: 424
فضائلِ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ 425
خلاصہ کلام: 427

اعتراض نمبر18: سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے مُعوِّذَتین کو قرآن میں شمار نہیں کیا

جواب نمبر1: اس قول کی نسبت آپ رضی اللہ عنہ کی طرف غلط ہے 428
جواب نمبر2: ابن مسعود رضی اللہ عنہ معوذتین کو قرآن کا حصہ مانتے تھے 430
قرینہ نمبر1: 430
قرینہ نمبر2: 431

خلاصہ کلام: 432

اعتراض نمبر19: سیدنا اَبان رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو نازیبا جملہ کہا

جواب نمبر1: بشری جذبات کا اظہار 434
جواب نمبر2: ظاہری معنی نہیں، بلکہ عربی محاورہ 434
خلاصہ کلام: 434

اعتراض نمبر20: ابو ہریرہ کی مرویات عبد اللہ بن عمرو سے زیادہ کیوں ہیں؟

جواب نمبر1: حفظ شدہ تمام روایات کا نقل کرنا ضروری نہیں..... 436
جواب نمبر2: کثرتِ روایت کی وجہ؛ حدیث میں ہمہ جہت مشغولیت..... 436
خلاصہ کلام: 437

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیشِ لفظ

أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى أَمَّا بَعْدُ!

اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر و احسان ہے کہ اس نے ہمیں دینِ اسلام جیسی عظیم نعمت عطا فرمائی اور اپنے محبوب ترین نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شامل فرمایا۔ اہلِ اسلام کا یہ متفقہ اور اجماعی عقیدہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد روئے زمین پر سب سے افضل جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت، نصرت، معیت اور خدمت کے لیے منتخب فرمایا۔ اسی طرح اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم وہ مبارک ہستیاں ہیں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خاندانی نسبت اور خصوصی قرب حاصل ہے۔ قرآنِ کریم اور احادیثِ مبارکہ میں دونوں مقدس جماعتوں کے فضائل، مناقب، مراتب اور حقوق نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دینِ اسلام کے اولین محافظ، قرآنِ کریم کے امین، سنتِ نبوی کے ناقل اور امت کے لیے مینارہ ہدایت ہیں۔ انہی نفوسِ قدسیہ کے ذریعے قرآنِ کریم ہم تک پہنچا، انہی کے واسطے سے سنتِ نبوی محفوظ ہوئی اور انہی کی بے مثال قربانیوں کے نتیجے میں دینِ اسلام دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں ایمان، اخلاص، ایثار، تقویٰ اور وفاداری کی وہ مثالیں قائم کیں جو قیامت تک آنے والی نسلوں کے لیے مشعلِ راہ رہیں گی۔ دوسری جانب اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، علم، تقویٰ، طہارت اور نسبتِ نبوی کا روشن عنوان ہیں۔ ان سے محبت ایمان کا تقاضا، ان کی تعظیم اہلِ سنت والجماعت کا شعار اور ان کے حقوق کی رعایت دین کا اہم تقاضا ہے۔

اھل السنۃ والجماعۃ کا ہمیشہ سے یہ معتدل عقیدہ رہا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم دونوں امت کے لیے باعثِ ہدایت اور محبت و احترام کے مستحق ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تنقیص اور اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم کے حقوق میں کوتاہی، دونوں گمراہی کے راستے ہیں۔ اسی لیے ہمارے اکابر نے

ہمیشہ محبتِ صحابہ اور محبتِ اہلِ بیت کو ایمان کا حصہ قرار دیا اور امت کو افراط و تفریط سے بچنے کی تلقین فرمائی۔

زیرِ نظر کتاب میں مستند دلائل اور معتبر حوالہ جات کی روشنی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم کے فضائل و مناقب، ان کے مراتب، ان سے متعلق اہلِ سنت کے عقائد اور ان عظیم شخصیات کی دینی خدمات کو جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

کتاب کے پہلے حصے میں سب سے پہلے صحابی کی تعریف، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق ضروری عقائد، ان کے عمومی فضائل اور اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم کے عمومی مناقب کو بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کا اجمالی تعارف اور ان کی علمی، دینی اور تربیتی خدمات کا مختصر تذکرہ بھی شاملِ کتاب ہے۔

اس کے بعد مراتبِ صحابہ، خلافتِ راشدہ، خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور بالخصوص شیخین کریمین حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے فضائل و مناقب کو بیان کیا گیا ہے۔ مزید برآں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے انفرادی تذکرے، عشرہ مبشرہ، اصحابِ بدر، اصحابِ اُحد، اصحابِ حدیبیہ، اصحابِ قبل از فتحِ مکہ، اصحابِ بعد از فتحِ مکہ اور صغارِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے حالات و فضائل کو بھی جمع کیا گیا ہے تاکہ قاری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مختلف طبقات اور ان کی نمایاں خدمات سے واقف ہو سکے۔

کتاب کے دوسرے حصے میں ان اعتراضات اور شبہات کا جائزہ لیا گیا ہے جو مختلف ادوار میں بعض لوگوں کی طرف سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر کیے گئے۔ ان اعتراضات کے جوابات قرآن و سنت، اقوالِ سلف اور معتبر تاریخی روایات کی روشنی میں پیش کیے گئے ہیں تاکہ حق واضح ہو اور قارئین کے اذہان میں پیدا ہونے والے شبہات کا ازالہ ہو سکے۔

ہمارا مقصد صرف تاریخی معلومات فراہم کرنا نہیں بلکہ امتِ مسلمہ کے دلوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم کی محبت، عظمت اور اتباع کا جذبہ پیدا کرنا ہے؛ کیونکہ یہی وہ مقدس ہستیاں ہیں جن کے ذریعے دین ہم تک پہنچا اور جن کی محبت و عقیدت ایمان کی علامت ہے۔ جب تک امت اپنے اسلافِ کرام کے مقام و مرتبہ کو پہچانتی اور ان کے نقشِ قدم پر چلتی رہے گی، ان شاء اللہ ہدایت اور استقامت کی راہ پر قائم رہے گی۔

اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہِ عالیہ میں اس کاوش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے، اسے ہمارے لیے ذخیرہ آخرت بنائے

اور ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم اور امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کی سچی محبت، ان کے نقشِ قدم کی پیروی اور ان کے عقائد و افکار پر استقامت نصیب فرمائے۔ اللہ کریم امتِ مسلمہ کو فتنوں سے محفوظ رکھے، ہمیں اکابرِ امت کے راستے پر قائم و دائم فرمائے اور روزِ قیامت اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے اہلِ بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیت نصیب فرمائے۔

آمِیْنَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَأَزْوَاجِہٖ أَجْمَعِیْنَ.

والسلام

محتاجِ دعا

سرپرست مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

منگل؛23-ذوالحج1447ھ،9-جون2026ء

حصہ اول

فضائل و مناقب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صحابی کسے کہتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو مقام و مرتبہ عطا فرمایا ہے اس مقام تک امت کے باقی افراد عبادتیں، ریاضتیں اور محنتیں کر کے بھی کبھی نہیں پہنچ سکتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقام و مرتبے کو قرآن و سنت اور اجماع امت میں بہت خوبصورت انداز میں ذکر کیا گیا ہے، اسی پر ہمارا ایمان ہے۔ اگر کسی تاریخی روایت سے ان کے مقام و مرتبے میں ذرہ برابر بھی کمی آئے تو ہم قرآن و سنت اور اجماع امت کے مقابلے میں ایسی تاریخی روایت کو کسی صورت تسلیم نہیں کرتے کیونکہ یہ ہمارے ایمان کا مسئلہ ہے۔

صحابی کی تعریف:

حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

وَهُوَ مَنْ لَقِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤْمِنًا بِهٖ وَمَاتَ عَلَى الْإِسْلَامِ. [1]

ترجمہ: ہر اس شخص کو صحابی کہتے ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کی حالت میں ملے اور حالتِ اسلام ہی پر فوت ہو۔

صحابی کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محض ملاقات کافی ہے یہ ضروری نہیں کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو سنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرے۔ یہاں نہ لفظِ "بصر" ہے جس کا معنی ہوتا ہے دیکھنا، نہ لفظِ "کلام" ہے جس کا معنی ہوتا ہے بات کرنا اور نہ لفظِ "سمع" ہے جس کا معنی ہوتا ہے سننا۔ لہٰذا جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں ایمان کی حالت میں شریک ہو جائے وہ "صحابی" کہلاتا ہے۔

---

[1] نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر لابن حجر: ص:133

عقائد متعلقہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

1: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خدائی انتخاب

امام ابو داؤد سلیمان بن داؤد بن الجارود طیالسی رحمہ اللہ (ت204ھ) روایت کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ نَظَرَ فِي قُلُوْبِ الْعِبَادِ فَاخْتَارَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَهُ بِرِسَالَاتِهِ وَانْتَخَبَهُ بِعِلْمِهِ ثُمَّ نَظَرَ فِيْ قُلُوْبِ النَّاسِ بَعْدَهُ فَاخْتَارَ لَهُ أَصْحَابَهُ فَجَعَلَهُمْ أَنْصَارَ دِينِهِ وَوُزَرَاءَ نَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [2]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ اللہ عزّوجلّ نے بندوں کے دلوں پر نظر فرمائی تو ان میں سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چن لیا، اور انہیں اپنی رسالت کے لیے مبعوث فرمایا، اور انہیں اپنے علم کی بنا پر منتخب کیا (کہ رسالت کا حق ادا کرنے کے لیے سب سے لائق وہی ہیں)۔ پھر ان کے بعد اللہ نے لوگوں کے دلوں پر نظر فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آپ کے صحابہ کو چن لیا، اور انہیں اپنے دین کا مددگار اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وزیر بنا دیا۔

2: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پکے مؤمن ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْۤا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ (٧٤)﴾ [3]

ترجمہ: اور جو لوگ (اول) مسلمان ہوئے اور انہوں نے (ہجرت نبویہ کے زمانہ میں) ہجرت کی اور اللہ تعالیٰ کی راہ

---

[2] مسند ابی داؤد الطیالسی: ج1 ص130 رقم الحدیث 243

[3] سورۃ الانفال: 74

میں جہاد کرتے رہے اور جن لوگوں نے (ان مہاجرین کو) اپنے یہاں ٹھہرایا اور ان کی مدد کی یہی پکے مومن ہیں ان کے لیے (آخرت میں) بڑی مغفرت اور (جنت میں) بڑی معزز روزی ہے۔

3: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عادل ہیں

امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر مالکی رحمہ اللہ (ت 463ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الصَّحَابَةَ كُلَّهُمْ عُدُوْلٌ مَرْضِيُّوْنَ وَهٰذَا أَمْرٌ مُجْتَمَعٌ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيْثِ. [4]

ترجمہ: صحابہ (رضی اللہ عنہم) سب کے سب عادل ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے اور یہ ایسی حقیقت ہے جس پر محدثین کا اجماع ہے۔

4: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دین میں حجت ہیں

امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث سجستانی رحمہ اللہ (ت 275ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ الْعِرْبَاضُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيْغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! كَأَنَّ هٰذِهٖ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا؟ فَقَالَ: "أُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا فَإِنَّهٗ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِيْ فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيْرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ". [5]

ترجمہ: حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ایک نہایت مؤثر خطبہ دیا جس سے آنکھیں اشک بار

---

[4] الاستذکار لابن عبد البر: ج3 ص301 باب ماجاء فی الصیام فی السفر

[5] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 4607

ہو گئیں اور دل کانپ اٹھے۔ مجمع میں سے ایک شخص بولا: یارسول اللہ! اس خطبہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ دنیا سے جانے والے ہیں، تو ہمیں کچھ وصیت فرمادیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا اور امیر کی بات ماننا، اس کی اطاعت کرتے رہنا اگرچہ وہ کوئی حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ اس لیے کہ تم میں سے جو لوگ میرے بعد زندہ رہیں گے وہ بہت زیادہ اختلافات دیکھیں گے۔ ایسے موقع پر تم میری اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کی پیروی کرنا، اس کو مضبوطی سے تھامنا اور دانت سے پکڑنا اور دین میں نئی باتوں سے بچنا۔ اس لیے کہ (دین میں) ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

5: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایمان و عمل میں معیارِ حق ہیں

ایمان میں معیار: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَإِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا﴾ [6]

ترجمہ: اگر باقی لوگ بھی ایسے ایمان لائیں جیسے تم (صحابہ) ایمان لائے ہو (یعنی جتنی باتیں تمہارے ایمانیات میں شامل ہیں وہ بھی ان تمام باتوں پر ایمان لاتے ہیں) تو پھر وہ کامیاب ہوں گے یعنی ان کا ایمان قبول ہو گا۔ (وگرنہ ایمان قبول نہیں ہو گا)

اعمال میں معیار: امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سَورہ ترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيَأْتِيَنَّ عَلٰى أُمَّتِي مَا أَتٰى عَلٰى بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتٰى أُمَّهٗ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ يَّصْنَعُ ذٰلِكَ وَإِنَّ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلٰى ثَلَاثٍ وَّسَبْعِيْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً. قَالُوْا: وَمَنْ هِيَ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ: مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي. [7]

---

[6] سورۃ البقرۃ:137

[7] جامع الترمذی: رقم الحدیث 2641

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت پر وہ حالات آئیں گے جو حالات بنی اسرائیل کو پیش آئے تھے ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ میری امت بنی اسرائیل کے نقش قدم پر چلنا شروع کر دے گی حتی کہ ان بنی اسرائیلیوں میں سے کسی نے اپنی ماں کے ساتھ علانیہ زنا کیا ہو گا تو میرا امتی بھی ویسے ہی کرے گا یعنی یہ بھی اپنی ماں کے ساتھ علانیہ طور پر منہ کالا کرے گا۔

بنی اسرائیل 72 فرقوں میں بٹ گئی جبکہ میری امت 73 فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی ان میں سے ایک (نجات پانے والے فرقہ) کے سوا سب جہنم میں جائیں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم۔ وہ ایک خوش نصیب فرقہ کون سا ہو گا جو جہنم سے بچ جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو صحابہ سے سمجھ کر میرے دین پر عمل کرے گا۔

6: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تنقید سے بالاتر ہیں

1: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کسی قول و فعل پر ایسا تبصرہ کرنا جس سے ان کی شخصیت مجروح ہوتی ہو حرام ہے۔

2: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کسی قول و فعل پر ایسا تبصرہ کرنا جس سے ان کی شان میں کمی ہوتی ہو حرام ہے۔

امام ابو الحجاج مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَسُبُّوْا أَصْحَابِي، لَا تَسُبُّوْا أَصْحَابِي، فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا، مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِيْفَهٗ. [8]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ کو بُرا نہ کہو، میرے صحابہ کو بُرا نہ کہو! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے، تب بھی وہ میرے صحابہ میں سے کسی ایک کے ایک مُد کے برابر بھی (اجر میں) نہیں

[8] صحیح مسلم: رقم الحدیث 2540

پہنچ سکتا، نہ ہی آدھے مُد کے (اجر کے) برابر۔

فائدہ:

تنقید کی دو ممکنہ صورتیں بن سکتی ہیں:

1: ایمان پر تنقید

2: اعمال پر تنقید

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں یہ دونوں قسم کی تنقیدیں ممنوع ہیں۔ اگر تنقید ایمان وعقیدہ کی وجہ سے ہو یعنی عقیدہ خراب ہو تو صحابی؛ صحابی نہیں رہتا اور اگر تنقید عمل کی وجہ سے ہو تو صحابی عمل کی وجہ سے صحابی بنتا ہی نہیں ہے۔

7: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم؛ گناہوں سے محفوظ

1: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۗ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ (١٥٢)﴾ [9]

ترجمہ: (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خطاب کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ) پکی بات ہے کہ اللہ نے تمہیں معاف فرمادیا ہے اور وہ اہل ایمان پر فضل فرمانے والا ہے۔

2: امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبۃ ابراہیم بن عثمان العبسی الکوفی رحمہ اللہ (ت235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ : سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: يَقُوْلُ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَوَلَيْسَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ؟ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللهَ اطَّلَعَ إِلَى أَهْلِ بَدْرٍ، فَقَالَ : اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ. [10]

---

[9] سورۃ آل عمران:152

[10] مصنف ابن ابی شیبۃ: ج20 ص339 باب غزوۃ بدر الکبریٰ رقم الحدیث 37882

ترجمہ: ابو عبد الرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا وہ (حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ) اہلِ بدر میں سے نہیں ہے؟ اور تمہیں کیا معلوم! شاید اللہ تعالیٰ نے اہلِ بدر پر نظر فرمائی اور فرمایا: تم جو چاہو عمل کرو، تمہارے لیے جنت واجب ہو گئی ہے"۔

8: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب کے سب جنتی ہیں

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب کے سب جنتی ہیں۔ ایک لمحے کے لیے بھی جہنم میں نہیں جائیں گے۔ ان تک جہنم کی آگ تو کجا دھواں بھی نہیں پہنچ سکتا، قیامت والے دن سیدھے جنت میں جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ مَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا ؕ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (۱۰)﴾ [11]

ترجمہ: اور تمہارے لیے آخر کون سی معقول وجہ ہے کہ تم اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ آسمانوں اور زمینوں کا اخیر میں وہی اکیلا وارث رہ جائے گا۔ تم میں سے جنہوں نے مکہ مکرمہ کی فتح سے پہلے اللہ کے راہ میں مال خرچ کیا اور قتال فی سبیل اللہ کیا وہ بعد والوں کے برابر نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ درجات اور مراتب میں ان سے بڑھے ہوئے ہیں جو فتح مکہ کے بعد ایمان لائے اور قتال فی سبیل اللہ کیا۔ (فرق مراتب کے باوجود) اللہ تعالیٰ نے بہترین ثواب (جنت) کا وعدہ سب سے فرما رکھا ہے اور تم جو کچھ بھی کرتے ہو اللہ کی ذات اس سے اچھی طرح باخبر ہے۔

امام فخر الدین ابو عبد اللہ محمد بن عمر رازی شافعی رحمہ اللہ (ت606ھ) فرماتے ہیں:

أَيْ وَكُلَّ وَاحِدٍ مِّنَ الْفَرِيْقَيْنِ﴿ وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ﴾أَيِ الْمَثُوْبَةَ الْحُسْنٰى وَهِيَ الْجَنَّةُ مَعَ

---

[11] سورۃ الحدید:10

تَفَاوُتِ الدَّرَجَاتِ. [12]

ترجمہ: قرآن کریم کی آیت میں لفظ ﴿كُلًّا﴾ ہے جس کا معنی یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خواہ وہ فتح مکہ سے پہلے ایمان لانے والے ہوں یا فتح مکہ کے بعد ایمان لانے ہوں دونوں ہی مراد ہیں دونوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے بہترین ثواب یعنی جنت کا وعدہ کیا ہے۔ہاں یہ الگ بات ہے کہ فرقِ مراتب کے اعتبار سے ان کے درجات مختلف ہوں گے۔

9: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جہنم سے نجات یافتہ طبقہ

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سَورہ ترمذی رحمہ اللہ (ت279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَآنِي. [13]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: جہنم کی آگ (شرفِ صحابیت پانے والے) مسلمان کو نہیں چھو سکتی۔

10: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع معصوم ہے

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اگرچہ فرداً فرداً مومن، عادل، حجت، معیار حق، تنقید سے بالاتر اور گناہوں سے محفوظ ہیں لیکن جب کسی بات پر متفق ہو جائیں یعنی ان کا اجماع ہو جائے تو وہ اجماع؛ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی طرح معصوم ہوتا ہے۔

امام ابو الحسن علی بن خلف بن عبد الملک بن بطال البکری القرطبی رحمہ اللہ (ت449ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ إِجْمَاعَهُمْ مَعْصُوْمٌ كَمَا أَجْمَعُوْا عَلَى مُصْحَفِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَمَنَعُوْا مِمَّا عَدَاهُ،

---

[12] التفسیر الکبیر للرازی: ج29 ص191 سورۃ الحدید، رقم الآیۃ10

[13] جامع الترمذی: رقم الحدیث3858

فَانْعَقَدَ الْإِجْمَاعُ عَلٰى ذٰلِكَ وَلَزِمَتِ الْحُجَّةُ بِهٖ. [14]

ترجمہ: ان (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کا اجماع معصوم ہے جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مصحفِ عثمانی رضی اللہ عنہ پر اجماع کیا اور اس کے علاوہ (دیگر مصاحف کو اپنانے) سے رک گئے۔ تو (اس طرح) اس پر اجماع منعقد ہو گیا اور یہ اجماع دلیل قرار پایا۔

امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت676ھ) فرماتے ہیں:

وَأَمَّا أَنَّهُمْ يَنْسَخُوْنَ مِنْ تِلْقَاءِ أَنْفُسِهِمْ فَمَعَاذَ اللهِ لِأَنَّهٗ إِجْمَاعٌ عَلَى الْخَطَأِ وَهُمْ مَعْصُوْمُوْنَ مِنْ ذٰلِكَ. [15]

ترجمہ: باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کسی چیز کو اپنی طرف سے منسوخ قرار دیں -معاذ اللہ ایسا نہیں ہو سکتا- کیونکہ اس صورت میں یہ خطا پر اجماع ہو گا اور صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) اس سے بچائے گئے ہیں۔

نوٹ:

صحابہ کرام اور اہلِ بیتِ عظام رضی اللہ عنہم کے متعلق اھل السنۃ والجماعۃ کے عقائد کی مزید تفصیل اور دلائل کے لیے پر میری تصنیف "دس عقائد و نظریات" ملاحظہ فرمائیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ وَأَزْوَاجِهٖ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَأَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

---

[14] شرح صحیح البخاری لابن بطال: ج8 ص396 کتاب الحدود

[15] شرح النووی علی صحیح مسلم: ج1 ص478 باب طلاق الثلاث

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمومی فضائل

1: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خدا کی منتخب جماعت

امام ابو داؤد سلیمان بن داؤد بن الجارود الطیالسی رحمہ اللہ (ت 204ھ) روایت کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ نَظَرَ فِي قُلُوْبِ الْعِبَادِ فَاخْتَارَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَهُ بِرِسَالَاتِهِ وَانْتَخَبَهُ بِعِلْمِهِ ثُمَّ نَظَرَ فِيْ قُلُوْبِ النَّاسِ بَعْدَهُ فَاخْتَارَ لَهُ أَصْحَابَهُ فَجَعَلَهُمْ أَنْصَارَ دِينِهِ وَوُزَرَاءَ نَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [16]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ اللہ عزّوجلّ نے بندوں کے دلوں پر نظر فرمائی تو ان میں سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چن لیا، اور انہیں اپنی رسالت کے لیے مبعوث فرمایا، اور انہیں اپنے علم کی بنا پر منتخب کیا (کہ رسالت کا حق ادا کرنے کے لیے سب سے لائق وہی ہیں)۔ پھر ان کے بعد اللہ نے لوگوں کے دلوں پر نظر فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آپ کے صحابہ کو چن لیا، اور انہیں اپنے دین کا مددگار اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وزیر بنا دیا۔

2: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باعثِ امن ہیں

امام ابو الحجاج مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ صَلَّيْنَا الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ... فَقَالَ: النُّجُومُ أَمَنَةٌ لِلسَّمَاءِ فَإِذَا ذَهَبَتْ النُّجُوْمُ أَتَى السَّمَاءَ مَا تُوْعَدُ وَأَنَا أَمَنَةٌ لِأَصْحَابِيْ فَإِذَا ذَهَبْتُ أَتَى أَصْحَابِيْ مَا يُوْعَدُوْنَ وَأَصْحَابِيْ أَمَنَةٌ لِأُمَّتِيْ فَإِذَا ذَهَبَ أَصْحَابِيْ أَتَى أُمَّتِي مَا يُوْعَدُوْنَ. [17]

3: ترجمہ: حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ہم نے ایک مرتبہ اللہ کے رسول صلی اللہ

---

[16] مسند ابی داؤد الطیالسی: ج1 ص130 رقم الحدیث 243

[17] صحیح مسلم: رقم الحدیث 4596

علیہ وسلم کے ساتھ نماز مغرب ادا کی.... اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ستارے آسمان کے لیے امن کا باعث ہیں کیونکہ جب ستارے جھڑ جائیں گے تو آسمان پر وعدہ فنا پورا ہو جائے گا۔ اور میں اپنے اصحاب (رضی اللہ عنہم) کے لیے امن کا باعث ہوں اور جب میں اس دنیا سے کوچ کر جاؤں گا تو میرے اصحاب پر مشکلات و آزمائش کا وعدہ پورا کیا جائے گا اسی طرح میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) میری امت کے لیے باعث امن ہیں جب میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) بھی یہ دنیا چھوڑ جائیں گے تو میری امت پر اختلافات و مصائب کا وعدہ پورا کیا جائے گا۔

3: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا امتیازی مقام

علامہ نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی رحمہ اللہ (ت 807ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ نَظَرَ فِي قُلُوْبِ الْعِبَادِ فَوَجَدَ قَلْبَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرَ قُلُوْبِ الْعِبَادِ فَاصْطَفَاهُ لِنَفْسِهٖ وَابْتَعَثَهٗ بِرِسَالَاتِهٖ ثُمَّ نَظَرَ فِي قُلُوْبِ الْعِبَادِ بَعْدَ قَلْبِ مُحَمَّدٍ فَوَجَدَ قُلُوْبَ أَصْحَابِهٖ خَيْرَ قُلُوْبِ الْعِبَادِ فَجَعَلَهُمْ وُزَرَاءَ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [18]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں پر نظر انتخاب فرمائی تو ان میں سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مبارک کو سب لوگوں کے دلوں سے بہترین پایا چنانچہ انہیں نبوت و رسالت کے لیے منتخب فرمایا پھر اس کے بعد لوگوں کے دلوں پر نظر انتخاب فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کے دلوں کو (انبیاء و رسل علیہم السلام کے علاوہ) تمام لوگوں کے دلوں میں سب سے اچھا پایا چنانچہ انہیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رفیق کار بنا دیا۔

4: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اوصاف؛ اتباع اور فتنوں سے حفاظت

امام حسین بن مسعود بن محمد بغوی شافعی رحمہ اللہ (ت 510ھ) نقل کرتے ہیں:

---

[18] مجمع الزوائد للہیثمی: ج 1 ص 428 رقم الحدیث 832

قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: مَنْ كَانَ مُسْتَنًّا فَلْيَسْتَنَّ بِمَنْ قَدْ مَاتَ فَإِنَّ الْحَيَّ لَا تُؤْمَنُ عَلَيْهِ الْفِتْنَةُ أُولٰئِكَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوْا أَفْضَلَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبَرَّهَا قُلُوبًا وَأَعْمَقَهَا عِلْمًا وَأَقَلَّهَا تَكَلُّفًا قَوْمٌ اخْتَارَهُمُ اللهُ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِإِقَامَةِ دِينِهٖ فَاعْرِفُوْا لَهُمْ فَضْلَهُمْ وَاتَّبِعُوْهُمْ عَلٰى آثَارِهِمْ وَتَمَسَّكُوا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ أَخْلَاقِهِمْ وَسِيَرِهِمْ فَإِنَّهُمْ كَانُوْا عَلَى الْهُدَى الْمُسْتَقِيْمِ. [19]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (انہوں نے تابعین کرام رحمہم اللہ کو یہ نصیحت فرمائی کہ تم میں سے) ہر وہ شخص جو کسی کے طریقے کو اپنانا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ ان لوگوں کے طریقے کو اپنائے جو دنیا سے جا چکے ہوں (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کیونکہ جو لوگ زندہ ہیں (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد والے لوگ) ان کے بارے میں قطعی وثوق کے ساتھ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ آزمائش وابتلاء کا شکار نہیں ہوں گے۔ ہاں! جو لوگ یہ دنیا چھوڑ کر جا چکے ہیں وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جو اس امت کے افضل ترین لوگ ہیں، ان کے دل نیکیوں (ہر طرح کی خیر وبرکت) سے مالا مال ہیں، (دین کے مبارک) علم کی گہرائیوں میں اتر کر امت کی رہنمائی کرنے والے ہیں، تکلفات کے بجائے سادگی کے خوگر ہیں۔

ایسی عظیم قوم ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بطور خاص اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیت اور دین اسلام کی اقامت (اشاعت، حفاظت اور غلبہ) کے لیے از خود منتخب کیا ہے۔ اس لیے ان کی قدر اور فضیلت کو خوب اچھی طرح پہچانو! ان کے نقش قدم پر چلو! اور ان جیسے اخلاق و کردار اپنانے کی پوری کوشش کرو! یقیناً وہ لوگ سیدھے (جنت جانے والے) راستے پر گامزن تھے۔

5: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اعمال کا شرف

امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث سجستانی رحمہ اللہ (ت 275ھ) روایت کرتے ہیں:

---

[19] تفسیر البغوی: ج2 ص453 تحت سورۃ یوسف، رقم الآیۃ 108

قَالَ (سَعِيدٌ): لَمَشْهَدُ رَجُلٍ مِنْهُمْ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْبَرُّ فِيْهِ وَجْهُهُ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ عُمُرَهُ وَلَوْ عُمِّرَ عُمُرَ نُوْحٍ. [20]

ترجمہ: حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قسم بخدا! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جو صحابی رضی اللہ عنہ؛ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کسی غزوہ میں شریک ہوئے جہاں کی گرد وغبار ان کے کپڑوں اور جسم پر پڑی ہو، اس صحابی رضی اللہ عنہ کا یہ عمل تمہارے (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ لوگ مراد ہیں) زندگی بھر کے تمام اعمالِ حسنہ سے بہتر ہے اگرچہ تم میں سے کسی کو عمرِ نوح (1000 سال) بھی دے دی گئی ہو (اور وہ ایک ہزار سال تک نیک اعمال کرتا رہے تب بھی صحابی رضی اللہ عنہ کے برابر اجر وثواب حاصل نہیں کر سکتا)

6: مہاجرین وانصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے دعائے نبوی

1: امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سَورہ ترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَحْفِرُ الْخَنْدَقَ وَنَحْنُ نَنْقُلُ التُّرَابَ وَيَمُرُّ بِنَا فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشَ الْآخِرَهْ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ. [21]

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم خندق کھود رہے تھے اور ہم مٹی اٹھا کر لے جا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس سے گزرتے ہوئے فرما رہے تھے: اے اللہ! اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے، انصار اور مہاجرین کو بخش دے۔

2: امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سَورہ ترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشَ

---

[20] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 4650

[21] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3856

الْآخِرَهْ فَأَكْرِمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ. [22]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: اے اللہ! اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے، انصار اور مہاجرین کو عزت واکرام عطا فرما۔

7: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم؛ جہنم سے نجات یافتہ طبقہ

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سَورہ ترمذی رحمہ اللہ (ت279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَآنِي. [23]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: آگ (جہنم) اس مسلمان کو نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا ہو۔

فائدہ: رؤیت سے مراد "رؤیت عرفی" یعنی ملاقات ہے، "رؤیت حقیقی" یعنی آنکھوں سے دیکھنا مراد نہیں۔

8: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم؛ عہد نبوت کی مبارک ہستیاں

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سَورہ ترمذی رحمہ اللہ (ت279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَأْتِي قَوْمٌ بَعْدَ ذٰلِكَ تَسْبِقُ أَيْمَانُهُمْ شَهَادَاتِهِمْ أَوْ شَهَادَاتُهُمْ أَيْمَانَهُمْ. [24]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے

---

[22] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3857

[23] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3858

[24] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3859

بہتر لوگ میرے زمانے کے لوگ ہیں، پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے، پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے۔ پھر ان کے بعد ایسے لوگ آئیں گے کہ ان کی قسمیں ان کی گواہیوں سے پہلے یا ان کی گواہیاں ان کی قسموں سے پہلے ہوں گی۔

9: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کا نبوی حکم

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ ترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَللهَ اَللهَ فِي أَصْحَابِيْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا بَعْدِيْ فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ أَحَبَّهُمْ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِيْ أَبْغَضَهُمْ وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللهَ وَمَنْ آذَى اللهَ فَيُوْشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ. [25]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو، میرے بعد انہیں (تنقید وطعن کا) نشانہ نہ بناؤ۔ جس نے ان سے محبت کی تو اس نے میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا تو اس نے میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا۔ اور جس نے انہیں تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی، اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ کو تکلیف دی، اور جس نے اللہ کو تکلیف دی تو قریب ہے کہ اللہ اسے پکڑ لے۔

10: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم؛ دنیا و آخرت کے رہنما

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ ترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِيْ يَمُوْتُ بِأَرْضٍ إِلَّا بُعِثَ قَائِدًا وَنُوْرًا لَهُمْ يَوْمَ القِيَامَةِ. [26]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن بریدہ اپنے والد (حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی

---

[25] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3862

[26] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3865

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ میں سے جو شخص بھی کسی زمین (ملک) میں وفات پاتا ہے تو وہ قیامت کے دن ان لوگوں کے لیے قائد (رہنما) اور نور (روشنی) بنا کر اٹھایا جائے گا۔

11: مہاجرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی رحمہ اللہ (ت 235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ قَالَ: اَلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مَعَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ. [27]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ آیتِ کریمہ کے بارے میں روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر کے آئے۔

12: انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت ایمان کا معیار

امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حُبُّ الْأَنْصَارِ إِيْمَانٌ وَبُغْضُهُمْ نِفَاقٌ. [28]

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انصار سے محبت ایمان ہے اور ان سے بغض رکھنا نفاق ہے۔

13: انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تکریم کا نبوی حکم

امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيُّ، وَهُوَ أَحَدُ الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ

---

[27] مصنف ابن ابی شیبۃ: ج17 ص260 باب فی المہاجرین رضی اللہ عنہم، رقم الحدیث 33015

[28] فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل: ص997 رقم الحدیث 1417

تِيبَ عَلَيْهِمْ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا عَاصِبًا رَأْسَهُ فَقَالَ فِي خُطْبَتِهِ: أَمَّا بَعْدُ! يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ فَإِنَّكُمْ قَدْ أَصْبَحْتُمْ تَزِيْدُوْنَ وَأَصْبَحَتِ الْأَنْصَارُ لَا تَزِيْدُ عَلٰى هَيْئَتِهَا الَّتِيْ هِيَ عَلَيْهَا الْيَوْمَ وَإِنَّ الْأَنْصَارَ عَيْبَتِي الَّتِيْ أَوَيْتُ إِلَيْهَا فَأَكْرِمُوْا كَرِيْمَهُمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ. [29]

ترجمہ: امام زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے عبد اللہ بن کعب بن مالک انصاری رحمہ اللہ نے خبر دی — اور وہ ان تین صحابہ میں سے ہیں جن کی توبہ قبول ہوئی — کہ انہیں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اس حال میں باہر تشریف لائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سرِ مبارک پر کپڑا باندھ رکھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: امابعد! اے مہاجرین کے گروہ! تم تعداد میں بڑھ رہے ہو، جبکہ انصار اپنی اسی حالت پر ہیں جس پر آج ہیں (ان کی تعداد میں اضافہ نہیں ہو رہا)، اور بے شک انصار میری وہ خاص جماعت ہیں جن میں میں نے پناہ لی۔ ان کے نیکوں کی عزت کرو اور ان کے خطاکاروں سے درگزر کرو۔

14: انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے دعائے مغفرت

امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ كَتَبَ إِلٰى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ زَمَنَ الْحَرَّةِ يُعَزِّيْهِ فِيمَنْ قُتِلَ مِنْ وَلَدِهٖ وَقَوْمِهٖ وَقَالَ: أُبَشِّرُكَ بِبُشْرٰى مِنَ اللهِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَلِأَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ وَاغْفِرْ لِنِسَاءِ الْأَنْصَارِ وَنِسَاءِ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ وَنِسَاءِ أَبْنَاءِ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ. [30]

ترجمہ: نضر بن انس بن مالک رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے واقعۂ حرہ کے

---

[29] فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل: ص994، 995 رقم الحدیث 1412

[30] فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل: ص998 رقم الحدیث 1419

زمانے میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھا، جس میں انہوں نے ان کے بیٹوں اور قوم میں سے شہید ہونے والوں پر تعزیت کی اور فرمایا: "میں تمہیں اللہ کی طرف سے ایک خوشخبری دیتا ہوں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اے اللہ! انصار کو بخش دے، اور انصار کے بیٹوں کو بخش دے، اور انصار کی عورتوں کو بخش دے، اور انصار کے بیٹوں کی عورتوں کو بخش دے، اور انصار کے پوتوں کی عورتوں کو بھی بخش دے۔

15: انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت؛ ایمانی حق

امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُجَيٍّ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَلِلْأَنْصَارِ عَلَيْهِ حَقٌّ. [31]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن نُجَیّ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کوئی بھی مؤمن ایسا نہیں مگر اس پر انصار کا حق (اور احسان) لازم ہے۔

16: انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت؛ محبتِ خداوندی

امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ رحمہ اللہ (ت 273ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحَبَّ الْأَنْصَارَ أَحَبَّهُ اللهُ وَمَنْ أَبْغَضَ الْأَنْصَارَ أَبْغَضَهُ اللهُ. [32]

ترجمہ: حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص انصار سے محبت کرے گا، اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے گا، اور جو شخص انصار سے بغض رکھے گا، اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھے گا۔

17: انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت اور قربِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ رحمہ اللہ (ت 273ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

---

[31] فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل: ص996 رقم الحدیث 1415

[32] سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 163

عَنْ عَبْدِ الْمُهَيْمِنِ بْنِ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْأَنْصَارُ شِعَارٌ وَالنَّاسُ دِثَارٌ وَلَوْ أَنَّ النَّاسَ اسْتَقْبَلُوا وَادِيًا أَوْ شِعْبًا وَاسْتَقْبَلَتِ الْأَنْصَارُ وَادِيًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ وَلَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَءًا مِنَ الْأَنْصَارِ. [33]

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انصار میرے خاص اور قریبی ساتھی ہیں، جبکہ دوسرے لوگ بیرونی پردے کی مانند ہیں۔ اگر تمام لوگ کسی وادی یا گھاٹی کا راستہ اختیار کریں اور انصار کسی دوسری وادی کا راستہ اختیار کریں تو میں انصار کی وادی کا راستہ اختیار کروں گا۔ اور اگر ہجرت کا شرف نہ ہوتا تو میں خود کو انصار میں سے ایک شخص شمار کرتا۔

18: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تنقیص؛ موجبِ لعنت کام

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سَورہ ترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَسُبُّوْنَ أَصْحَابِي فَقُوْلُوْا: لَعْنَةُ اللهِ عَلٰى شَرِّكُمْ. [34]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا بھلا کہتے ہیں تو کہو: تمہارے سب سے بدتر لوگوں پر اللہ کی لعنت ہو۔

19: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سَبّ و شتم کی ممانعت

1: امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ رحمہ اللہ (ت 273ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَسُبُّوْا أَصْحَابِيْ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ

---

[33] سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 164

[34] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3866

بِيَدِهٖ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ. [35]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کر دے تو بھی وہ میرے کسی صحابی کے ایک مُدّ (ایک پیمانہ) بلکہ آدھے مُدّ کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔

2: امام ابوعبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ رحمہ اللہ (ت 273ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ نُسَيْرِ بْنِ ذُعْلُوقٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ: لَا تَسُبُّوْا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمُقَامُ أَحَدِهِمْ سَاعَةً خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ عُمُرَهٗ. [36]

ترجمہ: نُسَیر بن ذُعلوق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو برا بھلا نہ کہو، کیونکہ ان میں سے کسی ایک کا ایک گھڑی (یا ایک لمحہ) ٹھہرنا اور دین کی خدمت میں شریک ہونا تم میں سے کسی شخص کی پوری عمر کے عمل سے بہتر ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

[35] سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 161

[36] سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 162

اہلِ بیت کرام رضی اللہ عنہم کے عمومی فضائل

1: اہلِ بیت کرام رضی اللہ عنہم سے محبت

امام ابو الحجاج مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ يَزِيْدَ بْنِ حَيَّانَ قَالَ: انْطَلَقْتُ أَنَا وَحُصَيْنُ بْنُ سَبْرَةَ وَعُمَرُ بْنُ مُسْلِمٍ إِلٰى زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ فَلَمَّا جَلَسْنَا إِلَيْهِ قَالَ لَهُ حُصَيْنٌ: لَقَدْ لَقِيْتَ يَا زَيْدُ خَيْرًا كَثِيْرًا رَأَيْتَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَمِعْتَ حَدِيْثَهٗ وَغَزَوْتَ مَعَهٗ وَصَلَّيْتَ خَلْفَهٗ لَقَدْ لَقِيْتَ يَا زَيْدُ خَيْرًا كَثِيْرًا حَدِّثْنَا يَا زَيْدُ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي! وَاللهِ لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّي وَقَدُمَ عَهْدِي وَنَسِيْتُ بَعْضَ الَّذِي كُنْتُ أَعِيْ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا حَدَّثْتُكُمْ فَاقْبَلُوْا وَمَا لَا فَلَا تُكَلِّفُوْنِيْهِ ثُمَّ قَالَ: قَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فِيْنَا خَطِيْبًا بِمَاءٍ يُدْعٰى خُمًّا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَوَعَظَ وَذَكَّرَ ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ! أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوْشِكُ أَنْ يَّأْتِيَ رَسُوْلُ رَبِّيْ فَأُجِيْبَ وَأَنَا تَارِكٌ فِيْكُمْ ثَقَلَيْنِ: أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللهِ فِيْهِ الْهُدٰى وَالنُّوْرُ فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللهِ وَاسْتَمْسِكُوا بِهٖ فَحَثَّ عَلٰى كِتَابِ اللهِ وَرَغَّبَ فِيْهِ.

ثُمَّ قَالَ: وَأَهْلُ بَيْتِيْ أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِيْ أَهْلِ بَيْتِيْ أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِيْ أَهْلِ بَيْتِيْ أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِيْ أَهْلِ بَيْتِيْ فَقَالَ لَهُ حُصَيْنٌ: وَمَنْ أَهْلُ بَيْتِهٖ؟ يَا زَيْدُ أَلَيْسَ نِسَاؤُهٗ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهٖ؟ قَالَ: نِسَاؤُهٗ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهٖ وَلٰكِنْ أَهْلُ بَيْتِهٖ مَنْ حُرِمَ الصَّدَقَةَ بَعْدَهٗ قَالَ: وَمَنْ هُمْ؟ قَالَ: هُمْ آلُ عَلِيٍّ وَ آلُ عَقِيْلٍ وَ آلُ جَعْفَرٍ وَ آلُ عَبَّاسٍ قَالَ: كُلُّ هٰؤُلَاءِ حُرِمَ الصَّدَقَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ. [37]

ترجمہ: یزید بن حیان رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میں اور حصین بن سبرہ رحمہ اللہ اور عمر بن مسلم رحمہ اللہ، زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ جب ہم ان کے پاس بیٹھ گئے تو حصین رحمہ اللہ نے ان سے کہا: اے زید! آپ

[37] صحیح مسلم: رقم الحدیث 6304

نے بہت بڑی خیر پائی ہے؛ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ کی حدیث سنی، آپ کے ساتھ جہاد کیا اور آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔ بے شک آپ نے بہت بڑی خیر حاصل کی ہے۔ اے زید! ہمیں وہ باتیں بیان کیجیے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوں۔ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے میرے بھتیجے! اللہ کی قسم، میری عمر بہت بڑھ چکی ہے، میرا زمانہ گزر چکا ہے اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ یاد رکھتا تھا اس میں سے کچھ بھول بھی گیا ہوں۔ لہٰذا جو بات میں تمہیں بیان کروں اسے قبول کرنا، اور جسے بیان نہ کروں اس پر مجھے مجبور نہ کرنا۔ پھر انہوں نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے، ایک ایسے پانی کے کنارے جسے خُمّ کہا جاتا تھا، جو مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی، وعظ فرمایا اور نصیحت کی، پھر فرمایا:

امابعد! سن لو اے لوگو! میں ایک بشر ہوں، قریب ہے کہ میرے رب کا بھیجا ہوا میرے پاس آئے اور میں اس کی پکار پر لبیک کہہ دوں۔ اور میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ ان میں پہلی اللہ کی کتاب ہے، جس میں ہدایت اور نور ہے، پس تم اللہ کی کتاب کو مضبوطی سے تھام لو اور اسی کو پکڑے رکھو۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی کتاب کی بہت تاکید فرمائی اور اس کی رغبت دلائی۔

پھر فرمایا: اور میرے اہلِ بیت۔ میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر اپنے اہلِ بیت کے بارے میں یاد دہانی کراتا ہوں، میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر اپنے اہلِ بیت کے بارے میں یاد دہانی کراتا ہوں، میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر اپنے اہلِ بیت کے بارے میں یاد دہانی کراتا ہوں۔

اس پر حصین رحمہ اللہ نے کہا: اے زید! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت کون ہیں؟ کیا آپ کی بیویاں آپ کے اہلِ بیت میں شامل نہیں ہیں؟ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کی بیویاں بھی آپ کے اہلِ بیت میں شامل ہیں، لیکن آپ کے اہلِ بیت وہ ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام کیا گیا ہے۔ پوچھا گیا: وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: وہ علی رضی اللہ عنہ کی آل، عقیل رضی اللہ عنہ کی آل، جعفر رضی اللہ عنہ کی آل اور عباس رضی اللہ عنہ کی آل ہیں۔ حصین رحمہ اللہ نے پوچھا: کیا ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ انہوں نے فرمایا: جی ہاں۔

2: اہلِ بیت کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کا نبوی حکم

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ ترمذی رحمہ اللہ (ت279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحِبُّوا اللهَ لِمَا يَغْذُوْكُمْ مِنْ نِعَمِهٖ وَأَحِبُّونِيْ بِحُبِّ اللهِ وَأَحِبُّوْا أَهْلَ بَيْتِيْ لِحُبِّيْ. [38]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ سے محبت کرو اس لیے کہ وہ تمہیں اپنی نعمتوں سے رزق دیتا ہے، اور مجھ سے محبت کرو اللہ کی محبت کی وجہ سے، اور میرے اہلِ بیت سے محبت کرو میری محبت کی وجہ سے۔

3: اہلِ بیت کرام رضی اللہ عنہم سے حسنِ سلوک کا نبوی حکم

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ ترمذی رحمہ اللہ (ت279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَلَا إِنَّ عَيْبَتِي الَّتِيْ آوِي إِلَيْهَا أَهْلُ بَيْتِيْ وَإِنَّ كَرِشِي الْأَنْصَارُ فَاعْفُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ وَاقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ. [39]

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خبردار! میرے اہلِ بیت میرے رازدار اور میرے سہارے ہیں جن کی طرف میں پناہ لیتا ہوں، اور انصار میرے خاص ساتھی اور معتمد ہیں؛ لہٰذا ان کے خطاکاروں سے درگزر کرو اور ان کے نیک لوگوں کی نیکی کو قبول کرو۔

4: اہلِ بیت کرام رضی اللہ عنہم کے بارے نبوی وصیت

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی رحمہ اللہ (ت235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا افْتَتَحَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

---

[38] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3789

[39] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3907

مَكَّةَ انْصَرَفَ إِلَى الطَّائِفِ فَحَاصَرَهَا سَبْعَ عَشْرَةَ أَوْ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ فَلَمَّا لَمْ يَفْتَحْهَا ارْتَحَلَ رَوْحَةً أَوْ غَدْوَةً فَنَزَلَ ثُمَّ هَجَّرَ ثُمَّ قَالَ:أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَأُوصِيكُمْ بِعِتْرَتِي خَيْرًا وَإِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْحَوْضُ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتُقِيمُنَّ الصَّلَاةَ وَلَتُؤْتُنَّ الزَّكَاةَ أَوْ لَأَبْعَثَنَّ إِلَيْكُمْ رَجُلًا مِنِّي أَوْ كَنَفْسِي فَلَيَضْرِبَنَّ أَعْنَاقَ مُقَاتِلِيكُمْ وَلَيَسْبِيَنَّ ذَرَارِيَّكُمْ. قَالَ: فَرَأَى النَّاسُ أَنَّهُ أَبُو بَكْرٍ أَوْ عُمَرُ فَأَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: هٰذَا. [40]

ترجمہ: حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ فتح فرمایا تو طائف کی طرف تشریف لے گئے اور سترہ یا اٹھارہ دن اس کا محاصرہ کیے رکھا۔ پھر جب وہ فتح نہ ہوا تو وہاں سے روانہ ہوئے۔ ایک منزل پر قیام کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا: لوگو! میں تم سے پہلے (حوضِ کوثر پر) پہنچنے والا ہوں، اور میں تمہیں اپنے اہلِ بیت کے بارے میں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔ تمہارا وعدہ حوضِ کوثر پر ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم ضرور نماز قائم کرو گے اور زکوٰۃ ادا کرو گے، ورنہ میں تم پر ایک ایسے شخص کو بھیجوں گا جو مجھ ہی میں سے ہے، یا میری جان کی مانند ہے، پھر وہ تمہارے لڑنے والوں کی گردنیں مارے گا اور تمہاری اولاد کو قیدی بنائے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ لوگوں نے گمان کیا کہ اس سے مراد حضرت ابو بکر یا حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہیں، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: یہ ہیں۔

5: اہلِ بیت کرام رضی اللہ عنہم سے محبت دنیا و آخرت میں مفید

امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَلٰى هٰذَا الْمِنْبَرِ: مَا بَالُ رِجَالٍ يَقُوْلُوْنَ : إِنَّ رَحِمَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَنْفَعُ قَوْمَهُ. بَلٰى وَاللهِ

[40] مصنف ابن ابی شیبۃ: ج17 ص107 فضائل علی بن ابی طالب رقم الحدیث 32749

إِنَّ رَحِمِيْ مَوْصُوْلَةٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ. وَأَنِّي أَيُّهَا النَّاسُ فَرَطٌ لَكُمْ عَلَي الْحَوْضِ فَإِذَا جِئْتُمْ قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! أَنَا فُلَانٌ وَقَالَ أَخُوْهُ: أَنَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ، قَالَ لَهُمْ: أَمَّا النَّسَبُ فَقَدْ عَرَّفْتُهُ وَ لٰكِنَّكُمْ أَحْدَثْتُمْ بَعْدِيْ وَ ارْتَدَدْتُمُ الْقَهْقَرٰي. [41]

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا": کچھ لوگوں کو کیا ہوا ہے جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت قیامت کے دن ان کے اقرباء کو فائدہ نہیں دے گی؟ کیوں نہیں! اللہ کی قسم! میری قرابت دنیا اور آخرت دونوں میں جڑی ہوئی ہے۔ اور اے لوگو! میں تم سے پہلے حوضِ کوثر پر پہنچوں گا۔ پھر جب تم میرے پاس آؤ گے تو ایک شخص کہے گا: یارسول اللہ! میں فلاں بن فلاں ہوں، اور دوسرا کہے گا: میں فلاں بن فلاں ہوں۔ تو میں کہوں گا: نسب کو تو میں پہچانتا ہوں، لیکن تم نے میرے بعد دین میں نئی باتیں پیدا کیں اور الٹے پاؤں پھر گئے۔

6: اہلِ بیت کرام رضی اللہ عنہم سے محبت ایمانی تقاضا

امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ رحمہ اللہ (ت 273ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نَلْقَى النَّفَرَ مِنْ قُرَيْشٍ وَهُمْ يَتَحَدَّثُوْنَ فَيَقْطَعُوْنَ حَدِيْثَهُمْ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَتَحَدَّثُوْنَ فَإِذَا رَأَوُا الرَّجُلَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِيْ قَطَعُوْا حَدِيْثَهُمْ وَاللهِ لَا يَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ الْإِيْمَانُ حَتّٰى يُحِبَّهُمْ لِلّٰهِ وَلِقَرَابَتِهِمْ مِنِّيْ. [42]

ترجمہ: حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم قریش کے کچھ لوگوں سے ملتے اور وہ باتیں کر رہے ہوتے، لیکن جب وہ ہمارے اہلِ بیت میں سے کسی کو دیکھتے تو اپنی باتیں روک دیتے۔ ہم نے یہ بات

---

[41] مسند احمد: ج10 ص61 رقم الحدیث 11081

[42] سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 140

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ باتیں کرتے ہیں، پھر جب میرے اہلِ بیت میں سے کسی شخص کو دیکھتے ہیں تو اپنی گفتگو روک دیتے ہیں؟ اللہ کی قسم! کسی شخص کے دل میں ایمان داخل نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ وہ ان سے اللہ کے لیے اور میری قرابت کی وجہ سے محبت کرے۔

7: اہلِ بیت کرام رضی اللہ عنہم سے محبت اپنے گھرانے سے زیادہ

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب شامی طبرانی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ نَفْسِهٖ وَأَهْلِي أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهٖ وَعِتْرَتِيْ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ عِتْرَتِهٖ وَذَاتِيْ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ ذَاتِهٖ. [43]

ترجمہ: حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی بندہ اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کی اپنی جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں، اور میرے اہلِ بیت اس کے اپنے اہل سے زیادہ محبوب نہ ہوں، اور میری عترت اس کی اپنی عترت سے زیادہ محبوب نہ ہو، اور میری ذات اس کی اپنی ذات سے زیادہ محبوب نہ ہو۔

8: اہلِ بیت کرام رضی اللہ عنہم سے محبت؛ نبوی شفاعت کا ذریعہ

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب شامی طبرانی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِلْزَمُوْا مَوَدَّتَنَا أَهْلَ الْبَيْتِ فَإِنَّهٗ مَنْ لَقِيَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ يَوَدُّنَا دَخَلَ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِنَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يَنْفَعُ عَبْدًا عَمَلُهٗ إِلَّا بِمَعْرِفَةِ حَقِّنَا. [44]

---

[43] المعجم الاوسط للطبرانی: ج4 ص223 رقم الحدیث 5790

[44] المعجم الاوسط للطبرانی: ج1 ص606 رقم الحدیث 2230

ترجمہ: حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم اہل بیت سے محبت کو لازم پکڑو، کیونکہ جو شخص اللہ سے اس حال میں ملے کہ وہ ہم سے محبت کرتا ہو تو وہ ہماری شفاعت کے ذریعے جنت میں داخل ہو گا، اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کسی بندے کو اس کا عمل فائدہ نہیں دیتا جب تک وہ ہمارے حق کو نہ پہچانے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى أَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى أَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن

امہات المومنین رضی اللہ عنہن کا مقام ومرتبہ:

اسلام کی تاریخ میں بعض شخصیات ایسی ہیں جن کی عظمت صرف ان کے ذاتی کمالات کی وجہ سے نہیں بلکہ اس نسبتِ مبارکہ کی وجہ سے بھی ہے جو انہیں سیدِ کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوئی۔ ان مقدس ہستیوں میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کا مقام نہایت بلند، منفرد اور بے مثال ہے۔ وہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجات ہی نہیں بلکہ پوری امت کی مائیں ہیں۔ قرآنِ کریم نے انہیں "امہات المؤمنین" کا عظیم الشان لقب عطا فرمایا، جو قیامت تک ان کے مقامِ رفعت کا اعلان کرتا رہے گا۔

آج جب ہم اسلام کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے صرف ایک گھریلو زندگی نہیں گزاری بلکہ وہ دینِ اسلام کی حفاظت، تعلیم اور اشاعت کے عظیم فریضے میں براہِ راست شریک رہیں۔ جس گھر میں وحی نازل ہوتی تھی، جہاں حضرت جبرئیل علیہ السلام کی آمد ورفت ہوتی تھی، جہاں قرآنِ کریم کی آیات اترتی تھیں اور جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شب وروز کی زندگی گزرتی تھی، اس گھر کی رازدار اور امین یہی مقدس خواتین تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گھریلو زندگی کے بے شمار احکام، عبادات کی تفصیلات، اخلاقِ نبوی کے روشن نمونے اور خانگی معاملات سے متعلق ہدایات امت تک انہی مبارک ہستیوں کے ذریعے پہنچیں۔ اگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نہ ہوتیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ کا ایک بہت بڑا حصہ امت سے مخفی رہ جاتا۔ اس اعتبار سے وہ امت کی معلمات، مربیات اور دین کی عظیم امانت دار ہیں۔

ان مبارک خواتین نے راحت اور آسائش کی زندگی کو اختیار نہیں کیا بلکہ فقر، قناعت، صبر اور استقامت کا ایسا نمونہ پیش کیا جس کی مثال تاریخ میں کم ملتی ہے۔ بسا اوقات کئی کئی دن گھروں میں چولہا نہ جلتا، فاقوں کی نوبت آتی، دنیاوی آسائشوں کی پیش کش ہوتی، مگر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو دنیا کی تمام نعمتوں پر ترجیح دی۔ انہوں نے تنگی کو برداشت کیا مگر نبوت کے گھرانے سے وابستگی کو کبھی اپنے لیے بوجھ

نہ سمجھا۔

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی عظمت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ انہوں نے امت کی خواتین کے لیے پاکیزگی، حیا، تقویٰ، عبادت، صبر، ایثار اور حسنِ معاشرت کے اعلیٰ ترین نمونے قائم کیے۔ ان کی زندگیاں آج بھی مسلمان خواتین کے لیے مشعلِ راہ ہیں اور قیامت تک رہیں گی۔

اگر آج ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گھریلو زندگی، عبادات، اخلاق، معاملات اور بے شمار دینی احکام کا علم حاصل ہے تو اس میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کا عظیم حصہ شامل ہے۔ وہ صرف تاریخ کی شخصیات نہیں بلکہ امت کی محسنات ہیں۔ ان کی قربانیاں، ان کی خدمات اور ان کا علمی و دینی سرمایہ رہتی دنیا تک امت کے لیے باعثِ ہدایت رہے گا۔

امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کی حیاتِ مبارکہ کا موضوع اپنے اندر ایسی وسعت اور جامعیت رکھتا ہے کہ اس پر مستقل کتابیں تصنیف کی جاسکتی ہیں۔ الحمد للہ اس موضوع پر میری ایک مستقل کتاب "امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن "کے نام سے موجود ہے جس میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے حالاتِ زندگی، فضائل و مناقب، علمی و دینی خدمات اور دیگر متعلقہ مباحث کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ البتہ موجودہ کتاب میں اختصار کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کا صرف اجمالی تعارف، چند نمایاں فضائل اور ان کی اہم خدمات کا مختصر تذکرہ کیا جارہا ہے تاکہ قارئین کو ان مقدس ہستیوں کے مقام و مرتبہ سے بنیادی آگاہی حاصل ہو سکے۔

اگرچہ یہ تعارف مختصر ہے، تاہم اس سے مقصود امت کی ان عظیم ماؤں سے محبت و عقیدت کو تازہ کرنا، ان کے حقوق و فضائل کو اجاگر کرنا اور ان کی پاکیزہ سیرت کے مطالعہ کی طرف توجہ دلانا ہے۔

اس لیے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے محبت کرے، ان کا ادب و احترام ملحوظ رکھے، ان کے فضائل و مناقب کا تذکرہ زندہ رکھے اور ان کی پاکیزہ سیرت کو اپنے لیے نمونۂ عمل بنائے۔

امت کی ان مقدس ماؤں کے حالاتِ زندگی، فضائل و مناقب اور دینی خدمات کا مطالعہ کریں تاکہ ان کے مقام و مرتبہ سے آگاہی حاصل ہو اور ہمارے دلوں میں ان کی محبت اور عقیدت مزید راسخ ہو۔

ام المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب:

آپ کا نام "خدیجہ"، والد کا نام "خویلد" اور والدہ کا نام "فاطمہ" تھا۔

والد کی طرف سے سلسلہ نسب امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) نے یوں نقل کیا ہے:

خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى بْنِ قُصَيِّ بْنِ كِلَابِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبِ بْنِ فِهْرِ بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ. [45]

آپ رضی اللہ عنہا کا سلسلہ نسب والد کی طرف سے چوتھی پشت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ "قُصَيِّ" پر جا کر مل جاتا ہے۔ اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ نسب یہ ہے:

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ قُصَيِّ بْنِ كِلَابِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعبِ بْنِ لُؤَيِّ بْنِ غالِبِ بْنِ فِهْرِ بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ مُدْرِكَةَ بْنِ إِلْيَاسَ بْنِ مُضَرَ بْنِ نِزَارِ بْنِ مَعَدِّ بْنِ عَدْنَانَ. [46]

لقب "طاہرہ":

امام ابو العباس احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک قسطلانی مصری رحمہ اللہ (ت923ھ) لکھتے ہیں:

فَأَمَّا أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ خَدِيْجَةُ، وَأُمُّهَا فَاطِمَةُ بِنْتُ زَائِدَةَ بْنِ الْأَصَمِّ، فَكَانَتْ تُدْعٰى فِي الْجَاهِلِيَّةِ "الطَّاهِرَةَ". [47]

---

[45] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص11 ذکر خدیجۃ بن خویلد

[46] صحیح البخاری: تحت باب مبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

[47] المواھب اللدنیۃ: ج1 ص402 الفصل الثالث فی ذکر ازواجہ الطاھرات

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جن کی والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدۃ بن الاصم ہے؛ انہیں زمانۂ جاہلیت میں "طاہرہ" کہا جاتا تھا۔

ولادت باسعادت:

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ولادت مکہ مکرمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے تقریباً پندرہ سال پہلے ہوئی۔ نکاح کے وقت آپ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس سال اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس سال تھی۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ أَبِي حَبِيْبَةَ مَوْلَى الزُّبَيْرِ، قَالَ: سَمِعْتُ حَكِيْمَ بْنَ حِزَامٍ يَقُوْلُ: تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيْجَةَ، وَهِيَ ابْنَةُ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً، وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُ خَمْسٍ وَعِشْرِيْنَ سَنَةً، وَكَانَتْ خَدِيْجَةُ أَسَنَّ مِنِّيْ بِسَنَتَيْنِ، وَوُلِدَتْ قَبْلَ الْفِيْلِ بِخَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً، وَوُلِدْتُ أَنَا قَبْلَ الْفِيْلِ بِثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً. [48]

ترجمہ: ابو حبیبہ مولیٰ زبیر سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حکیم بن حزام کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا جب وہ چالیس سال کی تھیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت پچیس سال کے تھے۔ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا مجھ (یعنی حکیم بن حزام) سے دو سال بڑی تھیں، وہ واقعۂ فیل سے پندرہ سال پہلے پیدا ہوئیں اور میں واقعۂ فیل سے تیرہ سال پہلے پیدا ہوا تھا۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین بنتی ہیں:

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف زرقانی مالکی رحمہ اللہ (ت1122ھ) لکھتے ہیں:

تَكَلَّمَ وَرَقَةُ بْنُ نَوْفَلٍ، فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَنَا كَمَا ذَكَرْتَ، وَفَضَّلَنَا عَلٰى مَا عَدَدْتَ، فَنَحْنُ سَادَةُ الْعَرَبِ وَقَادَتُهَا، وَأَنْتُمْ أَهْلُ ذٰلِكَ كُلِّهٖ لَا تَنْكُرُ الْعَشِيْرَةَ فَضْلَكُمْ، وَلَا يُرَدُّ أَحَدٌ مِنَ

[48] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص13 ذکر خدیجۃ بن خویلد

النَّاسِ فَخْرُكُمْ وَشَرَفُكُمْ، وَقَدْ رَغِبْنَا فِي الِاتِّصَالِ بِحُبْلِكُمْ وَشَرَفِكُمْ فَاشْهَدُوا عَلَيَّ يَا مُعَاشِرَ قُرَيْشٍ! أَنِّي قَدْ زَوَّجْتُ خَدِيْجَةَ بِنْتَ خُوَيْلِدٍ مِنْ مُحَمَّدٍ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَلٰى أَرْبَعِمِائَةِ دِيْنَارٍ، ثُمَّ سَكَتَ، فَقَالَ أَبُوْ طَالِبٍ: قَدْ أَحْبَبْتُ أَنْ يُشْرِكَكِ عَمُّهَا، فَقَالَ عَنْهَا: اشْهَدُوْا عَلَيَّ يَا مَعَاشِرَ قُرَيْشٍ! أَنِّي قَدْ أَنْكَحْتُ مُحَمَّدًا بْنَ عَبْدِ اللهِ خَدِيْجَةَ بِنْتَ خُوَيْلِدٍ، وَشُهِدَ عَلٰى ذٰلِكَ صَنَادِيْدُ قُرَيْشٍ. [49]

ترجمہ: ورقہ بن نوفل نے (نکاح کے موقع پر) گفتگو کرتے ہوئے کہا: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں ویسا ہی بنایا جیسا آپ نے ذکر کیا، اور ہمیں ان تمام باتوں پر فضیلت دی جو آپ نے شمار کیں۔ پس ہم عرب کے سردار اور پیشوا ہیں، اور آپ (بنو ہاشم) بھی اس تمام (شرف و فضیلت) کے مکمل اہل ہیں۔ کوئی بھی قبیلہ آپ کی فضیلت کا انکار نہیں کر سکتا، اور لوگوں میں سے کوئی بھی آپ کے فخر اور شرف کو مسترد نہیں کر سکتا۔ اور بے شک ہم نے آپ کے خاندان اور شرف کے ساتھ تعلق (رشتہ ازدواج) قائم کرنے کی رغبت کی ہے۔ پس اے قریش کی جماعت! تم مجھ پر گواہ رہنا کہ میں نے خدیجہ بنت خویلد کا نکاح محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے چار سو دینار (مہر) کے عوض کر دیا ہے۔ پھر وہ خاموش ہو گئے۔ تو حضرت ابو طالب نے فرمایا: میری خواہش ہے کہ ان (خدیجہ رضی اللہ عنہا) کے چچا بھی اس (اعلان) میں شریک ہوں۔ تو ان کے چچا (عمرو بن اسد) نے کہا: اے قریش کی جماعت! تم مجھ پر گواہ رہنا کہ میں نے محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نکاح خدیجہ بنت خویلد سے کر دیا ہے، اور اس بات پر قریش کے نامور سرداروں نے گواہی دی۔

ولیمہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا:

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف زرقانی مالکی رحمہ اللہ (ت 1122ھ) لکھتے ہیں

أَنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا تَزَوَّجَهَا ذَهَبَ لِيُخْرِجَ، فَقَالَتْ لَهُ: إِلٰى أَيْنَ يَا مُحَمَّدُ؟ اذْهَبْ

[49] شرح العلامۃ الزرقانی: ج1 ص377 تزوجہ علیہ السلام من خدیجۃ

وَانْحَرْ جَزُوْرًا أَوْ جَزُوْرَيْنِ وَأَطْعِمِ النَّاسَ، فَفَعَلَ وَهُوَ أَوَّلُ وَلِيْمَةٍ أَوْ لَمَهَا. [50]

ترجمہ: بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان (سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا) سے نکاح فرمایا تو آپ باہر تشریف لے جانے لگے۔ اس پر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: "اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کہاں جا رہے ہیں؟ جائیے اور ایک یا دو اونٹ ذبح فرمائیں اور لوگوں کو کھانا کھلائیں۔" چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا، اور یہ سب سے پہلا ولیمہ تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔

قبولِ اسلام:

امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ہشام بن ایوب حِمْیَری مَعَافِرِیّ رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

وَآمَنَتْ بِهِ خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَصَدَّقَتْ بِمَا جَاءَهُ مِنَ اللهِ، وَوَازَرَتْهُ عَلَى أَمْرِهِ، وَكَانَتْ أَوَّلَ مَنْ آمَنَ بِاللهِ وَبِرَسُوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَصَدَّقَ بِمَا جَاءَ مِنْهُ. [51]

ترجمہ: حضرت خدیجہ بنت خویلد (رضی اللہ عنہا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں، اور جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی طرف سے لائے تھے اس کی سچے دل سے تصدیق کی، اور اس (دین کے) کام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھرپور ساتھ دیا۔ وہ سب سے پہلی شخصیت تھیں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کو سچا مانا۔

وفات سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا:

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہجرتِ مدینہ سے تین سال قبل، نماز جنازہ فرض ہونے سے پہلے ماہِ رمضان المبارک میں ہوئی۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہا کی عمر پینسٹھ برس تھی۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں

---

[50] شرح العلامۃ الزرقانی: ج1 ص379 تزوجہ علیہ السلام من خدیجۃ

[51] السیرۃ النبویۃ لابن ھشام: ج1 ص231 اسلام خدیجۃ بنت خویلد

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَالِحٍ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَا: تُوُفِّيَتْ خَدِيْجَةُ لِعَشْرِ خَلَوْنَ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ، وَذٰلِكَ قَبْلَ الْهِجْرَةِ بِثَلَاثِ سِنِيْنَ، وَهِيَ يَوْمَئِذٍ بِنْتُ خَمْسٍ وَسِتِّيْنَ سَنَةً. [52]

ترجمہ: ہمیں محمد بن عمر نے خبر دی، انہوں نے محمد بن صالح اور عبد الرحمٰن بن عبد العزیز سے روایت کی، ان دونوں نے فرمایا: حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کی وفات رمضان المبارک کے دس دن گزرنے کے بعد (یعنی دس رمضان کو) ہوئی، اور یہ ہجرت سے تین سال قبل کا واقعہ ہے، اور اس وقت ان کی عمر پینسٹھ سال تھی۔

مزید لکھتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: تُوُفِّيَتْ خَدِيْجَةُ قَبْلَ أَنْ تُفْرَضَ الصَّلَاةُ، وَذٰلِكَ قَبْلَ الْهِجْرَةِ بِثَلَاثِ سِنِيْنَ. [53]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کی وفات نماز فرض ہونے سے قبل ہوئی، اور یہ ہجرت سے تین سال پہلے کی بات ہے۔

فضائل ام المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا

1: جنتی گھر کی بشارت

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتٰى جِبْرِيْلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! هٰذِهٖ خَدِيْجَةُ قَدْ أَتَتْ مَعَهَا إِنَاءٌ فِيْهِ إِدَامٌ أَوْ طَعَامٌ أَوْ شَرَابٌ فَإِذَا هِيَ أَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ

[52] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص14 ذکر خدیجۃ بن خویلد

[53] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص14 ذکر خدیجۃ بن خویلد

مِنْ رَبِّهَا وَمِنِّيْ وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ. [54]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا: "یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ خدیجہ (رضی اللہ عنہا) آ رہی ہیں، ان کے پاس ایک برتن ہے جس میں سالن یا کھانا یا پینے کی کوئی چیز ہے۔ پس جب وہ آپ کے پاس آجائیں، تو انہیں ان کے رب کی طرف سے اور میری طرف سے سلام کہیے گا، اور انہیں جنت میں خول دار موتی کے بنے ہوئے ایک ایسے گھر کی خوشخبری سنادیجئے جس میں نہ کوئی شور وغل ہوگا اور نہ کوئی مشقت (تکلیف)۔"

2: جنتی پھل کھانے کا اعزاز

علامہ نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی رحمہ اللہ (ت807ھ) فرماتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَطْعَمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيْجَةَ مِنْ عِنَبِ الْجَنَّةِ. [55]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کو جنت کے انگور کھلائے۔

3: بہترین عورت

امام ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيْجَةُ. [56]

---

[54] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3820

[55] مجمع الزوائد للہیثمی: ج9 ص361 رقم الحدیث 15284

[56] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3815

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنے زمانے کی بہترین عورت مریم (علیہا السلام) ہیں، اور (اس امت کی) بہترین عورت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) ہیں۔"

4: اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام

امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ہشام بن ایوب حِمْیَری مَعَافِرِیّ رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ هِشَامٍ: وَحَدَّثَنِيْ مَنْ أَثِقُ بِهٖ أَنَّ جِبْرِيْلَ أَتٰى رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "أَقْرِئْ خَدِيْجَةَ السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا". فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا خَدِيْجَةُ! هٰذَا جِبْرِيْلُ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ مِنْ رَبِّكِ". فَقَالَتْ خَدِيْجَةُ: "اللهُ السَّلَامُ، وَمِنْهُ السَّلَامُ، وَعَلٰى جِبْرِيْلَ السَّلَامُ". [57]

ترجمہ: ابن ہشام فرماتے ہیں: مجھے اس شخص نے بیان کیا جس پر مجھے اعتماد ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا: خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کو ان کے رب کی طرف سے سلام کہیے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے خدیجہ! یہ جبرائیل ہیں جو تمہیں تمہارے رب کی طرف سے سلام کہہ رہے ہیں۔ تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے (جواباً) عرض کیا: اللہ تعالیٰ ہی سلام (سلامتی والا) ہے، اسی کی طرف سے سلامتی ہے، اور جبرائیل پر بھی سلام ہو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

[57] السیرۃ النبویۃ لابن ھشام: ج1 ص 231 اسلام خدیجۃ بنت خویلد

اُمّ المؤمنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب:

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ بْنِ قَيْسِ بْنِ عَبْدِ شَمْسِ بْنِ عَبْدِ وُدِّ بْنِ نَصْرِ بْنِ مَالِكِ بْنِ حِسْلِ بْنِ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ. [58]

ترجمہ: سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدِ وُد بن نصر بن مالک بن حِسل بن عامر بن لؤی۔

ولادت:

آپ رضی اللہ عنہا کی ولادت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت سے 40 سال قبل ہوئی۔

قبولِ اسلام اور بیعت:

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

وَأَسْلَمَتْ بِمَكَّةَ قَدِيمًا وَبَايَعَتْ. [59]

ترجمہ: آپ (سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا) نے مکہ میں ابتدائی دور میں اسلام قبول کیا اور بیعت کی۔

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین بنتی ہیں:

حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں

فَتَزَوَّجَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَتْ أَوَّلَ امْرَأَةٍ تَزَوَّجَهَا بَعْدَ خَدِيجَةَ. [60]

---

[58] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص42 ذکر سودۃ بنت زمعۃ

[59] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص42 ذکر سودۃ بنت زمعۃ

[60] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2546 ترجمۃ سودۃ بنت زمعۃ

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا) سے نکاح فرمایا، اور وہ پہلی خاتون تھیں جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کے بعد نکاح کیا۔

وفات:

امام ابو العباس احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک قسطلانی مصری رحمہ اللہ (ت 923ھ) لکھتے ہیں:

وَرَوَى الْبُخَارِيُّ فِي تَارِيْخِهِ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ إِلٰى سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ هِلَالٍ أَنَّهَا مَاتَتْ فِيْ خِلَافَةِ عُمَرَ، وَجَزَمَ الذَّهَبِيُّ فِي "التَّارِيْخِ الْكَبِيْرِ" بِأَنَّهَا مَاتَتْ فِي آخِرِ خِلَافَةِ عُمَرَ، وَقَالَ ابْنُ سَيِّدِ النَّاسِ: إِنَّهُ الْمَشْهُوْرُ. [61]

ترجمہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں سعید بن ابی ہلال تک صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ ان (سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا) کی وفات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی۔ اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے "التاریخ الکبیر" میں یقین کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ان کی وفات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری دور میں ہوئی، اور ابن سید الناس نے فرمایا کہ یہی بات مشہور ہے۔

فضائل اُمّ المؤمنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

1: سخاوت ودریادلی

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بَعَثَ إِلٰى سَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ بِغِرَارَةٍ مِنْ دَرَاهِمَ، فَقَالَتْ: مَا هٰذِهِ؟ قَالُوْا: دَرَاهِمُ. قَالَتْ: فِي الْغِرَارَةِ مَغْلُ التَّمْرِ، يَا جَارِيَةُ بَلِّغِيْنِي الْقَنَعَ. قَالَ: فَفَرَّقَتْهَا. [62]

---

[61] المواهب اللدنیۃ: ج1 ص405 ذکر ازواجہ الطاہرات وسراریہ المطہرات

[62] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص45 ذکر سودۃ بنت زمعۃ

ترجمہ: محمد بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے پاس دراہم سے بھری ہوئی ایک تھیلی بھیجی۔ انہوں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ لانے والوں نے کہا: دراہم ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کھجوروں والی تھیلی میں دراہم! اے باندی، مجھے پیالہ لا کر دو۔ راوی کہتے ہیں: پھر آپ رضی اللہ عنہا نے وہ سارے دراہم (اسی وقت) تقسیم فرما دیے۔

2: خوشنودی نبوت کا حصول

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) فرماتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهُ وَكَانَ يَقْسِمُ لِكُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا غَيْرَ أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ رِضَا رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [63]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج کے درمیان قرعہ ڈالتے ان میں سے جس کا قرعہ نکلتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے اپنے ہمراہ لے جاتے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج میں سے ہر ایک کے لیے اس کا دن اور رات مقرر فرماتے تھے لیکن حضرت سودہ بنت زمعہ (رضی اللہ عنہا) نے اپنا دن اور رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کو ہبہ کر دیا تھا، اس (ایثار) سے ان کا مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنا تھا۔

---

[63] صحیح البخاری: رقم الحدیث 2593

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب:

امام ابو العباس احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک قسطلانی مصری رحمہ اللہ (ت 923ھ) لکھتے ہیں

عَائِشَةُ بِنْتُ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ أَبِي قُحَافَةَ بْنِ عَامِرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ كَعْبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ تَيْمِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ. [64]

ترجمہ: عائشہ بنت ابی بکر بن ابی قحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مُرہ بن کعب بن لوی۔

کنیت "ام عبد اللہ":

امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث سجستانی رحمہ اللہ (ت 275ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! كُلُّ صَوَاحِبِيْ لَهُنَّ كُنًى، قَالَ: " فَاكْتَنِي بِابْنِكِ عَبْدِ اللهِ"، يَعْنِي ابْنَ أُخْتِهَا، قَالَ مُسَدَّدٌ: عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: فَكَانَتْ تُكَنَّى بِأُمِّ عَبْدِ اللهِ. [65]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میری تمام سہیلیوں (یعنی دیگر ازواج مطہرات) کی کنیتیں ہیں (اور میری کوئی کنیت نہیں)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے بیٹے (یعنی بھانجے) عبد اللہ کے نام پر اپنی کنیت رکھ لو۔ راوی مسدد کہتے ہیں کہ اس سے مراد عبد اللہ بن زبیر تھے۔ چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی کنیت ام عبد اللہ مشہور ہو گئی۔

پیغام نکاح:

حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں:

---

[64] المواهب اللدنية للقسطلاني: ج1 ص402 ذكر ازواجه الطاهرات وسراريه المطهرات

[65] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 4970

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا تُوُفِّيَتْ خَدِيْجَةُ قَالَتْ خَوْلَةُ بِنْتُ حَكِيْمِ بْنِ الْأَوْقَصِ امْرَأَةُ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ وَذٰلِكَ بِمَكَّةَ: أَيْ رَسُوْلَ اللهِ! أَلَا تَزَوَّجُ؟ قَالَ: مَنْ؟ قَالَتْ: إِنْ شِئْتَ بِكْرًا وَإِنْ شِئْتَ ثَيِّبًا. قَالَ: فَمَنِ الْبِكْرُ؟ قَالَتْ: بِنْتُ أَحَبِّ خَلْقِ اللهِ إِلَيْكَ عَائِشَةُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ. قَالَ: وَمَنِ الثَّيِّبُ؟ قَالَتْ: سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ. آمَنَتْ بِكَ وَاتَّبَعَتْكَ. قَالَ: فَاذْهَبِيْ فَاذْكُرِيْهِمَا عَلَيَّ. فَجَاءَتْ، فَدَخَلَتْ بَيْتَ أَبِيْ بَكْرٍ، فَوَجَدَتْ أُمَّ رُوْمَانَ، فَقَالَتْ: مَا أَدْخَلَ اللهُ عَلَيْكُمْ مِنَ الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ. قَالَتْ: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَتْ: أَرْسَلَنِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْطُبُ عَلَيْهِ عَائِشَةَ. قَالَتْ: وَدِدْتُّ، انْتَظِرِيْ أَبَا بَكْرٍ. فَجَاءَ أَبُوْ بَكْرٍ، فَذَكَرَتْ لَهُ، فَقَالَ: وَهَلْ تَصْلُحُ لَهُ وَهِيَ بِنْتُ أَخِيْهِ؟ فَرَجَعَتْ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: قُوْلِيْ لَهُ: أَنْتَ أَخِيْ فِي الْإِسْلَامِ، وَابْنَتُكَ تَحِلُّ لِيْ. فَجَاءَ فَأَنْكَحَهُ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ. [66]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہو گئی تو مکہ مکرمہ میں حضرت عثمان بن مظعون کی زوجہ خولہ بنت حکیم بن اوقص نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ نکاح نہیں کریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کس سے؟ انہوں نے عرض کیا: اگر آپ چاہیں تو کنواری سے اور اگر چاہیں تو بیوہ سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کنواری کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ کی مخلوق میں آپ کو جو سب سے زیادہ محبوب ہیں ان کی بیٹی، یعنی عائشہ بنت ابی بکر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور بیوہ کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا: سودہ بنت زمعہ، جو آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی پیروی کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو جاؤ اور ان دونوں کے ہاں میرا تذکرہ کرو (یعنی پیغام دو)۔

چنانچہ وہ آئیں اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر داخل ہوئیں، وہاں ان کی ملاقات ام رومان (رضی اللہ عنہا) سے ہوئی۔ خولہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں پر کیسی خیر اور برکت نازل فرمائی ہے۔ ام رومان نے

---

[66] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2574 ترجمۃ عائشۃ بنت ابی بکر الصدیق

پوچھا: وہ کیا؟ خولہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عائشہ کے لیے نکاح کا پیغام دے کر بھیجا ہے۔ ام رومان نے کہا: میں بھی یہی چاہتی ہوں، ابو بکر کا انتظار کر لو۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے تو خولہ نے ان سے اس بات کا ذکر کیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا عائشہ ان کے لیے حلال ہے جبکہ وہ ان کے (دینی) بھائی کی بیٹی ہے؟

چنانچہ خولہ واپس گئیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان سے جا کر کہو کہ تم اسلام میں میرے بھائی ہو، اور تمہاری بیٹی میرے لیے حلال ہے۔ چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا، اور اس وقت ان کی عمر چھ سال تھی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین بنتی ہیں:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) نقل فرماتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلْنَا فِيْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ خَزْرَجٍ، فَوُعِكْتُ فَتَمَزَّقَ شَعَرِيْ فَوَفٰى جُمَيْمَةً، فَأَتَتْنِيْ أُمِّيْ أُمُّ رُوْمَانَ، وَإِنِّيْ لَفِيْ أُرْجُوْحَةٍ وَمَعِيْ صَوَاحِبُ لِيْ، فَصَرَخَتْ بِيْ فَأَتَيْتُهَا لَا أَدْرِيْ مَا تُرِيْدُ بِيْ، فَأَخَذَتْ بِيَدِيْ حَتّٰى أَوْقَفَتْنِيْ عَلٰى بَابِ الدَّارِ وَإِنِّيْ لَأُنْهِجُ حَتّٰى سَكَنَ بَعْضُ نَفَسِيْ، ثُمَّ أَخَذَتْ شَيْئًا مِنْ مَاءٍ فَمَسَحَتْ بِهٖ وَجْهِيْ وَرَأْسِيْ ثُمَّ أَدْخَلَتْنِي الدَّارَ، فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ، فَقُلْنَ: عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ، وَعَلٰى خَيْرِ طَائِرٍ، فَأَسْلَمَتْنِيْ إِلَيْهِنَّ فَأَصْلَحْنَ مِنْ شَأْنِي، فَلَمْ يَرُعْنِيْ إِلَّا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضُحًى، فَأَسْلَمَتْنِيْ إِلَيْهِ، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ. [67]

ترجمہ: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح فرمایا تو میں چھ سال کی تھی، پھر

[67] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3894

ہم مدینہ آئے اور بنو حارث بن خزرج کے ہاں ٹھہرے۔ وہاں مجھے بخار ہو گیا اور میرے بال جھڑ گئے، پھر میرے بال دوبارہ کندھوں تک آ گئے۔ ایک دن میری والدہ ام رومان میرے پاس آئیں، میں اس وقت اپنی سہیلیوں کے ساتھ جھولے پر تھی۔ انہوں نے مجھے پکارا تو میں ان کے پاس آ گئی، مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ مجھ سے کیا چاہتی ہیں۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور گھر کے دروازے پر لا کر کھڑا کر دیا، میرا سانس پھول رہا تھا اور کچھ دیر بعد بحال ہوا۔ پھر انہوں نے تھوڑا سا پانی لیا اور (گیلا ہاتھ) میرے چہرے اور سر پر پھیرا۔ پھر مجھے گھر کے اندر لے گئیں، تو وہاں انصار کی کچھ عورتیں موجود تھیں، جنہوں نے کہا: خیر وبرکت اور اچھے نصیب پر۔ والدہ نے مجھے ان کے سپرد کیا، انہوں نے میرا بناؤ سنگھار کیا۔ مجھے کسی بات کا علم ہی نہیں تھا کہ چاشت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میری والدہ نے مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا، اور اس وقت میری عمر نو سال تھی۔

وفات:

امام عزالدین علی بن ابی الکرم شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) بیان فرماتے ہیں:

تُوُفِّيَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا سَنَةَ ثَمَانٍ وَخَمْسِينَ لَيْلَةَ الثُّلَاثَاءِ لِسَبْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً خَلَتْ مِنْ رَمَضَانَ وَأُمِرَتْ أَنْ تُدْفَنَ بِالْبَقِيعِ لَيْلًا فَدُفِنَتْ وَصَلَّى عَلَيْهَا أَبُو هُرَيْرَةَ وَنَزَلَ فِي قَبْرِهَا خَمْسَةٌ عَبْدُ اللهِ وَعُرْوَةُ ابْنَا الزُّبَيْرِ وَالْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ [68]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے 58 ہجری، 17 رمضان المبارک منگل کی رات وفات پائی۔ آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ آپ کو رات کے وقت بقیع میں دفن کیا جائے، چنانچہ آپ کو دفن کیا گیا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ آپ کی قبر مبارک میں پانچ افراد اترے: عبداللہ بن زبیر، عروہ بن زبیر، قاسم بن محمد بن ابی بکر، عبداللہ بن محمد بن ابی بکر، اور عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم۔

---

[68] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج5 ص497 رقم الترجمۃ 7096

فضائل اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

1: دنیااور آخرت میں زوجہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کی بشارت

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سَورہ ترمذی رحمہ اللہ (ت279ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ جِبْرِيْلَ، جَاءَ بِصُوْرَتِهَا فِي خِرْقَةِ حَرِيْرٍ خَضْرَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: هٰذِهٖ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ. [69]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام سبز ریشمی کپڑے میں ان کی (سیدہ عائشہ کی) تصویر لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: بیشک یہ دنیااور آخرت میں آپ کی زوجہ ہیں۔

2: مزید آٹھ مبارک خصلتیں اور اعزازات

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: أُعْطِيْتُ خِلَالًا مَا أُعْطِيَتْهَا امْرَأَةٌ، مَلَكَنِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا بِنْتُ سَبْعِ سِنِيْنَ وَأَتَاهُ الْمَلَكُ بِصُوْرَتِيْ فِيْ كَفِّهٖ فَنَظَرَ إِلَيْهَا وَبَنٰى بِيْ لِتِسْعِ سِنِيْنَ، وَرَأَيْتُ جِبْرِيْلَ وَلَمْ تَرَهُ امْرَأَةٌ غَيْرِيْ، وَكُنْتُ أَحَبَّ نِسَائِهٖ إِلَيْهِ وَكَانَ أَبِيْ أَحَبَّ أَصْحَابِهٖ إِلَيْهِ، وَمَرَضَ رَسُوْلُ اللهِ فِيْ بَيْتِيْ فَمَرَّضْتُهٗ فَقُبِضَ وَلَمْ يَشْهَدْهُ غَيْرِيْ وَالْمَلَائِكَةُ. [70]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے کچھ ایسی خصلتیں (فضیلتیں) عطا کی گئی ہیں جو کسی اور عورت کو عطا نہیں کی گئیں۔

1: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے نکاح میں لیا تو میں سات سال کی تھی۔

---

[69] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3880

[70] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص51 باب ذکر ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

2: فرشتہ اپنی ہتھیلی پر میری تصویر لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے اسے دیکھا۔

3: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری رخصتی کی تو میں نو سال کی تھی۔

4: میں نے حضرت جبریل (علیہ السلام) کو دیکھا اور میرے سوا کسی اور عورت نے انہیں نہیں دیکھا۔

5: میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں آپ کو سب سے زیادہ محبوب تھی۔

6: میرے والد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں آپ کو سب سے زیادہ محبوب تھے۔

7: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے حجرے میں بیمار ہوئے تو میں نے آپ کی تیمارداری کی۔

8: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو میرے اور فرشتوں کے سوا کوئی وہاں موجود نہیں تھا۔

3: جبرائیل امین علیہ السلام کا سلام

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) فرماتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا: يَا عَائِشَةُ هٰذَا جِبْرِيْلُ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ فَقَالَتْ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ تَرٰى مَا لَا أَرٰى تُرِيْدُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [71]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے عائشہ! یہ جبرائیل (علیہ السلام) ہیں جو تمہیں سلام کہتے ہیں۔ تو انہوں نے عرض کیا: اور ان پر بھی سلام، اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ (پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ دیکھتے ہیں جو میں نہیں دیکھتی۔

4: امت کی تمام عورتوں پر علمی فضیلت

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب شامی طبرانی رحمہ اللہ (ت360ھ) لکھتے ہیں:

---

[71] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3217

عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْ جُمِعَ عِلْمُ نِسَاءِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ فِيهِنَّ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِلْمُ عَائِشَةَ أَكْثَرَ مِنْ عِلْمِهِنَّ. [72]

ترجمہ: امام زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اس امت کی تمام عورتوں کا علم جمع کر لیا جائے، جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج بھی شامل ہوں، تو بھی عائشہ کا علم ان سب کے علم سے زیادہ ہو گا۔

5: مدحِ نبی ﷺ بزبانِ عائشہ ﷺ

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف زرقانی مالکی رحمہ اللہ (ت 1122ھ) لکھتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ مبارک میں یہ اشعار کہے:

وَلَوْ سَمِعُوا فِي مِصْرَ أَوْصَافَ خَدِّهِ
لَمَا بَذَلُوْا فِي سَوْمِ يُوْسُفَ مِنْ نَقْدِ
لَوَاجِي زُلَيْخَا لَوْ رَأَيْنَ جَبِينَهُ
لَآثَرْنَ بِالْقَطْعِ الْقُلُوبَ عَلَى الْأَيْدِيْ [73]

ترجمہ: مصر والے اگر میرے محبوب کے رخسار مبارک کے اوصاف سُن لیتے تو حضرت یوسف علیہ السلام پر سیم و زر کی قیمتیں لگانا بھول جاتے۔ اور زلیخا کو ملامت کرنے والی عورتیں اگر میرے محبوب کی جبینِ مبارک کو دیکھ لیتیں تو ہاتھوں کے بجائے اپنے دل کاٹنے کو ترجیح دیتیں۔

---

[72] المعجم الکبیر للطبرانی: ج10 ص6 رقم الحدیث 18820

[73] شرح العلامۃ الزرقانی: ج4 ص390

اُمّ المؤمنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا

نام ونسب:

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) فرماتے ہیں:

حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بْنِ نُفَيْلِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى بْنِ رِيَاحِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قُرْطِ بْنِ رَزَاحِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ [74]

ترجمہ: حفصہ بنت عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن ریاح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوئی۔

ولادت:

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ وَلَدَتْ حَفْصَةُ وَقُرَيْشٌ تَبْنِي الْبَيْتَ قَبْلَ مَبْعَثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَمْسِ سِنِيْنَ [75]

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حفصہ (رضی اللہ عنہا) کی ولادت اس وقت ہوئی جب قریش بیت اللہ کی (نئے سرے سے) تعمیر کر رہے تھے۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت سے پانچ سال پہلے کی بات ہے۔

قبولِ اسلام:

آپ نے انہی دنوں میں اسلام قبول کیا جب آپ کے والد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے قبول فرمایا۔

---

[74] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص65 باب ذکر ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

[75] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص65 باب ذکر ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین بنتی ہیں:

امام عزالدین علی بن ابی الکرم شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) لکھتے ہیں:

خَطَبَهَا إِلَى عُمَرَ فَتَزَوَّجَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [76]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو رشتے کا پیغام دیا اور پھر ان سے نکاح فرمالیا۔

امام ابوعبد اللہ محمد بن سعد بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) اس نکاح کا وقت یوں بیان فرماتے ہیں:

عَنْ حُسَيْنِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ قَالَ تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَفْصَةَ فِي شَعْبَانَ عَلَى رَأْسِ ثَلَاثِيْنَ شَهْرًا قَبْلَ أُحُدٍ. [77]

ترجمہ: حسین بن ابی حسین سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے شعبان کے مہینے میں غزوہ احد سے پہلے، ہجرت کے تیس مہینے مکمل ہونے پر نکاح فرمایا۔

وفات:

امام ابوعبد اللہ محمد بن سعد بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ تُوُفِّيَتْ حَفْصَةُ فِي شَعْبَانَ سَنَةَ خَمْسٍ وَأَرْبَعِيْنَ فِي خِلَافَةِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ ابْنَةُ سِتِّيْنَ سَنَةً. [78]

ترجمہ: محمد بن عمر بیان کرتے ہیں کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے 45 ہجری کے شعبان میں حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں وفات پائی، اور اس وقت آپ کی عمر ساٹھ برس تھی۔

---

[76] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج5 ص405 رقم الترجمۃ 6855

[77] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص66 باب ذکر ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

[78] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص69 باب ذکر ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

فضائل اُمّ المؤمنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا

1: امتیازی فضیلت پر جبرئیل علیہ السلام کی گواہی

حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) نقل کرتے ہیں:

قَالَ أَبُوْ عُمَرَ: طَلَّقَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَطْلِيْقَةً ثُمَّ ارْتَجَعَهَا وَذٰلِكَ أَنَّ جِبْرِيْلَ قَالَ لَهُ أَرْجِعْ حَفْصَةَ فَإِنَّهَا صَوَّامَةٌ قَوَّامَةٌ وَإِنَّهَا زَوْجَتُكَ فِي الْجَنَّةِ. [79]

ترجمہ: ابو عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو ایک طلاق دی، پھر ان سے رجوع فرمالیا، اور اس کی وجہ یہ تھی کہ جبرائیل امین علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: حفصہ سے رجوع کر لیجیے، کیونکہ بے شک وہ بہت زیادہ روزے رکھنے والی اور کثرت سے راتوں کو قیام کرنے والی ہیں، اور بے شک وہ جنت میں بھی آپ کی زوجہ ہیں۔

2: جمع قرآن میں آپ رضی اللہ عنہا کی معاونت

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) اس تاریخی واقعے کو یوں نقل فرماتے ہیں:

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَدِمَ عَلٰى عُثْمَانَ وَكَانَ يُغَازِيْ أَهْلَ الشَّأْمِ فِي فَتْحِ إِرْمِيْنِيَةَ وَ أَذْرَبِيْجَانَ مَعَ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَأَفْزَعَ حُذَيْفَةَ اخْتِلَافُهُمْ فِي الْقِرَاءَةِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ لِعُثْمَانَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَدْرِكْ هٰذِهِ الْأُمَّةَ قَبْلَ أَنْ يَّخْتَلِفُوْا فِي الْكِتَابِ اخْتِلَافَ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى فَأَرْسَلَ عُثْمَانُ إِلٰى حَفْصَةَ أَنْ أَرْسِلِي إِلَيْنَا بِالصُّحُفِ نَنْسَخُهَا فِي الْمَصَاحِفِ ثُمَّ نَرُدُّهَا إِلَيْكِ فَأَرْسَلَتْ بِهَا حَفْصَةُ إِلٰى عُثْمَانَ فَأَمَرَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَنَسَخُوْهَا فِي الْمَصَاحِفِ،

وَقَالَ عُثْمَانُ لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّيْنَ الثَّلَاثَةِ: إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي شَيْءٍ مِنَ

---

[79] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2470 ترجمۃ حفصۃ بنت عمر

الْقُرْآنِ فَاكْتُبُوهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوا حَتَّى إِذَا نَسَخُوا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ رَدَّ عُثْمَانُ الصُّحُفَ إِلَى حَفْصَةَ وَأَرْسَلَ إِلَى كُلِّ أُفُقٍ بِمُصْحَفٍ مِمَّا نَسَخُوا. [80]

ترجمہ: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ وہ اہل شام اور اہل عراق کے ساتھ مل کر آرمینیا اور آذربائیجان کی فتح کے لیے جہاد کر رہے تھے۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ کو لوگوں کے قرآن کی قراءت میں اختلاف نے گھبراہٹ میں ڈال دیا تھا۔ تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا: اے امیر المؤمنین! اس امت کی خبر لیجیے قبل اس کے کہ وہ اپنی کتاب (قرآن) میں یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح اختلاف کرنے لگیں۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ وہ صحیفے ہمارے پاس بھیج دیں تاکہ ہم ان سے اور مصاحف (نسخے) نقل کر لیں، پھر ہم انہیں آپ کو واپس لوٹا دیں گے۔ تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے وہ صحیفے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیے۔ پھر آپ نے زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر، سعید بن عاص اور عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کو حکم دیا تو انہوں نے ان صحیفوں سے مصاحف میں نقل کیے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قریش کے ان تینوں اشخاص سے فرمایا: جب تمہارا اور زید بن ثابت کا قرآن کے کسی لفظ میں اختلاف ہو جائے تو اسے قریش کی لغت کے مطابق لکھنا، کیونکہ قرآن انہی کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، یہاں تک کہ جب انہوں نے صحیفوں سے مصاحف نقل کر لیے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ اصل صحیفے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو واپس لوٹا دیے، اور جو مصاحف انہوں نے نقل کیے تھے ان میں سے ایک ایک مصحف ہر علاقے کی طرف بھیج دیا۔

---

[80] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4987

اُمّ المؤمنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب:

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

زَيْنَبُ بِنْتُ خُزَيْمَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ هِلَالِ بْنِ عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ. [81]

ترجمہ: زینب بنت خزیمہ بن حارث بن عبد اللہ بن عمرو بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ۔

قبولِ اسلام:

ام المؤمنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کی ولادت چونکہ بعثت نبوی سے 13 سال قبل ہوئی تھی، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت کے کچھ عرصہ بعد جو خوش نصیب افراد ابتدائی دور میں مسلمان ہوئے، ان میں سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ام المؤمنین بنتی ہیں:

امام ابو العباس احمد بن محمد قسطلانی مصری رحمہ اللہ (ت 923ھ) لکھتے ہیں:

فَكَانَتْ تَحْتَ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَحْشٍ فِي قَوْلِ ابْنِ شِهَابٍ قُتِلَ عَنْهَا يَوْمَ أُحُدٍ فَتَزَوَّجَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَنَةَ ثَلَاثٍ. [82]

ترجمہ: ابن شہاب کے قول کے مطابق آپ رضی اللہ عنہا حضرت عبد اللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں، وہ غزوہ احد کے دن شہید ہو گئے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ہجری میں ان سے نکاح فرمالیا۔

---

[81] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص91 باب ذکر ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

[82] المواہب اللدنیہ: ج1 ص411 الفصل الثالث فی ذکر ازواجہ الطاہرات

وفات:

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) اس واقعے کو یوں بیان فرماتے ہیں:

وَتُوُفِّيَتْ فِي آخِرِ شَهْرِ رَبِيْعِ الْآخَرِ عَلٰى رَأْسِ تِسْعَةٍ وَثَلَاثِيْنَ شَهْرًا وَصَلّٰى عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَفَنَهَا بِالْبَقِيْعِ. [83]

ترجمہ: آپ نے (ہجرت کے) انتالیسویں مہینے ربیع الثانی کے آخر میں وفات پائی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور انہیں بقیع میں دفن کیا۔

فضائل اُمّ المؤمنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

1: مساکین کو کھانا کھلانا

امام عز الدین علی بن ابی الکرم شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) لکھتے ہیں:

يُقَالُ لَهَا: أُمُّ الْمَسَاكِيْنِ؛ لِكَثْرَةِ إِطْعَامِهَا الْمَسَاكِيْنَ. [84]

ترجمہ: آپ کو "اُمُّ الْمَسَاکین" (مسکینوں کی ماں) کہا جاتا تھا، کیونکہ آپ مساکین کو بہت زیادہ کھانا کھلاتی تھیں۔

2: کثرتِ صدقہ کا اہتمام

حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں:

وَكَانَتْ يُقَالُ لَهَا أُمُّ الْمَسَاكِيْنِ لِأَنَّهَا كَانَتْ تُطْعِمُهُمْ وَتَتَصَدَّقُ عَلَيْهِمْ. [85]

ترجمہ: آپ کو "ام المساکین" کہا جاتا تھا کیونکہ آپ مساکین کو کھانا کھلاتیں، ان پر کثرت سے صدقہ کرتیں۔

---

[83] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص91، 92 ذکر ازواج رسول اللہ ﷺ، زینب بنت خزیمۃ

[84] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج5 ص402 رقم الترجمۃ 6964

[85] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2520 ترجمۃ زینب بنت خزیمۃ

اُمّ المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب:

امام ابوعبد اللہ محمد بن سعد بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) فرماتے ہیں:

هِنْدُ بِنْتُ أَبِيْ أُمَيَّةَ وَاسْمُهُ سُهَيْلٌ زَادُ الرَّكْبِ ابْنُ الْمُغِيْرَةِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ مَخْزُوْمٍ. [86]

ترجمہ: ہند بنت ابی امیہ ہیں، اور ان (ابو امیہ) کا نام سہیل زاد الرکب بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم ہے۔

کنیت اور ولادت:

ام المؤمنین سیدہ کی کنیت "ام سلمہ" تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا کی ولادت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت سے تقریباً 9 سال قبل ہوئی۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا قبولِ اسلام:

آپ رضی اللہ عنہا کا شمار ابتدائی اسلام لانے والوں میں ہوتا ہے، چنانچہ آپ ابتدائی دور میں ہی اپنے شوہر حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایمان لے آئی تھیں۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا ام المؤمنین بنتی ہیں:

امام ابوعبد اللہ محمد بن سعد بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) لکھتے ہیں:

فَبَعَثَ إِلَيْهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: مَرْحَبًا بِرَسُوْلِ اللهِ وَبِرَسُوْلِهِ أَخْبِرْ رَسُولَ اللهِ أَنِّي امْرَأَةٌ غَيْرٰى وَأَنِّيْ مُصْبِيَةٌ وَأَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَوْلِيَائِيْ شَاهِدٌ فَبَعَثَ إِلَيْهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا قَوْلُكِ إِنِّي مُصْبِيَةٌ فَإِنَّ اللهَ سَيَكْفِيْكِ صِبْيَانَكِ وَأَمَّا قَوْلُكِ إِنِّي غَيْرٰى فَسَأَدْعُو اللهَ أَنْ يُّذْهِبَ غَيْرَتَكِ وَأَمَّا الْأَوْلِيَاءُ فَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْهُمْ شَاهِدٌ وَلَا غَائِبٌ إِلَّا سَيَرْضَانِيْ قَالَ: قَالَتْ: يَا

---

[86] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص69 باب ذکر ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عُمَرُ! قُمْ فَزَوِّجْ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [87]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف پیغام بھیجا تو انہوں نے کہا: رسول اللہ اور ان کے بھیجے ہوئے قاصد کو خوش آمدید۔ رسول اللہ کو خبر کر دیجیے کہ میں ایک غیرت مند عورت ہوں (مراد وہ طبعی غیرت ہے جو ایک سوکن کو دوسری سے ہوتی ہے۔ تو آپ رضی اللہ عنہا کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ بطورِ سوکن رہنا میرے لیے مشکل ہو جائے گا)، اور بچوں والی (ماں) ہوں، اور میرے اولیاء میں سے کوئی بھی یہاں حاضر نہیں ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف (دوبارہ) پیغام بھیجا کہ تمہارا یہ کہنا کہ میں بچوں والی ہوں، تو اللہ تمہارے بچوں کے لیے کافی ہو جائے گا، اور تمہارا یہ کہنا کہ میں غیرت مند ہوں تو میں اللہ سے دعا کروں گا کہ وہ تمہاری غیرت کو دور فرمادے، اور رہے اولیاء، تو ان میں سے جو حاضر ہے یا غائب ہے، کوئی بھی ایسا نہیں جو مجھ سے راضی نہ ہو۔ راوی کہتے ہیں، تب ام سلمہ نے (اپنے بیٹے سے) کہا: اے عمر! اٹھو اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے (میرا) نکاح کر دو۔

وفات:

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ نَافِعٍ قَالَ: مَاتَتْ أُمُّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَنَةِ تِسْعٍ وَخَمْسِينَ فَصَلَّى عَلَيْهَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِالْبَقِيْعِ. [88]

ترجمہ: محمد بن عمر نے ہمیں خبر دی، ان سے عبد اللہ بن نافع نے اپنے والد سے بیان کیا، انہوں نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سنہ انسٹھ (59) ہجری میں وفات پائی، پس حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بقیع کے مقام پر ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

---

[87] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص71 باب ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[88] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص76 باب ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فضائل اُمّ المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا

1: خدمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مثالی جذبہ

امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی رحمہ اللہ (ت 275ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ سَفِيْنَةَ قَالَ: كُنْتُ مَمْلُوْكًا لِأُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ: أُعْتِقُكَ وَأَشْتَرِطُ عَلَيْكَ أَنْ تَخْدُمَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عِشْتَ، فَقُلْتُ: إِنْ لَمْ تَشْتَرِطِيْ عَلَيَّ مَا فَارَقْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عِشْتُ. [89]

ترجمہ: سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا غلام تھا۔ آپ نے مجھے فرمایا: میں تمہیں آزاد کرتی ہوں اور یہ شرط لگاتی ہوں کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں تم ان کی خدمت کروگے۔ سفینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آپ شرط نہ لگاتیں تب بھی میں مرتے دم تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہ چھوڑتا۔

2: جبرائیل امین علیہ السلام کی زیارت

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ، قَالَ: أُنْبِئْتُ أَنَّ جِبْرِيْلَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ أُمُّ سَلَمَةَ فَجَعَلَ يَتَحَدَّثُ فَقَالَ لِأُمِّ سَلَمَةَ: مَنْ هٰذَا؟ أَوْ كَمَا قَالَ، قَالَتْ: هٰذَا دِحْيَةُ فَلَمَّا قَامَ قَالَتْ: وَاللهِ مَا حَسِبْتُهُ إِلَّا إِيَّاهُ حَتّٰى سَمِعْتُ خُطْبَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْبِرُ خَبَرَ جِبْرِيْلَ، أَوْ كَمَا قَالَ. قَالَ أَبِيْ: قُلْتُ لِأَبِيْ عُثْمَانَ: مِمَّنْ سَمِعْتَ هٰذَا؟ قَالَ: مِنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ. [90]

ترجمہ: ابو عثمان کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی گئی کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

---

[89] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 3932

[90] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4980

آئے، اور آپ کے پاس ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) موجود تھیں۔ پس وہ گفتگو کرنے لگے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ سے پوچھا: "یہ کون ہیں؟" (یا اسی طرح کچھ فرمایا)۔ انہوں نے عرض کی: "یہ دحیہ (کلبی) ہیں۔" جب وہ چلے گئے تو ام سلمہ فرماتی ہیں: "اللہ کی قسم! میں نے انہیں دحیہ ہی سمجھا، یہاں تک کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ سنا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیل کے آنے کی خبر دے رہے تھے۔" (یا اسی طرح کچھ فرمایا)۔ راوی (معتمر) کے والد کہتے ہیں کہ میں نے ابو عثمان سے پوچھا: آپ نے یہ کس سے سنا؟ انہوں نے کہا: اسامہ بن زید (رضی اللہ عنہما) سے۔

3: دستِ ام رضی اللہ عنہا سلمہ میں خوشبوئے نبوت

امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ بیہقی رحمہ اللہ (ت 458ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: وَضَعْتُ يَدِيْ عَلٰى صَدْرِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ مَاتَ فَمَرَّ بِيْ جُمَعٌ آكُلُ، وَأَتَوَضَّأُ مَا تَذْهَبُ رِيْحُ الْمِسْكِ مِنْ يَدِيْ. [91]

ترجمہ: سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دن اپنا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک پر رکھا۔ اس کے بعد مجھ پر کئی جمعے گزر گئے، میں (اپنے ان ہاتھوں سے) کھاتی ہوں، اور وضو کرتی ہوں، لیکن مشک کی (وہ مبارک) خوشبو میرے ہاتھ سے نہیں گئی۔

---

[91] دلائل النبوۃ للبیہقی: ج8 ص327 رقم الحدیث 3159

اُمّ المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

نام ونسب:

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) لکھتے ہیں:

زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشِ بْنِ رِيَابِ بْنِ يَعْمُرَ بْنِ صَبْرَةَ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَبِيرِ بْنِ غَنْمِ بْنِ دُودَانَ بْنِ أَسَدِ بْنِ خُزَيْمَةَ. أُمُّهَا أُمَيْمَةُ بِنْتُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ قُصَيٍّ. [92]

ترجمہ: (والد کی طرف سے آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے) زینب بنت جحش بن ریاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔ آپ کی والدہ امیمہ بنت عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی ہیں۔

قبولِ اسلام:

امام عز الدین علی بن ابی الکرم شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) نقل کرتے ہیں:

وَكَانَتْ قَدِيمَةَ الْإِسْلَامِ. [93]

ترجمہ: آپ رضی اللہ عنہا ابتدائی طور پر اسلام قبول کرنے والوں میں سے تھیں۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ام المؤمنین بنتی ہیں:

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا پہلے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ جب انہوں نے طلاق دی اور ان کی عدت گزر گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پیغامِ نکاح بھجوایا۔

امام ابو الحجاج مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا انْقَضَتْ عِدَّةُ زَيْنَبَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

---

[92] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص80 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[93] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج5 ص449 رقم الترجمۃ 6958

لِزَيْدٍ: فَاذْكُرْهَا عَلَيَّ، قَالَ: فَانْطَلَقَ زَيْدٌ حَتّٰى أَتَاهَا وَهِيَ تُخَمِّرُ عَجِيْنَهَا. قَالَ: فَلَمَّا رَأَيْتُهَا عَظُمَتْ فِيْ صَدْرِيْ حَتّٰى مَا أَسْتَطِيْعُ أَنْ أَنْظُرَ إِلَيْهَا، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَهَا، فَوَلَّيْتُهَا ظَهْرِيْ وَنَكَصْتُ عَلٰى عَقِبِيْ، فَقُلْتُ: يَا زَيْنَبُ! أَرْسَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُكِ، قَالَتْ: مَا أَنَا بِصَانِعَةٍ شَيْئًا حَتّٰى أُوَامِرَ رَبِّيْ، فَقَامَتْ إِلٰى مَسْجِدِهَا، وَنَزَلَ الْقُرْآنُ، وَجَاءَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ عَلَيْهَا بِغَيْرِ إِذْنٍ. [94]

ترجمہ: سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی عدت پوری ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم میری طرف سے ان کو نکاح کا پیغام دو۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں چل کر ان کے پاس گیا، وہ اس وقت اپنا آٹا گوندھ رہی تھیں۔ جب میں نے انہیں دیکھا تو میرے دل میں ان کی ایسی عظمت بیٹھ گئی کہ میں ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھ سکا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ذکر فرمایا تھا۔ چنانچہ میں نے ان کی طرف اپنی پیٹھ کر لی اور الٹے قدموں مڑ کر کھڑا ہو گیا، اور میں نے کہا: اے زینب! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو پیغامِ نکاح بھیجا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں اس وقت تک کوئی حتمی فیصلہ نہیں کروں گی جب تک کہ اپنے رب سے مشورہ (استخارہ) نہ کر لوں۔ پھر وہ اپنی جائے نماز کی طرف اٹھ کھڑی ہوئیں۔ اسی دوران قرآن نازل ہوا (جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا)۔ چنانچہ (اس آیت کے نزول کے بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور (چونکہ نکاح ہو چکا تھا اس لیے شوہر ہونے کی حیثیت سے) ان سے اجازت لیے بغیر ان کے گھر تشریف لے گئے۔

فائدہ:

جس آیت کا تذکرہ اس حدیث میں ہے وہ یہ ہے:

---

[94] صحیح مسلم: رقم الحدیث 1428

﴿فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا (۳۷)﴾[95]

ترجمہ: پھر جب زید نے اپنی بیوی سے تعلق ختم کر لیا تو ہم نے آپ کا نکاح اس (زینب) سے کر دیا تا کہ مسلمانوں کے لیے اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں سے (نکاح کرنے میں) اس وقت کوئی تنگی نہ رہے جب وہ اپنی بیویوں تعلق ختم کر لیں۔ اللہ کا یہ حکم تو بہر حال پورا ہو کر ہی رہنا تھا۔

یہی وجہ تھی کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا اس بے مثال اعزاز پر بجا طور پر نازاں تھیں کہ ان کا نکاح اللہ تعالیٰ نے کروایا ہے۔

امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی رحمہ اللہ (ت 303ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: كَانَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ تَفْخَرُ عَلَى نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْكَحَنِي مِنَ السَّمَاءِ. [96]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا دیگر ازواج مطہرات پر بطور فخر کے فرماتیں کہ تمہارے نکاح تمہارے گھر والوں نے کروائے (جبکہ) میرا نکاح اللہ عزوجل نے آسمان سے خود کرایا ہے۔

فائدہ: "میرا نکاح اللہ عزوجل نے آسمان سے خود کرایا ہے" کا معنی یہ ہے کہ جس طرح عام طور پر نکاح کے معاملات میں ظاہری اختیار اور رضامندی انسانوں کی ہوتی ہے، حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے نکاح کا معاملہ اس سے مختلف ہے، کیونکہ یہ نکاح انسانی اختیار کے بجائے براہِ راست اللہ تعالیٰ کے حکم اور فیصلہ سے منعقد ہوا۔

---

[95] سورۃ الاحزاب:37

[96] سنن النسائی: رقم الحدیث 3254

وفات:

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) بیان کرتے ہیں:

عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سُئِلَتْ أُمُّ عُكَاشَةَ بِنْتُ مِحْصَنٍ: كَمْ بَلَغَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ يَوْمَ تُوُفِّيَتْ؟ فَقَالَتْ: قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ لِلْهِجْرَةِ وَهِيَ بِنْتُ بِضْعٍ وَّثَلَاثِينَ سَنَةً وَتُوُفِّيَتْ سَنَةَ عِشْرِينَ. قَالَ عُمَرُ بْنُ عُثْمَانَ: كَانَ أَبِي يَقُولُ: تُوُفِّيَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ وَهِيَ ابْنَةُ ثَلَاثٍ وَّخَمْسِينَ سَنَةً. [97]

ترجمہ: ابراہیم بن عبد اللہ بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ام عکاشہ بنت محصن رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی وفات کے وقت عمر کتنی تھی؟ تو انہوں نے جواب دیا: جب ہم نے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں آئے تو ان کی عمر تیس سال سے کچھ زائد تھی، اور انہوں نے سن 20 ہجری میں وفات پائی۔ عمر بن عثمان فرماتے ہیں کہ میرے والد کہا کرتے تھے: سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے جب وفات پائی تو ان کی کل عمر ترپن (53) سال تھی۔

فضائل اُمّ المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

1: خشیتِ الٰہی کی پیکر

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) لکھتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ مَا أَفَاءَ اللهُ عَلَيْهِ فِي رَهْطٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، فَتَكَلَّمَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ، فَانْتَهَرَهَا عُمَرُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَلِّ عَنْهَا يَا عُمَرُ! فَإِنَّهَا أَوَّاهَةٌ. [98]

---

[97] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص91 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[98] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2518 ترجمۃ زینب بنت جحش الاسدیۃ

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین کی ایک جماعت میں مالِ غنیمت تقسیم فرمارہے تھے، تو زینب بنت جحش نے کوئی بات کہی، جس پر عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں جھڑکا (منع کیا)۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! اسے چھوڑ دو، کیونکہ یہ اواہہ (خشوع وخضوع کرنے والی، گریہ وزاری کرنے والی) ہے۔

2: عبادت، تقویٰ اور صلہ رحمی کا نمونہ

امام عزالدین علی بن ابی الکرم شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) لکھتے ہیں:

وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: مَا رَأَيْتُ امْرَأَةً قَطُّ خَيْرًا فِي الدِّيْنِ مِنْ زَيْنَبَ، وَأَتْقَى لِلّٰهِ، وَأَصْدَقَ حَدِيْثًا، وَأَوْصَلَ لِلرَّحِمِ، وَأَعْظَمَ أَمَانَةً وَصَدَقَةً. [99]

ترجمہ: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کوئی ایسی عورت نہیں دیکھی جو دین داری میں بہتر، اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والی، بات میں زیادہ سچی، رشتہ داروں کے ساتھ زیادہ حسنِ سلوک کرنے والی، اور امانت وصدقہ وخیرات میں ان سے بڑھ کر ہو۔

3: شب بیدار عابدہ

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا قول نقل فرماتے ہیں:

قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ:... وَكَانَتْ صَالِحَةً صَوَّامَةً قَوَّامَةً صَنَاعًا تَصَدَّقُ بِذٰلِكَ كُلِّهٖ عَلَى الْمَسَاكِيْنِ. [100]

ترجمہ: سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:... سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نہایت نیک، کثرت سے روزے رکھنے والی، راتوں کو کثرت سے عبادت کرنے والی تھیں۔

---

[99] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج5 ص450

[100] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2518 ترجمۃ زینب بنت جحش الاسدیۃ

اُمّ المؤمنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب:

امام عزالدین علی بن ابی الکرم شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) لکھتے ہیں:

جُوَيْرِيَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ بْنِ أَبِي ضِرَارِ بْنِ حَبِيْبِ بْنِ عَائِذِ بْنِ مَالِكِ بْنِ جَذِيْمَةَ وَهُوَ الْمُصْطَلِقُ بْنِ سَعْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ حَارِثَةَ بْنِ عَمْرٍو مُزَيْقِيَاءَ. [101]

ترجمہ: جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار بن حبیب بن عائذ بن مالک بن جذیمہ (جذیمہ کا ہی لقب مصطلق تھا) بن سعد بن عمرو بن ربیعہ بن حارثہ بن عمرو مزیقیاء۔

ولادت:

ام المؤمنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کی ولادت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلانِ نبوت سے تقریباً دو سال قبل ہوئی۔ (اس لحاظ سے 5 ہجری میں غزوہ بنو مصطلق کے موقع پر آپ کی عمر مبارک تقریباً 20 سال تھی)۔

قبولِ اسلام:

ام المؤمنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا غزوہ بنو مصطلق میں قید ہوئیں اور حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنی آزادی کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشرطِ نکاح ان کا بدلِ کتابت ادا کیا۔ اس موقع پر انہوں نے بخوشی اسلام قبول کر لیا۔

علامہ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) لکھتے ہیں:

فلما أَن أَسْلَمَتْ، وَتَزَوَّجَنِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [102]

---

[101] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج5 ص398

[102] سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج2 ص262

ترجمہ: جب میں نے اسلام قبول کر لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح فرمالیا۔

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین بنتی ہیں:

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَصَابَ رَسُولُ اللهِ نِسَاءَ بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَأَخْرَجَ الْخُمُسَ مِنْهُ ثُمَّ قَسَمَهُ بَيْنَ النَّاسِ ... فَوَقَعَتْ جُوَيْرِيَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ بْنِ أَبِي ضِرَارٍ فِي سَهْمِ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ الْأَنْصَارِيِّ ... فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَنَا جُوَيْرِيَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ سَيِّدِ قَوْمِهِ وَقَدْ أَصَابَنِي مِنَ الْأَمْرِ مَا قَدْ عَلِمْتَ فَوَقَعْتُ فِي سَهْمِ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ فَكَاتَبَنِي عَلَى تِسْعِ أَوَاقٍ. فَأَعِنِّي فِي فِكَاكِي، فَقَالَ: أَوَ خَيْرٌ مِنْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَتْ: مَا هُوَ؟ فَقَالَ: أُؤَدِّي عَنْكِ كِتَابَتَكِ وَأَتَزَوَّجُكِ، قَالَتْ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللهِ! فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ فَعَلْتُ. [103]

ترجمہ: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنو مصطلق کی عورتوں کو (بطور قیدی) حاصل کیا تو اس میں سے خمس (پانچواں حصہ) نکالا۔ پھر اسے مجاہدین میں تقسیم کر دیا... سیدہ جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار؛ ثابت بن قیس بن شماس انصاری رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئیں... (ثابت بن قیس بن شماس انصاری رضی اللہ عنہ نے انہیں مکاتبہ بنایا تو وہ اپنی مکاتبت کی رقم کی ادائیگی کے سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگنے آئیں) جویریہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں اپنی قوم کے سردار حارث کی بیٹی جویریہ ہوں، مجھ پر جو مصیبت آئی ہے وہ آپ سے مخفی نہیں ہے (کہ جنگی قیدی ہوں اور لونڈی بنائی گئی ہوں)۔ میں ثابت بن قیس بن شماس کے حصے میں آئی ہوں اور میں نے ان سے نَو اوقیہ چاندی پر مکاتبت کر لی ہے۔ میں آپ کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوئی ہوں تاکہ آپ میری خلاصی (رقم کی ادائیگی) میں میری مدد فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا تم اس سے بہتر معاملہ پسند نہیں کرتی ہو؟" انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کیا ہے؟ آپ صلی

---

[103] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص92 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں تمہاری طرف سے تمہاری رقم ادا کر دیتا ہوں اور تم سے نکاح کر لیتا ہوں۔" انہوں نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! (میں راضی ہوں)۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ایسا ہی کرتا ہوں۔

وفات:

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَتُوُفِّيَتْ جُوَيْرِيَةُ سَنَةَ خَمْسِيْنَ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ ابْنَةُ خَمْسٍ وَسِتِّيْنَ سَنَةً وَصَلّٰى عَلَيْهَا مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ. [104]

ترجمہ: سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا نے سن پچاس (50) ہجری میں وفات پائی اور اس وقت آپ کی عمر پینسٹھ (65) سال تھی، اور آپ کی نماز جنازہ مروان بن حکم نے پڑھائی۔

فضائل اُمّ المؤمنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا

کثرتِ ذکر اللہ:

عبادت اور ذکرِ الٰہی سے سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کی خصوصی رغبت کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ وہ فجر سے چاشت تک اپنے مصلے پر ذکر وعبادت میں مشغول رہیں۔ اس موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک نہایت فضیلت والے ذکر کی تعلیم دی۔

امام ابو الحجاج مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) کی روایت نقل فرماتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنْ جُوَيْرِيَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا بُكْرَةً حِيْنَ صَلَّى الصُّبْحَ وَهِيَ فِي مَسْجِدِهَا ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ أَنْ أَضْحٰى وَهِيَ جَالِسَةٌ. فَقَالَ: مَا زِلْتِ عَلَى الْحَالِ الَّتِي فَارَقْتُكِ عَلَيْهَا؟ قَالَتْ: نَعَمْ. قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ أَرْبَعَ

[104] الطبقات الکبری لابن سعد: ج8 ص95 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

كَلِمَاتٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ مُنْذُ الْيَوْمِ لَوَزَنَتْهُنَّ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَا نَفْسِهِ وَزِنَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ. [105]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر پڑھنے کے بعد صبح سویرے ان کے پاس سے باہر تشریف لے گئے، اس وقت وہ اپنی نماز کی جگہ (مصلے) پر بیٹھی مشغولِ عبادت تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کافی دیر بعد (چاشت کے وقت) دوبارہ ان کے پاس تشریف لائے تو ان کو بدستور مصلے پر بیٹھے مصروفِ عبادت پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: "جب سے میں باہر گیا ہوں، کیا تم اسی وقت سے اسی جگہ یونہی (مصروفِ عبادت) بیٹھی ہو؟" آپ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے تمہارے یہاں سے جانے کے بعد چار کلمات تین مرتبہ پڑھے ہیں کہ اگر ان کا اس (عبادت اور ذکر) کے ساتھ وزن (موازنہ) کیا جائے جو تم نے صبح سے اب تک کیا ہے، تو وہ (چار کلمات) فضیلت و وزن کے اعتبار سے بڑھ جائیں گے۔ وہ کلمات یہ ہیں: "سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَا نَفْسِهِ وَزِنَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ" (اللہ کی ذات پاک ہے اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں، اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر، اس کی ذات کی رضا کے برابر، اس کے عرش کے وزن کے برابر، اور اس کے کلمات کی سیاہی کے برابر۔)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

[105] صحیح مسلم: رقم الحدیث 272

اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب:

امام عزالدین علی بن ابی الکرم شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) لکھتے ہیں:

أُمُّ حَبِيْبَةَ بِنْتُ أَبِيْ سُفْيَانَ صَخْرِ بْنِ حَرْبِ بْنِ أُمَيَّةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ الْقُرَشِيَّةُ الْأُمَوِيَّةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدٰى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ ...وَاسْمُهَا رَمْلَةُ. [106]

ترجمہ: ام حبیبہ بنت ابی سفیان (جن کا نام صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس ہے)، قریشیہ امویہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ اور امہات المؤمنین میں سے ایک ہیں....ان کا اصل نام رملہ ہے۔

ولادت:

حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) لکھتے ہیں:

وُلِدَتْ قَبْلَ الْبِعْثَةِ بِسَبْعَةَ عَشَرَ عَامًا. [107]

ترجمہ: آپ (سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا) کی ولادت بعثت (اعلانِ نبوت) سے سترہ سال قبل ہوئی۔

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین بنتی ہیں:

امام عزالدین علی بن ابی الکرم شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) نقل فرماتے ہیں:

قَالَتْ أُمُّ حَبِيْبَةَ: مَا شَعَرْتُ إِلَّا بِرَسُوْلِ النَّجَاشِيِّ جَارِيَةً يُقَالُ لَهَا "أَبْرَهَةُ" كَانَتْ تَقُوْمُ عَلٰى ثِيَابِهِ وَدُهْنِهِ فَاسْتَأْذَنَتْ عَلَيَّ فَأَذِنْتُ لَهَا فَقَالَتْ: إِنَّ الْمَلِكَ يَقُوْلُ لَكِ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَيَّ أَنْ أُزَوِّجَكِ فَقُلْتُ: بَشَّرَكِ اللهُ بِخَيْرٍ. قَالَتْ: وَيَقُوْلُ لَكِ الْمَلِكُ: وَكِّلِيْ مَنْ يُزَوِّجُكِ،

---

[106] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج5 ص586

[107] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2508 ترجمۃ رملۃ بنت ابی سفیان

فَأَرْسَلْتُ إِلٰى خَالِدِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ بْنِ أُمَيَّةَ فَوَكَّلْتُهٗ وَأَعْطَيْتُ أَبْرَهَةَ سِوَارَيْنِ مِنْ فِضَّةٍ كَانَا عَلَيَّ، وَخَوَاتِيْمَ فِضَّةٍ كَانَتْ فِي أَصَابِعِي سُرُوْرًا بِمَا بَشَّرَتْنِي بِهٖ. [108]

ترجمہ: ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نجاشی کی بھیجی ہوئی ابرہہ نامی باندی (جو بادشاہ کے کپڑوں اور خوشبوؤں کی نگران تھی) نے اچانک آکر مجھ سے اجازت طلب کی، تو میں نے اسے اندر آنے کی اجازت دے دی۔ اس نے آکر کہا: بادشاہ سلامت آپ سے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خط لکھا ہے کہ میں آپ کا نکاح ان (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کر دوں۔ (یہ سن کر) میں نے کہا: اللہ تجھے خیر کی بشارت دے! پھر باندی نے کہا: بادشاہ آپ سے فرماتے ہیں کہ آپ اپنا کوئی وکیل مقرر کر لیں جو آپ کا نکاح پڑھائے۔ چنانچہ میں نے حضرت خالد بن سعید بن العاص بن امیہ رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا اور انہیں اپنا وکیل مقرر کر لیا، اور اس بشارت کی خوشی میں جو باندی نے مجھے سنائی تھی، میں نے اسے چاندی کے دو کنگن اور چاندی کی وہ انگوٹھیاں اتار کر ہدیہ کر دیں جو میری انگلیوں میں تھیں۔

وفات:

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

وَتُوُفِّيَتْ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَأَرْبَعِيْنَ فِي خِلَافَةِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ. [109]

ترجمہ: سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے 44 ہجری میں سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے دورِ خلافت میں وفات پائی۔

فائدہ: وفات کے وقت آپ رضی اللہ عنہا کی عمر تقریباً 74 سال تھی اور آپ کو مدینہ منورہ کے مبارک قبرستان جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

---

[108] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج5 ص586

[109] الطبقات الکبری لابن سعد: ج8 ص80 ذکر ازواج رسول اللہ ﷺ

فضائل اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا

1: بارہ رکعات سنتوں کی پابندی

امام ابو الحجاج مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) نقل فرماتے ہیں:

عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، أَنَّهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّي لِلّٰهِ كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ فَرِيضَةٍ، إِلَّا بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ. قَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ: فَمَا بَرِحْتُ أُصَلِّيهِنَّ بَعْدُ. [110]

ترجمہ: سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: "جو مسلمان فرض کے علاوہ روزانہ 12 رکعات نفل (سنتیں) ادا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دیتا ہے۔" ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "جب سے میں نے یہ سنا تو اس کے بعد سے میں ہمیشہ یہ (بارہ رکعات) پڑھتی رہتی ہوں۔"

2: حقوق العباد کی فکر مندی

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) نقل فرماتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَعَتْنِي أُمُّ حَبِيبَةَ عِنْدَ مَوْتِهَا فَقَالَتْ: قَدْ كَانَ يَكُونُ بَيْنَنَا مَا يَكُونُ بَيْنَ الضَّرَائِرِ، فَتُحَلِّلِينِي مِنْ ذَلِكَ، فَحَلَّلْتُهَا وَاسْتَغْفَرْتُ لَهَا. [111]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنی وفات سے قبل مجھے بلایا اور کہا: ہمارے درمیان وہ باتیں ہوتی رہی ہیں جو عموماً سوکنوں کے درمیان ہو جایا کرتی ہیں، لہٰذا مجھ سے درگزر کیجیے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ان سے درگزر کیا اور ان کے لیے مغفرت کی دعا کی۔

---

[110] صحیح مسلم: رقم الحدیث 728

[111] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج 4 ص 2509 ترجمۃ رملۃ بنت ابی سفیان

اُمّ المؤمنین سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا

نام ونسب:

علامہ محمد بن عبد الباقی الزرقانی رحمہ اللہ (ت1122ھ) لکھتے ہیں:

صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ بْنِ سَعْدِ بْنِ ثَعْلَبَةَ بْنِ عُبَيْدٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيْلَ مِنْ سِبْطِ هَارُوْنَ بْنِ عِمْرَانَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ. [112]

ترجمہ: صفیہ بنت حیی بن اخطب بن سعد بن ثعلبہ بن عبید۔ آپ کا تعلق بنی اسرائیل میں سے حضرت ہارون بن عمران علیہما الصلوٰۃ والسلام کی اولاد (خاندان) سے ہے۔

ولادت:

آپ رضی اللہ عنہا کی ولادت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت سے تقریباً 2 سال بعد میں ہوئی۔

قبولِ اسلام:

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: لَمَّا دَخَلَتْ صَفِيَّةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا: لَمْ يَزَلْ أَبُوْكِ مِنْ أَشَدِّ يَهُوْدَ لِيْ عَدَاوَةً حَتّٰى قَتَلَهُ اللهُ ... اخْتَارِيْ فَإِنِ اخْتَرْتِ الْإِسْلَامَ أَمْسَكْتُكِ لِنَفْسِيْ وَإِنِ اخْتَرْتِ الْيَهُوْدِيَّةَ فَعَسٰى أَنْ أُعْتِقَكِ فَتَلْحَقِيْ بِقَوْمِكِ. فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! لَقَدْ هَوِيْتُ الْإِسْلَامَ وَصَدَّقْتُ بِكَ قَبْلَ أَنْ تَدْعُوَنِيْ ... وَمَا لِيْ فِي الْيَهُوْدِيَّةِ أَرَبٌ، وَمَا لِيْ فِيْهَا وَالِدٌ وَلَا أَخٌ، وَخَيَّرْتَنِي الْكُفْرَ وَالْإِسْلَامَ؟ فَاللهُ وَرَسُوْلُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الْعِتْقِ وَأَنْ أَرْجِعَ إِلٰى قَوْمِيْ. [113]

---

[112] شرح العلامۃ الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ: ج4 ص428

[113] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص97 ذکر ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم، صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا

ترجمہ: ابراہیم بن جعفر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب صفیہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا: "تمہارا والد یہودیوں میں ہمیشہ میرا سخت ترین دشمن رہا، یہاں تک کہ اللہ نے اسے ہلاک کر دیا... اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے، اگر تم اسلام قبول کر لو تو میں تم سے نکاح کر لوں گا، اور اگر تم یہودیت پر برقرار رہنا چاہو تو میں تمہیں آزاد کر دیتا ہوں، تم اپنی قوم کے پاس چلی جاؤ"۔ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: "اے اللہ کے رسول! میں تو آپ کے دعوت دینے سے پہلے ہی اسلام کی مشتاق تھی اور دل سے آپ کی تصدیق کر چکی تھی۔ جب میں یہاں آئی ہوں تب بھی مجھے یہودیت میں کوئی رغبت نہیں تھی اور اب تو اس میں نہ میرا کوئی باپ ہے اور نہ بھائی، اور آپ نے مجھے کفر واسلام کے درمیان اختیار دیا ہے؟ تو میرا فیصلہ یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول مجھے آزادی اور اپنی قوم میں لَوٹنے سے زیادہ عزیز ہیں"۔

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین بنتی ہیں:

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمَشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) نقل فرماتے ہیں:

فَخَرَجَ بِهَا حَتّٰى بَلَغَ بِهَا سَدَّ الصَّهْبَاءِ حَلَّتْ، فَبَنٰى بِهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَنَعَ حَيْسًا فِي نِطَعٍ صَغِيْرٍ ثُمَّ قَالَ لِيْ: آذِنْ مَنْ حَوْلَكَ. فَكَانَتْ تِلْكَ وَلِيْمَتَهٗ عَلٰى صَفِيَّةَ. ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَوِّيْ لَهَا وَرَاءَهٗ بِعَبَاءَةٍ ثُمَّ يَجْلِسُ عِنْدَ بَعِيْرِهٖ فَيَضَعُ رُكْبَتَهٗ وَتَضَعُ صَفِيَّةُ رِجْلَهَا عَلٰى رُكْبَتِهٖ حَتّٰى تَرْكَبَ. [114]

ترجمہ: (حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خیبر سے واپسی کے موقع پر سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد) آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں لے کر نکلے یہاں تک کہ جب آپ انہیں لے کر سد الصہباء کے مقام پر پہنچے تو وہ (ایام سے) پاک ہو گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے خلوت فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چمڑے کے ایک چھوٹے دسترخوان پر حَیْس (حلوہ) تیار کیا اور مجھ (انس رضی اللہ عنہ) سے فرمایا: "اپنے آس

[114] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج2 ص586 ذکر قصۃ صفیۃ بنت حیی

پاس کے لوگوں کو بلالاؤ"۔ سیدہ صفیہ کے لیے آپ کا یہی ولیمہ تھا۔ پھر ہم مدینہ کی طرف نکلے، تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنی چادر سے ان کے لیے اپنے پیچھے پردہ بناتے تھے، آپ اپنے اونٹ کے پاس بیٹھ کر اپنا گھٹنا (ران) بچھا دیتے اور سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا اپنا پاؤں آپ کی مبارک ران پر رکھ کر سوار ہو جاتیں۔

وفات:

علامہ محمد بن عبد الباقی الزرقانی رحمہ اللہ (ت 1122ھ) لکھتے ہیں:

وَمَاتَتْ فِي رَمَضَانَ سَنَةَ خَمْسِيْنَ فِي زَمَنِ مُعَاوِيَةَ. فَقِيْلَ: سَنَةَ سِتٍّ وَثَلَاثِيْنَ. [115]

ترجمہ: آپ (رضی اللہ عنہا) نے 50 ہجری میں رمضان کے مہینے میں حضرت امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے دورِ خلافت میں وفات پائی، اور ایک قول یہ بھی ہے کہ 36 ہجری میں وفات پائی۔

فضائل اُمّ المؤمنین سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا

1: دردمندانہ جذبات کی حامل شخصیت

35 ہجری میں بلوائیوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کر کے ان کا پانی بند کر دیا تو سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو اس پر شدید رنج ہوا۔ آپ کی ہمدردی اور دردمندی نے آپ کو خاموش نہ بیٹھنے دیا۔

حافظ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ كِنَانَةَ، قَالَ: كُنْتُ أَقُوْدُ بِصَفِيَّةَ لِتَرُدَّ عَنْ عُثْمَانَ، فَلَقِيَهَا الْأَشْتَرُ، فَضَرَبَ وَجْهَ بَغْلَتِهَا حَتّٰى مَالَتْ، فَقَالَتْ: ذَرُوْنِي لَا يَفْضَحْنِي هٰذَا! ثُمَّ وَضَعَتْ خَشَبًا مِنْ مَنْزِلِهَا إِلٰى مَنْزِلِ عُثْمَانَ، تَنْقُلُ عَلَيْهِ الْمَاءَ وَالطَّعَامَ. [116]

---

[115] شرح العلامۃ الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ: ج4 ص436 ذکر صفیۃ ام المؤمنین

[116] سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج3 ص350

ترجمہ: کنانہ روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ جارہا تھا تاکہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مدد کریں۔ راستے میں انہیں اشتر (فسادی) ملا، جس نے ان کی خچر کے منہ پر ضرب لگائی، یہاں تک کہ وہ جھک گئی۔ اس پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "مجھے چھوڑ دو، کہیں یہ مجھے رسوا نہ کر دے!" پھر انہوں نے اپنے گھر سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر تک لکڑی رکھ کر ایک راستہ بنایا اور اسی کے ذریعے ان کے لیے پانی اور کھانا پہنچاتی رہیں۔

2: شرفِ نسبی

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ... قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّكِ لَابْنَةُ نَبِيٍّ وَإِنَّ عَمَّكِ لَنَبِيٌّ وَإِنَّكِ لَتَحْتَ نَبِيٍّ. [117]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے) فرمایا: تم نبی کی بیٹی ہو (مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں)، تمہارے چچا نبی ہیں (مراد حضرت ہارون علیہ السلام ہیں) اور نبی کی بیوی ہو (مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں)۔

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمَشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) فرماتے ہیں:

وَكَانَتْ مِنْ سَيِّدَاتِ النِّسَاءِ عِبَادَةً وَوَرَعًا وَزَهَادَةً وَبِرًّا وَصَدَقَةً. [118]

ترجمہ: آپ (سیدہ صفیہ) رضی اللہ عنہا عبادت، پرہیز گاری، زہد و تقویٰ، نیکی اور صدقہ و خیرات کے اعتبار سے عورتوں میں ممتاز تھیں۔

---

[117] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3894

[118] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج 4 ص 435 صفیۃ بن حیی بن اخطب

اُمّ المؤمنین سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

نام ونسب:

امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر مالکی رحمہ اللہ (ت 463ھ) لکھتے ہیں:

مَيْمُوْنَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ بْنِ حَزْنِ بْنِ بُجَيْرِ بْنِ الْهَرِمِ بْنِ رُوَيْبَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ هِلَالِ بْنِ عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ بْنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ بَكْرِ بْنِ هَوَازِنَ بْنِ مَنْصُورِ بْنِ عِكْرِمَةَ بْنِ خَصَفَةَ بْنِ قَيْسِ عَيْلَانَ بْنِ مُضَرَ.[119]

ترجمہ: میمونہ بنت حارث بن حزن بن بجیر بن ہرم بن رویبہ بن عبد اللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس عیلان بن مضر

ولادت:

ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی ولادت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلانِ نبوت سے تقریباً 16 سال قبل مکۃ المکرمہ میں ہوئی۔

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین بنتی ہیں:

امام عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) فرماتے ہیں:

تَزَوَّجَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ زَوْجِهَا سَنَةَ سَبْعٍ فِي عُمْرَةِ الْقَضَاءِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ. فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ إِلَيْهَا فَخَطَبَهَا. فَجَعَلَتْ أَمْرَهَا إِلَى الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَزَوَّجَهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَقِيْلَ: بَلِ الْعَبَّاسُ قَالَ

---

[119] الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب لابن عبد البر: ص936، رقم الترجمۃ 3454

لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مَيْمُونَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ قَدْ تَأَيَّمَتْ مِنْ أَبِي رُهْمِ بْنِ عَبْدِ الْعُزّٰى، هَلْ لَكَ أَنْ تَزَوَّجَهَا؟ فَتَزَوَّجَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [120]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے (سابقہ) شوہر (کی وفات) کے بعد سات ہجری میں ذوالقعدہ کے مہینے میں عمرۃ القضاء کے موقع پر ان سے نکاح فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر بن ابی طالب کو ان کی طرف نکاح کا پیغام دے کر بھیجا۔ توسیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنا معاملہ عباس بن عبد المطلب (رضی اللہ عنہ) کے سپرد کر دیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اُن کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کر دیا۔ اور یہ بات بھی منقول ہے کہ (ابتداءً) حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا کہ میمونہ بنت حارث؛ ابورُہم بن عبد العزیٰ (کی وفات) کے بعد بیوہ ہو گئی ہیں، کیا آپ ان سے نکاح کرنا چاہیں گے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح فرمالیا۔

وفات:

حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں:

وَكَانَتْ وَفَاةُ مَيْمُوْنَةَ سَنَةَ إِحْدٰى وَخَمْسِيْنَ. [121]

ترجمہ: سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی وفات سن 51 ہجری میں ہوئی۔

فضائل اُمّ المؤمنین سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

1: تقویٰ وصلہ رحمی

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم النیسابوری الشافعی رحمہ اللہ (ت 405ھ) نقل فرماتے ہیں:

---

[120] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج5 ص546، رقم الترجمۃ 7261

[121] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2640 ترجمۃ میمونۃ بنت الحارث

أَمَا إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ أَتْقَانَا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَأَوْصَلِنَا لِلرَّحِمِ. [122]

ترجمہ: (ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) میمونہ (رضی اللہ عنہا) ہم سب (ازواج) میں سب سے زیادہ اللہ عزوجل سے ڈرنے والی (خدا خوفی رکھنے والی) اور ہم میں سب سے بڑھ کر صلہ رحمی کرنے والی تھیں۔

2: سخاوت و دریا دلی

امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ (ت 303ھ) روایت نقل فرماتے ہیں:

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ مَيْمُونَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَدَانَتْ فَقِيلَ لَهَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! تَسْتَدِينِينَ وَلَيْسَ عِنْدَكِ وَفَاءٌ، قَالَتْ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ أَخَذَ دَيْنًا وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يُؤَدِّيَهُ أَعَانَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ. [123]

ترجمہ: حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے ایک مرتبہ کچھ قرض لیا۔ تو ان سے کہا گیا: ام المؤمنین! آپ قرض لے رہی ہیں حالانکہ آپ کے پاس اسے ادا کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے؟ تو آپ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: بیشک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص (لوگوں کی ضروریات کے لیے) قرض لے اور اس کی نیت اسے ادا کرنے کی ہو، تو اللہ تعالیٰ (اسے ادا کرنے میں) اس کی مدد فرماتا ہے (یعنی ادائیگی کا بندوبست خدا خود کر دیتا ہے۔

نوٹ:

ہم نے امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے احوال اور فضائل انتہائی اختصار کے ساتھ پیش کیے ہیں۔ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے تفصیلی احوال کے لیے ہماری کتاب "امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن؛ حیات و خدمات، اعتراضات و جوابات" ملاحظہ فرمائیں۔

---

[122] المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج5 ص42 رقم الحدیث 6878

[123] سنن النسائی: رقم الحدیث 4691

مراتبِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

اھل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک اصول یہ ہے کہ بعض امور میں "عدمِ تفریق واجب" ہے، جبکہ بعض امور میں "تفاضل اور مراتب کا اثبات واجب" ہے۔ اسی اصول کو پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کے باب میں واضح کیا جاتا ہے تاکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے باب میں سمجھنا آسان ہو جائے۔

اصولِ اوّل: عدمِ تفریق فی الایمان (بابت انبیاء کرام علیہم السلام):

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں اھل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ یہ ہے کہ ہم ایمان کے اعتبار سے کسی ایک نبی میں بھی تفریق نہیں کرتے بلکہ تمام انبیاء پر ایمان لانا واجب ہے۔

دلیل: ﴿لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۣ﴾[124]

ترجمہ: ہم اللہ کے رسولوں میں سے کسی ایک کے درمیان بھی تفریق نہیں کرتے۔

خلاصہ: اس جہت سے عدمِ تفریق واجب ہے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کو نبوت کے کامل اوصاف کے ساتھ ماننا ضروری ہے اور کسی ایک کا انکار جائز نہیں۔

اصولِ ثانی: تفاضل فی الفضائل (بابت انبیاء کرام علیہم السلام):

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں اھل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ یہ ہے کہ ان کے درمیان درجات اور فضائل میں فرق بھی ثابت ہے۔ سب کو ماننے کے باوجود ان میں باہمی تفاضل کو ماننا بھی ضروری ہے۔

دلیل: ﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ﴾[125]

ترجمہ: یہ رسول ہیں جن میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی۔

---

[124] سورۃ البقرۃ:285

[125] سورۃ البقرۃ:253

خلاصہ: اس جہت سے تفاضل اور مراتب کا اثبات واجب ہے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے مابین فرق مراتب کو ضرور ملحوظ رکھا جائے گا۔ سب کی فضیلت برابر نہیں۔

خلاصہ:

- ایک جہت سے تمام انبیاء علیہم السلام برابر ہیں (ایمان کے اعتبار سے)
- دوسری جہت سے ان کے درمیان درجات مختلف ہیں (فضیلت کے اعتبار سے)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے باب میں بھی اسی اصول کا اطلاق ہوتا ہے۔

اصولِ اوّل: عدمِ تفریق فی الایمان (بابت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں اھل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ یہ ہے کہ ہم چند امور کے اعتبار سے کسی ایک صحابی میں بھی تفریق نہیں کرتے۔ وہ امور درج ذیل ہیں:

صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) خدائی انتخاب ہیں۔	صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) پکے سچے مومن ہیں۔
صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) عادل ہیں۔	صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) حجت ہیں۔
صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) معیارِ حق ہیں۔	صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) تنقید سے بالاتر ہیں۔
صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) گناہوں سے محفوظ ہیں۔	صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) جنتی ہیں۔
صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) عذابِ آخرت سے محفوظ ہیں۔	صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کا اجماع معصوم عن الخطا ہے۔

خلاصہ: اس جہت سے عدمِ تفریق واجب ہے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو صحابیت کے کامل اوصاف کے ساتھ ماننا ضروری ہے، اور کسی ایک کا انکار یا تنقیص جائز نہیں۔

اصولِ ثانی: تفاضل فی الفضائل (بابت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں اھل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ یہ ہے کہ ان کے درمیان درجات اور

فضائل میں فرق بھی ثابت ہے۔ سب کو ماننے کے باوجود ان میں باہمی تفاضل کو ماننا بھی ضروری ہے۔

دلیل: ﴿لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ؕ﴾[126]

ترجمہ: تم میں سے وہ لوگ جو فتح (مکہ) سے پہلے خرچ اور جہاد کرتے رہے؛ (بعد والے اُن کے) برابر نہیں۔

خلاصہ: اس جہت سے تفاضل اور مراتب کا اثبات ضروری ہے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین فرق مراتب کو ملحوظ رکھا جائے گا۔ سب کی فضیلت برابر نہیں۔

خلاصہ:

- ایک جہت سے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم برابر ہیں (ایمان، عدالت اور صحابیت کے اعتبار سے)
- دوسری جہت سے ان کے درمیان درجات مختلف ہیں (سابقیت، فضیلت اور اعمال کے اعتبار سے)

مراتبِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) کا جدول:

نمبر شمار	ترتیب مراتب
01	خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم علی ترتیب الخلافۃ
02	عشرہ مبشرہ بالجنۃ رضی اللہ عنہم
03	اصحاب بدر رضی اللہ عنہم
04	اصحاب احد رضی اللہ عنہم
05	اصحاب حدیبیہ رضی اللہ عنہم
06	قبل از فتح مکہ مومنین ومہاجرین رضی اللہ عنہم
07	بعد از فتح مومنین رضی اللہ عنہم
08	صغار صحابہ رضی اللہ عنہم

[126] سورۃ الحدید:10

خلافتِ راشدہ

امام ابوالحسن علی بن اسماعیل الاشعری رحمہ اللہ (ت324ھ) فرماتے ہیں:

وَنَدِيْنُ اللهَ بِأَنَّ الْأَئِمَّةَ الْأَرْبَعَةَ خُلَفَاءُ رَاشِدُوْنَ مَهْدِيُّوْنَ فُضَلَاءُ لَا يُوَازِيْهِمْ فِي الْفَضْلِ غَيْرُهُمْ. [127]

ترجمہ: اور ہم اللہ تعالیٰ کے حضور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ چاروں ائمہ (ابو بکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم) خلفاء راشدین، ہدایت یافتہ اور بہت فضیلت والے ہیں، اور فضیلت میں ان کے برابر کوئی دوسرا نہیں۔

فائدہ: خلفاء راشدین میں کی فضیلت علی ترتیب الخلافت ہے۔ سب سے زیادہ حضرت ابو بکر پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان اور پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کی ہے۔

خلافت راشدہ کے اشارے:

امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث سجستانی رحمہ اللہ (ت275ھ) روایت کرتے ہیں:

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! إِنِّي رَأَيْتُ كَأَنَّ دَلْوًا دُلِّيَ مِنَ السَّمَاءِ فَجَاءَ أَبُوْ بَكْرٍ فَأَخَذَ بِعِرَاقَيْهَا فَشَرِبَ شُرْبًا ضَعِيْفًا ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ فَأَخَذَ بِعِرَاقَيْهَا فَشَرِبَ حَتّٰى تَضَلَّعَ ثُمَّ جَاءَ عُثْمَانُ فَأَخَذَ بِعِرَاقَيْهَا فَشَرِبَ حَتّٰى تَضَلَّعَ ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَأَخَذَ بِعِرَاقَيْهَا فَانْتَشَطَتْ وَانْتَضَحَ عَلَيْهِ مِنْهَا شَيْءٌ. [128]

ترجمہ: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا آسمان سے ایک ڈول لٹکایا گیا ہے۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے، انہوں نے اس کے دونوں کناروں کو پکڑا اور تھوڑا سا پانی پیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے، انہوں نے اس کے دونوں کناروں کو

---

[127] الابانۃ عن اصول الدیانۃ: ص11

[128] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 4637

پکڑا اور خوب سیر ہو کر پیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے، انہوں نے بھی اس کے دونوں کناروں کو پکڑا اور خوب سیر ہو کر پیا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے، انہوں نے اس کے دونوں کناروں کو پکڑا تو ڈول کھنچ گیا اور اس میں سے کچھ پانی ان پر چھینٹوں کی صورت میں گرا۔

تعیین خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم:

1: امام ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ طحاوی رحمہ اللہ (ت 321ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَنُثْبِتُ الْخِلَافَةَ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلًا لِأَبِيْ بَكْرِ الصِّدِيْقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ تَفْضِيْلًا لَهُ وَتَقْدِيْمًا عَلٰى جَمِيْعِ الْأُمَّةِ ثُمَّ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ثُمَّ لِعُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ثُمَّ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَهُمُ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُوْنَ وَالْأَئِمَّةُ الْمَهْتَدُوْنَ الَّذِيْنَ قَضَوْا بِالْحَقِّ وَكَانُوْا بِهٖ يَعْدِلُوْنَ. [129]

ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لیے خلافت مانتے ہیں کیونکہ آپ ہی پوری امت میں سب سے افضل اور مقدم ہیں۔ پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لیے، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے، پھر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لیے مانتے ہیں۔ یہی چار خلفاء راشدین اور ہدایت یافتہ امام ہیں جنہوں نے برحق فیصلے کیے اور حق وراستی سے اپنی ذمہ داریاں نبھائی۔

2: امام محمد بن محمد بن محمد الغزالی رحمہ اللہ (ت 505ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَدْ اَجْمَعُوْا عَلٰى تَقْدِيْمِ أَبِيْ بَكْرٍ ثُمَّ نَصَّ أَبُوْ بَكْرٍ عَلٰى عُمَرَ ثُمَّ أَجْمَعُوْا بَعْدَهٗ عَلٰى عُثْمَانَ ثُمَّ عَلٰى عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ. [130]

ترجمہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پہلا خلیفہ بنانے پر اجماع کیا، پھر آپ نے عمر رضی اللہ

---

[129] العقیدۃ الطحاویۃ: ص32

[130] الاقتصاد فی الاعتقاد: ص79

عنہ کو نامزد کیا۔ بعد میں خلافتِ عثمان رضی اللہ عنہ پر اجماع ہوا اور علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر بھی اجماع ہوا۔

3: امام ابو حفص عمر بن محمد بن احمد بن اسماعیل بن محمد نسفی ثم السمرقندی رحمہ اللہ (ت 537ھ) لکھتے ہیں:

وَأَفْضَلُ الْبَشَرِ بَعْدَ نَبِيِّنَا أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ثُمَّ عُمَرُ الْفَارُوْقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ثُمَّ عُثْمَانُ ذُو النُّوْرَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ثُمَّ عَلِيٌّ الْمُرْتَضٰى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَخِلَافَتُهُمْ ثَابِتَةٌ عَلٰى هٰذَا التَّرْتِيْبِ أَيْضًا. [131]

ترجمہ: ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام انسانوں میں سب سے افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، ان کے بعد سب سے افضل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں، ان کے بعد سب سے افضل حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ہیں، ان کے بعد سب سے افضل حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان چار حضرات کی خلافت کی بھی یہی ترتیب ہے۔

مفہوم خلافت راشدہ موعودہ فی القرآن:

خلافت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی۔

راشدہ: ایسی رشد وہدایت کہ خود عزیمت پر عمل اور رعایا کو شرعاً رخصت کی گنجائش۔

موعودہ: وہ خلافت جس کا وعدہ کیا گیا ("وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا"... کے لفظ وعد کی طرف اشارہ ہے)

فی القرآن: خلافت سے متعلقہ جو وعدہ قرآن کریم (آیت تمکین نیز آیت استخلاف) میں کیا گیا ہے۔

خلافت راشدہ موعودہ فی القرآن اھل السنۃ والجماعۃ کے ہاں متفقہ شرعی اصطلاح ہے۔ اور اس اصطلاح کا مصداق بھی متعین ہے کہ خلفائے اربعہ (حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، اور حضرت علی رضی اللہ عنہم) کی خلافت۔ لہٰذا اس میں کسی طرح کی تبدیلی کرنا یا خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ باقی حضرات کو اس میں اصطلاحی طور پر داخل کرنا سراسر غلط اور فکری گمراہی ہے۔

---

[131] العقائد النسفیۃ: ص25

اب اس مضمون کو قرآن کریم کی دو آیات کی روشنی میں آپ کے سامنے بیان کیا جاتا ہے:

آیتِ تمکین:

﴿ اُذِنَ لِلَّذِیۡنَ یُقٰتَلُوۡنَ بِاَنَّہُمۡ ظُلِمُوۡا ؕ وَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصۡرِہِمۡ لَقَدِیۡرُ ۙ﴿۳۹﴾ اِلَّذِیۡنَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِیَارِہِمۡ بِغَیۡرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنۡ یَّقُوۡلُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ؕ وَ لَوۡ لَا دَفۡعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعۡضَہُمۡ بِبَعۡضٍ لَّہُدِّمَتۡ صَوَامِعُ وَ بِیَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ یُذۡکَرُ فِیۡہَا اسۡمُ اللّٰہِ کَثِیۡرًا ؕ وَ لَیَنۡصُرَنَّ اللّٰہُ مَنۡ یَّنۡصُرُہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیۡزٌ ﴿۴۰﴾اَلَّذِیۡنَ اِنۡ مَّکَّنّٰہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَ اَمَرُوۡا بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ نَہَوۡا عَنِ الۡمُنۡکَرِ ؕ وَ لِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الۡاُمُوۡرِ ﴿۴۱﴾﴾[132]

ترجمہ: جن پر ظلم کیا گیا اور جن کے ساتھ ناحق جنگ کی گئی، انہیں قتال کی اجازت دی گئی ہے۔ اور بے شک اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔ جو لوگ اپنے گھروں سے ناحق نکالے گئے، سوائے اس کے کہ وہ کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے۔ اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے دور نہ کرتا تو مساجد، عبادت گاہیں، خانقاہیں اور وہ جگہیں جہاں اللہ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے، تباہ کر دی جاتیں۔ اور اللہ یقیناً اُس کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کرے۔ بے شک اللہ قوت والا، غالب ہے۔ وہ لوگ جنہیں ہم نے زمین میں مضبوطی بخشی، انہوں نے نماز قائم کی، زکوٰۃ دی، نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا۔ اور تمام معاملات کا انجام اللہ کے لیے ہے۔

حاصل آیت:

ان آیات سے خلافت سے متعلقہ دو بنیادی شرائط معلوم ہو رہی ہیں:

{ بِاَنَّہُمۡ ظُلِمُوۡا } "مظلوم" ہونا

{ اَلَّذِیۡنَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِیَارِہِمۡ بِغَیۡرِ حَقٍّ } "مہاجر" ہونا

ان دو شرائط کے مطابق خلفائے اربعہ کی خلافت ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ ان چاروں میں سے ہر ایک مظلوم

---

[132] سورۃ الحج:39 تا 41

بھی تھا اور مہاجر بھی تھا۔ ان کے علاوہ باقی تین حضرات: حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نہ مظلوم تھے اور نہ ہی مہاجر۔

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما مظلوم ومہاجر نہیں:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

مَوْلِدُهُ: فِي شَعْبَانَ سَنَةَ ثَلاَثٍ مِنَ الْهِجْرَةِ وَقِيْلَ: فِي نِصْفِ رَمَضَانِهَا. [133]

ترجمہ: حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت 3 ہجری کے شعبان میں ہوئی اور بعض روایات کے مطابق اسی سال کے نصف رمضان (15 رمضان) کو ہوئی۔

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما مظلوم ومہاجر نہیں:

امام ابو بکر احمد بن ابی خیثمہ رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

كَانَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ (رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا) يَقُوْلُ أَسْلَمْتُ عُمْرَةَ الْقَضِيَّةِ لَقِيْتُ النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُ إِسْلَامِيْ عِنْدَهُ فَقَبِلَ مِنِّي. [134]

ترجمہ: حضرت معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے (صلح حدیبیہ کے بعد 7 ہجری میں) عمرۃ القضا کے موقع پر اسلام قبول کیا اپنے اسلام کا اظہار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا تو آپ نے اسے میری طرف سے قبول فرمایا۔

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما مظلوم ومہاجر نہیں:

امام ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن عبد العزیز بغوی رحمہ اللہ (ت 317ھ) لکھتے ہیں:

---

[133] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص326

[134] التاریخ الکبیر المعروف بتاریخ ابن ابی خیثمہ، حرف الیاء

عَنْ يَحْيَى بْنِ بُكَيْرٍ قَالَ: وُلِدَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ بِالْمَدِيْنَةِ بَعْدَ الْهِجْرَةِ بِعِشْرِيْنَ شَهْرًا. [135]

ترجمہ: حضرت یحییٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہجرت کے بیس ماہ بعد مدینہ میں پیدا ہوئے

تصریحاتِ اربعہ:

1: امام احمد بن علی ابو بکر الرازی جصاص حنفی رحمہ اللہ (ت370ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ﴾ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ هٰذِهٖ صِفَةُ الَّذِيْنَ أُذِنَ لَهُمْ فِي الْقِتَالِ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوْا﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿الَّذِيْنَ أُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ وَهٰذِهٖ صِفَةُ الْمُهَاجِرِيْنَ لِأَنَّهُمُ الَّذِيْنَ أُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ فَأَخْبَرَ تَعَالٰى أَنَّهٗ ﴿اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ وَهُوَ صِفَةُ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الَّذِيْنَ مَكَّنَهُمُ اللهُ فِي الْأَرْضِ وَهُمْ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَفِيْهِ الدَّلَالَةُ الْوَاضِحَةُ عَلٰى صِحَّةِ إِمَامَتِهِمْ لِإِخْبَارِ اللهِ تَعَالٰى بِأَنَّهُمْ إِذَا مُكِّنُوْا فِي الْأَرْضِ قَامُوْا بِفُرُوْضِ اللهِ عَلَيْهِمْ وَقَدْ مُكِّنُوْا فِي الْأَرْضِ فَوَجَبَ أَنْ يَّكُوْنُوْا أَئِمَّةَ الْقَائِمِيْنَ بِأَوَامِرِ اللهِ مُنْتَهِيْنَ عَنْ زَوَاجِرِهٖ وَنَوَاهِيْهِ وَلَا يَدْخُلُ مُعَاوِيَةُ فِي هٰؤُلَاءِ لِأَنَّ اللهَ إِنَّمَا وَصَفَ بِذٰلِكَ الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ أُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَلَيْسَ مُعَاوِيَةُ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ بَلْ هُوَ مِنَ الطُّلَقَاءِ. [136]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: ﴿اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ﴾ کے بارے میں حضرت ابو بکر (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں کہ یہ ان لوگوں کی صفت ہے جنہیں قتال کی اجازت دی گئی، جیسا

---

[135] معجم الصحابۃ للبغوی: ج3 ص515 الرقم 1501

[136] احکام القرآن للجصاص: ج3 ص363 تحت سورۃ الحج رقم الآیات 39 الی 41

کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :﴿اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا﴾ سے لے کر اس کے فرمان تک﴿ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ ﴾ اور پھر اس کے فرمان تک﴿ اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ یہ مہاجرین کی صفت ہے، کیونکہ وہی لوگ ہیں جنہیں ناحق اپنے گھروں سے نکالا گیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ اگر وہ انہیں زمین میں اقتدار عطا کرے تو وہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ ادا کریں گے، نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے۔

اور یہی وصف خلفائے راشدین کا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے زمین میں اقتدار عطا فرمایا، اور وہ ابو بکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم ہیں۔ اس میں ان کی امامت کے درست ہونے پر بالکل واضح دلیل موجود ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ جب انہیں زمین میں اقتدار دیا جائے گا تو وہ اللہ کے فرائض قائم کریں گے، اور حقیقت یہ ہے کہ انہیں زمین میں اقتدار دیا گیا، لہٰذا لازم ہوا کہ وہ اللہ کے احکام قائم کرنے والے، اس کی ممانعتوں اور نواہی سے رکنے والے امام ہوں۔ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان میں شامل نہیں ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ صفت صرف ان مہاجرین کے لیے بیان فرمائی ہے جنہیں ان کے گھروں سے نکالا گیا تھا، جبکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مہاجرین میں سے نہیں ہیں بلکہ وہ طلقاء (فتح مکہ کے بعد آزاد کیے جانے والوں) میں سے ہیں۔

فائدہ: احکام القرآن ج 15 ص 429 میں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ (ت 1362ھ) نے امام جصاص رحمہ اللہ کی مذکورہ عبارت نقل کر کے خلافت راشدہ کی تعیین ذکر کی ہے اور اس بات کی وضاحت بھی کی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت؛ خلافت راشدہ میں شامل نہیں۔

2: امام ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود نسفی رحمہ اللہ (ت 710ھ) فرماتے ہیں:

اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ وَبَسَطَ لَهُمْ فِی الدُّنْیَا وَكَیْفَ یَقُوْمُوْنَ بِأَمْرِ الدِّیْنِ. وَفِیْهِ دَلِیْلُ صِحَّةِ أَمْرِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ. لِأَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَعْطَاهُمُ التَّمْكِیْنَ. [137]

[137] تفسیر مدارک التنزیل: ج2 ص444 تحت سورۃ الحج، رقم الآیات 39 تا 41

ترجمہ: اگر اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں اقتدار عطا کرے اور دنیا میں ان کے لیے وسعت پیدا کر دے، تو وہ دین کے معاملے کو کس طرح قائم کرتے ہیں۔ اور اس میں خلفائے راشدین کے معاملے (خلافت) کے درست ہونے کی دلیل ہے، کیونکہ اللہ عزوجل نے انہیں اقتدار اور غلبہ عطا فرمایا۔

3: قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ (ت 1225ھ) فرماتے ہیں:

الَّذِيْنَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ إِنْ هَاهُنَا بِمَعْنٰى إِذَا. بِدَلِيْلِ مَا سَبَقَ مِنَ الْوَعْدِ بِالدَّفْعِ وَالنَّصْرِ فَهُوَ إِخْبَارٌ وَوَعْدٌ بِالتَّمْكِيْنِ. فِي الْأَرْضِ أَقَامُوْا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَصْفٌ لِلَّذِيْنَ أُخْرِجُوْا وَهُوَ ثَنَاءٌ قَبْلَ بَلَاءٍ وَهُوَ بُرْهَانٌ عَلٰى صِحَّةِ أَمْرِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ إِذْ لَمْ يَحْصُلِ الْمَكَنَةُ فِي الْأَرْضِ لِغَيْرِهِمْ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ. وَأَمَّا مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَلَمْ يَكُنْ مِنَ الَّذِيْنَ أُخْرِجُوْا وَقِيْلَ: الْمَوْصُوْلُ بَدَلٌ مِمَّنْ يَنْصُرُهُ، وَالْمَعْنٰى: لَيَنْصُرَنَّ اللهُ مَنْ يَكُوْنُ هٰذِهٖ صِفَتَهُ وَلَا شَكَّ أَنَّ اللهَ تَعَالٰى نَصَرَ الْخُلَفَاءَ الرَّاشِدِيْنَ وَأَنْجَزَ وَعْدَهٗ. حَتّٰى سَلَّطَهُمْ عَلٰى صَنَادِيْدِ الْعَرَبِ وَ أَكَاسِرَةِ الْعَجَمِ وَقَيَاصِرَتِهِمْ وَأَوْرَثَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى عَهْدِهِمْ أَرْضَ الْكُفَّارِ وَدِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْأُمُوْرِ. [138]

ترجمہ: ﴿اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ﴾ میں یہاں اِنْ کا معنی اِذَا (جب) ہے، اس کی دلیل وہ سابقہ وعدہ ہے جو دفاع اور نصرت کے بارے میں کیا گیا تھا، لہٰذا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر بھی ہے اور اقتدار عطا کرنے کا وعدہ بھی۔ ﴿فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ یہ ان لوگوں کا وصف ہے جنہیں (ناحق) اپنے گھروں سے نکالا گیا، اور یہ آزمائش سے پہلے ان کی تعریف ہے، اور یہ خلفائے راشدین کے معاملے کی صحت پر واضح دلیل ہے کیونکہ مہاجرین میں سے ان کے سوا کسی کو زمین میں اقتدار حاصل نہیں ہوا۔ اور جہاں تک حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا تعلق ہے تو وہ ان لوگوں میں سے نہیں تھے جنہیں (مکہ سے)

---

[138] التفسیر المظہری: ج6 ص331 تحت سورۃ الحج، رقم الآیات 39 تا 41

نکالا گیا۔ اور یہ بھی کہ (الَّذِیْنَ) اس شخص کا بدل ہے جس کی اللہ مدد فرماتا ہے، اور معنی یہ ہے کہ اللہ ضرور اس کی مدد فرمائے گا جو ان صفات کا حامل ہو گا۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خلفائے راشدین کی مدد فرمائی اور اپنا وعدہ پورا کیا۔ یہاں تک کہ اللہ نے انہیں عرب کے سرداروں، عجمی بادشاہوں (کسریٰ) اور رومی قیصروں پر غالب کر دیا، اور انہی کے عہد میں مسلمانوں کو کفار کی زمینوں، ان کے گھروں اور ان کے اموال کا وارث بنا دیا۔ اور تمام انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

4: شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ (ت 1394ھ) فرماتے ہیں:

اس آیت کو آیت تمکین کہتے ہیں جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور درویشان اسلام سے تمکین فی الارض کا وعدہ فرمایا اس آیت میں خلافت راشدہ کی طرف اشارہ ہے جس کی حقیقت ایسی تمکین فی الارض ہے جس کے ساتھ اقامت صلاۃ اور ایتاء الزکوۃ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی ہو یعنی حکومت کے ساتھ ولایت بھی ہو، حق جل شانہ نے اس آیت میں جو اہل تمکین کے اوصاف بیان فرمائے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ جن کو جہاد کی اجازت دی گئی عنقریب ان کو روئے زمین کی حکومت اور سلطنت عطا ہو گی اور یہ لوگ سلطنت ملنے کے بعد دین کے قائم کرنے والے ہوں گے۔ پس یہ آیت خلفائے اربعہ کی خلافت کی صحت اور حقانیت کی دلیل ہے کہ چاروں مہاجرین اولین میں سے تھے، اللہ تعالی نے اس وعدے کے بموجب ان کو زمین کی تمکین عطا فرمائی اور وہ چاروں ان صفات مذکورہ کے ساتھ علی وجہ الکمال موصوف تھے۔ یہ آیت چاروں خلیفہ کی خلافت کے حق ہونے کی دلیل ہے۔ [139]

آیتِ استخلاف:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَ لَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ

[139] تفسیر معارف القرآن: ج5 ص310 تحت: سورۃ الحج، رقم الآیات 39 تا 41

يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ [140]

ترجمہ: اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ وہ زمین میں خلافت عطا فرمائے گا، جیسا کہ اس سے پہلے والوں کو خلافت دی تھی۔ اور وہ ان کے لیے اُن کا دین مضبوط کر دے گا جسے اس نے ان کے لیے پسند فرمایا ہے، اور ان کے خوف کے بعد انہیں امن کی حالت عطا کرے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اس کے بعد کافر ہو جائے، وہی فاسق ہیں۔

حاصلِ آیت:

اس آیت سے خلافت سے متعلقہ دو بنیادی شرائط معلوم ہو رہی ہیں:

{اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا} نزولِ آیت کے وقت "مومن" ہونا

{مِنْكُمْ} نزولِ آیت کے وقت "موجود" ہونا

ان شرائط کے مطابق خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم ہی اس مخصوص اصطلاح کے حقیقی مصداق بنتے ہیں۔ ان کے علاوہ کوئی صحابی جو خلیفہ بھی بنے ہوں وہ اس میں شامل نہیں۔

اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ان چار کے علاوہ کسی صحابی کی خلافت کا انکار کیا جا رہا ہے — ہرگز نہیں۔ ہم اھل السنّۃ والجماعۃ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ:

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ یہ سب امراء المؤمنین اور خلفاء تھے، اور ان میں رشد و ہدایت بھی موجود تھی۔ لیکن چونکہ ان کی خلافت آیتِ استخلاف کی اصطلاحی شرائط کے تحت نہیں آتی، اس لیے ہم علمی دیانت کے ساتھ کہتے ہیں کہ ان کی خلافت راشدہ نہیں بلکہ عادلہ ہے۔

یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے: عشرۃ مبشرۃ بالجنۃ ایک شرعی اصطلاح ہے۔ عشرہ: دس کو کہتے ہیں مبشرہ بالجنۃ:

---

[140] سورۃ النور:55

جن کو جنت کی خوشخبری دی گئی ہو۔

یعنی وہ دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہ ایک مجلس میں جن کا نام لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی ہونے کی بشارت دی۔ اب عشرۂ مبشرہ کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ ہم ان دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنتی نہیں مانتے۔ بلکہ ہم تمام کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پکے سچے جنتی مانتے ہیں لیکن ان کے علاوہ باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عشرہ مبشرہ کی اصطلاح کا مصداق نہیں مانتے۔

تصریحاتِ سبعہ:

1: امام ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن احمد بن ابی بکر الخزرجی القرطبی رحمہ اللہ (ت 671ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ عُلَمَاؤُنَا هٰذِهِ الْآيَةُ دَلِيْلٌ عَلٰى خِلَافَةِ الْخُلَفَاءِ الْأَرْبَعَةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَأَنَّ اللهَ اسْتَخْلَفَهُمْ وَرَضِيَ أَمَانَتَهُمْ وَكَانُوْا عَلَى الدِّيْنِ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ لِأَنَّهُمْ لَمْ يَتَقَدَّمْهُمْ أَحَدٌ فِي الْفَضِيْلَةِ إِلٰى يَوْمِنَا هٰذَا فَاسْتَقَرَّ الْأَمْرُ لَهُمْ. [141]

ترجمہ: ہمارے علماء فرماتے ہیں کہ یہ آیت خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کی خلافت پر دلیل ہے، اور اس بات پر بھی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں خلافت عطا فرمائی، ان کی امانت کو پسند فرمایا، اور وہ اسی دین پر قائم رہے جسے اللہ نے ان کے لیے پسند کیا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فضیلت میں آج کے دن تک کوئی بھی ان پر سبقت نہیں لے سکا، لہٰذا خلافت و قیادت کا معاملہ انہی کے لیے مستحکم اور طے شدہ ہو گیا۔

2: امام نظام الدین حسن بن محمد بن حسین نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 780ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ أَهْلُ السُّنَّةِ: فِي الْآيَةِ دَلَالَةٌ عَلٰى إِمَامَةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ لِأَنَّ قَوْلَهُ ﴿مِنْكُمْ﴾ لِلتَّبْعِيْضِ وَذٰلِكَ الْبَعْضُ يَجِبُ أَنْ يَّكُونَ مِنَ الْحَاضِرِيْنَ فِي وَقْتِ الْخِطَابِ. وَمَعْلُومٌ أَنَّ الْأَئِمَّةَ الْأَرْبَعَةَ كَانُوْا مِنْ أَهْلِ الْإِيْمَانِ وَالْعَمَلِ الصَّالِحِ وَكَانُوْا حَاضِرِينَ وَقْتَئِذٍ وَقَدْ حَصَلَ لَهُمُ الِاسْتِخْلَافُ

[141] الجامع لاحکام القران للقرطبی: ج2 ص2216 تحت سورۃ النور رقم الآیۃ: 55

وَالْفُتُوْحُ. فَوَجَبَ أَنْ يَّكُوْنُوْا مُرَادِيْنَ مِنَ الْآيَةِ. [142]

ترجمہ: اھل السنۃ فرماتے ہیں کہ آیت میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی امامت پر دلیل ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد {مِنْكُمْ} تبعیض کے لیے ہے، اور وہ بعض افراد ضرور اُن لوگوں میں سے ہونے چاہییں جو خطاب کے وقت موجود تھے۔ یہ بات معلوم ہے کہ چاروں خلفاء ایمان اور نیک عمل والوں میں سے تھے اور اس وقت موجود بھی تھے، اور انہی کے لیے خلافت، فتوحات اور غلبہ کا وعدہ پورا ہوا۔ لہٰذا واجب ہے کہ یہ حضرات اسی آیت میں مراد ہوں۔

3: علامہ سید ابو الثناء محمود آلوسی آفندی بغدادی الحنفی رحمہ اللہ (ت 1270ھ) فرماتے ہیں:

وَاسْتَدَلَّ كَثِيْرٌ بِهٰذِهِ الْآيَةِ عَلٰى صِحَّةِ خِلَافَةِ الْخُلَفَاءِ الْأَرْبَعَةِ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ، لِأَنَّ اللهَ تَعَالٰى وَعَدَ فِيْهَا مَنْ فِي حَضْرَةِ الرِّسَالَةِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِالِاسْتِخْلَافِ وَتَمْكِيْنِ الدِّيْنِ وَالْأَمْنِ الْعَظِيْمِ مِنَ الْأَعْدَاءِ، وَلَا بُدَّ مِنْ وُقُوْعِ مَا وَعَدَ بِهِ ضَرُوْرَةً لِامْتِنَاعِ الْخُلْفِ فِي وَعْدِهِ تَعَالٰى، وَلَمْ يَقَعِ الْمَجْمُوْعُ إِلَّا فِي عَهْدِهِمْ فَكَانَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ خَلِيْفَةً حَقًّا بِاسْتِخْلَافِ اللهِ تَعَالٰى إِيَّاهُ حَسْبَمَا وَعَدَ جَلَّ وَعَلَا، لَا يَلْزَمُ عُمُوْمُ الِاسْتِخْلَافِ لِجَمِيْعِ الْحَاضِرِيْنَ الْمُخَاطَبِيْنَ، بَلْ وُقُوْعُهُ فِيْهِمْ كَبَنِي فُلَانٍ قَتَلُوْا فُلَانًا، فَلَا يُنَافِيْ ذٰلِكَ عُمُوْمَ الْخِطَابِ الْجَمِيْعَ، وَكَوْنُ مِنْ بَيَانِيَّةً وَكَذَا لَا يُنَافِيْهِ مَا وَقَعَ فِي خِلَافَةِ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا مِنَ الْفِتَنِ، لِأَنَّ الْمُرَادَ مِنَ الْأَمْنِ الْأَمْنُ مِنْ أَعْدَاءِ الدِّيْنِ وَهُمُ الْكُفَّارُ. [143]

ترجمہ: بہت سے علماء نے اس آیتِ کریمہ سے خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کی خلافت کی صحت پر دلیل لی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس میں زمانۂ رسالت میں موجود اہلِ ایمان سے خلافت، دین کے استحکام اور دشمنوں کے مقابلے میں بڑے امن کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے وعدے میں خلاف ہونا محال ہے، اس لیے اس وعدے کا وقوع ضروری تھا۔ پھر یہ تمام امور مجموعی طور پر صرف انہی (چاروں خلفاء) کے عہد میں ظاہر ہوئے، لہٰذا ہر ایک خلیفہ حق

---

[142] تفسیر النیشاپوری: ج6 ص24 سورۃ النور، رقم الآیۃ 55

[143] تفسیر روح المعانی: ج18 ص208 سورۃ النور، رقم الآیۃ 55

پر تھا اور اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق خلیفہ بنایا گیا۔

اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ استخلاف (خلافت) کا وعدہ تمام حاضرینِ مخاطبین کے بارے میں عام ہو، بلکہ ان میں سے بعض افراد میں اس کا وقوع کافی ہے، جیسے کہا جاتا ہے کہ: "بنو فلاں نے فلاں کو قتل کیا" حالانکہ قتل کرنے والے ان سب میں سے کچھ ہی ہوتے ہیں۔ اس میں خطاب کی عمومیت کے منافی کوئی بات نہیں۔ اسی طرح حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے زمانے میں جو فتنہ وفساد پیش آیا، وہ بھی اس وعدے کے خلاف نہیں، کیونکہ آیت میں جس امن کا وعدہ فرمایا گیا ہے وہ دین کے دشمنوں یعنی کفار کے مقابلے میں امن مراد ہے۔

4: بانی دارالعلوم دیوبند قاسم العلوم والخیرات مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ (ت 1297ھ) فرماتے ہیں:

(الف): اس (النور: آیت نمبر 55) سے یہ ثابت ہوا کہ تسلط اہل اسلام اور تمکین دینِ پسندیدہ اور ازالۂ خوف اور تبدیل امن جو کچھ تھا سب کا سب اصل میں انہی چار یار کے لیے تھا۔[144]

(ب): کچھ خداوند کریم نے (النور: 55 میں) ارشاد فرمایا وہ سب خلفائے اربعہ میں بوجہ اتم ظہور میں آیا۔[145]

5: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ (ت 1362ھ) فرماتے ہیں:

وَفِيْهِ الدَّلَالَةُ عَلٰى صِحَّةِ إِمَامَةِ الْخُلَفَاءِ الْأَرْبَعَةِ أَيْضًا لِأَنَّ اللهَ اسْتَخْلَفَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَمَكَّنَ لَهُمْ كَمَا جَاءَ الْوَعْدُ وَلَا يَدْخُلُ فِيْهِمْ مُعَاوِيَةُ لِأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ مُؤْمِنًا فِي ذٰلِكَ الْوَقْتِ. [146]

ترجمہ: اور اس میں خلفائے اربعہ کی امامت کے درست ہونے کی بھی دلیل ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں زمین میں خلیفہ بنایا اور انہیں اقتدار وتمکنت عطا فرمائی، جیسا کہ (قرآن کریم میں) وعدہ آیا ہے۔ اور اس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ داخل نہیں ہوتے، کیونکہ اس وقت وہ ایمان نہیں لائے تھے۔

---

[144] ھدیۃ الشیعہ: ص75

[145] ھدیۃ الشیعہ: ص75

[146] احکام القرآن للتھانوی: ج16 ص260

6: مفتی اعظم ہند مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ (ت 1372ھ) فرماتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تمام مسلمانوں کے اتفاق سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم مقام بنائے گئے۔ اس لیے یہ خلیفہ اول ہیں۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دوسرے خلیفہ ہوئے۔ ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تیسرے خلیفہ ہوئے۔ ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ چوتھے خلیفہ ہوئے۔ ان چاروں کو خلفائے اربعہ اور خلفائے راشدین اور چار یار کہتے ہیں۔

7: شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ (ت 1394ھ) فرماتے ہیں:

(اول) استخلاف فی الارض: یعنی آسمانی بادشاہت کے اور نبوت کے خلافت ادا کریں گے یعنی وہ محض دنیاوی بادشاہت نہ ہوگی بلکہ نبوت کے خلافت اور نیابت ہوگی اور وہ سلطنت حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہ الصلوۃ والسلام کے خلافت وسلطنت کے ہم رنگ ہوگی۔

(دوم) تمکین دین متین: یعنی جو دین اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہے یعنی دین اسلام وہ خلفاء کے ہاتھوں اس قدر مضبوط اور مستحکم ہو جائے گا کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کی نشر واشاعت پر اس کی تقدیر کو دعوت اور اس کے احکام کے اجزاء اور تنفیذ میں مذہب نہیں ہو سکے گی اور چار دانگ عالم میں دین اسلام کا ڈنکا بج جائے گا۔

(سوم) تبدیل خوف با امن: یعنی دشمنوں کا خوف امن سے بدل جائے گا اہل اسلام کو سوائے خدا کے کسی کا ڈر نہ رہے گا بلکہ اس کے برعکس روئے زمین کے کافر مسلمانوں کی قوت وشوکت سے لرزاں اور ترساں ہوں گے۔

یہ تین وعدے سبحانہ وتعالی نے ان لوگوں سے فرمائے جو نزول آیت کے وقت زمین پر موجود تھے اور نزول آیت سے پہلے ایمان اور عمل صالح سے آراستہ ہو چکے تھے اللہ تعالی نے ان سے یہ تین وعدے فرمائے کہ ہم تم خود دنیاوی زندگی میں یقین نعمتیں عطا کریں گے سو الحمدللہ یہ وعدہ الٰہی حرف بحرف پورا ہوا۔ صدق اللہ وحدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ، اللہ تعالی نے جنگ احزاب کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنوں پر کھلم کھلا غلبہ عطا فرمایا اور اپ کی وفات سے پہلے ہی مکہ مکرمہ اور خیبر اور بلاد یمن اور بحرین اور طائف وغیرہ وغیرہ سب فتح ہو گئے اور اپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اللہ کے یہ تینوں وعدے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے ہاتھوں پر پورے ہوئے جن کا دنیا نے اپنی انکھوں سے مشاہدہ کر

لیااور کسی منکر کو انکار کی جراءت نہ ہوئی۔ [147]

اوصافِ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم:

امام ابو القاسم علی بن الحسن بن ھبۃ اللہ المعروف بابن عساکر رحمہ اللہ (ت 571ھ) نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرْحَمُ أُمَّتِي أَبُوْ بَكْرٍ، وَأَشَدُّهُمْ فِي اللهِ عُمَرُ وَأَكْرَمُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَأَقْضَاهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ. [148]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں سب سے زیادہ رحم دل ابو بکر ہیں، اللہ کے دین کے معاملے میں سب سے زیادہ سخت عمر ہیں، سب سے زیادہ باحیا عثمان بن عفان ہیں، اور سب سے زیادہ اچھے فیصلے کرنے والے علی بن ابی طالب ہیں۔

مدت خلافتِ راشدہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تیس سال کا زمانہ ہی خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا زمانہ ہے اور یہ چار حضرات (حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم) کا زمانہ ہے۔

امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث سجستانی رحمہ اللہ (ت 275ھ) روایت کرتے ہیں:

عَنْ سَفِيْنَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خِلَافَةُ النُّبُوَّةِ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ يُؤْتِيْ اللهُ الْمُلْكَ مَنْ يَّشَاءُ أَوْ مُلْكَهُ مَنْ يَّشَاءُ. [149]

ترجمہ: حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نبوت کی خلافت تیس سال رہے گی، پھر اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا بادشاہت عطا فرمادے گا، یا فرمایا: اپنی بادشاہت جسے چاہے دے دے گا۔

---

[147] تفسیر معارف القرآن کاندھلوی: ج5 ص453 تحت سورۃ النور رقم الآیۃ 55

[148] تاریخ مدینہ دمشق: ج39 ص96 ترجمۃ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

[149] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 4647

خلافتِ راشدہ کا جدول:

نمبر شمار	نام خلیفہ راشد	ترتیب خلافت	مدت خلافت
01	حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ	اول	2سال،3ماہ،10دن
02	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	دوم	10سال،5ماہ،21دن
03	حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ	سوم	12سال،11دن
04	حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	چہارم	4سال،9ماہ

مذکورہ روایت تیس سال کا تذکرہ ہے اس لیے اس روایت پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ یہ مدتِ خلافت تو 29 سال، 6 ماہ اور 12 دن بنتی ہے، تیس سال تو مکمل نہیں ہوتی ۔ حقیقتاً 30 سال وارد نہیں ۔اس کا جواب یہ ہے کہ "ثَلَاثُوْنَ سَنَةً" امر تقریبی ہے، امر تحقیقی نہیں۔یعنی تقریباً تیس سال مراد ہیں۔

مزید یہ کہ اگر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کو اس میں شامل کریں تو پھر مدت تیس سال سے بڑھ جاتی ہے۔اس صورت میں یہ مدت 30 سال اور 12 دن سے کچھ دن اوپر بنے گی۔اس لیے بہتر ہے کہ اس کو امرِ تقریبی پر محمول کر کے جمہور امت کے مسلک کو اختیار کیا جائے۔

فائدہ: پہلے دو حضرات خلفاء کو "شیخین" (پوری امت کے دو جلیل القدر بزرگ خلافتِ راشدہ کے پہلے دو ستون) اور آخری دو خلفاء کو "ختنین" کہا جاتا ہے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو داماد اور خلافتِ راشدہ کے آخری دو ستون)

خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم

خلفاءِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم سے محبت نبوی:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ أُحُدًا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَقَالَ: اثْبُتْ أُحُدُ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ. [150]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُحد پہاڑ پر تشریف لے گئے، آپ کے ساتھ ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ پہاڑ ہلنے لگا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اُحد! ٹھہر جا، کیونکہ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

خلفاءِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم؛ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت کے بہترین افراد:

علامہ محمد بن علی بن الفتح ابن العشاری حنبلی رحمہ اللہ (ت 451ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ: خَيْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ. [151]

ترجمہ: حضرت عمرو بن حریث رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا: اس امت میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر ابو بکر پھر عمر اور بعد میں عثمان ہیں۔

خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کو جنت کی خوشخبری:

1: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

---

[150] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3675

[151] فضائل ابی بکر الصدیق عبد اللہ بن عثمان التیمی: رقم الحدیث 54

عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ فَجَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ لَهُ. فَإِذَا أَبُوبَكْرٍ فَبَشَّرْتُهُ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللهَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ لَهُ فَإِذَا هُوَ عُمَرُ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللهَ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ فَقَالَ لِيْ: افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيبُهُ. فَإِذَا عُثْمَانُ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ رَسُوْلُ اللهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللهَ ثُمَّ قَالَ: اَللهُ الْمُسْتَعَانُ. [152]

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ کے ایک باغ میں تھا۔ ایک شخص نے آنے کی اجازت طلب کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے اجازت دو اور جنت کی بشارت دے دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت سنائی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی۔

اس کے بعد ایک اور شخص نے اجازت طلب کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے اجازت دو اور جنت کی بشارت دے دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو وہ عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے انہیں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بتایا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی۔ پھر ایک اور شخص نے اجازت طلب کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے اجازت دو اور جنت کی بشارت دے دو، ایک مصیبت کے ساتھ جو اسے پہنچے گی۔ میں نے دروازہ کھولا تو وہ عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات بتائی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی، پھر فرمایا: اللہ ہی مدد فرمانے والا ہے۔

2: امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سَورہ ترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: انْطَلَقْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حَائِطًا

---

[152] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3693

لِلأَنْصَارِ فَقَضَى حَاجَتَهُ فَقَالَ لِيْ:يَا أَبَا مُوسٰى أَمْلِكْ عَلَيَّ البَابَ فَلَا يَدْخُلَنَّ عَلَيَّ أَحَدٌ إِلَّا بِإِذْنِي . فَجَاءَ رَجُلٌ فَضَرَبَ الْبَابَ فَقُلْتُ:مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ:أَبُوْ بَكْرٍ ، فَقُلْتُ:يَارَسُوْلَ اللهِ هٰذَا أَبُوْبَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ قَالَ: ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالجَنَّةِ.فَدَخَلَ وَبَشَّرْتُهُ بِالجَنَّةِ وَجَاءَ رَجُلٌ آخَرُ فَضَرَبَ البَابَ فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ:عُمَرُ ، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللهِ! هٰذَا عُمَرُ يَسْتَأْذِنُ قَالَ: افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالجَنَّةِ . فَفَتَحْتُ البَابَ وَدَخَلَ وَبَشَّرْتُهُ بِالجَنَّةِ، فَجَاءَ رَجُلٌ آخَرُ فَضَرَبَ البَابَ فَقُلْتُ:مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: عُثْمَانُ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ هٰذَا عُثْمَانُ يَسْتَأْذِنُ قَالَ: افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالجَنَّةِ عَلٰى بَلْوَى تُصِيبُهُ. [153]

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے ایک باغ میں داخل ہوئے اور اپنی حاجت سے فارغ ہوئے، پھر مجھ سے فرمایا: ابو موسیٰ! دروازے کی نگرانی کرو، میری اجازت کے بغیر کسی کو اندر نہ آنے دینا۔ ایک شخص آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے پوچھا: کون ہے؟ اس نے کہا: ابو بکر۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ابو بکر اجازت چاہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں اجازت دو اور جنت کی بشارت بھی سنا دو۔ چنانچہ وہ اندر آگئے اور میں نے انہیں جنت کی بشارت دی۔ پھر ایک اور شخص آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے پوچھا: کون ہے؟ اس نے کہا: عمر۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! عمر اجازت چاہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کے لیے دروازہ کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت دے دو۔ چنانچہ میں نے دروازہ کھول دیا، وہ اندر آگئے اور میں نے انہیں جنت کی بشارت سنا دی۔ پھر ایک اور شخص آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے پوچھا: کون ہے؟ اس نے کہا: عثمان۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! عثمان اجازت چاہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کے لیے دروازہ کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت دے دو، اس آزمائش کے باوجود جو انہیں پیش آئے گی۔

[153] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3710

خلفاءِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی خلافت کی پیش گوئی:

امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث سجستانی رحمہ اللہ (ت 275ھ) روایت کرتے ہیں:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أُرِيَ اللَّيْلَةَ رَجُلٌ صَالِحٌ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ نِيْطَ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنِيْطَ عُمَرُ بِأَبِي بَكْرٍ وَنِيْطَ عُثْمَانُ بِعُمَرَ. قَالَ جَابِرٌ: فَلَمَّا قُمْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا: أَمَّا الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَّا تَنَوُّطُ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ فَهُمْ وُلَاةُ هٰذَا الْأَمْرِ الَّذِيْ بَعَثَ اللهُ بِهِ نَبِيَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [154]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج رات ایک نیک آدمی کو خواب دکھایا گیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وابستہ ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ وابستہ ہیں، اور عثمان رضی اللہ عنہ؛ عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ وابستہ ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے اٹھے تو ہم نے کہا: نیک آدمی سے مراد تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ یہی حضرات اس دین اور خلافت کے والی وذمہ دار ہوں گے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے۔

خلفاءِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی ترتیب فضیلت:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا نُخَيِّرُ بَيْنَ النَّاسِ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنُخَيِّرُ أَبَا بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ثُمَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ. [155]

---

[154] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 4636

[155] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3655

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں لوگوں کے درمیان فضیلت کے اعتبار سے ترجیح دیتے تھے، تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سب سے افضل قرار دیتے، پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو، پھر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو۔

خلفاءِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت بزبان سیدنا علی رضی اللہ عنہ:

علامہ محمد بن علی بن الفتح ابن العشاری حنبلی رحمہ اللہ (ت 451ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: مَنْ أَحَبَّ أَبَابَكْرٍ قَامَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ أَبِي بَكْرٍ وَصَارَ مَعَهُ حَيْثُ يَصِيْرُ وَمَنْ أَحَبَّ عُمَرَ كَانَ مَعَ عُمَرَ حَيْثُ يَصِيْرُ وَمَنْ أَحَبَّ عُثْمَانَ كَانَ مَعَ عُثْمَانَ فَمَنْ أَحَبَّ هَؤُلَاءِ كَانَ مَعَهُمْ فِي الْجَنَّةِ. [156]

ترجمہ: حضرت حارث رحمہ اللہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جس شخص نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے محبت کی، وہ قیامت کے دن ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اٹھے گا اور جہاں وہ جائیں گے وہ بھی ان کے ساتھ ہو گا۔ اور جس نے عمر رضی اللہ عنہ سے محبت کی، وہ عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو گا جہاں وہ جائیں گے۔ اور جس نے عثمان رضی اللہ عنہ سے محبت کی، وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو گا۔ پس جس نے ان سے محبت کی، وہ جنت میں ان کے ساتھ ہو گا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

[156] فضائل ابی بکر الصدیق عبد اللہ بن عثمان التیمی: رقم الحدیث 53

شیخین کریمین رضی اللہ عنہما

شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کے ایمان کی نبوی گواہی:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: بَيْنَا رَجُلٌ يَسُوْقُ بَقَرَةً إِذْ رَكِبَهَا فَضَرَبَهَا. فَقَالَتْ: إِنَّا لَمْ نُخْلَقْ لِهٰذَا، إِنَّمَا خُلِقْنَا لِلْحَرْثِ. فَقَالَ النَّاسُ: سُبْحَانَ اللهِ! بَقَرَةٌ تَكَلَّمُ. فَقَالَ: فَإِنِّيْ أُوْمِنُ بِهٰذَا أَنَا وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ وَبَيْنَمَا رَجُلٌ فِي غَنَمِهٖ إِذْ عَدَا الذِّئْبُ فَذَهَبَ مِنْهَا بِشَاةٍ فَطَلَبَ حَتّٰى كَأَنَّهُ اسْتَنْقَذَهَا مِنْهُ فَقَالَ لَهُ الذِّئْبُ: هٰذَا اسْتَنْقَذْتَهَا مِنِّيْ فَمَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمَ لَا رَاعِيَ لَهَا غَيْرِيْ. فَقَالَ النَّاسُ: سُبْحَانَ اللهِ! ذِئْبٌ يَّتَكَلَّمُ. قَالَ: فَإِنِّيْ أُوْمِنُ بِهٰذَا أَنَا وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ. [157]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فجر کی نماز ادا کی، پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ایک شخص بیل کو ہانک کے لے جارہا تھا، پھر وہ اس پر سوار ہو گیا اور اسے مارا۔ اس بیل نے کہا: ہم بیل سواری کے لیے پیدا نہیں کیے گئے بلکہ ہم تو کھیتی باڑی کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔ لوگوں نے کہا: سبحان اللہ! بھلا بیل بھی باتیں کرتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں، ابو بکر اور عمر اس پر یقین رکھتے ہیں، حالانکہ اس وقت وہ دونوں وہاں موجود نہ تھے۔ اسی طرح ایک دفعہ ایک شخص اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ اچانک بھیڑیے نے حملہ کیا اور ان میں سے ایک بکری اٹھا کر لے بھاگا۔ چرواہے نے اس کا پیچھا کیا اور اس سے وہ بکری چھڑا لی۔ اس پر بھیڑیے نے اس سے کہا: آج یہ بکری تو نے مجھ سے بچالی ہے لیکن درندوں والے دن اسے کون بچائے گا جس دن میرے علاوہ ان کا اور کوئی چرواہا نہیں ہو گا؟ لوگوں نے کہا: سبحان اللہ! بھلا بھیڑیا بھی باتیں کرتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: میں، ابو بکر اور عمر اس پر یقین رکھتے ہیں، حالانکہ وہ دونوں موجود نہیں تھے۔

---

[157] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3471

شیخین کریمین رضی اللہ عنہما: امین وہدایت یافتہ

علامہ محمد بن علی بن الفتح ابن العشاری حنبلی رحمہ اللہ (ت 451ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَسْمَاءَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ عَلِيًّا عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ فَقَالَ: كَانَا أَمِينَيْنِ هَادِيَيْنِ رَشِيْدَيْنِ مُرْشِدَيْنِ مُفْلِحَيْنِ مُنْجِحَيْنِ خَرَجَا مِنَ الدُّنْيَا خَمِيْصَيْنِ. [158]

ترجمہ: حضرت اسماء بن الحکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: وہ دونوں امانت دار، ہدایت یافتہ، راہِ راست پر چلنے والے اور دوسروں کو ہدایت دینے والے، کامیاب اور فلاح پانے والے تھے، اور وہ دونوں دنیا سے بھوکے پیٹ (سادگی کی حالت میں) رخصت ہوئے۔

شیخین کریمین رضی اللہ عنہما: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سمع وبصر:

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سَورہ ترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَنْطَبٍ رَحِمَهُ اللهُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ فَقَالَ: هٰذَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ. [159]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن حنطب رحمہ اللہ سے (مرسلاً) مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ یہ دونوں (میرے لیے) کان اور آنکھیں ہیں (یعنی معتمدِ خاص ہیں)۔

شیخین کریمین رضی اللہ عنہما اور تبسمِ نبوی:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ لَمْ

---

[158] فضائل ابی بکر الصدیق عبد اللہ بن عثمان التیمی: رقم الحدیث 45

[159] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3671

يَرْفَعُ أَحَدٌ رَأْسَهُ غَيْرُ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانَا يَتَبَسَّمَانِ إِلَيْهِ وَيَتَبَسَّمُ إِلَيْهِمَا. [160]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں تشریف لاتے تو ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے علاوہ کوئی شخص اپنا سر نہ اٹھاتا تھا۔ وہ دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مسکراتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کی طرف مسکراتے تھے۔

شیخین کریمین رضی اللہ عنہما؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمینی وزیر:

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ ترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا لَهُ وَزِيْرَانِ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ وَوَزِيْرَانِ مِنْ أَهْلِ الأَرْضِ. فَأَمَّا وَزِيْرَايَ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرِيْلُ وَمِيْكَائِيْلُ، وَأَمَّا وَزِيْرَايَ مِنْ أَهْلِ الأَرْضِ فَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ. [161]

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر نبی کے لیے آسمان والوں میں سے دو وزیر اور زمین والوں میں سے دو وزیر ہوتے ہیں۔ میرے آسمانی وزیر جبرئیل اور میکائیل علیہما السلام ہیں، اور میرے زمینی وزیر ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

شیخین کریمین رضی اللہ عنہما؛ دو روشن ستارے

امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ رحمہ اللہ (ت 273ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَرَاءَوْنَ أَهْلَ عِلِّيِّيْنَ كَمَا تَرَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ فِي أُفُقِ السَّمَاءِ وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ مِنْهُمْ وَأَنْعَمَا. [162]

---

[160] مشکوۃ المصابیح: رقم الحدیث 6062

[161] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3680

[162] سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 96

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک جنت والے لوگ اہلِ علّیین کو اس طرح دیکھیں گے جیسے تم آسمان کے کنارے میں چمکتے ہوئے روشن ستارے کو دیکھتے ہو، اور بے شک ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی انہی میں سے ہیں، اور وہ دونوں کتنے ہی بہترین ہیں۔

شیخین کریمین رضی اللہ عنہما؛ عمر رسیدہ لوگوں کے سردار

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سَورہ ترمذی رحمہ اللہ (ت279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ: هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُوْلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ إِلَّا النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ. [163]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما اولین و آخرین میں سے جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں، سوائے انبیاء اور رسولوں کے۔

شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی خلافت کی پیش گوئی:

امام ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِيْ عَلٰى قَلِيْبٍ عَلَيْهَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللهُ ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِيْ قُحَافَةَ فَنَزَعَ بِهَا ذَنُوْبًا أَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللهُ يَغْفِرُ لَهُ ضَعْفَهُ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَأَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ. [164]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: میں سویا ہوا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو ایک کنویں پر دیکھا جس پر ایک ڈول لٹکا ہوا تھا۔ پھر میں نے اس میں سے اتنا پانی نکالا جتنا اللہ نے

---

[163] جامع الترمذی: 3664

[164] صحیح البخاری: رقم: 3664

چاہا۔ اس کے بعد وہ ڈول ابنِ ابی قحافہ (ابو بکر رضی اللہ عنہ) نے لے لیا، انہوں نے اس سے ایک یا دو ڈول نکالے، ان کے کھینچنے میں کچھ کمزوری تھی -اللہ ان کی اس کمزوری کو معاف فرمائے- پھر وہ ڈول ایک بڑے ڈول میں تبدیل ہو گیا، اس کے بعد وہ ڈول ابن الخطاب (عمر رضی اللہ عنہ) نے پکڑ لیا، میں نے لوگوں میں عمر جیسا طاقتور ماہر شخص نہیں دیکھا جو اس طرح ڈول کو کھینچتا ہو، یہاں تک کہ لوگوں نے اپنے جانوروں کو پانی پلانے کی جگہ پر لا کر بٹھا دیا۔

شیخین کریمین رضی اللہ عنہما سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی محبت

علامہ محمد بن علی بن الفتح ابن العشاری حنبلی رحمہ اللہ (ت 451ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئًا عَلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَاسْتَقْبَلَهُ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ فَقَالَ لَهُ: يَا عَلِيُّ أَتُحِبُّ هٰذَيْنِ الشَّيْخَيْنِ؟ قَالَ: نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللهِ، قَالَ: أَحِبَّهُمَا فَإِنَّ حُبَّهُمَا يُدْخِلُ الْجَنَّةَ. [165]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم؛ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر ٹیک لگائے ہوئے تشریف لائے۔ سامنے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی! کیا تم ان دونوں بزرگوں سے محبت رکھتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان دونوں سے محبت رکھو کیونکہ ان دونوں کی محبت جنت میں داخل کرے گی۔

شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کا مقام سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی نظر میں:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: إِنِّي لَوَاقِفٌ فِي قَوْمٍ فَيَدْعُوْنَ اللهَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَقَدْ وُضِعَ عَلَى سَرِيْرِهِ إِذَا رَجُلٌ مِنْ خَلْفِيْ قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَهُ عَلَى مَنْكِبِيْ يَقُوْلُ: رَحِمَكَ اللهُ إِنْ كُنْتُ لَأَرْجُوْ أَنْ يَّجْعَلَكَ اللهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ لِأَنِّي كَثِيْرًا مِمَّا كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: كُنْتُ

[165] فضائل ابی بکر الصدیق عبد اللہ بن عثمان التیمی: رقم الحدیث 38

وَ أَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَفَعَلْتُ وَأَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَانْطَلَقْتُ وَأَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ فَإِنْ كُنْتُ لَأَرْجُوْ أَنْ يَّجْعَلَكَ اللهُ مَعَهُمَا فَالْتَفَتُّ فَإِذَا هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ. [166]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں ان لوگوں کے ساتھ کھڑا ہوا تھا جو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لیے دعائیں کر رہے تھے۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کا جنازہ رکھا گیا تھا۔ اتنے میں ایک شخص نے میرے پیچھے سے آکر میرے کندھوں پر کہنیاں رکھ دیں اور عمر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہنے لگے: اللہ آپ پر رحم کرے! مجھے تو یہی امید تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ جمع کرے گا۔ میں اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں فرماتے ہوئے سنا کرتا تھا کہ میں اور ابو بکر و عمر تھے، میں نے اور ابو بکر و عمر نے یہ کام کیا، میں اور ابو بکر و عمر گئے۔ اس لیے مجھے امید یہی تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان ہی دونوں بزرگوں کے ساتھ رکھے گا۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کے دلوں کی پاکیزگی:

علامہ محمد بن علی بن الفتح ابن العشاری حنبلی رحمہ اللہ (ت 451ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مُلَيْكٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ: أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ﴾ فِيْ ثَلَاثِ بُطُوْنٍ مِنْ قُرَيْشٍ: بَنِيْ هَاشِمٍ وَبَنِيْ تَيْمٍ وَبَنِيْ عَدِيٍّ مِنْهُمْ أَنَا وَأَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ. [167]

ترجمہ: حضرت عبید اللہ بن ملیک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: یہ آیت ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ﴾ (ترجمہ: ہم ان کے سینوں میں جو کینہ

---

[166] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3677

[167] فضائل ابی بکر الصدیق عبد اللہ بن عثمان التیمی: رقم الحدیث 47

ہو گا اسے نکال دیں گے، وہ بھائی بھائی بن کر تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے) قریش کے تین قبائل کے بارے میں نازل ہوئی: بنو ہاشم، بنو تیم اور بنو عدی، جن میں میں بھی ہوں، اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی انہیں میں سے ہیں۔

شیخین کریمین رضی اللہ عنہما اوّلین جنتی:

علامہ محمد بن علی بن الفتح ابن العشاری حنبلی رحمہ اللہ (ت 451ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! مَنْ أَوَّلُ النَّاسِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: أَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ. قُلْتُ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! أَيَدْخُلَانِهَا قَبْلَكَ؟ قَالَ: إِيْ وَالَّذِيْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ إِنَّهُمَا لَيَأْكُلَانِ مِنْ ثِمَارِهَا وَيَتَّكِئَانِ عَلٰى فُرُشِهَا. [168]

ترجمہ: حضرت عبدِ خیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما۔ میں نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! کیا وہ آپ سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے؟ فرمایا: ہاں، اس ذات کی قسم جس نے دانے کو پھاڑا اور مخلوق کو پیدا کیا، بے شک وہ دونوں جنت کے پھل کھائیں گے اور اس کے تختوں پر تکیہ لگا کر بیٹھیں گے۔

شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی افضلیت بزبان سیدنا علی رضی اللہ عنہ:

علامہ محمد بن علی بن الفتح ابن العشاری حنبلی رحمہ اللہ (ت 451ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ: قَالَ عَلْقَمَةُ: خَطَبَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: إِنَّهُ بَلَغَنِيْ أَنَّ نَاسًا يُفَضِّلُوْنِيْ عَلٰى أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَلَوْ كُنْتُ تَقَدَّمْتُ فِيْ ذٰلِكَ لَعَاقَبْتُ وَأَكْرَهُ الْعُقُوْبَةَ قَبْلَ

[168] فضائل ابی بکر الصدیق عبد اللہ بن عثمان التیمی: رقم الحدیث 43

التَّقَدُّمِ فَمَنْ أُتِيتُ بِهِ بَعْدَ مَقَامِيْ هٰذَا قَدْ قَالَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَهُوَ مُفْتَرٍ عَلَيْهِ مَا عَلَى الْمُفْتَرِي خَيْرُ النَّاسِ كَانَ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ. [169]

ترجمہ: حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ علقمہ رحمہ اللہ نے فرمایا: ہمیں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا۔ پس آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی، پھر فرمایا: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ کچھ لوگ مجھے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دیتے ہیں۔ اگر میں پہلے اس بارے میں تنبیہ کر چکا ہوتا تو ضرور سزا دیتا، لیکن میں تنبیہ سے پہلے سزا دینا پسند نہیں کرتا۔ لہذا آج کے اس مقام کے بعد جو شخص میرے پاس لایا جائے گا جس نے ایسی کوئی بات کہی ہوگی تو وہ بہتان باندھنے والا ہوگا اور اس پر وہی حکم ہوگا جو بہتان باندھنے والے پر ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے، پھر عمر رضی اللہ عنہ۔

شیخین کریمین رضی اللہ عنہما؛ حکمرانوں کے لیے نمونہ:

علامہ محمد بن علی بن الفتح ابن العشاری حنبلی رحمہ اللہ (ت 451ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ جَعَلَ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ حُجَّةً عَلٰى مَنْ بَعْدَهُمَا مِنَ الْوُلَاةِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَسَبَقَا وَاللهِ سَبْقًا بَعِيْدًا وَأَتْعَبَا مَنْ بَعْدَهُمَا إِتْعَابًا شَدِيْدًا. [170]

ترجمہ: حضرت عبدِ خیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: بے شک اللہ عزوجل نے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو ان کے بعد آنے والے حکمرانوں کے لیے قیامت تک حجت (نمونہ) بنا دیا ہے، پس وہ دونوں بہت دور تک سبقت لے گئے، اور انہوں نے اپنے بعد والوں کو سخت مشقت میں ڈال دیا (یعنی ان کے مقام وعمل تک پہنچنا بہت دشوار ہے)۔

---

[169] فضائل ابی بکر الصدیق عبد اللہ بن عثمان التیمی: رقم الحدیث 39

[170] فضائل ابی بکر الصدیق عبد اللہ بن عثمان التیمی: رقم الحدیث 46

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

حلیہ مبارک:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

كَانَ أَبْيَضَ نَحِيفًا خَفِيفَ الْعَارِضَيْنِ مَعْرُوقَ الْوَجْهِ غَائِرَ الْعَيْنَيْنِ نَاتِئَ الْجَبْهَةِ يَخْضِبُ شَيْبَهُ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ. [171]

ترجمہ: اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ گورے رنگ کے، دُبلے پتلے، ہلکی داڑھی والے، چہرے کی ہڈیاں نمایاں رکھنے والے، قدرے اندر دھنی ہوئی آنکھوں والے، ابھری ہوئی پیشانی والے تھے، اور اپنے سفید بالوں کو مہندی اور کَتَم (ایک سیاہی مائل رنگ دینے والی جڑی بوٹی) سے رنگتے تھے۔

ولادت:

امام ابو الحسن عز الدین ابن الاثیر علی بن محمد بن عبد الکریم رحمہ اللہ (ت630ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَنْدَهْ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: وُلِدَ يَعْنِيْ أَبَا بَكْرٍ بَعْدَ الْفِيْلِ بِسَنَتَيْنِ وَأَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ إِلَّا أَيَّامًا. [172]

ترجمہ: عبد اللہ بن مندہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ولادت واقعہ فیل سے تقریباً دو سال چار ماہ بعد (سن 573ء میں) ہوئی۔ (آپ رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سال اور چند ماہ چھوٹے ہیں)

نام مبارک:

امام ابو الحسن عز الدین ابن الاثیر علی بن محمد بن عبد الکریم رحمہ اللہ (ت630ھ) لکھتے ہیں:

---

[171] سیر اعلام النبلاء: ج2 ص267 رقم الترجمہ 29 ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ

[172] اُسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج3 ص127 ترجمۃ عبد اللہ بن عثمان [ابو بکر رضی اللہ عنہ]

كَانَ "عَبْدَ الْكَعْبَةِ"، فَسَمَّاهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "عَبْدَ اللهِ". [173]

ترجمہ: (زمانہ جاہلیت میں) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام "عبد الکعبہ" تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام "عبد اللہ" تجویز فرمایا۔

سلسلۂ نسب:

آپ کے والد ماجد ابو قحافہ کا نام عثمان تھا، جن کا تعلق بنو تیم قبیلہ سے تھا۔

امام ابو الحسن عز الدین ابن الاثیر علی بن محمد بن عبد الکریم رحمہ اللہ (ت360) لکھتے ہیں:

عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَامِرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ كَعْبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ تَيْمِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ ابْنِ لُؤَيٍّ الْقُرَشِيُّ التَّيْمِيُّ. [174]

ترجمہ: نسب مبارک اس طرح ہے: عبد اللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی، جو قبیلہ قریش کی شاخ تیمی سے تعلق رکھتے تھے۔

وَأُمُّهُ أُمُّ الْخَيْرِ سَلْمَى بِنْتِ صَخْرِ بْنِ عَامِرِ بْنِ كَعْبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ تَيْمِ بْنِ مُرَّةَ. [175]

ترجمہ: آپ کی والدہ ماجدہ کا نام ام الخیر سلمٰی تھا۔ ان کا نسب مبارک اس طرح ہے: سلمٰی بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ۔

وصیت اور تدفین:

امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی البغدادی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ لَهُمْ: إِذَا مِتُّ وَفَرَغْتُمْ مِنْ

---

[173] أُسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج3 ص110 ترجمۃ عبد اللہ بن عثمان [ابو بکر رضی اللہ عنہ]

[174] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج3 ص110 ترجمۃ عبد اللہ بن عثمان [ابو بکر رضی اللہ عنہ]

[175] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج3 ص110 ترجمۃ عبد اللہ بن عثمان [ابو بکر رضی اللہ عنہ]

جَهَازِيْ فَاحْمِلُوْنِيْ حَتّٰى تَقِفُوْا بِبَابِ الْبَيْتِ الَّذِيْ فِيْهِ قَبْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقِفُوْا بِالْبَابِ وَقُوْلُوْا: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ! هٰذَا أَبُوْ بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ فَإِنْ أُذِنَ لَكُمْ وَفُتِحَ الْبَابُ وَكَانَ الْبَابُ مُغْلَقًا فَأَدْخِلُوْنِيْ. فَادْفِنُوْنِيْ وَإِنْ لَمْ يُؤْذَنْ لَكُمْ فَأَخْرِجُوْنِيْ إِلَى الْبَقِيْعِ وَادْفِنُوْنِيْ. فَفَعَلُوْا فَلَمَّا وَقَفُوْا بِالْبَابِ وَقَالُوْا هٰذَا: سَقَطَ الْقُفْلُ وَانْفَتَحَ الْبَابُ وَسُمِعَ هَاتِفٌ مِنْ دَاخِلِ الْبَيْتِ: أَدْخِلُوا الْحَبِيْبَ إِلَى الْحَبِيْبِ فَإِنَّ الْحَبِيْبَ إِلَى الْحَبِيْبِ مُشْتَاقٌ. [176]

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت جب قریب آیا تو آپ نے (وصیت کرتے ہوئے) فرمایا: جب میں فوت ہو جاؤں اور تم لوگ میری تجہیز و تکفین سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارکہ کے دروازے کے سامنے رکھ دینا اور دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرنا: السلام علیک یا رسول! آپ کا غلام (ابو بکر) آپ سے (آپ کے روضہ مبارکہ میں دفن ہونے کی) اجازت چاہتا ہے۔ اگر اجازت مل جائے اور دروازہ کھل جائے - کیونکہ دروازہ بند رہتا تھا- تو مجھے اندر لے جانا اور وہیں دفن کر دینا، اور اگر اجازت نہ ملے تو مجھے جنت البقیع (عام مسلمانوں کے قبرستان) کی طرف لے جانا اور وہیں دفن کر دینا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کو روضہ مبارکہ کے دروازے تک لے گئے اور وہی بات عرض کی جو وصیت میں موجود تھی، تالا گر گیا اور دروازہ کھل گیا۔ اس موقع پر روضہ مبارکہ سے ایک غیبی آواز سنائی دی گئی کہ محبوب کو محبوب کے پاس پہنچادو، کیونکہ محبوب اپنے محبوب کا مشتاق ہے۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے چند فضائل:

یہاں صرف چند فضائل کو ذکر کیا جارہا ہے۔ باقی اس پر میری مستقل کتاب "خلیفہ اول سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ؛ حیات و خدمات، اعتراضات وجوابات" موجود ہے۔

---

[176] الشریعۃ لآجُرّی: رقم الحدیث 1923

1: دن رات خرچ کرنا

﴿ اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ بِالَّیۡلِ وَ النَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً فَلَهُمۡ اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ۚ وَ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَ لَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ (۲۷٤)﴾ [177]

ترجمہ: جو لوگ اپنے مال رات ہو یا دن، چپکے ہو یا علانیہ، (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں، ان کے لیے ان کے رب کے پاس اجر ہے، اور ان پر نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

امام ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود نسفی رحمہ اللہ (ت 710ھ) لکھتے ہیں:

نَزَلَتْ فِيْ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَيْثُ تَصَدَّقَ بِأَرْبَعِيْنَ أَلْفَ دِيْنَارٍ عَشَرَةً بِاللَّيْلِ وَعَشَرَةً بِالنَّهَارِ وَعَشَرَةً فِي السِّرِّ وَعَشَرَةً فِي الْعَلَانِيَةِ. [178]

ترجمہ: یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی جب آپ رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار دینار خرچ کیے، (جس کی ترتیب یوں بنائی کہ) دس ہزار رات کو، دس ہزار دن کو، دس ہزار خفیہ طور پر اور دس ہزار علانیہ طور پر صدقہ فرمائے۔

امام فخر الدین ابو عبد اللہ محمد بن عمر رازی شافعی رحمہ اللہ (ت 606ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ صَاحِبُ الْكَشَّافِ: نَزَلَتْ فِيْ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حِيْنَ تَصَدَّقَ بِأَرْبَعِيْنَ أَلْفَ دِينَارٍ: عَشَرَةٌ بِاللَّيْلِ وَعَشَرَةٌ بِالنَّهَارِ وَعَشَرَةٌ فِي السِّرِّ وَعَشَرَةٌ فِي الْعَلَانِيَةِ. [179]

ترجمہ: صاحب الکشاف (علامہ زمخشری) کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی جب آپ رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار دینار خرچ کیے، (جس کی ترتیب یوں بنائی کہ) دس ہزار رات کو،

---

[177] سورۃ البقرۃ:274

[178] تفسیر مدارک التنزیل للنسفی: ج1 ص153، تحت سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ274

[179] التفسیر الکبیر للرازی: ج7 ص89 تحت سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ274

دس ہزار دن کو، دس ہزار خفیہ طور پر اور دس ہزار علانیہ طور پر صدقہ فرمائے۔

2: صاحبِ غار

﴿ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَ اَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَ جَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ۭ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (٤٠)﴾ [180]

ترجمہ: اگر تم (میرے نبی کی) مدد ونصرت نہیں کروگے تو ان کا کوئی نقصان نہیں ہوگا کیونکہ اللہ ان کی اُس مشکل وقت میں مدد فرماچکا ہے جب ان کو کافروں نے مکہ سے نکالا جب وہ دو میں سے دوسرے تھے۔ جب وہ دونوں غار میں تھے اور وہ اپنے دوست (ابو بکر) سے کہہ رہے تھے کہ میرے بارے میں غم نہ کرو۔ اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے۔ چنانچہ اللہ نے ان پر اپنی طرف سے سکون کی اعلیٰ ترین کیفیت طاری فرمائی اور ان کی مدد ایسے لشکروں سے کی جو تمہیں نظر نہیں آئے۔ اور کافر لوگوں کی بات کو بے حیثیت کرکے دکھایا۔ اور بات تو اللہ ہی کی بلند ہے اور اللہ اقتدار کا بھی مالک ہے، حکمت والا بھی ہے۔

امام فخر الدین ابو عبد اللہ محمد بن عمر رازی شافعی رحمہ اللہ (ت606ھ) فرماتے ہیں:

أَنَّهُ تَعَالٰى وَصَفَ أَبَا بَكْرٍ بِكَوْنِهٖ صَاحِبًا لِلرَّسُوْلِ وَذٰلِكَ يَدُلُّ عَلٰى كَمَالِ الْفَضْلِ. قَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ فُضَيْلٍ الْبَجَلِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ: مَنْ أَنْكَرَ أَنْ يَّكُوْنَ أَبُوْ بَكْرٍ صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ كَافِرًا لِأَنَّ الْأُمَّةَ مُجْمِعَةٌ عَلٰى أَنَّ الْمُرَادَ مِنْ ﴿اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ﴾ هُوَ أَبُوْ بَكْرٍ. [181]

ترجمہ: آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تعریف میں یہ بات بیان فرمائی ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، اور یہی بات آپ کی افضلیت کی دلیل ہے۔ امام حسین بن فضیل بجلی

---

[180] سورۃ التوبۃ:40

[181] التفسیر الکبیر للرازی: ج16 ص52 تحت سورۃ التوبۃ، رقم الآیۃ40

رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کوئی جو شخص حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے صحابی ہونے کا انکار کرے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اس لیے کہ پوری امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ آیت میں صاحب سے مراد ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

3: سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیل بناتا

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ وَلَكِنْ أَخِيْ وَصَاحِبِيْ. [182]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں (پوری امت میں سے) کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا، تاہم وہ میرے (دینی) بھائی اور (جگری) دوست ہیں۔

4: عاجزی وانکساری

امام ابو الحجاج مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا؟ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَا. قَالَ: فَمَنْ تَبِعَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً؟ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَا. قَالَ: فَمَنْ أَطْعَمَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِيْنًا؟ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَا. قَالَ: فَمَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيْضًا؟ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا اجْتَمَعْنَ فِي امْرِئٍ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ. [183]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) سے پوچھا: تم میں سے آج کس نے روزہ رکھا ہے؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میں

---

[182] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3656

[183] صحیح مسلم: رقم الحدیث 1028

نے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا: تم میں سے آج کس نے نماز جنازہ پڑھی ہے؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میں نے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا: تم میں سے آج کس نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میں نے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا: تم میں سے آج کس نے مریض کی تیمار داری کی ہے؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میں نے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص میں یہ خوبیاں جمع ہوں وہ جنت میں داخل ہو گا۔

5: سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے

امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث سجستانی رحمہ اللہ (ت 275ھ) روایت کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتَانِيْ جِبْرِيْلُ فَأَخَذَ بِيَدِيْ فَأَرَانِيْ بَابَ الْجَنَّةِ الَّذِيْ تَدْخُلُ مِنْهُ أُمَّتِيْ. فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! وَدِدْتُ أَنِّيْ كُنْتُ مَعَكَ حَتّٰى أَنْظُرَ إِلَيْهِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَا إِنَّكَ يَا أَبَا بَكْرٍ أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِيْ. [184]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس جبریل آئے، میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے جنت کا دروازہ دکھایا جس سے میری امت کے لوگ داخل ہوں گے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میری خواہش ہے کہ آپ کے ساتھ ہو کر کاش میں بھی وہ دروازہ دیکھتا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ مطمئن رہیں، یقیناً میری امت میں آپ ہی سب سے پہلے (اسی دروازے سے) جنت میں داخل ہوں گے۔

6: شان ابی بکر رضی اللہ عنہ بزبان عمر رضی اللہ عنہ

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سَورہ ترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

---

[184] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 4652

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَبُوْ بَكْرٍ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَأَحَبُّنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [185]

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں، ہم میں سب سے بہتر ہیں، اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم سب میں سے زیادہ محبوب ہیں۔

7: شانِ ابی بکر رضی اللہ عنہ بزبان علی رضی اللہ عنہ

امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث سجستانی رحمہ اللہ (ت 275ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَسْمَاءَ بْنِ الْحَكَمِ الْفَزَارِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: كُنْتُ رَجُلًا إِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثًا نَفَعَنِيَ اللهُ مِنْهُ بِمَا شَاءَ أَنْ يَنْفَعَنِيْ، وَإِذَا حَدَّثَنِيْ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِ اسْتَحْلَفْتُهُ فَإِذَا حَلَفَ لِيْ صَدَّقْتُهُ قَالَ: وَحَدَّثَنِيْ أَبُوْ بَكْرٍ وَصَدَقَ أَبُوْ بَكْرٍ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَا مِنْ عَبْدٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا فَيُحْسِنُ الطُّهُوْرَ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللهَ إِلَّا غَفَرَ اللهُ لَهُ ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَالَّذِيْنَ إِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوْٓا أَنْفُسَهُمْ﴾. [186]

ترجمہ: حضرت اسماء بن حکم فزاری رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں وہ شخص ہوں کہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سنتا تو اللہ تعالیٰ مجھے اس سے جتنا فائدہ دینا چاہتے فائدہ پہنچاتے۔ جب مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ (رضی اللہ عنہم) میں سے کوئی حدیث بیان کرتا تو میں اس سے قسم لیتا، پھر اگر وہ قسم اٹھالیتا (کہ واقعی حدیث ہے) تو میں اس کی بات کو سچا مان لیتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حدیث سنائی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ (حدیث بیان

---

[185] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3656

[186] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 1521

کرنے میں) سچے ہیں، انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص کوئی گناہ کر بیٹھے (پھر گناہ کے بعد) اچھی طرح وضو کرے، (کھڑے ہونے کی ہمت ہو تو) کھڑا ہو کر (ورنہ بیٹھ کر) دو رکعت نماز پڑھے، اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی معافی مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی (جس کا مفہوم یہ ہے): وہ لوگ کہ جب کبھی کوئی بے حیائی کا کام کر بیٹھتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کر لیتے ہیں تو فوراً اللہ کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں، (پھر اللہ سے) اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا گناہوں کو کون بخش سکتا ہے؟ وہ جان بوجھ کر اپنے کیے پر اڑ نہیں جاتے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ فِي الْعٰلَمِيْنَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

حلیہ مبارک:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

كَانَ طَوِيْلًا جَسِيْمًا شَدِيْدَ الصَّلَعِ شَدِيْدَ الْحُمْرَةِ وَفِي عَارِضَيْهِ خِفَّةٌ وَسَبَلَتُهُ كَبِيْرَةٌ وَفِي أَطْرَافِهَا صُهْبَةٌ إِذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ فَتَلَهَا. [187]

ترجمہ: وہ (عمر رضی اللہ عنہ) قد آور اور مضبوط جسم والے تھے، سر کے اگلے حصے میں بال کم ہونے کی صفت نمایاں تھی، رنگت میں سرخی زیادہ تھی، رخساروں کے دونوں جانب داڑھی ہلکی تھی، مونچھیں بڑی تھیں اور ان کے کناروں میں سرخی مائل رنگ تھا۔ جب کوئی اہم یا پریشان کن معاملہ پیش آتا تو اپنی مونچھوں کو بل دیتے تھے۔

ولادت:

امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر مالکی رحمہ اللہ (ت463ھ) فرماتے ہیں:

وُلِدَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بَعْدَ الْفِيْلِ بِثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً. [188]

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ واقعۂ فیل کے 13 سال بعد (مکہ) میں پیدا ہوئے۔

نام ونسب:

امام ابو القاسم اسماعیل بن محمد بن الفضل بن علی القرشی الاصبہانی رحمہ اللہ (ت535ھ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تذکرہ کے تحت فرماتے ہیں:

عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بْنِ نُفَيْلِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى بْنِ قُرْطِ بْنِ رِيَاحِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَزَاحِ بْنِ

---

[187] سیر اعلام النبلاء: ج2 ص318 رقم الترجمہ 56 عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

[188] الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب: ص551 ترجمۃ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

عَدِيِّ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبِ بْنِ فِهْرِ بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ. [189]

ترجمہ: عمر بن الخطاب بن نُفَیل بن عبد العُزیٰ بن قُرط رِیاح بن عبد اللہ بن رَزَاح بن عدی بن کعب بن لوَی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ۔ آپ کا سلسلہ نسب (آٹھویں پشت میں) کعب پر جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔

کنیت:

امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ الاصبہانی رحمہ اللہ (ت430ھ) فرماتے ہیں:

يُكْنَى أَبَا حَفْصٍ. [190]

ترجمہ: آپ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کی کنیت ابو حفص تھی۔

لقب:

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع الہاشمی البغدادی رحمہ اللہ (ت230ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهٖ وَهُوَ الْفَارُوْقُ فَرَّقَ اللهُ بِهٖ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ. [191]

ترجمہ: حضرت ایوب بن موسیٰ رحمہ اللہ (مرسلاً) روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حق بات کا الہام عمر کے دل پر اور اس کا اظہار عمر کی زبان پر فرمایا۔ وہ فاروق ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے حق اور باطل میں فرق ظاہر کیا ہے۔

شہادت:

---

[189] کتاب المعارف لابن قتیبہ: ج1 ص179 ابی حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

[190] معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم: ص38 مَعْرِفَةُ نِسْبَةِ الْفَارُوْقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، الرقم130

[191] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج3 ص205 اسلام عمر رضی اللہ عنہ

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمَشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) فرماتے ہیں:

عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: طُعِنَ عُمَرُ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ لِأَرْبَعِ لَيَالٍ بَقِينَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ، وَدُفِنَ يَوْمَ الْأَحَدِ صَبَاحَ هِلَالِ الْمُحَرَّمِ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَعِشْرِينَ. [192]

ترجمہ: اسماعیل بن محمد بن سعد رحمہ اللہ سے مروی ہے 23ہجری 26ذوالحج بروز بدھ ذوالحج کے ختم ہونے میں چار دن باقی تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا گیا۔ بروز اتوار یکم محرم الحرام سن 24ہجری آپ کو دفن کیا گیا۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے چند فضائل:

یہاں صرف چند فضائل کو ذکر کیا جارہا ہے۔ باقی اس پر میری مستقل کتاب "خلیفہ دوم سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ؛ حیات وخدمات، اعتراضات وجوابات" موجود ہے۔

1: ایمانِ عمر رضی اللہ عنہ کی نبوی شہادت

امام ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: بَيْنَا رَجُلٌ يَسُوقُ بَقَرَةً إِذْ رَكِبَهَا فَضَرَبَهَا فَقَالَتْ: إِنَّا لَمْ نُخْلَقْ لِهٰذَا إِنَّمَا خُلِقْنَا لِلْحَرْثِ فَقَالَ النَّاسُ: سُبْحَانَ اللهِ، بَقَرَةٌ تَكَلَّمُ، فَقَالَ: فَإِنِّي أُومِنُ بِهٰذَا أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ وَبَيْنَمَا رَجُلٌ فِي غَنَمِهِ إِذْ عَدَا الذِّئْبُ فَذَهَبَ مِنْهَا بِشَاةٍ فَطَلَبَ حَتَّى كَأَنَّهُ اسْتَنْقَذَهَا مِنْهُ فَقَالَ لَهُ الذِّئْبُ: هٰذَا اسْتَنْقَذْتَهَا مِنِّي فَمَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ؟ يَوْمَ لَا رَاعِيَ لَهَا غَيْرِي؟ فَقَالَ النَّاسُ: سُبْحَانَ اللهِ، ذِئْبٌ يَتَكَلَّمُ، قَالَ: فَإِنِّي أُومِنُ بِهٰذَا أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ. [193]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فجر کی نماز ادا

---

[192] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4ص148 ثم دخلت سنۃ ثلاث وعشرین

[193] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3471

کی، پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ایک شخص بیل کو ہانک کر لے جا رہا تھا، پھر وہ اس پر سوار ہو گیا اور اسے مارا۔ اس بیل نے کہا: ہم بیل سواری کے لیے پیدا نہیں کیے گئے بلکہ ہم تو کھیتی باڑی کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔ لوگوں نے کہا: سبحان اللہ! بھلا بیل بھی باتیں کرتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں، ابو بکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) اس پر یقین رکھتے ہیں، حالانکہ اس وقت وہ دونوں وہاں موجود نہ تھے۔

اسی طرح ایک دفعہ ایک شخص اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ اچانک بھیڑیے نے حملہ کیا اور ان میں سے ایک بکری اٹھا کر لے بھاگا۔ چرواہے نے اس کا پیچھا کیا اور اس سے وہ بکری چھڑا لی۔ اس پر بھیڑیے نے اس سے کہا: آج یہ بکری تو نے مجھ سے بچالی ہے لیکن درندوں والے دن اسے کون بچائے گا جس دن میرے علاوہ ان کا اور کوئی چرواہا نہیں ہو گا؟ (مراد قربِ قیامت ہے۔ یعنی قربِ قیامت میں لوگ اپنے جانوروں کی دیکھ بھال نہ کر پائیں گے اور انہیں بغیر چرواہے کے چھوڑ دیں گے۔ اس وقت بھیڑیوں کو کھلی آزادی مل جائے گی کہ وہ جس جانور پر چاہیں حملہ کر دیں۔ گویا اس وقت ان جانوروں کے چرواہے یہی بھیڑیے ہی ہوں گے) لوگوں نے کہا: سبحان اللہ! بھلا بھیڑیا بھی باتیں کرتا ہے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں، ابو بکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) اس پر یقین رکھتے ہیں، حالانکہ وہ دونوں وہاں موجود نہیں تھے۔

2: مزاج شناسِ نبوت

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَشْيَاءَ كَرِهَهَا فَلَمَّا أُكْثِرَ عَلَيْهِ غَضِبَ ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ: سَلُوْنِي عَمَّا شِئْتُمْ! قَالَ رَجُلٌ: مَنْ أَبِيْ؟ قَالَ: أَبُوْكَ حُذَافَةُ. فَقَامَ اٰخَرُ فَقَالَ: مَنْ أَبِيْ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ فَقَالَ: أَبُوْكَ سَالِمٌ مَوْلٰى شَيْبَةَ. فَلَمَّا رَاٰى عُمَرُ مَا فِي وَجْهِهٖ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! إِنَّا نَتُوْبُ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ. [194]

---

[194] صحیح البخاری: رقم الحدیث 92

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ (اشعری) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی باتیں دریافت کی گئی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بُری لگیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ سوالات کیے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخت ناراض ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا، تو پھر جو پوچھنا ہے پوچھ لو۔ ایک شخص نے دریافت کیا: میرا باپ کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا باپ حذافہ ہے۔ دوسرا شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا: میرا باپ کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا باپ سالم ہے جو شیبہ کا غلام ہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کے غصہ کے آثار دیکھے تو عرض کی: یارسول اللہ! ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں۔

3: غضب باعثِ عزت، خوشی باعثِ عدل

امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرِّی البغدادی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَقْرِئْ عُمَرَ السَّلَامَ وَأَخْبِرْهُ أَنَّ غَضَبَهُ عِزٌّ وَرِضَاهُ عَدْلٌ. [195]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرئیل امین علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کی کہ آپ عمر کو سلام کہیں اور انہیں اس بات کی خبر بھی دیں کہ ان کا غیظ وغضب (دین کے لیے باعث) عزت ہے اور ان کا خوش ہونا عدل ہے۔

4: عمر رضی اللہ عنہ... جنتی ہیں

امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ: مَنْ أَصْبَحَ صَائِمًا الْيَوْمَ؟ قَالَ عُمَرُ: أَنَا، قَالَ: فَمَنْ تَصَدَّقَ الْيَوْمَ؟ قَالَ عُمَرُ: أَنَا، قَالَ: فَمَنْ عَادَ مَرِيْضًا؟ قَالَ عُمَرُ: أَنَا،

---

[195] الشریعۃ للآجری: ص504 الرقم 1426

قَالَ: فَمَنْ شَيَّعَ جِنَازَةً؟ قَالَ عُمَرُ: أَنَا. قَالَ: "وَجَبَتْ لَكَ" يَعْنِي الْجَنَّةَ. [196]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا: آج کس نے جنازہ پڑھا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: آج کس نے کسی مریض کی تیمارداری کی ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: آج کس نے صدقہ کیا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج کون روزے سے رہا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واجب ہوگئی، واجب ہوگئی۔ (یعنی عمر رضی اللہ عنہ کے لئے جنت واجب ہوگئی)

5: اوصافِ فاروقی بزبان علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ: خَطَبَنَا عَلِيٌّ يَوْمًا فَقَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟ أَبُوْ بَكْرٍ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا، وَبَعْدَ أَبِي بَكْرٍ؟ عُمَرُ. [197]

ترجمہ: حضرت ابو جحیفہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: کیا میں آپ کو یہ نہ بتاؤں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت کا بہترین انسان کون ہے؟ (سنو) وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ کیا میں آپ کو یہ نہ بتاؤں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد اس امت کا بہترین انسان کون ہے؟ (سنو) وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

6: اوصافِ فاروقی بزبان ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ:

امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

---

[196] فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل: ص473 من فضائل عمر بن الخطاب رقم الحدیث 585

[197] فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل: ص369 باب خیر هذه الامة بعد نبیها، رقم الحدیث 399

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: قَالَ أَبُوْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ذَاتَ يَوْمٍ أَوْ لَيْلَةٍ: إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ إِسْلَامُهُ عِزًّا، وَكَانَتْ إِمَارَتُهُ فَتْحًا، وَكَانَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَلَكٌ يُسَدِّدُهُ، وَكَانَ الْفَارُوْقُ فَرَّقَ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَنَزَلَ الْقُرْآنُ بِتَصْدِيْقِ رَأْيِهِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ سُلَيْمٍ يُقَالُ لَهُ حَرَمِيٌّ: كَانَ أَبُوْ بَكْرٍ خَيْرًا مِنْهُ، فَأَعَادَ أَبُوْ مُوْسَى الْقَوْلَ، فَقَالَ السُّلَمِيُّ مِثْلَ مَقَالَتِهِ ثَلَاثًا، فَلَمَّا قَفَلُوْا صَارَ إِلَى عُمَرَ فَقَصَّ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ، فَقَالَ عُمَرُ: لَيْلَةٌ مِنْ أَبِيْ بَكْرٍ خَيْرٌ مِنْ عُمَرَ الدَّهْرَ كُلَّهُ، وَلَيَوْمٌ مِنْ أَبِيْ بَكْرٍ خَيْرٌ مِنْ عُمَرَ الدَّهْرَ كُلَّهُ، أَمَّا يَوْمُهُ فَيَوْمُ ارْتَدَّتِ الْعَرَبُ، وَأَمَّا لَيْلَتُهُ فَلَيْلَةُ الْغَارِ، حِيْنَ وَقَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَفْسِهِ. [198]

ترجمہ: حضرت حسن بصری سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ (دن یا رات کے وقت) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا باعثِ عزت ہے، ان کا امیر (خلیفہ) ہونا فتح کی نشانی ہے، آپ رضی اللہ عنہ کی دونوں آنکھوں کے درمیان (پیشانی میں) ایک فرشتہ ہوتا تھا جو آپ کی رہنمائی کرتا تھا، آپ رضی اللہ عنہ نے حق اور باطل کے درمیان فرق کو واضح کیا، قرآن کریم نے آپ کی رائے کی تائید کی، بنی سُلیم کے حرَمی نامی ایک شخص نے کہا: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بہتر ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس بات کو دہرایا۔ اس سلمی شخص نے اپنی بات (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ؛ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بہتر ہیں) کو تین بار کہا۔ جب لوگ واپس لوٹے تو حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور سارا واقعہ انہیں بتایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ایک رات؛ عمر کی ساری زندگی سے بہتر ہے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ایک دن؛ عمر کی ساری زندگی سے بہتر ہے۔ دن وہ ہے کہ جب (وفاتِ نبوی کے وقت اسلام کا اظہار کرنے والے بعض) عرب لوگ مرتد ہوئے، اور رات (ہجرت والی) غار کی رات ہے جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت فرمائی۔

---

[198] فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل: ص355 اسلام عمر بن الخطاب، رقم الحدیث 381

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

حلیہ مبارک:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَكَانَ عُثْمَانُ فِيْمَا بَلَغَنَا لَا بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ حَسَنَ الْوَجْهِ كَبِيْرَ اللِّحْيَةِ أَسْمَرَ اللَّوْنِ عَظِيمَ الْكَرَادِيْسِ بَعِيْدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ يَخْضِبُ بِالصُّفْرَةِ وَكَانَ قَدْ شَدَّ أَسْنَانَهُ بِالذَّهَبِ. [199]

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ آپ نہ بہت لمبے تھے اور نہ پست قد، خوبصورت چہرے والے، بڑی داڑھی والے، گندمی رنگت کے حامل، جوڑوں اور اعضاء کے اعتبار سے مضبوط جسم والے، دونوں کندھوں کے درمیان مناسب کشادگی رکھنے والے تھے۔ آپ زرد رنگ (خضاب) استعمال کرتے تھے، اور آپ نے اپنے بعض دانت سونے کے ساتھ مضبوط کروا رکھے تھے۔

ولادت:

حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) فرماتے ہیں:

وُلِدَ بَعْدَ الْفِيْلِ بِسِتِّ سِنِيْنَ عَلَى الصَّحِيْحِ. [200]

ترجمہ: صحیح قول کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ واقعہ فیل کے چھ سال بعد (مکہ مکرمہ میں) پیدا ہوئے۔

نام ونسب:

امام اسماعیل بن محمد بن الفضل بن علی القرشی الاصبہانی رحمہ اللہ (ت535ھ) فرماتے ہیں:

عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ بْنِ أُمَيَّةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ يَجْتَمِعُ مَعَ النَّبِيِّ

---

[199] سیر اعلام النبلاء: ج2 ص400 رقم الترجمہ 109 عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

[200] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج2 ص1238 ترجمۃ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عَبْدِ مَنَافٍ. [201]

ترجمہ: (والد کی طرف سے نسب اس طرح ہے) عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف (پانچویں پشت میں آپ کا سلسلہ) عبد مناف پر جا کر نسبِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔

امام ابو نُعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق الاصبہانی رحمہ اللہ (ت 430ھ) فرماتے ہیں:

وَأُمُّ عُثْمَانَ: أَرْوٰى بِنْتُ كُرَيْزِ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ حَبِيْبِ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ وَأُمُّهَا أُمُّ حَكِيْمٍ بِنْتُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمٍ وَهِيَ الْبَيْضَاءُ تَوْأَمَةُ أَبِيْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمَّةُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [202]

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی والدہ (کی طرف سے نسب اس طرح ہے: عثمان بن) اَروٰی بنت کُریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس۔ اَروٰی بنت کُریز کی والدہ ام حکیم بیضاء بنت عبد المطلب بن ہاشم ہیں جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد حضرت عبد اللہ کی جڑواں بہن ہیں۔ اس رشتے سے آپ علیہ السلام کی سگی پھوپھی ہیں۔

فائدہ: اس نسبت سے آپ رضی اللہ عنہ؛ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھانجے ہوئے۔

کنیت:

امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر مالکی رحمہ اللہ (ت 463ھ) فرماتے ہیں:

يُكَنّٰى أَبَا عَبْدِ اللهِ وَأَبَا عَمْرٍو، كُنْيَتَانِ مَشْهُوْرَتَانِ لَهُ وَأَبُوْ عَمْرٍو أَشْهَرُهُمَا. [203]

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی دو کنیتیں مشہور ہیں؛ ایک ابو عبد اللہ اور دوسری ابو عمرو؛ ان دو میں بھی زیادہ مشہور "ابو عمرو" ہے۔

---

[201] سِيَر السلف الصالحين للقرشي الاصبهاني: ص68 ترجمۃ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

[202] معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم: ج1 ص58 معرفۃ نسبۃ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

[203] الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب لابن عبد البر: ص504 ترجمۃ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

لقب مبارک:

امام ابو نُعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق الاصبہانی رحمہ اللہ (ت430ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ نَزَالِ بْنِ سَبْرَةَ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَسَأَلْنَاهُ عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: ذَاكَ امْرُؤٌ يُدْعٰى فِي الْمَلَإِ الْأَعْلٰى "ذَا النُّوْرَيْنِ" خَتَنُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ابْنَتَيْهِ. [204]

ترجمہ: نزال بن سَبْرَہ سے مروی ہے کہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایسی عظیم الشان ہستی ہیں کہ جنہیں آسمانوں میں "ذوالنورین" کہا جاتا ہے، اور وہ؛ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی (یکے بعد دیگرے) دو بیٹیوں کے شوہر ہیں۔

شہادت:

امام ابو زید عمر بن شبہ بن عبیدہ البصری رحمہ اللہ (ت262ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَتْ: إِنَّ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَدْ قُتِلَ. فَدَخَلَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَمَنْ كَانَ مَعَهُمَا فَوَجَدُوْا عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَذْبُوْحًا فَانْكَبُّوْا عَلَيْهِ يَبْكُوْنَ وَخَرَجُوْا وَدَخَلَ النَّاسُ فَوَجَدُوْهُ مَقْتُوْلًا. وَبَلَغَ عَلِيًّا الْخَبَرُ وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ وَسَعْدًا وَمَنْ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ. فَخَرَجُوْا وَقَدْ ذَهَبَتْ عُقُوْلُهُمْ لِلْخَبَرِ الَّذِيْ أَتَاهُمْ حَتّٰى دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَوَجَدُوْهُ مَذْبُوْحًا فَاسْتَرْجَعُوْا. [205]

ترجمہ: (جس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا تو اس وقت آپ کی اہلیہ) سیدہ نائلہ رضی اللہ عنہا نے لوگوں کو بتایا کہ امیر المومنین (حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ) کو قتل کر دیا گیا ہے۔ حضرت حسن، حسین رضی اللہ عنہما اور جو لوگ ان دونوں کے ساتھ تھے وہ گھر میں داخل ہوئے۔ دیکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو

---

[204] معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم: ج1 ص63 معرفۃ انہ کان ممن صلی القبلتین

[205] تاریخ المدینۃ لابن شبہ: ج4 ص1305 تحت رجوع اھل مصر بعد شخوصھم

ذبح کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ یہ لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر جھک گئے اور رونا شروع کر دیا۔ کچھ دیر کے بعد باہر تشریف لائے۔ ان کے بعد باقی لوگ گھر میں داخل ہوئے تو انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید پایا۔ یہ خبر حضرت علی المرتضیٰ، طلحہ، زبیر، سعد رضی اللہ عنہم اور جو لوگ مدینہ میں موجود تھے ان تک پہنچی۔ یہ سب لوگ اپنے گھروں سے باہر نکلے۔ اس خبر نے سب کے اوسان خطا کر دیے تھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں آئے، آپ کو شہید پایا اور اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے چند فضائل:

یہاں صرف چند فضائل کو ذکر کیا جا رہا ہے۔ باقی اس پر میری مستقل کتاب "خلیفہ سوم سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ؛ حیات وخدمات، اعتراضات وجوابات" موجود ہے۔

1: امت محمدیہ کا سب سے زیادہ باحیا انسان

امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَشَدَّ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا حَيَاءً عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ. [206]

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نبی کے بعد اس امت کے سب سے زیادہ باحیا انسان عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) ہیں۔

2: فرشتوں کا عثمان رضی اللہ عنہ سے حیا کرنا

امام ابو الحجاج مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَلَا أَسْتَحْيِيْ مِنْ

---

[206] فضائل الصحابۃ رضی اللہ عنہم لاحمد بن حنبل: ص628 رقم الحدیث 838 باب فضائل عثمان رضی اللہ عنہ

رَجُلٍ تَسْتَحْيِيْ مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ. [207]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں) فرمایا: میں اس شخص (سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ) سے حیا کیوں نہ کروں جس کا فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

3: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے بیعت علی القتال کرنا

امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ہشام بن ایوب حِمْیَری مَعَافِرِیّ رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ : فَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ : أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حِيْنَ بَلَغَهُ أَنَّ عُثْمَانَ قَدْ قُتِلَ: "لَا نَبْرَحُ حَتّٰى نُنَاجِزَ الْقَوْمَ"، فَدَعَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ إِلَى الْبَيْعَةِ فَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ تَحْتَ الشَّجَرَةِ. [208]

ترجمہ: ابن اسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کی اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم اس وقت تک واپس نہیں جائیں گے جب تک قوم (قریش) سے عثمان کا بدلہ نہ لے لیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بیعت (علی الموت) کے لیے بلایا۔ اسی بیعت کو "بیعتِ رضوان" کہتے ہیں جو ایک (ببول کے) درخت کے نیچے ہوئی تھی۔

4: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنا ہم حیثیت قرار دینا

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد الحاکم رحمہ اللہ (ت 405ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا بَيْنَمَا نَحْنُ فِيْ بَيْتِ ابْنِ حَشْفَةَ فِيْ نَفَرٍ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ،

---

[207] صحیح مسلم: رقم الحدیث 6287

[208] السیرۃ النبویۃ لابن ھشام: ج2 ص315 مبایعۃ الرسول الناس علی الحرب

فِيهِمْ: أَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَسَعْدُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لِيَنْهَضْ كُلُّ رَجُلٍ مِنْكُمْ إِلٰى كُفْئِهِ" فَنَهَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى عُثْمَانَ فَاعْتَنَقَهُ. [209]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن ہم مہاجرین؛ ابن حشفہ کے گھر میں تھے جن میں ابو بکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبد الرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر ایک اپنی حیثیت کے برابر والے شخص کے ساتھ ہو جائے۔ (وہاں موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اٹھے اور اپنی اپنی حیثیت والے کے ساتھ ہو گئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اٹھے اور انہیں اپنے گلے لگایا۔

5: رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا عثمان رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کو اپنا ولی قرار دینا

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد الحاکم رحمہ اللہ (ت 405ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا بَيْنَمَا نَحْنُ فِيْ بَيْتِ ابْنِ حَشَفَةَ فِيْ نَفَرٍ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ، فِيْهِمْ: أَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَسَعْدُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لِيَنْهَضْ كُلُّ رَجُلٍ مِنْكُمْ إِلٰى كُفْئِهِ" فَنَهَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى عُثْمَانَ (رَضِيَ اللهُ عَنْهُ) فَاعْتَنَقَهُ، وَقَالَ: "أَنْتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ. [210]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن ہم مہاجرین ابن حشفہ کے گھر میں تھے۔ جس میں ابو بکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبد الرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم تھے اللہ کے

---

[209] المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج4 ص53، 54، رقم الحدیث 4592

[210] المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج4 ص53، 54، رقم الحدیث 4592

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر ایک اپنی حیثیت کے برابر والے شخص کے ساتھ ہو جائے۔ (وہاں موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اٹھے اور اپنی اپنی حیثیت والے کے ساتھ ہو گئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم وسلم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اٹھے، انہیں گلے لگایا اور فرمایا: اے عثمان! آپ دنیا و آخرت میں میرے دوست ہیں۔

6: عثمان رضی اللہ عنہ جنت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رفیق

امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجۃ رحمہ اللہ (ت 273ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَرَفِيْقِيْ فِيْهَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ. [211]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر نبی کا جنت میں ایک رفیق (دوست) ہو گا اور جنت میں میرا رفیق عثمان بن عفان ہو گا۔

7: عثمان رضی اللہ عنہ کا ستر ہزار افراد کی شفاعت کرنا

امام ابو شجاع شیرویہ بن شہر دار بن شیرویہ الدیلمی الھمذانی رحمہ اللہ (ت 509ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَاللهِ لَيَشْفَعَنَّ عُثْمَانُ فِيْ سَبْعِيْنَ أَلْفًا مِنْ أُمَّتِيْ مِنْ أَهْلِ الْكَبَائِرِ مِمَّنْ قَدِ اسْتَوْجَبُوا النَّارَ حَتّٰى يُدْخِلَهُمُ اللهُ الْجَنَّةَ. [212]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قسم بخدا! (قیامت کے دن) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میری امت کے ستر ہزار مرتکبینِ کبیرہ لوگوں کی شفاعت کریں گے جن پر جہنم واجب ہو چکی ہو گی یہاں تک کہ اللہ ان گنہگاروں کو جنت میں داخل فرما دیں گے۔

---

[211] سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 109

[212] الفردوس بماثور الخطاب: ج4 ص360 رقم الحدیث 7034

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

حلیہ مبارک:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ أَبُو رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيُّ: رَأَيْتُ عَلِيًّا شَيْخًا أَصْلَعَ كَثِيْرَ الشَّعْرِ كَأَنَّمَا اجْتَابَ إِهَابَ شَاةٍ، رَبْعَةً، عَظِيْمَ الْبَطْنِ عَظِيْمَ اللِّحْيَةِ. وَقَالَ سُوَادَةُ بْنُ حَنْظَلَةَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا أَصْفَرَ اللِّحْيَةِ. وَعَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ، قَالَ: اخْتَضَبَ عَلِيٌّ بِالْحِنَّاءِ مَرَّةً، ثُمَّ تَرَكَهُ. وَعَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا وَرَأْسُهُ وَلِحْيَتُهُ بَيْضَاءَ، كَأَنَّهُمَا قُطْنٌ. وَعَنِ الشَّعْبِيِّ: رَأَيْتُ عَلِيًّا أَبْيَضَ اللِّحْيَةِ مَا رَأَيْتُ أَعْظَمَ لِحْيَةً مِنْهُ وَفِي رَأْسِهِ زُغْبَاتٌ. [213]

ترجمہ: ابو رجاء عطاردی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بڑھاپے کی حالت میں دیکھا۔ آپ کے سر کے اگلے حصے میں بال کم تھے، جسم پر بال زیادہ تھے، گویا آپ نے بھیڑ کی کھال اوڑھ رکھی ہو۔ آپ درمیانے قد کے، بڑے پیٹ والے اور بڑی داڑھی والے تھے۔

سوادہ بن حنظلہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ کی داڑھی زرد رنگ کی تھی۔ محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ مہندی سے خضاب کیا، پھر اسے ترک کر دیا۔ شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ کا سر اور داڑھی سفید تھے، گویا دونوں روئی کی مانند ہوں۔ شعبی رحمہ اللہ ہی فرماتے ہیں: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سفید داڑھی والے دیکھا۔ میں نے آپ سے بڑی داڑھی کسی کی نہیں دیکھی، اور آپ کے سر میں باریک نرم بال تھے۔

---

[213] سیر اعلام النبلاء: ج2 ص456 رقم الترجمہ 131 علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

ولادت:

حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

وُلِدَ قَبْلَ الْبِعْثَةِ بِعَشْرِ سِنِيْنَ عَلَى الصَّحِيْحِ. [214]

ترجمہ: صحیح قول کے مطابق بعثت (اعلان) نبوت سے دس قبل حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔

نام ونسب:

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمَشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

هُوَ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ وَاسْمُهُ عَبْدُ مَنَافِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَاسْمُهُ شَيْبَةُ بْنُ هَاشِمٍ وَاسْمُهُ عَمْرُو بْنُ عَبْدِ مَنَافٍ وَاسْمُهُ الْمُغِيْرَةُ بْنُ قُصَيٍّ وَاسْمُهُ زَيْدُ بْنُ كِلَابِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبِ بْنِ فِهْرِ بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ مُدْرِكَةَ بْنِ إِلْيَاسَ بْنِ مُضَرَ بْنِ نِزَارِ بْنِ مَعَدِّ بْنِ عَدْنَانَ. [215]

ترجمہ: آپ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب ہیں۔ (ابو طالب کا اصل نام) عبد مناف بن عبد المطلب تھا، (عبد المطلب کا اصل نام) شیبہ بن ہاشم تھا۔ (ہاشم کا اصل نام) عمرو بن عبد مناف تھا۔ (عبد مناف کا اصل نام) المغیرہ بن قُصَی تھا۔ (قُصَی کا اصل نام) زید (تھا، آگے نسب یوں ہے) بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

فائدہ: حضرت علی کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہ کا شجرہ نسب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کے ساتھ عبد المطلب (شیبۃ الحمد) کی نسل میں جا کر ملتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے والد ابو طالب، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبد اللہ کے بھائی تھے اور دونوں کے والد عبد المطلب تھے۔ اس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ

---

[214] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج2 ص1294 ترجمۃ علی بن ابی طالب

[215] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص238 خِلَافَةُ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ

علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے۔

کنیت:

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمَشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) لکھتے ہیں:

أَبُو الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَيُكْنٰى بِـ "أَبِيْ تُرَابٍ". [216]

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ کَرَّم اللہُ وَجْہَہ کے بیٹے حسن وحسین رضی اللہ عنہما کی طرف نسبت کی وجہ سے آپ کو "ابوالحسن" اور "ابوالحسین" کہا جاتا ہے۔ آپ کی کنیت "ابوتراب" ہے۔

فائدہ: "ابوتراب" آپ کی وصفی کنیت ہے، یعنی یہ کنیت اولاد کے نام کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک خاص واقعے کی بناپر آپ کو دی گئی۔

ابوتراب کہنے کی وجہ:

امام ابوالحجاج مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ... فَقَالَ لَهٗ: أَخْبِرْنَا عَنْ قِصَّتِهٖ لِمَ سُمِّيَ أَبَا تُرَابٍ؟ قَالَ: جَاءَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ، فَقَالَ: أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ؟ فَقَالَتْ: كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ شَيْءٌ فَغَاضَبَنِيْ فَخَرَجَ فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِنْسَانٍ: انْظُرْ أَيْنَ هُوَ؟ فَجَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! هُوَ فِي الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ فَجَاءَهٗ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهٗ عَنْ شِقِّهٖ فَأَصَابَهٗ تُرَابٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُهٗ عَنْهُ وَيَقُوْلُ: قُمْ أَبَا التُّرَابِ! قُمْ أَبَا التُّرَابِ!. [217]

ترجمہ: ابوحازم حضرت سہل بن سعد سے روایت کرتے ہیں (اس حدیث میں ہے کہ) راوی ابوحازم نے حضرت

---

[216] البدایۃ النہایۃ لابن کثیر: ج4 ص238 خِلَافَةُ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ

[217] صحیح مسلم: رقم الحدیث 2409

سہل رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو "ابوتراب" کیوں کہا جاتا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گھر میں نہ پایا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آپ کے چچازاد کہاں ہیں؟" حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: "میرے اور ان کے درمیان کچھ رنجش والی بات ہو گئی ہے جس پر وہ مجھ سے ناراض ہو کر گھر سے باہر چلے گئے ہیں اور میرے پاس قیلولہ (دوپہر کا آرام) بھی نہیں کیا۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کو فرمایا: "جاؤ، انہیں تلاش کرو کہ وہ کہاں ہیں؟" چند لمحوں بعد ایک شخص آیا اور کہا: "یارسول اللہ! وہ مسجد میں سو رہے ہیں۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آرام سے سوتے ہوئے پایا، ان کی چادر جسم سے ہٹ چکی تھے جس سے جسم پر مٹی لگ چکی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مٹی صاف کی اور فرمایا: "اٹھو، اے ابوتراب! اٹھو، اے ابوتراب!" (تراب؛ مٹی کو کہتے ہیں۔ "ابوتراب" کا معنی ہو گا: مٹی والے۔)

باعثِ مسرت کنیت:

امام ابوالحجاج مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَقَالَ سَهْلٌ: مَا كَانَ لِعَلِيٍّ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَبِي التُّرَابِ وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ إِذَا دُعِيَ بِهَا. [218]

ترجمہ: حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک ابوتراب سے زیادہ محبوب کوئی اور کنیت نہیں تھی، اور جب انہیں اس کنیت سے پکارا جاتا تو وہ خوش ہوتے تھے۔

لقب؛ حیدرِ کرار:

امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت 676ھ) لکھتے ہیں:

كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَدْ سُمِّيَ "أَسَدًا" فِي أَوَّلِ وِلَادَتِهِ وَكَانَ مَرْحَبٌ قَدْ رَأَى فِي الْمَنَامِ أَنَّ أَسَدًا يَقْتُلُهُ

---

[218] صحیح مسلم: رقم الحدیث 2409

فَذَكَّرَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِذٰلِكَ لِيُخِيْفَهٗ وَيُضْعِفَ نَفْسَهٗ قَالُوْا: وَكَانَتْ أُمُّ عَلِيٍّ سَمَّتْهُ أَوَّلَ وِلَادَتِهٖ أَسَدًا بِاسْمِ جَدِّهٖ لِأُمِّهٖ أَسَدِ بْنِ هِشَامِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَكَانَ أَبُوْ طَالِبٍ غَائِبًا فَلَمَّا قَدِمَ سَمَّاهُ عَلِيًّا وَسُمِّيَ الْأَسَدُ حَيْدَرَةَ لِغِلَظِهٖ وَالْحَادِرُ: الْغَلِيْظُ الْقَوِيُّ وَمُرَادُهٗ: أَنَا الْأَسَدُ عَلٰى جُرْأَتِهٖ وَإِقْدَامِهٖ وَقُوَّتِهٖ. [219]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیدائش کے وقت "اَسَد" (شیر) کے نام سے پکارا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ مرحب (یہودی سردار جسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غزوہ خیبر میں قتل کیا) نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک شیر اسے قتل کر رہا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ کے دوران اسے اس خواب کی یاد دہانی کرائی تاکہ اسے خوفزدہ کریں اور اس کا حوصلہ پست کریں۔ (واقفانِ حال) کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ، فاطمہ بنت اسد، نے پیدائش کے وقت ان کا نام "اَسَد" اپنے نانا، اسد بن ہاشم بن عبد مناف، کے نام پر رکھا تھا۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے والد، ابو طالب، اس وقت گھر پر موجود نہیں تھے۔ جب وہ واپس آئے تو انہوں نے ان کا نام "علی" رکھا۔ آپ کا لقب "حیدر" بھی شیر کے لیے استعمال ہوتا ہے، اور حادر کا معنی مضبوط اور طاقتور ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ میں اپنی بہادری، جرأت اور شجاعت کو ظاہر کرنے کے لیے خود کو "شیر" سے تشبیہ دی۔

شہادت:

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمَشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) لکھتے ہیں:

ثُمَّ لَمْ يَنْطِقْ إِلَّا بِـ"لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ" حَتّٰى قُبِضَ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ سَنَةَ أَرْبَعِيْنَ. [220]

ترجمہ: پھر وہ کچھ نہ بولے سوائے "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ" کے، یہاں تک کہ ان کی روح پرواز کر گئی (شہادت ہوئی) رمضان کے مہینے میں، سال 40 ہجری میں۔

---

[219] شرح صحیح مسلم للنووی: ج2 ص115 بَابُ غَزْوَةِ ذِيْ قَرَدٍ

[220] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص351 صِفَةُ مَقْتَلِهٖ

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے چند فضائل:

یہاں صرف چند فضائل کو ذکر کیا جارہاہے۔ باقی اس پر میری مستقل کتاب خلیفہ چہارم سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حیات وخدمات، اعتراضات وجوابات موجود ہے۔

1: مؤمن؛ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہے

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ ترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ عَهِدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَا يُحِبُّكَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُكَ إِلَّا مُنَافِقٌ. [221]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بے شک مجھ سے نبی اُمّی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد فرمایا کہ اے علی! آپ سے صرف مومن ہی محبت کرے گا اور تم سے بغض صرف منافق ہی رکھے گا۔

2: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی برائی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برائی

امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت بیان کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْجَدَلِيِّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ، فَقَالَتْ لِي: أَيُسَبُّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْكُمْ؟ قُلْتُ: مَعَاذَ اللهِ أَوْ سُبْحَانَ اللهِ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِي. [222]

ترجمہ: حضرت ابو عبد اللہ الجدلی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں ام المؤمنین سیدہ ام سَلَمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا انہوں نے مجھ سے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نامناسب بات کہتا ہے؟ میں نے عرض کی: معاذ اللہ! یا (ازراہ تعجب یہ کہا) سبحان اللہ! یا اس سے ملتا جلتا لفظ۔ فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ

---

[221] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3736

[222] فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل: ص 594 رقم الحدیث 1011

علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا در حقیقت اس نے مجھے برا بھلا کہا۔

3: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے علم کی گواہی

امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر مالکی رحمہ اللہ (ت 463ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِيْ سُلَيْمَانَ قَالَ: قُلْتُ لِعَطَاءٍ: أَكَانَ فِيْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ أَعْلَمُ مِنْ عَلِيٍّ؟ قَالَ: لَا وَاللهِ مَا أَعْلَمُهُ. [223]

ترجمہ: عبد الملک بن ابی سلیمان کہتے ہیں: میں نے عطاء سے پوچھا: اصحاب محمد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ علم والا کوئی تھا؟ انہوں نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! میں تو کسی کو ان سے زیادہ علم والا نہیں جانتا۔

4: علمِ حدیث میں مقام ومرتبہ

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب شامی طبرانی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مَسْرُوْقٍ، قَالَ: شَامَمْتُ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْتُ عِلْمَهُمُ انْتَهَى إِلَى سِتَّةٍ: إِلَى عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ثُمَّ شَامَمْتُ السِّتَّةَ فَوَجَدْتُ عِلْمَهُمُ انْتَهَى إِلَى عَلِيٍّ وَعَبْدِ اللهِ. [224]

ترجمہ: حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہے کہ میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کے علم کو پرکھا تو میں نے محسوس کیا کہ ان کا علم چھ افراد میں سمٹ جاتا ہے (اور وہ یہ ہیں) عمر، علی، عبد اللہ بن مسعود، ابو الدرداء، زید بن ثابت رضی اللہ عنہم۔ پھر میں نے ان چھ کے علم کو بھی پرکھا تو میں اس نتیجے پر پہنچا کہ ان تمام کا علم بھی دو افراد میں سمٹ جاتا ہے (اور وہ یہ ہیں) علی اور عبد اللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہما۔

---

[223] الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب لابن عبد البر: ج3 ص1104 رقم الترجمۃ 1855 علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

[224] المعجم الکبیر للطبرانی: ج4 ص457 رقم الحدیث 8434

5:زُہد و تقویٰ

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی رحمہ اللہ (ت 235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ هَارُوْنَ بْنِ عَنْتَرَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: كَانَ أَبِيْ صِدِّيْقًا لِقَنْبَرٍ قَالَ: انْطَلَقْتُ مَعَ قَنْبَرٍ إِلٰى عَلِيٍّ، فَقَالَ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! قُمْ مَعِيْ، قَدْ خَبَّأْتُ لَكَ خَبِيْئَةً، فَانْطَلَقَ مَعَهٗ إِلٰى بَيْتِهٖ، فَإِذَا أَنَا بِسَلَّةٍ مَمْلُوْءَةٍ جَامَاتٍ مِنْ ذَهَبٍ وَفِضَّةٍ، فَقَالَ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! إِنَّكَ لَا تَتْرُكُ شَيْئًا إِلَّا قَسَمْتَهٗ أَوْ أَنْفَقْتَهٗ، فَسَلَّ سَيْفَهٗ فَقَالَ: وَيْلَكَ! لَقَدْ أَحْبَبْتَ أَنْ تُدْخِلَ بَيْتِيْ نَارًا كَبِيْرَةً، ثُمَّ اسْتَعْرَضَهَا بِسَيْفِهٖ فَضَرَبَهَا فَانْتَثَرَتْ بَيْنَ إِنَاءٍ مَقْطُوْعٍ نِصْفُهٗ وَثُلُثُهٗ، قَالَ: عَلَيَّ بِالْعُرَفَاءِ فَجَاءُوْا فَقَالَ: اقْسِمُوْا هٰذِهٖ بِالْحِصَصِ، قَالَ: فَفَعَلُوْا وَهُوَ يَقُوْلُ: يَا صَفْرَاءُ، يَا بَيْضَاءُ، غُرِّيْ غَيْرِيْ، قَالَ: وَجَعَلَ يَقُوْلُ:

هٰذَا جَنَايَ وَخِيَارُهٗ فِيْهِ

إِذْ كُلُّ جَانٍ يَدُهٗ إِلٰى فِيْهِ

قَالَ فِيْ بَيْتِ الْمَالِ مَسَالٌّ وَإِبَرٌ وَكَانَ يَأْخُذُ مِنْ كُلِّ قَوْمٍ خِرَاجَهُمْ مِنْ عَمَلِ أَيْدِيْهِمْ قَالَ وَ قَالَ لِلْعُرَفَاءِ: اقْسِمُوْا هٰذَا قَالُوْا: لَا حَاجَةَ لَنَا فِيْهِ، قَالَ: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَنَقْسِمُنَّهٗ خَيْرَهٗ مَعَ شَرِّهٖ۔ [225]

ترجمہ: حضرت ہارون بن عنترہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں میرے والد قنبر کے دوست تھے۔ وہ کہتے ہیں: میں قنبر کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ قنبر نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! میرے ساتھ تشریف چلیں، میں نے آپ کے لیے ایک چیز چھپا کر رکھی ہے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ ان کے گھر گئے۔ وہاں میں نے دیکھا کہ ایک ٹوکری سونے اور چاندی کے پیالوں سے بھری ہوئی ہے۔ قنبر نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! آپ کے پاس کوئی بھی چیز ہو تو آپ اسے تقسیم کر دیتے ہیں یا خرچ کر دیتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت علی

---

[225] مصنف ابن ابی شیبۃ: ج17 ص486 رقم الحدیث 33571 مَا قَالُوْا فِيْ عَدْلِ الْوَالِيْ وَقَسْمِهٖ قَلِيْلًا كَانَ أَوْ كَثِيْرًا

رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار کھینچ لی اور فرمایا: تیرا برا ہو! کیا آپ میرے گھر میں ایک بڑی آگ داخل کرنا چاہتے ہیں؟ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان برتنوں کو اپنی تلوار سے مارا تو وہ ٹوٹ پھوٹ کر بکھر گئے، کسی کا آدھا ٹوٹا اور کسی کا تہائی حصہ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عرفاء (نگران) کو میرے پاس بلاؤ! وہ آئے تو آپ نے فرمایا: اسے حصوں کے مطابق تقسیم کر دو۔ چنانچہ انہوں نے تقسیم کر دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ کہتے جاتے تھے: اے زرد (سونا)! اے سفید (چاندی)! کسی اور کو دھوکہ دینا، مجھے نہیں! آپ یہ شعر بھی پڑھ رہے تھے: یہ میری کمائی ہے اور اس کا بہترین حصہ بھی اسی میں ہے، کیونکہ ہر کمانے والے کا ہاتھ اپنے ہی منہ کی طرف جاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں: بیت المال میں (عام لوگوں کی ضرورت کے لیے) سوئیاں اور سلائی کے اوزار بھی ہوتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ہر قوم سے ان کا خراج ان کے اپنے ہاتھ کی کمائی (یعنی ان کی محنت کی پیداوار) سے لیتے تھے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرفاء سے فرمایا: اسے تقسیم کرو! انہوں نے کہا: ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔ فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! ہم ضرور تقسیم کریں گے، اس کے اچھے حصے کو بھی اور برے حصے کو بھی!

6: عاجزی وانکساری

امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عُمَرَ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: قِيْلَ لِعَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لِمَ تُرَقِّعُ قَمِيْصَكَ؟ قَالَ: يَخْشَعُ الْقَلْبُ وَيَقْتَدِيْ بِهِ الْمُؤْمِنُ. [226]

ترجمہ: عمر بن قیس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ نے اپنی قمیص میں پیوند کیوں لگائے ہیں؟ فرمایا: ایسا کرنے سے خشوع پیدا ہوتا ہے اور دوسرے مومن بھی اس کی پیروی کرتا ہے۔

---

[226] کتاب الزھد لاحمد بن حنبل: ج1 ص108 رقم الحدیث 699 زُهْدُ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ

7: سخاوت وفیاضی

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمَشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! إِنَّ لِيْ إِلَيْكَ حَاجَةً فَرَفَعْتُهَا إِلَى اللهِ قَبْلَ أَنْ أَرْفَعَهَا إِلَيْكَ فَإِنْ أَنْتَ قَضَيْتَهَا حَمِدْتُ اللهَ وَشَكَرْتُكَ وَإِنْ أَنْتَ لَمْ تَقْضِهَا حَمِدْتُ اللهَ وَعَذَرْتُكَ، فَقَالَ عَلِيٌّ: اكْتُبْ حَاجَتَكَ عَلَى الْأَرْضِ فَإِنِّيْ أَكْرَهُ أَنْ أَرَى ذُلَّ السُّؤَالِ فِيْ وَجْهِكَ، فَكَتَبَ: إِنِّيْ مُحْتَاجٌ، فَقَالَ عَلِيٌّ: عَلَيَّ بِحُلَّةٍ، فَأُتِيَ بِهَا، فَأَخَذَهَا الرَّجُلُ فَلَبِسَهَا، ثُمَّ أَنْشَأَ يَقُوْلُ:

كَسَوْتَنِيْ حُلَّةً تَبْلَى مَحَاسِنُهَا ... فَسَوْفَ أَكْسُوْكَ مِنْ حُسْنِ الثَّنَا حُلَلَا

إِنْ نِلْتَ حَسَنَ ثَنَائِيْ نِلْتَ مَكْرُمَةً ... وَلَسْتُ أَبْغِيْ بِمَا قَدْ قُلْتُهُ بَدَلَا

إِنَّ الثَّنَاءَ لَيُحْيِيْ ذِكْرَ صَاحِبِهٖ ... كَالْغَيْثِ يُحْيِيْ نَدَاهُ السَّهْلَ وَالْجَبَلَا

لَا تَزْهَدِ الدَّهْرَ فِيْ خَيْرٍ تُوَاقِعُهُ ... فَكُلُّ عَبْدٍ سَيُجْزَى بِالَّذِيْ عَمِلَا

فَقَالَ عَلِيٌّ: عَلَيَّ بِالدَّنَانِيْرِ. فَأُتِيَ بِمِائَةِ دِينَارٍ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ. قَالَ الْأَصْبَغُ: فَقُلْتُ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ حُلَّةً وَمِائَةَ دِينَارٍ؟ قَالَ: نَعَمْ. سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: أَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ. وَهٰذِهٖ مَنْزِلَةُ هٰذَا الرَّجُلِ عِنْدِيْ. [227]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کی: اے امیر المؤمنین! مجھے آپ سے ایک ضروری کام ہے، میں نے اسے آپ کے پاس پیش کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر دیا ہے۔ اگر آپ نے میری ضرورت پوری کر دی تو میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کروں گا اور آپ کا بھی شکریہ ادا کروں گا۔ اگر آپ نے پوری نہ کی تو بھی میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کروں گا اور آپ کو معذور سمجھوں گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: زمین پر لکھ دو، کیونکہ مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ میں تمہارے چہرے پر سوال کی ذلت دیکھوں۔ اس شخص

---

[227] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص396 ذِكْرُ شَيْءٍ مِنْ سِيْرَتِهِ الْفَاضِلَةِ

نے لکھا: میں ضرورت مند ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک جوڑا (کپڑوں کا) لاؤ۔ چنانچہ وہ لایا گیا۔ اس شخص نے وہ لباس لیا اور پہن لیا، پھر اشعار کہنے لگا (جن کا ترجمہ یہ ہے): آپ نے مجھے ایسا لباس پہنایا جس کی خوبیاں تو ایک دن مٹ جائیں گی، تو میں آپ کو اچھی تعریف کے ایسے لباس پہناؤں گا جو باقی رہیں گے۔ اگر آپ نے میری اچھی تعریف حاصل کر لی تو یقیناً آپ نے بزرگی اور شرافت پالی، اور میں نے جو کہا ہے اس پر میں کسی بدلے کا خواہاں نہیں ہوں۔ بے شک تعریف اپنے صاحب کے ذکر کو زندہ کر دیتی ہے، جیسے بارش اپنی نمی سے میدان اور پہاڑ دونوں کو زندہ کر دیتی ہے۔ زمانے میں کسی بھلائی سے جو تم کرو، اس سے کبھی بے رخی نہ کرو، کیونکہ ہر بندہ اپنے عمل کا بدلہ ضرور پائے گا۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دینار لاؤ۔ چنانچہ سو دینار لائے گئے، آپ نے وہ اس شخص کو دے دیے۔ اصبغ کہتے ہیں: میں نے عرض کی، اے امیر المؤمنین! ایک لباس اور سو دینار بھی؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: لوگوں کو ان کے مرتبے کے مطابق مقام دیں اور میرے نزدیک اس شخص کا یہی مقام ہے۔

8: مکارمِ اخلاق

امام ابو القاسم علی بن حسن ابن ہبۃ اللہ شافعی المعروف بابن عساکر رحمہ اللہ (ت 571ھ) لکھتے ہیں:

عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ: إِنِّيْ لَأَسْتَحْيِي مِنَ اللهِ أَنْ يَّكُوْنَ ذَنْبٌ أَعْظَمَ مِنْ عَفْوِيْ أَوْ جَهْلٌ أَعْظَمَ مِنْ حِلْمِيْ أَوْ عَوْرَةٌ لَا يُوَارِيْهَا سِتْرِيْ أَوْ خَلَّةٌ لَا يَسُدُّهَا جُوْدِيْ. [228]

ترجمہ: امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ سے حیا آتی ہے کہ کوئی گناہ میرے عفو و درگزر سے بڑا ہو، یا کوئی جہالت میری بردباری سے بڑھ کر ہو، یا کوئی ایسی خامی ہو جسے میرا پردہ پوشی کا رویہ نہ ڈھانپ لے، یا کوئی ایسی حاجت ہو جسے میری سخاوت پورا نہ کرے۔

---

[228] تاریخ مدینۃ دمشق: ج42 ص517 عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

مقامِ عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم

اصحاب عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کے اسماء گرامی:

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سَورہ ترمذی رحمہ اللہ (ت279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَبُوْبَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ وَسَعْدٌ فِي الْجَنَّةِ وَسَعِيْدٌ فِي الْجَنَّةِ وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ. [229]

ترجمہ: حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو بکر جنتی ہیں، عمر جنتی ہیں، عثمان جنتی ہیں، علی جنتی ہیں، طلحہ جنتی ہیں، زبیر جنتی ہیں، عبد الرحمٰن بن عوف جنتی ہیں، سعد جنتی ہیں، سعید جنتی ہیں، ابو عبیدہ بن جراح جنتی ہیں۔ رضی اللہ عنہم

خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اور اصحابِ ستہ کا ذکر:

عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم نے اسلام کی سربلندی، دین کی اشاعت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت و حمایت میں بے مثال قربانیاں پیش کیں۔ ان کی زندگیاں ایمان، تقویٰ، اخلاص، شجاعت، ایثار اور اتباعِ سنت کا روشن نمونہ ہیں۔ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے احوال اور فضائل و مناقب کا تذکرہ گزر چکا ہے۔ اب اصحابِ عشرہ مبشرہ میں شامل بقیہ 6 جلیل القدر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم؛ حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر بن عوام، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف اور حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم کے مختصر حالات اور فضائل ذکر کیے جاتے ہیں۔

---

[229] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3747

سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ

نام ونسب:

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع ہاشمی بغدادی رحمہ اللہ (ت230ھ) نقل کرتے ہیں:

طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ كَعْبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ تَيْمِ بْنِ مُرَّةَ. [230]

ترجمہ: طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ۔

کنیت ولقب:

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمَشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) فرماتے ہیں:

أَبُوْ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ التَّيْمِيُّ، وَيُعْرَفُ بِطَلْحَةَ الْخَيْرِ، وَطَلْحَةَ الْفَيَّاضِ لِكَرَمِهِ وَلِكَثْرَةِ جُوْدِهِ. [231]

ترجمہ: آپ کی کنیت ابو محمد تھی۔ آپ قریشی اور قبیلۂ تیم سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ "طلحہ الخیر" اور "طلحہ الفیاض" کے نام سے بھی معروف تھے، کیونکہ آپ بہت سخی تھے اور آپ کی سخاوت وفیاضی بہت زیادہ تھی۔

حلیہ مبارکہ:

امام ابو محمد عبد اللہ مسلم بن قتیبہ الدینوری رحمہ اللہ (ت276ھ) لکھتے ہیں:

وَقَالَ مُوْسَى بْنُ طَلْحَةَ: كَانَ أَبْيَضَ، يَضْرِبُ إِلَى الْحُمْرَةِ، مَرْبُوْعًا، وَهُوَ إِلَى الْقِصَرِ أَقْرَبُ، رَحِيْبَ الصَّدْرِ، عَرِيْضَ الْمَنْكِبَيْنِ، إِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ جَمِيْعًا ضَخْمَ الْقَدَمَيْنِ لَا أَخْمَصَ لَهُمَا وَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ لَا أَخْمَصَ لِقَدَمَيْهِ فَهُوَ أَرَحُّ. [232]

---

[230] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج3 ص160 رقم الترجمہ 47 طلحہ بن عبید اللہ

[231] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج7 ص246 طلحہ بن عبید اللہ

[232] کتاب المعارف: ج1 ص230 سن طلحہ وحلیتہ

ترجمہ: حضرت موسیٰ بن طلحہ رحمہ اللہ نے فرمایا: وہ (حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ) گورے رنگ کے تھے، جن کے رنگ میں سرخی کی جھلک تھی۔ آپ درمیانے قد کے تھے، البتہ قدرے پست قامت کی طرف زیادہ مائل تھے۔ آپ کا سینہ کشادہ تھا، کندھے چوڑے تھے۔ جب کسی طرف متوجہ ہوتے تو پورے جسم کے ساتھ متوجہ ہوتے تھے۔ آپ کے دونوں پاؤں بڑے تھے۔ ان کے تلووں میں گڑھا نہیں تھا اور جب کسی شخص کے پاؤں کے تلووں میں قوس نہ ہو تو وہ چپٹے تلووں والا ہوتا ہے۔

وفات:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَكَانَ قَتْلُهُ فِي سَنَةِ سِتٍّ وَثَلَاثِيْنَ فِي جُمَادَى الْآخِرَةِ، وَقِيْلَ: فِي رَجَبٍ، وَهُوَ ابْنُ ثِنْتَيْنِ وَسِتِّيْنَ سَنَةٍ، أَوْ نَحْوِهَا، وَقَبْرُهُ بِظَاهِرِ الْبَصْرَةِ. [233]

ترجمہ: ان کی شہادت سن 36 ہجری میں، جمادی الآخرہ کے مہینے میں ہوئی، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ رجب میں ہوئی۔ اس وقت ان کی عمر تقریباً باسٹھ (62) سال تھی یا اس کے قریب تھی۔ اور ان کی قبر بصرہ کے باہر واقع ہے۔

سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے فضائل:

یہاں صرف چند فضائل کو ذکر کیا جاتا ہے۔

1: قبولِ اسلام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشی

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع ہاشمی بغدادی رحمہ اللہ (ت230ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ: حَضَرْتُ سُوقَ بُصْرٰى، فَإِذَا رَاهِبٌ فِي صَوْمَعَتِهِ يَقُوْلُ: سَلُوْا أَهْلَ هٰذَا الْمَوْسِمِ أَفِيْهِمْ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْحَرَمِ؟ قَالَ طَلْحَةُ: فَقُلْتُ: نَعَمْ أَنَا. فَقَالَ: هَلْ ظَهَرَ أَحْمَدُ بَعْدُ؟ قُلْتُ: وَمَنْ أَحْمَدُ؟ قَالَ: ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ هٰذَا شَهْرُهُ يَخْرُجُ فِيْهِ وَهُوَ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ،

---

[233] سیر اعلام النبلاء: ج3 ص18 رقم الترجمہ 143 طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ

وَمَخْرَجُهُ مِنَ الْحَرَمِ وَمُهَاجَرُهُ إِلَى نَخْلٍ وَحَرَّةٍ وَسِبَاخٍ فَإِيَّاكَ أَنْ تَسْبِقَ إِلَيْهِ. قَالَ طَلْحَةُ: فَوَقَعَ فِي قَلْبِيْ مَا قَالَ. فَخَرَجْتُ سَرِيْعًا حَتّٰى قَدِمْتُ مَكَّةَ. فَقُلْتُ: هَلْ كَانَ مِنْ حَدَثٍ؟قَالُوْا: نَعَمْ. مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَمِيْنُ تَنَبَّأَ. وَقَدْ تَبِعَهُ ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ.قَالَ: فَخَرَجْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ عَلٰى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقُلْتُ: أَتَبِعْتَ هٰذَا الرَّجُلَ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَانْطَلِقْ إِلَيْهِ. فَادْخُلْ عَلَيْهِ وَاتَّبِعْهُ. فَإِنَّهُ يَدْعُوْ إِلَى الْحَقِّ.فَأَخْبَرَ طَلْحَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِمَا قَالَ الرَّاهِبُ. فَخَرَجَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِطَلْحَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. فَدَخَلَ بِهِ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمَ طَلْحَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَأَخْبَرَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا قَالَ الرَّاهِبُ. فَسُرَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ. [234]

ترجمہ: حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بُصریٰ کے بازار میں حاضر تھا۔ اچانک ایک راہب اپنی عبادت گاہ میں بیٹھا پکارنے لگا: اس میلے میں آنے والوں سے پوچھو، کیا ان میں کوئی شخص حرم (مکہ مکرمہ) کے رہنے والوں میں سے ہے؟ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کہا: جی ہاں، میں ہوں۔ اس نے پوچھا: کیا احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لا چکے ہیں؟ میں نے کہا: احمد کون ہیں؟ اس نے کہا: وہ عبد اللہ بن عبد المطلب کے بیٹے ہیں۔ یہ وہی مہینہ ہے جس میں ان کا ظہور ہو گا۔ وہ آخری نبی ہیں۔ ان کی بعثت حرم سے ہو گی اور ان کی ہجرت کھجوروں والی سرزمین، پتھریلے میدان اور شورزار زمین کی طرف ہو گی۔ لہٰذا خبردار! ان تک پہنچنے میں کوئی تم سے سبقت نہ لے جائے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس راہب کی بات میرے دل میں گھر کر گئی، چنانچہ میں جلدی سے روانہ ہوا یہاں تک کہ مکہ مکرمہ پہنچ گیا۔ میں نے لوگوں سے پوچھا: کیا کوئی نئی خبر پیش آئی ہے؟

لوگوں نے کہا: ہاں، محمد بن عبد اللہ امین (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نبوت کا اعلان فرمایا ہے اور ابنِ ابی قحافہ (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) ان کی پیروی اختیار کر چکے ہیں۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں فوراً حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور پوچھا: کیا آپ نے اس شخص کی پیروی اختیار کر لی ہے؟ انہوں نے

---

[234] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج3 ص161 رقم الترجمہ 47 طلحہ بن عبید اللہ

فرمایا: جی ہاں۔ تم بھی ان کے پاس جاؤ، ان کی خدمت میں حاضر ہو اور ان کی پیروی اختیار کرو، کیونکہ وہ حق کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ پھر طلحہ رضی اللہ عنہ نے راہب کی ساری بات ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سنائی۔ چنانچہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ؛ طلحہ کو ساتھ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ طلحہ اسلام لے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی راہب کی بات بتائی۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے۔

2: استقامت فی الاسلام

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمَشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) فرماتے ہیں:

أَسْلَمَ قَدِيمًا عَلَى يَدَيْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، فَكَانَ نَوْفَلُ بْنُ خُوَيْلِدِ بْنِ الْعَدَوِيَّةِ يَشُدُّهُمَا فِي حَبْلٍ وَاحِدٍ، وَلَا تَسْتَطِيعُ بَنُو تَيْمٍ أَنْ تَمْنَعَهُمَا مِنْهُ، فَلِذٰلِكَ كَانَ يُقَالُ لِطَلْحَةَ وَأَبِي بَكْرٍ: الْقَرِينَانِ. [235]

ترجمہ: حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے ابتدائی زمانے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ پھر نوفل بن خویلد عدوی ان دونوں کو ایک ہی رسی میں باندھ دیا کرتا تھا، اور بنو تیم اس کو ان دونوں پر ظلم کرنے سے روکنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ اسی وجہ سے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو "القَرِینَان" (دو ساتھی یا ایک ساتھ باندھے گئے دو رفیق) کہا جاتا تھا۔

3: احد میں رسول اللہ ﷺ کا دفاع

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ قَيْسٍ قَالَ: رَأَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ شَلَّاءَ، وَقٰى بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ. [236]

ترجمہ: حضرت قیس رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ دیکھا جو، شَل (مفلوج/زخمی) ہو چکا تھا انہوں نے اسی ہاتھ کے ذریعے یومِ اُحد کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی۔

---

[235] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج7 ص246 طلحہ بن عبید اللہ

[236] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4063

4: احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سہارا:

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ ترمذی رحمہ اللہ (ت279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: كَانَ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ دِرْعَانِ فَنَهَضَ إِلٰى صَخْرَةٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ فَأَقْعَدَ تَحْتَهُ طَلْحَةُ فَصَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اسْتَوٰى عَلَى الصَّخْرَةِ فَقَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: أَوْجَبَ طَلْحَةُ. [237]

ترجمہ: حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُحد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر دو زرہیں تھیں۔ آپ ایک چٹان کی طرف اٹھے لیکن اس پر چڑھ نہ سکے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو جھکا دیا (تاکہ سہارا بن سکیں)، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سہارے سے چٹان پر چڑھ کر اس پر بیٹھ گئے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: طلحہ نے (اپنے لیے جنت) واجب کر لی۔

5: چلتا پھرتا شہید

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ ترمذی رحمہ اللہ (ت279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ سَرَّهٗ أَنْ يَّنْظُرَ إِلٰى شَهِيْدٍ يَمْشِي عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ فَلْيَنْظُرْ إِلٰى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ. [238]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس شخص کو یہ بات خوش کرے کہ وہ زمین پر چلتے ہوئے ایک شہید کو دیکھے تو وہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔

---

[237] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3738

[238] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3739

سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ

نام ونسب:

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمَشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) فرماتے ہیں:

الزُّبَيْرُ بنُ العَوَّامِ بنِ خُوَيْلِدِ بنِ أَسَدِ بنِ عَبْدِ العُزَّى ابْنِ قُصَيِّ بنِ كِلَابِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ بنِ لُؤَيِّ بنِ غَالِبٍ. [239]

ترجمہ: حضرت زبیر بن عوام (رضی اللہ عنہ) بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب۔

حلیہ مبارکہ:

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب شامی طبرانی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت کرتے ہیں:

عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ: كَانَ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَبْيَضَ طَوِيْلًا مُحَفَّفًا، خَفِيْفَ الْعَارِضَيْنِ. [240]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن محمد بن یحییٰ بن عروہ بن زبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ گورے رنگ کے، لمبے قد کے، جسم میں ہلکے پھلکے (دبلے پتلے) تھے اور ان کے رخساروں کے بال ہلکے تھے۔

قبولِ اسلام:

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب شامی طبرانی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت کرتے ہیں:

---

[239] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج1 ص41 الزُّبَيْرُ بنُ العَوَّامِ

[240] المعجم الکبیر للطبرانی: ج1 ص118 رقم الحدیث 223

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ: أَسْلَمَ الزُّبَيْرُ وَهُوَ ابْنُ سِتَّةَ عَشَرَ. [241]

ترجمہ: حضرت ہشام بن عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے 16 سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔

صفات وکمالات:

امام ابو محمد عبد اللہ مسلم بن قتیبہ الدینوری رحمہ اللہ (ت 276ھ) لکھتے ہیں:

وَكَانَ الزُّبَيْرُ حَوَارِيَّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَحَدَ الْعَشَرَةِ الَّذِيْنَ سُمُّوْا لِلْجَنَّةِ، وَأَحَدَ أَصْحَابِ الشُّوْرٰى. وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْطَعَهُ حَضْرَ فَرَسِهٖ فَرَكِبَ حَتّٰى أَعْيَا فَرَسُهُ فَرَمٰى بِالسَّوْطِ. [242]

ترجمہ: حضرت زبیر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری (مددگار) تھے، اور ان دس صحابہ میں سے تھے جن کو جنت کی بشارت دی گئی، اور وہ اہلِ شوریٰ میں بھی شامل تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کے گھوڑے کے دوڑنے کی حد تک زمین عطا فرمائی۔ پھر وہ سوار ہوئے یہاں تک کہ ان کا گھوڑا تھک گیا، تو انہوں نے اپنا کوڑا (چھڑی) پھینک دیا۔

شہادت:

امام ابو محمد عبد اللہ مسلم بن قتیبہ الدینوری رحمہ اللہ (ت 276ھ) لکھتے ہیں:

وَقُتِلَ يَوْمَ الْجَمَلِ فِي جُمَادَى الْأُوْلٰى سَنَةِ سِتٍّ وَثَلَاثِيْنَ، وَهُوَ يَوْمَئِذٍ ابْنُ أَرْبَعٍ وَسِتِّيْنَ سَنَةً. [243]

ترجمہ: حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جنگِ جمل کے دن جمادی الاولیٰ سن 36 ہجری میں شہید ہوئے، اور اس وقت ان

---

[241] المعجم الکبیر للطبرانی: ج1 ص121 رقم الحدیث 237

[242] کتاب المعارف لابن قتیبہ: ج1 ص220 اخبار الزبیر بن العوام

[243] کتاب المعارف لابن قتیبہ: ج1 ص220 اخبار الزبیر بن العوام

کی عمر 64 سال تھی۔

سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے فضائل:

یہاں صرف چند فضائل کو ذکر کیا جاتا ہے۔

1: دینی غیرت و بہادری

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمَشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) فرماتے ہیں:

وَنَفَحَتْ نَفْحَةٌ مِنَ الشَّيْطَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُخِذَ بِأَعْلٰى مَكَّةَ. فَخَرَجَ الزُّبَيْرُ وَهُوَ غُلَامٌ ابْنُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً بِيَدِهِ السَّيْفُ. فَمَنْ رَآهُ عَجِبَ. وَقَالَ: الغُلَامُ مَعَهُ السَّيْفُ حَتّٰى أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: (مَا لَكَ يَا زُبَيْرُ؟). فَأَخْبَرَهُ. وَقَالَ: أَتَيْتُ أَضْرِبُ بِسَيْفِيْ مَنْ أَخَذَكَ. [244]

ترجمہ: ایک مرتبہ شیطان کی طرف سے یہ وسوسہ پھیلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ کے بالائی حصے میں گرفتار کر لیا گیا ہے تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ -اس وقت ایک 12 سالہ بچے تھے- اپنی تلوار ہاتھ میں لے کر نکل پڑے، انہیں دیکھ کر لوگ حیران ہو کر کہتے تھے کہ یہ لڑکا تلوار لے کر جا رہا ہے، یہاں تک کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: اے زبیر! تمہیں کیا ہوا؟ انہوں نے سارا واقعہ عرض کیا اور کہا: میں اس لیے آیا ہوں کہ جو آپ کو گرفتار کرے، میں اپنی تلوار سے اس پر حملہ کروں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اطمینان دلایا۔

2: آزمائش میں ثابت قدمی

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب شامی طبرانی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت کرتے ہیں:

وَهَاجَرَ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانَ عَشْرَةَ وَكَانَ عَمُّ الزُّبَيْرِ يُعَلِّقُ الزُّبَيْرَ فِي حَصِيْرٍ وَيُدَخِّنُ عَلَيْهِ بِالنَّارِ

---

[244] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج1 ص41 الزُّبَيْرُ بنُ العَوَّامِ

وَهُوَ يَقُوْلُ: ارْجِعْ إِلَى الْكُفْرِ فَيَقُوْلُ الزُّبَيْرُ: لَا أَكْفُرُ أَبَدًا. [245]

ترجمہ: حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے متعلق حضرت ابو الأسود رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے 8 سال کی عمر میں اسلام قبول کیا، 18 سال کی عمر میں ہجرت کی اور ان کے چچا انہیں چٹائی میں لپیٹ کر ان پر آگ کا دھواں دیتے تھے اور کہتے تھے: کفر کی طرف لوٹ آؤ، مگر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: میں کبھی کفر نہیں کروں گا۔

3: رسول اللہ کے ﷺ حواری

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ يَأْتِينِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ يَوْمَ الْأَحْزَابِ؟ قَالَ الزُّبَيْرُ: أَنَا. ثُمَّ قَالَ: مَنْ يَأْتِينِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ؟ قَالَ الزُّبَيْرُ: أَنَا. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ. [246]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کون ہے جو مجھے غزوہ احزاب کے دن قوم کی خبر لا کر دے؟ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں حاضر ہوں (یعنی میں خبر لاوں گا)۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ فرمایا: کون ہے جو مجھے قوم کی خبر لا کر دے؟ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے پھر عرض کی: میں اس کام کے لیے تیار ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کا ایک حواری (خاص مددگار) ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے۔

---

[245] المعجم الکبیر للطبرانی: ج1 ص122 رقم الحدیث 239

[246] صحیح البخاری: رقم الحدیث 2846

سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

نام ونسب:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفِ بْنِ عَبْدِ عَوْفِ ابْنِ عَبْدِ بْنِ الحَارِثِ بنِ زُهْرَةَ بْنِ كِلَابِ بنِ مُرَّةَ بنِ كَعْبِ بنِ لُؤَيٍّ [247]

ترجمہ: عبد الرحمٰن بن عوف بن عبد عوف الزہری بن عبد بن حارث بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی۔

کنیت:

امام ابو محمد عبد اللہ مسلم بن قتیبہ الدینوری رحمہ اللہ (ت276ھ) لکھتے ہیں:

وَكَانَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يُكَنّٰى: أَبَا مُحَمَّدٍ. [248]

ترجمہ: حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو محمد تھی۔

وفات:

امام ابو محمد عبد اللہ مسلم بن قتیبہ الدینوری رحمہ اللہ (ت276ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ أَبُو الْيَقْظَانِ: مَاتَ فِي خِلَافَةِ عُثْمَانَ وَقُسِمَ مِيرَاثُهُ عَلٰى سِتَّةَ عَشَرَ سَهْمًا فَبَلَغَ نَصِيبُ كُلِّ امْرَأَةٍ لَهُ ثَمَانِيْنَ أَلْفَ دِرْهَمٍ وَأَعْتَقَ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ ثَلَاثِيْنَ عَبْدًا وَأَوْصٰى أَنْ يُّصَلِّيَ عَلَيْهِ عُثْمَانُ. [249]

ترجمہ: حضرت ابو الیقظان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا انتقال عثمان رضی اللہ عنہ کے

---

[247] سیر اعلام النبلاء: ج3 ص29 رقم الترجمہ 145 عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْف

[248] کتاب المعارف لابن قتیبہ: ج1 ص235 اخبار عبد الرحمٰن بن عوف

[249] کتاب المعارف لابن قتیبہ: ج1 ص236 اخبار عبد الرحمٰن بن عوف

دورِ خلافت میں ہوا اور ان کا ترکہ 16 حصوں میں تقسیم کیا گیا، تو ان کی ہر بیوی کے حصے میں 80 ہزار درہم آئے، انہوں نے ایک ہی دن میں 30 غلام آزاد کیے اور وصیت کی کہ ان کی نمازِ جنازہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پڑھائیں۔

سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے فضائل:

یہاں صرف چند فضائل کو ذکر کیا جاتا ہے۔

1: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا

امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِأَزْوَاجِهٖ: إِنَّ الَّذِيْ يَحْنُوْ عَلَيْكُنَّ بَعْدِيْ لَهُوَ الصَّادِقُ الْبَارُّ اللّٰهُمَّ اسْقِ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ مِنْ سَلْسَبِيْلِ الْجَنَّةِ. [250]

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے یہ فرماتے ہوئے سنا: میرے بعد جو شخص تمہاری خیر خواہی کرے گا اور نرمی سے پیش آئے گا وہی سچا اور نیکوکار ہے۔ اے اللہ! عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو جنت کے سلسبیل سے سیر اب فرما۔

2: ازواجِ مطہرات کا خیال کرنا

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ ترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ: إِنَّ أَمْرَكُنَّ لَمِمَّا يُهِمُّنِيْ بَعْدِيْ وَلَنْ يَّصْبِرَ عَلَيْكُنَّ إِلَّا الصَّابِرُوْنَ. قَالَ: ثُمَّ تَقُوْلُ عَائِشَةُ: فَسَقَى اللهُ أَبَاكَ مِنْ سَلْسَبِيْلِ الْجَنَّةِ تُرِيْدُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَقَدْ كَانَ وَصَلَ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

---

[250] مسند احمد: ج18 ص261 رقم الحدیث 26438

بِمَالٍ يُقَالُ: بِيْعَتْ بِأَرْبَعِيْنَ أَلْفًا. [251]

ترجمہ: حضرت ابو سلمہ رحمہ اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: تمہارا معاملہ میرے بعد میرے لیے باعثِ فکر ہو گا اور تمہارے ساتھ صبر کرنے والے ہی صبر کر سکیں گے۔ راوی کہتے ہیں: پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں: اللہ تمہارے والد (عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ) کو جنت کے سلسبیل سے سیر اب فرمائے۔" ان کی مراد حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہوتے، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی مالی مدد کیا کرتے تھے اور کہا جاتا ہے کہ ان کے مال کی ایک بڑی رقم (تقریباً چالیس ہزار) میں خرید و فروخت ہوئی۔

3: نبی کی امامت کا شرف

امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ رحمہ اللہ (ت 273ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ حَمْزَةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: تَخَلَّفَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَوْمِ وَقَدْ صَلّٰى بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ رَكْعَةً فَلَمَّا أَحَسَّ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ يَتَأَخَّرُ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّتِمَّ الصَّلَاةَ قَالَ: وَقَدْ أَحْسَنْتَ كَذٰلِكَ فَافْعَلْ. [252]

ترجمہ: حضرت حمزہ بن مغیرہ بن شعبہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کسی موقع پر (نماز کے لیے) تشریف نہ لا سکے۔ ہم لوگ پہنچے تو دیکھا کہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز کی ایک رکعت پڑھا چکے تھے۔ جب انہوں نے نبی کریم علیہ السلام کو محسوس کیا تو پیچھے ہٹنے لگے مگر نبی کریم علیہ السلام نے انہیں اشارہ فرمایا کہ نماز پوری کرو۔ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا: آپ نے اچھا کیا، اسی طرح کرتے رہو۔

---

[251] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3749

[252] سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 1236

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

نام ونسب:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

سَعْدُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ وَاسْمُ أَبِي وَقَّاصٍ: مَالِكُ بْنُ أُهَيْبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ زُهْرَةَ بْنِ كِلَابِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيّ. [253]

ترجمہ: سعد بن ابی وقاص، ابو وقاص کا نام: مالک بن اُہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی۔

کنیت:

امام ابو محمد عبد اللہ مسلم بن قتیبہ الدینوری رحمہ اللہ (ت276ھ) لکھتے ہیں:

وَيُكَنّٰى: أَبَا إِسْحَاقَ. [254]

ترجمہ: ان (حضرت سعد رضی اللہ عنہ) کی کنیت "ابو اسحاق" تھی۔

صفات وکمالات:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

أَحَدُ الْعَشَرَةِ، وَأَحَدُ السَّابِقِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ، وَأَحَدُ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا، وَالْحُدَيْبِيَةَ، وَأَحَدُ السِّتَّةِ أَهْلِ الشُّوْرٰى. [255]

---

[253] سیر اعلام النبلاء: ج3 ص39 رقم الترجمہ 146 سَعْدُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ

[254] کتاب المعارف لابن قتیبہ: ج1 ص241

[255] سیر اعلام النبلاء: ج3 ص40 رقم الترجمہ 146 سَعْدُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ

ترجمہ: وہ عشرۂ مبشرہ میں سے ایک ہیں، اسلام قبول کرنے والے اولین سابقین میں شمار ہوتے ہیں اور ان خوش نصیب حضرات میں سے تھے جنہوں نے غزوۂ بدر اور صلحِ حدیبیہ میں شرکت کی، نیز وہ ان 6 جلیل القدر صحابہ میں سے ایک تھے جو اہلِ شوریٰ میں شامل تھے۔

وفات:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ إِبْرَاهِيمَ بنِ سَعْدٍ أَنَّ سَعْدًا مَاتَ وَهُوَ ابْنُ اثْنَتَيْنِ وَثَمَانِيْنَ سَنَةً فِي سَنَةِ سِتٍّ وَخَمْسِيْنَ. [256]

ترجمہ: حضرت ابراہیم بن سعد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا انتقال 82 سال کی عمر میں ہوا اور یہ واقعہ سن 56 ہجری میں پیش آیا۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے فضائل:

یہاں صرف چند فضائل کو ذکر کیا جاتا ہے۔

1: اولین مسلمانوں میں شمار:

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمَشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) فرماتے ہیں:

أَسْلَمَ قَدِيْمًا. قَالُوْا: وَكَانَ يَوْمَ أَسْلَمَ عُمْرُهُ سَبْعَ عَشْرَةَ سَنَةً. وَثَبَتَ عَنْهُ فِي الصَّحِيْحِ أَنَّهُ قَالَ: مَا أَسْلَمَ أَحَدٌ فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ أَسْلَمْتُ فِيْهِ. [257]

ترجمہ: انہوں نے ابتدائی زمانے میں اسلام قبول کیا، کہا جاتا ہے کہ جس دن انہوں نے اسلام قبول کیا اس وقت ان کی عمر 17 سال تھی۔ اور صحیح روایت میں ان سے یہ بات ثابت ہے کہ انہوں نے فرمایا: "جس دن میں نے اسلام قبول کیا، اس دن کسی اور نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔

---

[256] سیر اعلام النبلاء: ج3 ص51 رقم الترجمہ 146 سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

[257] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج8 ص72 سَعْدُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ

2: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ ترمذی رحمہ اللہ (ت279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: أَقْبَلَ سَعْدٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هٰذَا خَالِي فَلْيُرِنِي امْرُؤٌ خَالَهُ! [258]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ تشریف لائے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ میرے ماموں ہیں، کوئی شخص مجھے اپنا ماموں دکھائے!

فائدہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ قبیلہ بنو زہرہ سے تھے اور بنو زہرہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ننہالی تعلق تھا۔ اس اعتبار سے حضرت سعد رضی اللہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماموں قرار دیا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا تَقُوْلُ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَهِرَ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ قَالَ: لَيْتَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِي صَالِحًا يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ. إِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ سِلَاحٍ فَقَالَ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: أَنَا سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، جِئْتُ لِأَحْرُسَكَ، وَنَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [259]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات بے چین تھے، جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو فرمایا: کاش میرے صحابہ میں سے کوئی نیک آدمی آج رات میری حفاظت کرے۔ اسی دوران ہم نے ہتھیار کی آواز سنی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہ کون ہے؟ اس نے کہا: میں سعد بن ابی وقاص ہوں، میں آپ کی حفاظت کے لیے آیا ہوں۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرمانے لگے۔

---

[258] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3752

[259] صحیح البخاری: رقم الحدیث 2885

سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ

نام ونسب:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

سَعِيْدُ بنُ زَيْدِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلِ بْنِ عَبْدِ العُزَّى بنِ رِيَاحِ بْنِ قُرْطِ بْنِ رَزَاحِ بنِ عَدِيِّ بنِ كَعْبِ بنِ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ. [260]

ترجمہ: سعید بن زید بن عمرو بن نفیل العدوی، عبد العزیٰ بن ریاح بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی بن غالب۔

کنیت:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

أَبُو الْأَعْوَرِ، القُرَشِيُّ، العَدَوِيُّ. [261]

ترجمہ: آپ (سعید بن زید رضی اللہ عنہ) کی کنیت ابو الاعور تھی، وہ قریشی اور عدوی تھے۔

صفات وکمالات:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

أَحَدُ الْعَشَرَةِ الْمَشْهُوْدِ لَهُم بِالْجَنَّةِ، وَمِنَ السَّابِقِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ الْبَدْرِيِّيْنَ، وَمِنَ الَّذِيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُم وَرَضُوْا عَنْهُ. شَهِدَ الْمَشَاهِدَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدَ حِصَارَ دِمَشْقَ،

---

[260] سیر اعلام النبلاء: ج3 ص52 رقم الترجمہ 147 سعید بن زید رضی اللہ عنہ

[261] سیر اعلام النبلاء: ج3 ص52 رقم الترجمہ 147 سعید بن زید رضی اللہ عنہ

وَفَتَحَهَا، فَوَلَّاهُ عَلَيْهَا أَبُوْ عُبَيْدَةَ بنُ الجَرَّاحِ، فَهُوَ أَوَّلُ مَنْ عَمِلَ نِيَابَةَ دِمَشْقَ مِنْ هٰذِهِ الأُمَّةِ. [262]

ترجمہ: وہ (حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ) ان دس خوش نصیب صحابہ میں سے ایک ہیں جن کے لیے جنت کی گواہی دی گئی، اور اولین اسلام قبول کرنے والوں اور اہلِ بدر میں شامل تھے، نیز ان لوگوں میں سے تھے جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام اہم مواقع اور معرکوں میں شرکت کی، اور دمشق کے محاصرے اور فتح میں بھی شریک رہے۔ فتحِ دمشق کے بعد حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے انہیں دمشق کا گورنر مقرر کیا، چنانچہ وہ اس امت میں دمشق کے پہلے نائب و گورنر بنے۔

وفات:

امام ابو محمد عبد اللہ مسلم بن قتیبہ الدینوری رحمہ اللہ (ت276ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ الوَاقِدِيُّ: تُوُفِّيَ سَعِيْدُ بنُ زَيْدٍ سَنَةَ إِحْدٰى وَخَمْسِيْنَ، وَهُوَ ابْنُ بِضْعٍ وَسَبْعِيْنَ سَنَةً، وَقُبِرَ بِالْمَدِيْنَةِ. [263]

ترجمہ: امام واقدی رحمہ اللہ نے فرمایا: حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کا وصال 51 ہجری میں ہوا، اور اس وقت آپ کی عمر 70 سال سے کچھ زائد تھی۔ آپ کو مدینہ منورہ میں دفن کیا گیا۔

سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے فضائل:

یہاں صرف چند فضائل کو ذکر کیا جاتا ہے۔

1: شرک سے بیزاری

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ

---

[262] سیر اعلام النبلاء: ج3 ص52 رقم الترجمہ 147 سعید بن زید رضی اللہ عنہ

[263] سیر اعلام النبلاء: ج3 ص58 رقم الترجمہ 147 سعید بن زید رضی اللہ عنہ

نُفَيْلٍ بِأَسْفَلِ بَلْدَحٍ، قَبْلَ أَنْ يَّنْزِلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَحْيُ، فَقُدِّمَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُفْرَةٌ، فَأَبَى أَنْ يَّأْكُلَ مِنْهَا ثُمَّ قَالَ زَيْدٌ: إِنِّي لَسْتُ آكُلُ مِمَّا تَذْبَحُوْنَ عَلٰى أَنْصَابِكُمْ، وَلَا آكُلُ إِلَّا مَا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ. وَأَنَّ زَيْدَ بْنَ عَمْرٍو كَانَ يَعِيْبُ عَلٰى قُرَيْشٍ ذَبَائِحَهُمْ، وَيَقُوْلُ: الشَّاةُ خَلَقَهَا اللهُ وَأَنْزَلَ لَهَا مِنَ السَّمَاءِ الْمَاءَ وَأَنْبَتَ لَهَا مِنَ الْأَرْضِ، ثُمَّ تَذْبَحُوْنَهَا عَلٰى غَيْرِ اسْمِ اللهِ. إِنْكَارًا لِذٰلِكَ وَإِعْظَامًا لَهُ. [264]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات حضرت زید بن عمرو بن نفیل رحمہ اللہ سے وادی بَلْدَح کے نشیبی حصے میں ہوئی، یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب ابھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل نہیں ہوئی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک دستر خوان پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے کھانے سے انکار فرما دیا (کیونکہ کافر کا ذبیحہ تھا)۔ اس کے بعد (انہوں نے وہ کھانا حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو پیش کیا تو) حضرت زید نے کہا: میں اس جانور کا گوشت نہیں کھاتا جسے تم اپنے بتوں کے نام پر ذبح کرتے ہو اور میں صرف وہی کھاتا ہوں جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

حضرت زید بن عمرو بن نفیل قریش کے ذبیحوں پر اعتراض کرتے تھے اور کہتے تھے: بکری کو اللہ نے پیدا کیا ہے، اس کے لیے آسمان سے پانی نازل فرمایا ہے، اور زمین سے اس کی خوراک اُگائی ہے، پھر تم اسے اللہ کے نام کے بغیر ذبح کرتے ہو! وہ اس عمل کو ناپسند کرتے، اس کی سخت مذمت کرتے اور اسے بڑا گناہ سمجھتے تھے۔

2: اہلِ بدر کے ساتھ اجر میں شامل

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید الطبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ بَعَثَ قَبْلَ أَنْ يَّخْرُجَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ وَسَعِيدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ إِلٰى طَرِيْقِ الشَّامِ يَتَحَسَّسَانِ الْأَخْبَارَ عَنِ الْعِيْرِ ثُمَّ رَجَعَا

[264] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3826

إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَقَدِمَاهَا يَوْمَ وَقْعَةِ بَدْرٍ فَاسْتَقْبَلَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَرْبَانَ وَهُوَ مُنْحَدِرٌ مِنْ بَدْرٍ يُرِيْدُ الْمَدِيْنَةَ.

قَالَ الْوَاقِدِيُّ: كَانَ خُرُوْجُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ فِي ثَلَاثِمِائَةِ رَجُلٍ وَخَمْسَةٍ وَكَانَ الْمُهَاجِرُوْنَ أَرْبَعَةً وَسَبْعِيْنَ رَجُلًا وَسَائِرُهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ وَضَرَبَ لِثَمَانِيَةٍ بِأُجُوْرِهِمْ وَسُهْمَانِهِمْ: ثَلَاثَةٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ، أَحَدُهُمْ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ كَانَ تَخَلَّفَ عَلَى ابْنَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى مَاتَتْ وَطَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ. [265]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے روانہ ہونے سے پہلے حضرت طلحہ بن عبید اللہ اور حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہما کو شام کے راستے پر قافلے کی خبریں معلوم کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ وہ دونوں مدینہ واپس آ گئے، لیکن غزوۂ بدر کے دن پہنچے۔ بعد ازاں انہوں نے مقامِ تربان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بدر سے واپس مدینہ منورہ تشریف لا رہے تھے۔

امام واقدی کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین سو پانچ (305) افراد کے ساتھ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تھے۔ ان میں چوہتر (74) مہاجر تھے اور باقی انصار تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ افراد کے لیے (اگرچہ وہ میدانِ بدر میں حاضر نہ تھے) اجر اور مالِ غنیمت میں حصہ مقرر فرمایا۔ ان میں تین مہاجر تھے: ایک حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کی تیمارداری کے لیے پیچھے رہ گئے تھے یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ۔

---

[265] تاریخ الطبری: ج2 ص487 ذکر وقعة بدر الکبری

سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ

نام ونسب:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الجَرَّاحِ عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الجَرَّاحِ بْنِ هِلَالِ بْنِ أُهَيْبِ بنِ ضَبَّةَ بْنِ الحَارِثِ بْنِ فِهْرِ بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ مُدْرِكَةَ بْنِ إِلْيَاسَ بْنِ مُضَرَ بنِ نِزَارِ بْنِ مَعَدِّ بْنِ عَدْنَانَ القُرَشِيُّ، الفِهْرِيُّ، المَكِّيُّ. [266]

ترجمہ: ابو عبیدہ بن الجراح (کا سلسلہ نسب یہ ہے) عامر بن عبد اللہ بن الجراح بن ہلال بن اُہیب بن ضَبّہ بن حارث بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان قریشی فہری مکی۔

حلیہ مبارکہ:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مَالِكِ بْنِ يَخَامِرَ: أَنَّهُ وَصَفَ أَبَا عُبَيْدَةَ، فَقَالَ: كَانَ رَجُلًا نَحِيْفًا، مَعْرُوْقَ الوَجْهِ، خَفِيْفَ اللِّحْيَةِ، طُوَالًا أَحْنَى، أَثْرَمَ الثَّنِيَّتَيْنِ. [267]

ترجمہ: حضرت مالک بن یخامر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا: وہ ایک دبلے پتلے انسان تھے، چہرہ کی رگیں نمایاں تھیں، داڑھی ہلکی تھی، قد لمبا تھا، کچھ جھکے ہوئے تھے اور ان کے سامنے کے دو دانت ٹوٹے ہوئے تھے۔

---

[266] سیر اعلام النبلاء: ج3 ص3 رقم الترجمہ 142 ابو عبیدۃ بن الجراح رضی اللہ عنہ

[267] سیر اعلام النبلاء: ج3 ص4 رقم الترجمہ 142 ابو عبیدۃ بن الجراح رضی اللہ عنہ

صفات وکمالات:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

أَحَدُ السَّابِقِيْنَ الأَوَّلِيْنَ وَمَنْ عَزَمَ الصِّدِّيْقُ عَلٰى تَوْلِيَتِهِ الْخِلاَفَةَ. وَأَشَارَ بِهِ يَوْمَ السَّقِيْفَةِ؛ لِكَمَالِ أَهْلِيَّتِهِ عِنْدَ أَبِيْ بَكْرٍ يَجْتَمِعُ فِي النَّسَبِ هُوَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي فِهْرٍ. شَهِدَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ. [268]

ترجمہ: وہ اولین اسلام قبول کرنے والوں میں سے تھے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں خلیفہ بنانے کا ارادہ کیا تھا، نیز سقیفہ کے دن ان کا نام بھی پیش کیا تھا، کیونکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نزدیک وہ اس منصب کے لیے کامل اہلیت رکھتے تھے۔ نسب میں ان کا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلۂ نسب فہر پر جا کر ملتا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جنت کی بشارت دی تھی۔

وفات:

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمَشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) فرماتے ہیں:

تُوُفِّيَ بِالطَّاعُونِ عَامَ عِمْوَاسَ... وَالصَّحِيْحُ أَنَّ عِمْوَاسَ كَانَتْ فِي هٰذِهِ السَّنَةِ سَنَةَ ثَمَانَ عَشْرَةَ بِقَرْيَةِ فَحْلٍ وَقِيْلَ بِالْجَابِيَةِ. وَقَدِ اشْتَهَرَ فِي هٰذِهِ الْأَعْصَارِ قَبْرٌ بِقُرْبِ عُقْبَةَ يُنْسَبُ إِلَيْهِ، وَاللهُ أَعْلَمُ. وَعُمُرُهُ يَوْمَ مَاتَ ثَمَانٍ وَخَمْسُوْنَ سَنَةً. [269]

ترجمہ: ان کا انتقال طاعونِ عِمواس کے مرض میں ہوا،... اور صحیح بات یہ ہے کہ عِمواس کا واقعہ 18 ہجری میں پیش آیا اور یہ فَحل نامی بستی میں تھا، اور بعض کے نزدیک جابیہ میں تھا۔ ان زمانوں میں ایک قبر عقبہ کے قریب مشہور ہو گئی ہے جو ان کی طرف منسوب کی جاتی ہے، اور اللہ بہتر جاننے والا ہے۔ انتقال کے وقت عمر 58 سال تھی۔

---

[268] سیر اعلام النبلاء: ج3 ص3 رقم الترجمہ 142 ابو عبیدۃ بن الجراح رضی اللہ عنہ

[269] البدایہ والنہایۃ لابن کثیر: ج8 ص94 عامر بن عبد اللہ بن الجراح

سیدنا ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے فضائل:

یہاں صرف چند فضائل کو ذکر کیا جاتا ہے۔

1: امت محمدیہ کے امین

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ، وَأَمِينُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُوْ عُبَيْدَةَ. [270]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر امت کا ایک امین (امانت دار) ہوتا ہے، اور اس امت کا امین حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

2: خلافت کی اہلیت کے حامل

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا وَسُئِلَتْ: مَنْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَخْلِفًا لَوِ اسْتَخْلَفَهُ؟ قَالَتْ: أَبُوْ بَكْرٍ، فَقِيْلَ لَهَا: ثُمَّ مَنْ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ؟ قَالَتْ: عُمَرُ، ثُمَّ قِيْلَ لَهَا: مَنْ بَعْدَ عُمَرَ؟ قَالَتْ: أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ، ثُمَّ انْتَهَتْ إِلَى هٰذَا. [271]

ترجمہ: حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ فرماتے ہوئے سنا، جب ان سے پوچھا گیا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو اپنا خلیفہ بناتے تو کس کو بناتے؟ انہوں نے فرمایا: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو۔ پوچھا گیا: پھر ابو بکر کے بعد؟ فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو۔ پھر پوچھا گیا: عمر کے بعد؟ فرمایا: حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو۔ اس کے بعد وہ یہیں رک گئیں۔

---

[270] صحیح البخاری: رقم الحدیث 7255

[271] صحیح البخاری: رقم الحدیث 2385

عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نسبی تعلق

قریش کے مختلف خاندانوں سے تعلق رکھنے والے عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ ان میں سے ہر ایک کسی نہ کسی واسطے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نسبی رشتہ رکھتے تھے چونکہ قریش کے تمام بڑے خاندان ایک ہی اصل کی طرف لوٹتے ہیں لیکن نسبی قرب وبُعد کے اعتبار سے ان کے مراتب مختلف ہیں۔ بعض حضرات کا سلسلہ نسب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چند پشتوں بعد مل جاتا ہے جبکہ بعض کا اشتراک نسبتاً اوپر جا کر ملتا ہے۔ علمائے انساب کے ہاں یہ اصول مسلم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب مبارک ہاشمی خاندان سے تعلق رکھتا ہے اور ہاشم بن عبد مناف کے اوپر مختلف قریشی شاخیں الگ الگ ہو جاتی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) نقل کرتے ہیں:

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ قُصَيِّ بْنِ كِلَابِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعبِ بْنِ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبِ بْنِ فِهْرِ بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ مُدْرِكَةَ بْنِ إِلْيَاسَ بْنِ مُضَرَ بْنِ نِزَارِ بْنِ مَعَدِّ بْنِ عَدْنَانَ . [272]

ترجمہ: محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کِلاب بن مُرّہ بن کعب بن لُوَی بن غالب بن فِہر بن مالک بن نَضر بن کِنانہ بن خُزیمہ بن مُدرِکہ بن اِلیاس بن مُضَر بن نزار بن مَعَدّ بن عدنان۔

نسبی تعلق کی تفصیل:

عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نسبی تعلقات کی تفصیل جدول میں ملاحظہ فرمائیں۔

---

[272] صحیح البخاری، باب مبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ترتیب	صحابی کا نام	قبیلہ	اشتراک جد	سلسلہ نسب محل اشتراک جد رسول صلی اللہ علیہ وسلم تک
01	ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ	بنو تیم	مرہ بن کعب	عبد اللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ (نویں پشت)
02	عمر فاروق رضی اللہ عنہ	بنو عدی	کعب بن لوی	عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن ریاح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب (دسویں پشت)
03	عثمان غنی رضی اللہ عنہ	بنو امیہ	عبد مناف	عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف (پانچویں پشت)
04	علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	بنو ہاشم	عبد المطلب	علی بن ابی طالب بن عبد المطلب (دوسری پشت)
05	طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ	بنو تیم	مرہ بن کعب	طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ (نویں پشت)
06	زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ	بنو اسد	قُصَیّ بن کِلاب	زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی (ساتویں پشت)
07	عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ	بنو زُہرہ	کِلاب بن مرہ	عبد الرحمن بن عوف بن عبد عوف بن عبد بن حارث بن زُہرہ بن کلاب (آٹھویں پشت)
08	سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	بنو زہرہ	کلاب بن مرہ	سعد بن مالک بن اُہَیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب (آٹھویں پشت)
09	سعید بن زید رضی اللہ عنہ	بنو عدی	کعب بن لوی	سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بن عبد العزیٰ بن ریاح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب (دسویں پشت)
10	ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ	بنو فِہر	فہر بن مالک	عامر بن عبد اللہ بن جراح بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن حارث بن فہر (بارہویں پشت)

نسبی قربت کے اعتبار سے ترتیب:

ترتیب	صحابی کا نام	اشتراک جد	پشت	درجہ
01	علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	عبد المطلب	دوسری	قریب ترین
02	عثمان غنی رضی اللہ عنہ	عبد مناف	پانچویں	قریب تر
03	زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ	قصی بن کلاب	ساتویں	قریب
04	عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ	کلاب بن مرہ	آٹھویں	قریب متوسط
05	سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	کلاب بن مرہ	آٹھویں	قریب متوسط
06	ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ	مرہ بن کعب	نویں	بعید
07	طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ	مرہ بن کعب	نویں	بعید
08	عمر فاروق رضی اللہ عنہ	کعب بن لوی	دسویں	بعید متوسط
09	سعید بن زید رضی اللہ عنہ	کعب بن لوی	دسویں	بعید متوسط
10	ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ	فہر بن مالک	بارہویں	بعید تر

مقامِ اصحاب بدر (رضی اللہ عنہم)

غزوۂ بدر اسلامی تاریخ کا پہلا عظیم اور فیصلہ کن معرکہ ہے جس نے اسلام کی سیاسی، عسکری اور روحانی بنیادوں کو مضبوط کیا۔ یہی وہ دن تھا جس میں اللہ تعالیٰ نے قلتِ تعداد اور کمزوری کے باوجود اہلِ ایمان کو عظیم فتح عطا فرمائی۔ قرآنِ کریم نے اس دن کو یومُ الفرقان قرار دیا، کیونکہ اسی دن حق و باطل کے درمیان فیصلہ کن امتیاز ظاہر ہوا۔ اس معرکہ میں شریک صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو "اصحابِ بدر" یا "اہلِ بدر" کہا جاتا ہے۔ ان حضرات کی فضیلت احادیثِ صحیحہ اور نصوصِ شرعیہ سے ثابت ہے، بلکہ امت میں ان کا مقام نہایت بلند اور ممتاز ہے۔

غزوۂ بدر کا تاریخی پس منظر:

ہجرتِ مدینہ کے بعد کفارِ مکہ نے مسلمانوں کے خلاف معاشی، سیاسی اور عسکری محاذ کھول دیے۔ مسلمانوں کی املاک ضبط کر لی گئیں اور مدینہ منورہ پر حملوں کی تیاری شروع ہو گئی۔ اسی دوران ابو سفیان کا تجارتی قافلہ شام سے واپس آ رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ اس قافلے کی طرف روانہ ہوئے جن کی تعداد تین سو تیرہ تھی جبکہ دوسری طرف قریش نے اپنے قافلے کی حفاظت کے لیے تقریباً ایک ہزار جنگجوؤں پر مشتمل لشکر بھیج دیا۔ یوں بدر کا معرکہ پیش آیا۔

اصحابِ بدر کی فضیلت:

اہلِ بدر کی فضیلت وہ بشارت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی۔ چنانچہ امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

لَعَلَّ اللهَ قَدِ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ. [273]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شاید اللہ تعالیٰ نے اہلِ بدر کی طرف (خصوصی نظرِ رحمت کے

[273] صحیح البخاری: رقم الحدیث 6259

ساتھ) توجہ فرمائی اور فرمایا: تم جو چاہو عمل کرو، تمہارے لیے جنت واجب ہو چکی ہے۔"

فائدہ: اس حدیث کا معنی یہ نہیں کہ اہلِ بدر معاذ اللہ گناہوں میں آزاد تھے، بلکہ مقصود یہ ہے کہ ان کے اخلاص، قربانی اور عظیم خدمات کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مغفرت اور خصوصی رضامندی کا فیصلہ فرما دیا تھا۔ حدیث مبارک کے یہ الفاظ اہلِ بدر کی عظمت اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے خصوصی مقام کی واضح دلیل ہیں۔

اصحابِ بدر کی اقسام:

1: مقاتلینِ بدر: جو عملی طور پر جہاد میں شریک ہوئے۔

2: غیر مقاتلین: جو شرکت کے باوجود کم عمری کی وجہ سے عملاً قتال میں شریک نہ ہو سکے۔

3: شہداءِ بدر: جو شہید ہوئے۔

4: غازیانِ بدر: جو زندہ واپس آئے۔

فائدہ: مقاتلین اور شہداء کو جزوی فضیلت حاصل ہے۔

اصحابِ بدر سے اللہ تعالیٰ کا خصوصی وعدہ:

اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان سے دو جماعتوں میں سے ایک کے غلبے کا وعدہ فرمایا:

﴿وَ اِذْ یَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآىِٕفَتَیْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَ تَوَدُّوْنَ اَنَّ غَیْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَ یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ یَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِیْنَ﴾ [274]

ترجمہ: جب اللہ تم سے وعدہ فرما رہا تھا کہ دو جماعتوں میں سے ایک تمہارے لیے ہے، اور تم چاہتے تھے کہ غیر مسلح جماعت مل جائے، جبکہ اللہ چاہتا تھا کہ اپنے کلمات کے ذریعے حق کو ثابت کر دے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے۔

فائدہ: یہ آیت بتاتی ہے کہ اہلِ بدر کا خروج محض تجارتی قافلے کے لیے نہیں تھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حق و

---

[274] سورۃ الانفال:7

باطل کے عالمی معرکے کے لیے منتخب فرمایا تھا۔

اصحابِ بدر کا امتحان:

﴿كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۠ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ (۵) يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ (۶)﴾ [275]

ترجمہ: جس طرح آپ کے رب نے آپ کو حق کے ساتھ آپ کے گھر سے نکالا، حالانکہ مسلمانوں کی ایک جماعت ناگواری محسوس کر رہی تھی۔ وہ حق واضح ہو جانے کے بعد بھی آپ سے اس معاملے میں اس طرح گفتگو کر رہے تھے گویا انہیں موت کی طرف ہانکا جا رہا ہو اور وہ اسے دیکھ رہے ہوں۔

فائدہ: یہ انسانی طبعی خوف کا ذکر ہے، لیکن فضیلت اس بات میں ہے کہ اہلِ بدر نے اس خوف کے باوجود اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کیا اور میدانِ بدر میں ثابت قدم رہے۔

اصحابِ بدر کی اطاعت اور استقامت:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ الْمِقْدَادُ يَوْمَ بَدْرٍ: يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّا لَا نَقُوْلُ لَكَ كَمَا قَالَتْ بَنُوْإِسْرَائِيْلَ لِمُوْسٰى: ﴿فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ﴾، وَلٰكِنِ امْضِ وَنَحْنُ مَعَكَ، فَكَأَنَّهُ سُرِّيَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [276]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ نے غزوۂ بدر کے دن عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم آپ سے وہ بات نہیں کہیں گے جو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی: آپ اور آپ کا رب جائیں اور جنگ کریں، ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔ بلکہ ہم کہتے ہیں: آپ چلیں اور ہم آپ کے ساتھ

---

[275] سورۃ الانفال: 5، 6

[276] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4609

ہیں۔راوی کہتے ہیں کہ اس بات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے غم اور پریشانی دور ہوگئی (اور آپ خوش ہوگئے)۔

اصحابِ بدر سے اللہ کی خصوصی محبت ونصرت:

مسلمانوں کی تعداد تقریباً 313 تھی، جبکہ کفار ایک ہزار کے قریب تھے۔ مسلمانوں کے پاس صرف دو گھوڑے اور چند زرہیں تھیں، جبکہ کفار مکمل جنگی سازوسامان سے لیس تھے۔اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اپنے ان محبوب لوگوں کی نصرت فرمائی۔

﴿وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ [277]

ترجمہ: اور یقیناً اللہ نے بدر میں تمہاری مدد فرمائی جبکہ تم کمزور تھے، پس اللہ سے ڈرو تاکہ تم شکر گزار بنو۔

اصحابِ بدر درجہ اسباب میں دین کی بقاء کا ذریعہ:

غزوہ بدر کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوری عاجزی کے ساتھ دعا فرمارہے تھے:

علامہ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) نقل کرتے ہیں:

وَبَاتَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ رَبَّهُ وَيَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ إِنْ تُهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ لَا تُعْبَدْ فِي الْأَرْضِ. [278]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات بھر اپنے رب سے دعا کرتے رہے اور فرماتے رہے: اے اللہ! اگر یہ (مٹھی بھر) جماعت ہلاک ہوگئی تو زمین میں تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔

اصحابِ بدر پر خصوصی سکون نازل ہوا:

اللہ تعالیٰ نے سکون، اونگھ اور بارش نازل فرمائی:

---

[277] سورۃ آل عمران:123

[278] تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام:ج2ص88 احداث السنۃ الثانیۃ رویاعاتکۃ

﴿ اِذْ یُغَشِّیْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَ یُنَزِّلُ عَلَیْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَ یُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّیْطٰنِ وَ لِیَرْبِطَ عَلٰی قُلُوْبِكُمْ وَ یُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ﴾ [279]

ترجمہ: یاد کرو جب اللہ تم پر اپنی طرف سے اطمینان کے لیے اونگھ طاری کر رہا تھا، اور تم پر آسمان سے پانی برسا رہا تھا تاکہ اس کے ذریعے تمہیں پاک کرے، اور تم سے شیطان کی نجاست دور کر دے، اور تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور اس کے ذریعے تمہارے قدم جما دے۔

اصحابِ بدر کی نصرت کے لیے فرشتوں کا نزول:

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو مدد اور نصرت کے لیے نازل فرمایا:

﴿ اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّیْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِیْنَ (۹) وَ مَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰی وَ لِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَ مَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴾ [280]

ترجمہ: جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری دعا قبول فرمائی کہ میں تمہاری مدد کے لیے ایک ہزار فرشتے پے در پے بھیجنے والا ہوں۔ اور اللہ نے اس (مدد) کو صرف خوشخبری بنایا تھا اور تاکہ اس کے ذریعے تمہارے دلوں کو اطمینان حاصل ہو، اور (یاد رکھو کہ) مدد تو صرف اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے، بے شک اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

اصحابِ بدر کے دشمنوں کے دلوں میں رعب:

اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کے دلوں میں رعب ڈال دیا:

﴿ اِذْ یُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَی الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّیْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ كَفَرُوا

---

[279] سورۃ الانفال:11

[280] سورۃ الانفال:9،10

الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴾ [281]

ترجمہ: جب آپ کا رب فرشتوں کو وحی کر رہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں، پس ایمان والوں کو ثابت قدم رکھو۔ میں کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا، پس تم گردنوں پر ضرب لگاؤ اور ان کے پور پور کو مارو۔

اصحابِ بدر اور تائید خداوندی:

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ثابت قدمی کا حکم فرمایا:

﴿ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۪ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (۱۷)﴾ [282]

ترجمہ: (حقیقت یہ ہے کہ) تم نے انہیں قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا، اور (اے نبی) جب آپ نے (کنکریاں) پھینکی تھیں تو وہ آپ نے نہیں پھینکی تھیں بلکہ اللہ نے پھینکی تھیں، تاکہ وہ مومنوں کو اپنی طرف سے اچھا انعام عطا کرے، بے شک اللہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔

فائدہ: اہلِ بدر کی فتح محض عسکری کامیابی نہیں بلکہ معجزانہ نصرتِ الٰہی اور تائیدِ خداوندی کا ظہور تھی۔

اصحابِ بدر حق کے علمبردار:

اللہ تعالیٰ نے بدر کے دن کو فرمایا:

﴿وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰي عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (٤١)﴾ [283]

ترجمہ: اور جو ہم نے اپنے بندے پر فیصلہ کے دن نازل فرمایا، جس دن دونوں جماعتیں آپس میں ٹکرائیں، اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

---

[281] سورۃ الانفال:12

[282] سورۃ الانفال:17

[283] سورۃ الانفال:41

شہداءِ بدر کی تعداد اور اسمائے گرامی:

امام فخر الدین ابو عبد اللہ محمد بن عمر رازی شافعی رحمہ اللہ (ت606ھ) لکھتے ہیں:

﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ﴾

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَزَلَتِ الْآيَةُ فِي قَتْلَى بَدْرٍ وَقُتِلَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ أَرْبَعَةَ عَشَرَ رَجُلًا؛ سِتَّةٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَثَمَانِيَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ.

فَمِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ: عُبَيْدَةُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَعُمَرُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، وَذُو الشِّمَالَيْنِ، وَعَمْرُو بْنُ نُفَيْلَةَ، وَعَامِرُ بْنُ بَكْرٍ، وَمِهْجَعُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ.

وَمِنَ الْأَنْصَارِ: سَعِيْدُ بْنُ خَيْثَمَةَ وَقَيْسُ بْنُ عَبْدِ الْمُنْذِرِ وَزَيْدُ بْنُ الْحَارِثِ وَتَمِيْمُ بْنُ الْهُمَامِ وَرَافِعُ بْنُ الْمُعَلَّى وَحَارِثَةُ بْنُ سُرَاقَةَ وَمُعَوِّذُ بْنُ عَفْرَاءَ وَعَوْفُ بْنُ عَفْرَاءَ. [284]

ترجمہ آیت: اور تم ان لوگوں کو مردہ نہ کہو جو اللہ کی راہ میں قتل کیے جائیں۔

ترجمہ روایت: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یہ آیت غزوۂ بدر کے شہداء کے بارے میں نازل ہوئی، اور اس دن مسلمانوں میں سے چودہ افراد شہید ہوئے؛ جن میں چھ مہاجرین تھے اور آٹھ انصار۔

مہاجرین میں یہ حضرات تھے: عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب، عمر بن ابی وقاص، ذو الشمالین، عمرو بن نفیلہ، عامر بن بکر اور مہجع بن عبد اللہ۔

انصار میں یہ حضرات تھے: سعید بن خثیمہ، قیس بن عبد المنذر، زید بن حارث، تمیم بن الہمام، رافع بن معلی، حارثہ بن سراقہ، معوذ بن عفراء اور عوف بن عفراء۔

---

[284] التفسیر الکبیر للرازی: ج4 ص132 تحت سورۃ البقرۃ رقم الآیۃ154

مقامِ اصحابِ اُحد (رضی اللہ عنہم)

اصحابِ اُحد سے مراد وہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جنہوں نے غزوۂ اُحد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت کی، خواہ وہ اس معرکے میں شہید ہوئے یا زندہ رہے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیاں ایمان، قربانی اور اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح مثال ہیں۔ انہی عظیم جماعتوں میں ایک نمایاں جماعت "اصحابِ اُحد" کی ہے جنہوں نے غزوۂ اُحد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت کی اور اسلام کی سربلندی کے لیے بے مثال قربانیاں پیش کیں۔

غزوۂ اُحد اسلامی تاریخ کا نہایت اہم معرکہ ہے جس میں مسلمانوں کو وقتی آزمائش کا سامنا کرنا پڑا، مگر اسی معرکے میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی وفاداری، جانثاری، شجاعت اور صبر کے عظیم مظاہر بھی سامنے آئے۔

اصحابِ اُحد نے اپنے خون سے اسلام کی تاریخ رقم کی اور رہتی دنیا تک امت کو یہ سبق دیا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہی کامیابی کا راستہ ہے۔

غزوۂ اُحد کا تاریخی پس منظر:

غزوۂ اُحد سن 3 ہجری میں مدینہ منورہ کے قریب جبلِ اُحد کے دامن میں پیش آیا۔

غزوہ بدر میں قریش مکہ کو شکست ہوئی تو بدلہ لینے کے لیے فیصلہ کن اور منظم جنگ کی منصوبہ بندی کرنے میں مصروف ہو گئے۔ افرادی اور معاشی قوت کو جمع کرنے کے لیے مسلسل محنت شروع کر دی۔ بدر میں مسلمان جس قافلے کے لیے نکلے تھے وہ ابوسفیان کی معیت میں بچ نکلا اور مکہ پہنچ گیا یہ قافلہ جو مال تجارت لے کر آیا تھا قریش مکہ کو اس میں بہت نفع ہوا انہوں نے اس بات پر مشورہ کیا کہ جتنا نفع ہو گا وہ سب اس جنگ میں لگائیں گے۔

مشورہ کی مخصوص جگہ "دارالندوہ" میں اجلاس ہوا اور یہ طے ہوا کہ ارد گرد کے قبائل کو ساتھ ملایا جائے تاکہ فیصلہ کن جنگ ہو، خوب تیاری کی گئی۔ 3000 افراد پر مشتمل لشکر تیار ہوا جن میں سات سو زرہ پوش (جنگی لباس جو لوہے کا بنا ہوا ہوتا ہے) 3000 اونٹ، 200 گھوڑے شامل تھے۔ قریش اپنے ساتھ 15 خواتین بھی لائے تھے اور ان کو لانے کا مقصد یہ تھا کہ یہ عورتیں جنگی اشعار پڑھ کر اپنے نوجوانوں کو جنگ کے لیے بھڑکائیں گی۔

کچھ اونٹ کھانے کے لئے کچھ باربرداری کے لیے جبکہ کچھ اونٹ اس نیت سے لائے تھے کہ واپسی پر مسلمانوں کے اموال چھین کر ان پر لاد کر لے جائیں گے۔ 5 شوال المکرم کو قریشی لوگ مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگی حکمتِ عملی کے طور پر جبلِ اُحد کے قریب مورچہ بندی فرمائی اور 50 تیر انداز صحابہ کو ایک پہاڑی پر متعین فرمایا اور ساتھ ہدایات بھی دیں کہ کسی حال میں اپنی جگہ نہ چھوڑیں۔

ابتداء میں مسلمانوں کو کامیابی حاصل ہوئی، یہ دیکھ کر ان 50 صحابہ کرام میں سے چند ایک نیچے اتر آئے اور مال غنیمت اکٹھا کرنے لگے۔ لیکن بعض تیر اندازوں کے اپنی جگہ چھوڑ دینے کی وجہ سے جنگ کا نقشہ بدل گیا اور مسلمانوں کو سخت آزمائش پیش آئی۔

اصحابِ احد کا امتحان:

﴿اَوَ لَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ؕ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ (١٦٥) وَ مَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ لِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ (١٦٦)﴾[285]

ترجمہ: کیا جب تم پر ایک مصیبت آئی، حالانکہ تم اس سے دوگنی مصیبت (دشمن کو) پہنچا چکے تھے تو تم نے کہا: یہ کہاں سے آگئی؟ فرما دیجیے: یہ تمہاری اپنی طرف سے ہے۔ بے شک اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ اور جس دن دونوں جماعتیں آمنے سامنے ہوئیں، اُس دن جو کچھ تم پر پیش آیا وہ اللہ کے حکم سے تھا اور اس لیے تھا کہ اللہ ایمان والوں کو ظاہر فرما دے۔

وقتی اضطرابی اور صبر کی تعلیم:

﴿اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَ لَا تَلْوٗنَ عَلٰٓى اَحَدٍ وَّ الرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَ لَا مَآ اَصَابَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (١٥٣)﴾[286]

---

[285] سورۃ آل عمران:65،66

[286] سورۃ آل عمران:153

ترجمہ: جب تم (میدانِ اُحد میں) اوپر کی جانب جارہے تھے اور کسی کی طرف مڑ کر نہیں دیکھ رہے تھے، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پیچھے سے تمہیں پکار رہے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک غم کے بدلے دوسرا غم عطا فرمایا تاکہ تم نہ اس چیز پر رنج کرو جو تمہارے ہاتھ سے نکل گئی اور نہ اس تکلیف پر جو تمہیں پہنچی اور اللہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے۔

اصحاب احد پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطمینان کا نزول:

﴿ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ ۙ وَ طَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ؕ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ؕ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ؕ يُخْفُوْنَ فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ؕ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ؕ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَ لِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَ لِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (١٥٤) ﴾ [287]

ترجمہ: پھر اللہ نے تم پر غم کے بعد اطمینان کی کیفیت نازل فرمائی، ایسی اونگھ جو تم میں سے ایک جماعت پر چھا گئی، اور ایک جماعت ایسی تھی جسے ان کی اپنی فکریں بے چین کیے ہوئے تھیں؛ وہ اللہ کے بارے میں ناحق جاہلیت جیسے گمان کر رہے تھے۔ وہ کہتے تھے: کیا اس معاملے میں ہمارا بھی کچھ اختیار ہے؟ آپ فرما دیجیے: بے شک تمام معاملہ اللہ ہی کے لیے ہے۔ وہ اپنے دلوں میں وہ باتیں چھپاتے تھے جو آپ پر ظاہر نہیں کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے: اگر ہمارے اختیار میں کچھ ہوتا تو ہم یہاں قتل نہ کیے جاتے۔ آپ کہہ دیجیے: اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو بھی جن کے لیے قتل لکھ دیا گیا تھا وہ اپنی قتل گاہوں کی طرف ضرور نکل آتے۔ اور یہ اس لیے تھا کہ اللہ تمہارے سینوں کی آزمائش کرے اور تمہارے دلوں کو پاک وصاف کرے اور اللہ دلوں کے بھیدوں کو خوب جاننے والا ہے۔

---

[287] سورۃ آل عمران:154

اصحابِ اُحد اور عفوِ ربانی:

﴿وَ لَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَ تَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ وَ عَصَیْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ مِنْكُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الدُّنْیَا وَ مِنْكُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِیَبْتَلِیَكُمْ ۚ وَ لَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ (۱۵۲)﴾ [288]

ترجمہ: یقیناً اللہ نے تم سے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا، جب تم اس کے حکم سے انہیں قتل کر رہے تھے، یہاں تک کہ جب تم نے کمزوری دکھائی اور حکم کے بارے میں آپس میں اختلاف کیا اور اس کے بعد (نادانستہ طور پر) حکم عدولی کی جبکہ اللہ تمہیں وہ چیز دکھا چکا تھا جسے تم پسند کرتے تھے۔ تم میں سے کچھ دنیا چاہتے تھے اور کچھ آخرت چاہتے تھے۔ پھر اللہ نے تمہیں ان کے مقابلے سے پھیر دیا تاکہ تمہیں آزمائے اور یقیناً اس نے تمہیں معاف بھی فرما دیا اور اللہ ایمان والوں پر بڑا فضل فرمانے والا ہے۔

اصحابِ احد کی لغزش اور معافی:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ یَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّیْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَ لَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ (۱۵۵)﴾ [289]

ترجمہ: بے شک تم میں سے جن حضرات نے اُس دن (عارضی طور پر) پسپائی اختیار کی جب دونوں جماعتوں کا مقابلہ ہوا، انہیں شیطان نے ان کے بعض سابقہ امور کے باعث لغزش میں ڈال دیا تھا اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا بے شک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا، بڑا بردبار ہے۔

اصحابِ احد کے لیے استغفار کا نبی کو حکم:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۪ فَاعْفُ

---

[288] سورۃ آل عمران:152

[289] سورۃ آل عمران:155

عَنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ (۱۵۹)﴾ [290]

ترجمہ: پس اللہ کی خاص رحمت کے سبب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کے لیے نرم دل ہیں اور اگر آپ سخت مزاج اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے گرد سے منتشر ہو جاتے، لہٰذا آپ انہیں معاف فرما دیجیے، ان کے لیے مغفرت کی دعا کیجیے اور معاملات میں ان سے مشورہ کیجیے، پھر جب آپ کسی کام کا پختہ ارادہ کر لیں تو اللہ پر بھروسہ کیجیے بے شک اللہ توکل کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔

اصحابِ اُحد کی استقامت:

امام ابو الحجاج مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُفْرِدَ يَوْمَ أُحُدٍ فِي سَبْعَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَرَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ فَلَمَّا رَهِقُوْهُ قَالَ: مَنْ يَرُدُّهُمْ عَنَّا وَلَهُ الْجَنَّةُ، أَوْ هُوَ رَفِيْقِي فِي الْجَنَّةِ. فَتَقَدَّمَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ، ثُمَّ رَهِقُوْهُ أَيْضًا، فَقَالَ: مَنْ يَرُدُّهُمْ عَنَّا وَلَهُ الْجَنَّةُ، أَوْ هُوَ رَفِيْقِي فِي الْجَنَّةِ. فَتَقَدَّمَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ، فَلَمْ يَزَلْ كَذٰلِكَ حَتّٰى قُتِلَ السَّبْعَةُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصَاحِبَيْهِ: مَا أَنْصَفْنَا أَصْحَابَنَا. [291]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ غزوۂ اُحد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک موقع پر سات انصاری صحابہ اور دو قریشی صحابہ کے ساتھ رہ گئے۔ جب دشمن آپ کے قریب آ پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون انہیں ہم سے دور کرے گا؟ اس کے لیے جنت ہے، یا وہ جنت میں میرا رفیق ہو گا۔ چنانچہ ایک انصاری صحابی آگے بڑھے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ پھر دشمن قریب آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[290] سورۃ آل عمران:159

[291] صحیح مسلم: رقم الحدیث 1789

دوبارہ یہی فرمایا۔ ایک اور انصاری صحابی آگے بڑھے اور شہید ہو گئے۔ اسی طرح ہوتا رہا یہاں تک کہ ساتوں انصاری صحابہ شہید ہو گئے۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ساتھیوں سے فرمایا: ہم نے اپنے انصاری ساتھیوں کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔

اصحابِ اُحد کے ایک عظیم فرد سیدنا طلحہ کی قربانی:

عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: رَأَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ الَّتِي وَقَى بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ شَلَّتْ. [292]

ترجمہ: حضرت قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے طلحہ رضی اللہ عنہ کا وہ ہاتھ دیکھا جس کے ذریعے انہوں نے غزوۂ اُحد کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی تھی، وہ (زخموں کی وجہ سے) شل ہو چکا تھا۔

اصحابِ احد کی تسلی و دلجوئی:

﴿وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (۱۳۹)﴾ [293]

ترجمہ: نہ کمزور پڑو اور نہ غم کرو، اگر تم مومن ہو تو تم ہی غالب رہو گے۔

شہداء احد کا مقام اور ان کی تمنا:

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ﴾ [294]

ترجمہ: جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کر دیے گئے ہیں، تم انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھو، بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے۔

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ ترمذی رحمہ اللہ (ت279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، يَقُوْلُ: لَمَّا قُتِلَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ يَوْمَ أُحُدٍ، لَقِيَنِي

---

[292] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3724

[293] سورۃ آل عمران: 139

[294] سورۃ آل عمران: 169

رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:يَا جَابِرُ! أَلَا أُخْبِرُكَ مَا قَالَ اللهُ لِأَبِيْكَ؟ وَقَالَ: يَحْيٰى فِي حَدِيْثِهٖ، فَقَالَ:يَا جَابِرُ! مَا لِيْ أَرَاكَ مُنْكَسِرًا؟ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! اسْتُشْهِدَ أَبِيْ وَتَرَكَ عِيَالًا وَدَيْنًا قَالَ:أَفَلَا أُبَشِّرُكَ، بِمَا لَقِيَ اللهُ بِهٖ أَبَاكَ؟ قَالَ: بَلٰى: يَا رَسُوْلَ اللهِ! قَالَ: مَا كَلَّمَ اللهُ أَحَدًا قَطُّ إِلَّا مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ وَكَلَّمَ أَبَاكَ كِفَاحًا فَقَالَ: يَا عَبْدِيْ! تَمَنَّ عَلَيَّ أُعْطِكَ قَالَ: يَا رَبِّ! تُحْيِيْنِي، فَأُقْتَلُ فِيْكَ ثَانِيَةً فَقَالَ الرَّبُّ سُبْحَانَهٗ: إِنَّهٗ سَبَقَ مِنِّيْ أَنَّهُمْ إِلَيْهَا لَا يَرْجِعُوْنَ، قَالَ: يَا رَبِّ، فَأَبْلِغْ مَنْ وَّرَائِيْ، قَالَ: فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالٰى: ﴿وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ﴾ [295]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب میرے والد حضرت عبد اللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ غزوۂ اُحد کے دن شہید ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ملاقات فرمائی اور ارشاد فرمایا: "اے جابر! کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے والد سے کیا فرمایا؟ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جابر! میں تمہیں غمگین اور دل شکستہ کیوں دیکھ رہا ہوں؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے والد شہید ہو گئے ہیں اور اپنے پیچھے اہل وعیال اور قرض چھوڑ گئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں اس بشارت سے آگاہ نہ کروں جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے والد کو عطا فرمائی ہے؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی سے بغیر پردے کے گفتگو نہیں فرمائی، مگر تمہارے والد سے روبرو کلام فرمایا اور ارشاد کیا: اے میرے بندے! مجھ سے مانگ، میں تجھے عطا کروں گا۔ انہوں نے عرض کیا: اے میرے رب! مجھے دوبارہ زندہ فرمادے تاکہ میں تیری راہ میں دوبارہ شہید ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرا یہ فیصلہ پہلے ہو چکا ہے کہ دنیا سے جانے والے واپس نہیں لوٹیں گے۔ پھر انہوں نے عرض کیا: اے میرے رب! میرے بعد والوں کو اس مقام ومرتبہ کی خبر پہنچادے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَ لَا

[295] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3010

تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ﴾ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کر دیے گئے ہیں انہیں ہر گز مردہ نہ سمجھو، بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، انہیں رزق دیا جاتا ہے۔

شہدائے اُحد کے لیے نبی کریم کی دعائے مغفرت:

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلّٰى عَلٰى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهٗ عَلَى الْمَيِّتِ . [296]

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن تشریف لے گئے اور اہلِ اُحد (شہدائے اُحد) کے لیے اس طرح دعا فرمائی جس طرح میت کے لیے دعا کی جاتی ہے۔

شہدائے اُحد کی زیارت کرنا:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِيْ قُبُوْرَ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ رَأْسِ الْحَوْلِ فَيَقُوْلُ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ. قَالَ: وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ يَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ. [297]

ترجمہ: حضرت محمد بن ابراہیم تیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سال پورا ہونے پر شہداء کی قبروں پر تشریف لے جاتے اور فرماتے: تم پر سلامتی ہو، اس صبر کے بدلے جو تم نے کیا، آخرت کا گھر کیا ہی بہترین انجام ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهٗ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلٰى أُحُدٍ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ يَقُوْلُ: أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ . فَإِذَا أُشِيْرَ لَهٗ إِلٰى

---

[296] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3596

[297] مصنف عبد الرزاق: ج3 ص381 رقم الحدیث 6745

أَحَدٍ، قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ وَقَالَ: أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هَؤُلاَءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ . وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ بِدِمَائِهِمْ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ، وَلَمْ يُغَسَّلُوا. [298]

ترجمہ: جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے شہداء کو ایک ہی کپڑے میں دو دو کو کفن دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دریافت فرماتے کہ ان میں قرآن کا عالم سب سے زیادہ کون ہے؟ جب کسی ایک کی طرف اشارہ کر کے آپ کو بتایا جاتا تو لحد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہی کو آگے فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن میں ان سب پر گواہ رہوں گا۔ پھر آپ نے تمام شہداء کو خون سمیت دفن کرنے کا حکم فرمادیا اور ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی اور نہ انہیں غسل دیا گیا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

جَابِرًا قَالَ لَمَّا قُتِلَ أَبِي جَعَلْتُ أَبْكِي وَأَكْشِفُ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهِ، فَجَعَلَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَوْنِي وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَنْهَ، وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَبْكِيهِ أَوْ مَا تَبْكِيهِ، مَا زَالَتِ الْمَلاَئِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتَّى رُفِعَ". [299]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میرے والد (حضرت عبد اللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ) شہید کر دیے گئے تو میں رونے لگا اور ان کے چہرے سے کپڑا ہٹا ہٹا کر دیکھتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مجھے منع کرتے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے منع نہیں فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس پر مت رو، یا یوں فرمایا: تم روؤ یا نہ روؤ، (بات ایک ہی ہے)، فرشتے برابر اپنے پروں کے ساتھ ان پر سایہ کیے رہے یہاں تک کہ انہیں (میدانِ جنگ سے) اٹھالیا گیا۔

---

[298] صحیح البخاری:4079

[299] صحیح البخاری:4080

مقام اصحابِ حدیبیہ (رضی اللہ عنہم)

سن 6 ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا کہ آپ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور کعبۃ اللہ کا طواف کیا۔ اس کے بعد کسی نے سر کے بال منڈوائے اور کسی نے کتروائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خواب صحابہ رضی اللہ عنہم کو سنایا۔ سب نہایت خوش ہوئے۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سال ذوالقعدہ کے مہینے میں عمرہ کے ارادہ سے مکہ مکرمہ کا سفر شروع کیا۔ آپ کے ہمراہ جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد ابتداءً 1300 پھر 1400 پھر 1500 اور آخر میں 1525 تک پہنچ گئی۔ چونکہ عرب لوگ عام طور پر کسور کو ذکر نہیں کرتے اس لیے 1500 مشہور ہے۔ مقام ذوالحلیفہ پہنچ کر سب نے احرام باندھا۔

خوابِ نبوی اور اصحابِ حدیبیہ کی خوشی:

علامہ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی المعروف الخازن رحمہ اللہ (ت 741ھ) آیت ﴿ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ﴾ کا شانِ نزول ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

سَبَبُ نُزُوْلِ هٰذِهِ الْآيَةِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى فِي الْمَنَامِ وَهُوَ بِالْمَدِيْنَةِ قَبْلَ أَنْ يَّخْرُجَ إِلَى الْحُدَيْبِيَّةِ أَنَّهُ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ آمِنِيْنَ وَيَحْلِقُوْا رُؤُوْسَهُمْ فَأَخْبَرَ بِذٰلِكَ أَصْحَابَهُ فَفَرِحُوْا وَحَسِبُوْا أَنَّهُمْ دَاخِلُوْ مَكَّةَ عَامَهُمْ ذٰلِكَ فَلَمَّا انْصَرَفُوْا وَلَمْ يَدْخُلُوْا شُقَّ عَلَيْهِمْ ذٰلِكَ وَقَالَ الْمُنَافِقُوْنَ: أَيْنَ رُؤْيَاهُ الَّتِيْ رَآهَا؟ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْآيَةَ وَدَخَلُوْا فِي الْعَامِ الْمُقْبِلِ. [300]

ترجمہ: اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کی طرف جانے سے پہلے مدینہ منورہ میں خواب دیکھا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ امن وسکون سے مسجد

---

[300] تفسیر الخازن: ج4 ص173 تحت سورۃ الفتح، رقم الآیۃ 27

حرام میں داخل ہو رہے ہیں اور اپنے سر منڈوا رہے ہیں (یعنی عمرہ کی ادائیگی کر رہے ہیں)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو بتایا تو وہ بہت خوش ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے یہی سمجھا کہ اسی سال ہم مکہ جائیں گے (اور عمرہ ادا کریں گے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عمرہ کے ارادہ سے عازمِ سفر ہوئے لیکن مشرکین کے حدیبیہ نے مقام پر روک لیا۔ چند شرائط کے ساتھ صلح کر کے) جب یہ لوگ واپس آئے تو یہ بات ان پر شاق گزری۔ اس وقت منافقین نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خواب دیکھا اس کا کیا بنا؟ (یعنی منافق لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب میں شک کرنے لگے) تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کو سچ کر دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ضرور مسجد حرام میں داخل ہوں گے، اپنے سر منڈوائیں گے، قصر کروائیں گے یعنی عمرہ کی ادائیگی کریں گے) چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اگلے سال مکہ میں داخل ہوئے (اور عمرہ کیا)

اصحابِ حدیبیہ کی تعداد سے متعلقہ مختلف روایات:

1: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عُرْوَةَ عَنْ مَرْوَانَ وَالْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَا: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فِي بِضْعَ عَشْرَةَ مِائَةً مِنْ أَصْحَابِهِ، فَلَمَّا كَانَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ قَلَّدَ الْهَدْيَ وَأَشْعَرَ وَأَحْرَمَ مِنْهَا، [301]

ترجمہ: حضرت مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے سال اپنے صحابہ میں سے ایک ہزار سے کچھ زائد افراد کے ساتھ نکلے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحلیفہ پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے جانور (ہدی) کے گلے میں پٹہ ڈالا، اس پر قربانی کی نشانی لگائی اور عمرے کا احرام باندھا۔

---

[301] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4157

2: امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنُ أَبِي أَوْفٰى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: كَانَ أَصْحَابُ الشَّجَرَةِ أَلْفًا وَثَلَاثَمِائَةٍ، وَكَانَتْ أَسْلَمُ ثُمُنَ الْمُهَاجِرِيْنَ. [302]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ درخت کے پاس بیعت کرنے والے (اصحابِ شجرہ) تیرہ سو (1300) تھے، اور قبیلہ اسلم اس وقت مہاجرین کا آٹھواں حصہ تھا۔

فائدہ: قبیلہ اسلم (انصار مدینہ کا ایک قبیلہ تھا جس) کے لوگوں کی تعداد 100 تھی اور مہاجرین کی تعداد 800 تھی۔ اس اعتبار سے یہ مہاجرین کا ثمن یعنی آٹھواں حصہ بنتے ہیں۔

3: امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ قَتَادَةَ : قُلْتُ لِسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: بَلَغَنِيْ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ يَقُوْلُ: كَانُوْا أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً فَقَالَ لِي سَعِيْدٌ: حَدَّثَنِيْ جَابِرٌ: كَانُوْا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً، الَّذِيْنَ بَايَعُوْا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ. [303]

ترجمہ: قتادہ سے روایت ہے کہ میں نے سعید بن مسیب سے کہا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ صحابہ کی تعداد چودہ سو تھی؟ تو سعید بن مسیب نے مجھ سے کہا: مجھ سے خود حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حدیبیہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے والوں کی تعداد پندرہ سو (1500) تھی۔

اصحابِ حدیبیہ سے غدیر الاَشْطاط کے مقام پر مشاورت:

امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

---

[302] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4155

[303] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4153

عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: يَزِيْدُ أَحَدُهُمَا عَلٰى صَاحِبِهٖ قَالَا: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فِي بِضْعَ عَشْرَةَ مِائَةً مِنْ أَصْحَابِهٖ. فَلَمَّا أَتٰى ذَا الْحُلَيْفَةِ. قَلَّدَ الْهَدْيَ وَأَشْعَرَهٗ وَأَحْرَمَ مِنْهَا بِعُمْرَةٍ. وَبَعَثَ عَيْنًا لَهٗ مِنْ خُزَاعَةَ. وَسَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى كَانَ بِغَدِيْرِ الْأَشْطَاطِ أَتَاهُ عَيْنُهٗ. قَالَ: إِنَّ قُرَيْشًا جَمَعُوْا لَكَ جُمُوْعًا. وَقَدْ جَمَعُوْا لَكَ الْأَحَابِيْشَ. وَهُمْ مُقَاتِلُوْكَ وَصَادُّوْكَ عَنِ الْبَيْتِ وَمَانِعُوْكَ. فَقَالَ: أَشِيْرُوْا أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيَّ. أَتَرَوْنَ أَنْ أَمِيْلَ إِلٰى عِيَالِهِمْ وَذَرَارِيِّ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ أَنْ يَّصُدُّوْنَا عَنِ الْبَيْتِ. فَإِنْ يَّأْتُوْنَا كَانَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ قَطَعَ عَيْنًا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ. وَإِلَّا تَرَكْنَاهُمْ مَحْرُوْبِيْنَ. قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! خَرَجْتَ عَامِدًا لِهٰذَا الْبَيْتِ لَا تُرِيْدُ قَتْلَ أَحَدٍ. وَلَا حَرْبَ أَحَدٍ فَتَوَجَّهْ لَهٗ. فَمَنْ صَدَّنَا عَنْهُ قَاتَلْنَاهُ. قَالَ: امْضُوْا عَلٰى اسْمِ اللهِ. [304]

ترجمہ: مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے روایت ہے، ان دونوں نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے سال اپنے صحابہ میں سے چودہ سو سے کچھ زائد افراد کے ساتھ نکلے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحلیفہ پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدی کے گلے میں پٹہ ڈالا، اس پر نشان لگایا اور عمرے کا احرام باندھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ خزاعہ کے ایک جاسوس کو آگے بھیجا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چلتے رہے یہاں تک کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم 'غدیر الاشطاط' کے مقام پر پہنچے تو آپ کا جاسوس حاضر ہوا اور کہنے لگا: "قریش نے آپ کے خلاف بڑا لشکر جمع کر لیا ہے اور انہوں نے آپ کے لیے احابیش (قبائل) کو بھی اکٹھا کر لیا ہے، وہ آپ سے لڑنے والے ہیں اور آپ کو بیت اللہ سے روکنے والے ہیں۔"

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لوگو! مجھے مشورہ دو، کیا تمہاری یہ رائے ہے کہ ہم ان لوگوں کے بال بچوں پر حملہ کر دیں جو ہمیں بیت اللہ سے روکنا چاہتے ہیں؟ اگر وہ ہمارے پاس آئے تو اللہ عزوجل مشرکوں کی

[304] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4178

ایک بڑی طاقت کو توڑ چکا ہو گا، اور اگر نہ آئے تو ہم انہیں خستہ حالی میں چھوڑ دیں گے۔" حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "یارسول اللہ! آپ اس گھر (بیت اللہ) کا ارادہ کر کے نکلے ہیں، آپ کا ارادہ کسی کو قتل کرنے یا کسی سے جنگ کرنے کا نہیں ہے، لہذا آپ بیت اللہ کا رخ فرمائیں، پس جو کوئی ہمیں اس سے روکے گا ہم اس سے لڑیں گے۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کا نام لے کر آگے بڑھو۔"

اصحابِ حدیبیہ کے لیے خشک کنویں سے پانی نکلنا:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُمْ كَانُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَلْفًا وَأَرْبَعِمِائَةٍ أَوْ أَكْثَرَ، فَنَزَلُوْا عَلَى بِئْرٍ فَنَزَحُوْهَا، فَأَتَوْا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَى الْبِئْرَ وَقَعَدَ عَلٰى شَفِيْرِهَا، ثُمَّ قَالَ: ائْتُوْنِي بِدَلْوٍ مِنْ مَائِهَا. فَأُتِيَ بِهِ، فَبَصَقَ فَدَعَا، ثُمَّ قَالَ: دَعُوْهَا سَاعَةً. فَأَرْوَوْا أَنْفُسَهُمْ وَرِكَابَهُمْ حَتّٰى ارْتَحَلُوْا. [305]

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ کے دن چودہ سو یا اس سے زائد تھے۔ وہ ایک کنویں پر اترے اور اس کا سارا پانی کھینچ لیا (یہاں تک کہ وہ خشک ہو گیا)۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کنویں پر تشریف لائے اور اس کی منڈیر پر بیٹھ گئے، پھر فرمایا: "میرے پاس اس کے پانی کا ایک ڈول لاؤ۔" وہ لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اپنا لعابِ مبارک ڈالا اور دعا فرمائی، پھر فرمایا: "اسے تھوڑی دیر کے لیے چھوڑ دو۔" (اس کے بعد کنویں میں اتنا پانی ابل آیا کہ) انہوں نے خود کو اور اپنی سواریوں کو سیراب کیا یہاں تک کہ انہوں نے وہاں سے کوچ کیا۔

اصحابِ حدیبیہ کے اَنگُشتانِ نبوت سے پانی کا معجزانہ انتظام:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

---

[305] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4151

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ، وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا، ثُمَّ أَقْبَلَ النَّاسُ نَحْوَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا لَكُمْ؟ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللهِ، لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ بِهِ وَلَا نَشْرَبُ إِلَّا مَا فِيْ رَكْوَتِكَ، قَالَ: فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فِي الرَّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَفُوْرُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ كَأَمْثَالِ الْعُيُوْنِ، قَالَ: فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا، فَقُلْتُ لِجَابِرٍ: كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: لَوْ كُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ لَكَفَانَا، كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً. [306]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے دن لوگ پیاسے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چمڑے کا ایک برتن (رکوہ) تھا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا۔ پھر لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لپکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تمہیں کیا ہوا؟" انہوں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ! ہمارے پاس وضو کے لیے اور پینے کے لیے کوئی پانی نہیں ہے سوائے اس پانی کے جو آپ کے اس برتن میں ہے۔" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک اس برتن میں رکھا، تو پانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے چشموں کی طرح ابلنے لگا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: پس ہم نے پانی پیا اور وضو کیا۔ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: تم اس دن کتنے لوگ تھے؟ انہوں نے فرمایا: "اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی ہمیں کافی ہو جاتا، ہم پندرہ سو (1500) تھے۔"

اصحابِ حدیبیہ کے ایک عظیم فرد (سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ) کی سفارت:

جب اصحاب حدیبیہ کو مکہ میں داخل ہونے سے روکا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنا نمائندہ بنا کر سردارانِ قریشِ مکہ کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ ہم لڑنے کے لیے نہیں آئے بلکہ بیت اللہ کی زیارت کرنے آئے ہیں، زیارت کر کے چلے جائیں گے۔

---

[306] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4152

امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ہشام بن ایوب حِمْیَری مَعَافِرِیّ رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

دَعَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَبَعَثَهُ إِلَى أَبِيْ سُفْيَانَ وَأَشْرَافِ قُرَيْشٍ، يُخْبِرُهُمْ أَنَّهُ لَمْ يَأْتِ لِحَرْبٍ وَإِنَّهُ إِنَّمَا جَاءَ زَائِرًا لِهٰذَا الْبَيْتِ وَمُعَظِّمًا لِحُرْمَتِهِ. [307]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور آپ کو سردارانِ قریش بالخصوص ابوسفیان کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے ساتھ لڑنے کی نیت سے نہیں آئے بلکہ بیت اللہ کی زیارت (بصورتِ عمرہ) کرنے آئے ہیں اور اس کی حرمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کی تعظیم کریں گے۔

اصحابِ حدیبیہ پر رسول اللہ ﷺ کا اعتماد:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکہ جانے لگے تو بعض نے کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ تو خوش قسمت ہیں کہ مکہ جا کر بیت اللہ کا طواف کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس بات کا علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمان کو کئی سال بھی وہاں رکنا پڑے تب بھی وہ طواف نہیں کریں گے جب تک میں طواف نہ کرلوں۔

امام ابو محمد عبد الرحمٰن بن محمد بن ادریس الرازی رحمہ اللہ (ت 327ھ) روایت فرماتے ہیں:

فَقَالَ النَّاسُ: هَنِيْئًا لِابْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ وَنَحْنُ هَاهُنَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ مَكَثَ كَذَا وَكَذَا سَنَةً مَا طَافَ حَتّٰى أَطُوفَ. [308]

ترجمہ: (جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکہ جانے لگے تو) بعض لوگوں نے یہ بات کہہ دی کہ عثمان کی قسمت اچھی ہے وہ مکہ جا کر بیت اللہ کا طواف کریں گے مگر ہم حدیبیہ میں ہیں (ہمیں کفار اجازت دیں یا نہ دیں۔ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر عثمان کو کئی سال تک بھی وہاں رکنا پڑا وہ اس وقت تک طواف نہیں کریں گے جب تک میں طواف نہ کرلوں۔

---

[307] السیرۃ النبویۃ لابن ھشام: ج2 ص315 عثمان رسول محمد الی قریش

[308] تفسیر ابن ابی حاتم الرازی: ج7 ص444 تحت تفسیر سورۃ الفتح، رقم الآیۃ 18

فائدہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکہ پہنچے اور مشرکینِ مکہ کو یہ بات سمجھانے کی بھرپور کوشش کی لیکن انہوں نے ضد کی وجہ سے اس بات کو قبول کرنے سے صاف صاف انکار کر دیا۔

امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ہشام بن ایوب حِمْیَری مَعَافِرِیّ رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: فَخَرَجَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَى مَكَّةَ فَلَقِيَهُ أَبَانُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ حِيْنَ دَخَلَ مَكَّةَ، أَوْ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَهَا فَحَمَلَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، ثُمَّ أَجَارَهُ حَتّٰى بَلَّغَ رِسَالَةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقَ عُثْمَانُ حَتّٰى أَتٰى أَبَا سُفْيَانَ وَعُظَمَاءَ قُرَيْشٍ، فَبَلَّغَهُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَرْسَلَهُ بِهٖ، فَقَالُوْا لِعُثْمَانَ حِيْنَ فَرَغَ مِنْ رِسَالَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ: إِنْ شِئْتَ أَنْ تَطُوْفَ بِالْبَيْتِ فَطُفْ، فَقَالَ: مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ حَتّٰى يَطُوفَ بِهٖ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَاحْتَبَسَتْهُ قُرَيْشٌ عِنْدَهَا فَبَلَغَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمِيْنَ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَدْ قُتِلَ. [309]

ترجمہ: امام ابن اسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ جب آپ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے یا اس سے پہلے آپ کی ملاقات ابان بن سعید (جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے۔ رضی اللہ عنہ) سے ہوئی۔ ابان بن سعید نے آپ کو اپنی سواری پر سوار کیا اور بیت اللہ کے قریب لے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان تک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچایا۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ابوسفیان بن حرب (جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے۔ رضی اللہ عنہ) اور دیگر سردارانِ قریش کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ پیغام پہنچایا جو آپ کو دے کر بھیجا گیا تھا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے پیغام پہنچا دیا تو سردار کہنے لگے: عثمان! اگر آپ بیت اللہ کا طواف کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر میں کسی صورت طواف نہیں کروں گا۔ (آپ کے اس جواب پر) قریشیوں نے آپ رضی

[309] السیرۃ النبویۃ لابن ھشام: ج2 ص315 اشاعۃ مقتل عثمان

اللہ عنہ کو قید کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک یہ خبر پہنچی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (اور ان کے ہمراہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کو شہید کر دیا گیا ہے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے افواہِ شہادت اور بیعتِ رضوان:

ادھر یہ خبر مشہور ہو گئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو شہید کر دیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب شہادتِ عثمان رضی اللہ عنہ کی یہ خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت لی کہ ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لیے بغیر واپس نہیں جائیں گے۔

امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ہشام بن ایوب حِمْیَری مَعَافِرِیّ رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

عَنِ الشَّعْبِيِّ رَحِمَهُ اللهُ: أَنَّ أَوَّلَ مَنْ بَايَعَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ أَبُوْ سِنَانٍ الْأَسَدِيُّ. [310]

ترجمہ: امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ بیعت رضوان میں سب سے پہلے حضرت ابو سنان الاسدی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔

فائدہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر سب سے پہلے حضرت ابو سنان عبد اللہ بن وھب الاسدی رضی اللہ عنہ نے بیعت کی۔ ان کے بعد باقی لوگوں نے کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کے متعلق فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔ پھر اس دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیعت فرمائی۔

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سَورہ ترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا أُمِرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَيْعَةِ الرِّضْوَانِ كَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى أَهْلِ مَكَّةَ قَالَ: فَبَايَعَ النَّاسَ قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ عُثْمَانَ فِيْ حَاجَةِ اللهِ وَحَاجَةِ رَسُوْلِهٖ. فَضَرَبَ

---

[310] السیرۃ النبویۃ لابن ھشام: ج2 ص316 مبایعۃ الرسول الناس علی الحرب

بِإِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى فَكَانَتْ يَدُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُثْمَانَ خَيْرًا مِنْ أَيْدِيْهِمْ لِأَنْفُسِهِمْ. [311]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب (اللہ رب العزت کی طرف سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیعتِ رضوان کا حکم دیا گیا تو اس وقت حضرت عثمان بن عفان؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد اور سفیر بن کر مکہ والوں کے پاس گئے ہوئے تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے بیعت لی اور فرمایا: عثمان؛ اللہ اور اس کے رسول کے کام کے سلسلے میں گئے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک مبارک ہاتھ کو (حضرت عثمان کا ہاتھ قرار دے کر) دوسرے مبارک ہاتھ پر رکھا۔ حضرت عثمان کے لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک ہاتھ لوگوں کے لیے ان کے اپنے ہاتھوں سے بہت بہتر تھا۔

اصحابِ حدیبیہ کی بیعت کا قرآنی تذکرہ:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾ [312]

ترجمہ: "بیشک (اے محبوب!) جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں، وہ تو حقیقت میں اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں، ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ پھر جس کسی نے عہد شکنی کی تو اس کی عہد شکنی کا وبال اسی کی جان پر ہو گا، اور جس نے اس عہد کو پورا کیا جو اس نے اللہ سے کیا تھا، تو عنقریب اللہ اسے بہت بڑا اجر عطا فرمائے گا۔"

مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور نیابتِ الٰہی کا مظہر:

آیت میں (اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ) وہ تو حقیقت میں اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر کی جانے والی بیعت کو براہِ راست اپنی ذات سے بیعت قرار دیا۔ معلوم ہوا کہ رسول اللہ

---

[311] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3702

[312] سورۃ الفتح، 10

صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور ان سے کیا گیا عہد دراصل اللہ ہی کی اطاعت اور اسی سے کیا گیا عہد ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ زمین پر اللہ کی نیابتِ کبریٰ کا مظہر ہے۔

عہد شکنی کا وبال اور انسانی خسارہ:

آیت میں (فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ) اگر کوئی اس پاکیزہ عہد کو توڑے گا تو وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑے گا، بلکہ اس کا ہلاکت خیز وبال اور نقصان دنیا و آخرت میں خود اس کی اپنی ذات پر ہی آئے گا۔ معلوم ہوا کہ دینِ اسلام سے پھر جانا یا اپنے امیر سے غداری کرنا کسی اور کا نہیں بلکہ خود انسان کا اپنا روحانی ومادی نقصان ہے۔

اصحابِ حدیبیہ سے "اجرِ عظیم" کا وعدہ:

آیت میں (فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا) جو شخص اس کٹھن اور جان لیوا عہد پر قائم رہا، اللہ نے اس کے لیے "اجرِ عظیم" (بہت بڑے انعام) کا وعدہ فرمایا ہے۔ اس اجر میں دنیا کی فتوحات (خیبر و مکہ) اور آخرت میں جنت اور دیدارِ الٰہی شامل ہیں۔ معلوم ہوا کہ اللہ کی راہ میں دی جانے والی قربانی کبھی رائیگاں نہیں جاتی، ثابت قدمی کا صلہ ہمیشہ لازوال کامیابی کی صورت میں ملتا ہے۔

اصحابِ حدیبیہ کا قرآنی اعزاز:

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا (۱۸) وَّ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا (۱۹) وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَ كَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَ لِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَ يَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا (۲۰) وَّ اُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا﴾[313]

ترجمہ: بیشک اللہ ایمان والوں سے راضی ہو گیا جب وہ (حدیبیہ میں) اس درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے

---

[313] سورۃ الفتح: رقم الآیات 18 تا 21

تھے، پس اللہ نے جان لیا جو کچھ ان کے دلوں میں (اخلاص ووفاداری) تھا، تو ان پر خاص تسکین (اور اطمینان) نازل فرمایا اور انہیں انعام میں ایک قریبی فتح (یعنی فتحِ خیبر) عطا فرمائی۔ اور بہت سی غنیمتیں بھی (عطا فرمائیں) جنہیں وہ حاصل کریں گے، اور اللہ بڑا غالب، بڑی حکمت والا ہے۔ اللہ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ فرما رکھا ہے جنہیں تم حاصل کرو گے، سو یہ (خیبر کی غنیمت) تو اس نے تمہیں جلدی ہی عطا کر دی اور (دشمن) لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیے، اور تاکہ یہ (فتح ونصرت) ایمان والوں کے لیے (اللہ کی قدرت کی) ایک نشانی بن جائے اور وہ تمہیں سیدھے راستے پر چلائے۔ اور دوسری غنیمتیں (اور فتوحات بھی تمہارے مقدر میں ہیں) جن پر ابھی تک تم قابو نہیں پا سکے، بیشک اللہ نے انہیں اپنے احاطہ (قدرت) میں لے رکھا ہے، اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

بیعتِ رضوان کی شرعی حیثیت اور ابدی رضا:

آیت میں ماضی کا صیغہ (لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ) استعمال ہوا ہے، جو اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اصحابِ حدیبیہ (شجرہ) سے ہمیشہ کے لیے راضی ہو چکا ہے۔ معلوم ہوا کہ ان صحابہ کرام کا خاتمہ ایمان پر ہونا اور ان کا جنتی ہونا قطعی ہے، جس کی تصدیق خود خالقِ کائنات نے فرما دی۔

علمِ الٰہی اور اخلاصِ دل کی گواہی:

آیت میں (فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ) کہ اللہ نے جان لیا جو ان کے دلوں میں تھا۔ اللہ نے ان کے دلوں میں موجود سچی وفاداری، جذبہ جہاد اور اخلاص کو دیکھ کر اپنی رضا کی مہر لگائی۔ معلوم ہوا کہ نیتوں کا خالص ہونا بارگاہِ الٰہی میں قبولیت کی پہلی شرط ہے۔ اعمال کی قبولیت کا دارومدار دل کی کیفیت پر ہے۔

قلبی اطمینان کا نزول:

آیت میں (فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ) جب صحابہ بیرونی خطرات (بے سروسامانی اور دشمن کی کثرت) اور اندرونی صدمے (بظاہر دب کر صلح کرنے کے رنج) سے دوچار تھے، تو اللہ نے ان کے دلوں پر خاص تسکین نازل فرما کر انہیں مضبوط کر دیا۔ معلوم ہوا کہ آزمائش کے وقت ثابت قدمی برقرار رکھنا انسانی بس میں نہیں، بلکہ یہ خاص عطائے الٰہی ہوتی ہے۔ "فتحِ قریب" سے کیا مراد ہے؟

آیت میں (فَتْحًا قَرِیْبًا) سے مراد فتحِ خیبر ہے، جو حدیبیہ سے واپسی کے فوراً بعد (محرم 7 ہجری میں) حاصل ہوئی۔ معلوم ہوا کہ ظاہری طور پر جو مصلحت یا دباؤ نظر آرہا ہو، اللہ کی حکمت کے تحت اس کے پیچھے بہت بڑی کامیابی چھپی ہوتی ہے۔

مادی ومعنوی انعامات کا امتزاج:

آیات میں جہاں قلبی سکون اور اخلاص (روحانی انعامات) کا ذکر ہے، وہیں (مَغَانِمَ کَثِیْرَۃً) کثیر غنیمتوں کا وعدہ فرما کر صحابہ کی مالی ومعاشی نصرت کا بھی اعلان کیا گیا۔ معلوم ہوا کہ جو دین کے لیے جان کی بازی لگانے کو تیار ہو، اللہ اسے دین ودنیا دونوں کی بھلائیاں عطا فرماتا ہے۔

حفاظتِ الٰہی اور دشمنوں کی مغلوبیت:

آیت میں (وَ کَفَّ اَیْدِیَ النَّاسِ عَنْکُمْ) اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جب مسلمان حدیبیہ اور خیبر میں مصروف تھے، تو اللہ نے کفارِ مکہ، یہودِ خیبر کے حلیف قبائل (بنو غطفان) اور منافقین کو مسلمانوں کے مدینہ میں موجود اہل وعیال پر حملہ کرنے سے روک دیا اور ان پر رعب ڈال دیا۔ معلوم ہوا کہ حقیقی محافظ صرف اللہ کی ذات ہے، وہ مادی اسباب کے بغیر بھی اپنے بندوں کی حفاظت فرما سکتا ہے۔

مستقبل کی فتوحات کی پیش گوئی:

آیت میں (وَّ اُخْرٰی لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهَا...) قرآن مجید کی ایک عظیم غیب کی پیش گوئی ہے۔ اس سے مراد مکہ مکرمہ کی فتح، فارس (ایران) اور روم کی فتوحات ہیں، جو اس وقت صحابہ کے وہم وگمان میں بھی نہ تھیں لیکن اللہ کے علم اور گھیرے (قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا) میں تھیں۔ معلوم ہوا کہ یہ آیت قرآن کے کلامِ الٰہی ہونے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی سچی دلیل ہے بعد میں تاریخ نے ان تمام فتوحات کو حرف بہ حرف سچ ثابت کیا۔

اصحابِ حدیبیہ کرۂ ارض پر بہترین افراد:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ

الْحُدَيْبِيَةِ:أَنْتُمْ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ وَكُنَّا أَلْفًا وَأَرْبَعِمِائَةٍ وَلَوْ كُنْتُ أُبْصِرُ الْيَوْمَ لَأَرَيْتُكُمْ مَكَانَ الشَّجَرَةِ. [314]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے دن ہم سے فرمایا: "تم لوگ روئے زمین کے تمام انسانوں میں سب سے بہتر ہو"۔ اور ہم اس دن چودہ سو (1400) تھے۔ (حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بعد میں فرمایا) اگر میں آج دیکھ سکتا ہوتا (یعنی نابینا نہ ہو چکا ہوتا) تو تمہیں اس درخت کی جگہ دکھا دیتا۔

اصحابِ حدیبیہ کے فضائل پر مشتمل سورۃ الفتح کا نزول:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسِيرُ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسِيرُ مَعَهُ لَيْلًا، فَسَأَلَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا عُمَرُ، نَزَرْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذَلِكَ لَا يُجِيبُكَ، قَالَ عُمَرُ: فَحَرَّكْتُ بَعِيرِي ثُمَّ تَقَدَّمْتُ أَمَامَ الْمُسْلِمِينَ، وَخَشِيتُ أَنْ يَنْزِلَ فِيَّ قُرْآنٌ فَمَا نَشِبْتُ أَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَصْرُخُ بِي، قَالَ: فَقُلْتُ: لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ نَزَلَ فِيَّ قُرْآنٌ، وَجِئْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: لَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُورَةٌ، لَهِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَرَأَ: ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا﴾. [315]

ترجمہ: زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کسی سفر (حدیبیہ سے

---

[314] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4154

[315] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4177

واپسی) میں چل رہے تھے اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی رات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہے تھے۔ حضرت عمر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز کے بارے میں پوچھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کوئی جواب نہ دیا۔ انہوں نے پھر پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہ دیا، انہوں نے تیسری بار پوچھا تو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہ دیا۔ اس پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے (اپنے آپ سے) کہا: "اے عمر! تیری ماں تجھے روئے، تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین مرتبہ پکارا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے جواب نہیں دیا۔" حضرت عمر نے کہا: پھر میں نے اپنے اونٹ کو دوڑایا اور مسلمانوں کے آگے نکل گیا، اور مجھے ڈر ہوا کہ کہیں میرے بارے میں قرآن کی کوئی آیت نازل نہ ہو جائے۔ ابھی زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ میں نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی جو مجھے پکار رہا تھا۔ میں نے کہا: مجھے اندیشہ تھا کہ میرے بارے میں قرآن نازل ہو گیا ہے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور سلام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آج رات مجھ پر ایک ایسی سورت نازل ہوئی ہے جو مجھے اس تمام کائنات سے زیادہ محبوب ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے،" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قراءت فرمائی: "بے شک ہم نے آپ کے لیے ایک کھلی فتح عطا فرمادی۔"

اصحابِ حدیبیہ کی ثابت قدمی اور معاہدہ صلح:

بعد میں پتہ چلا کہ شہادت والی خبر سچی نہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ کفار کے کچھ لوگوں کو قید کرو، چنانچہ انہیں قید کر لیا۔ تب کافروں نے مجبور ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو رہا کیا اور اس کے بدلے اپنے لوگوں کو رہا کروایا۔ اسی مقامِ حدیبیہ پر فریقین کے درمیان صلح ہوئی۔ مسلمان اس سال واپس چلے گئے اور اگلے سال آکر عمرہ کیا۔

امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ہشام بن ایوب حِمْیَری مَعَافِرِیّ رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

ثُمَّ أَتَى رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الَّذِيْ ذُكِرَ مِنْ أَمْرِ عُثْمَانَ بَاطِلٌ .... ثُمَّ بَعَثَتْ قُرَيْشٌ سُهَيْلَ بْنَ عَمْرٍو، أَخَا بَنِيْ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ، إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوْا لَهُ: ائْتِ مُحَمَّدًا فَصَالِحْهُ، وَلَا يَكُنْ فِيْ صُلْحِهِ إِلَّا أَنْ يَرْجِعَ عَنَّا عَامَهُ هٰذَا .... فَأَتَاهُ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو، فَلَمَّا رَآهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْبِلًا، قَالَ: قَدْ أَرَادَ الْقَوْمُ الصُّلْحَ حِيْنَ بَعَثُوْا هٰذَا الرَّجُلَ .... ثُمَّ

جَرٰی بَیْنَھُمَا الصُّلْحُ. [316]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ خبر پہنچی کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے (شہید ہونے کے) بارے میں جو خبر پہلے آئی تھی وہ غلط تھی۔ پھر قریش نے بنو عامر بن لوی کے بھائی سہیل بن عمرو کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور اس سے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ اور ان سے صلح کرو۔ صلح اسی بات پر کرو کہ وہ اس سال واپس چلے جائیں (اور اگلے سال آکر عمرہ کریں) چنانچہ سہیل بن عمرو؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن عمرو کو اپنی طرف آتا ہوا دیکھا تو فرمایا: قریش قوم کا ارادہ صلح کرنے کا ہے تبھی تو انہوں نے اس شخص کو بھیجا ہے۔ پھر فریقین کے درمیان صلح (کے متعلق بات چیت) شروع ہوئی۔

اصحابِ حدیبیہ کی بیعت فتح مکہ کا سبب:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: تَعُدُّوْنَ أَنْتُمُ الْفَتْحَ فَتْحَ مَكَّةَ، وَقَدْ كَانَ فَتْحُ مَكَّةَ فَتْحًا، وَنَحْنُ نَعُدُّ الْفَتْحَ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ، كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً، وَالْحُدَيْبِيَةُ بِئْرٌ، فَنَزَحْنَاهَا فَلَمْ نَتْرُكْ فِيهَا قَطْرَةً، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَاهَا، فَجَلَسَ عَلٰى شَفِيْرِهَا، ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ مِنْ مَاءٍ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ مَضْمَضَ وَدَعَا ثُمَّ صَبَّهُ فِيهَا، فَتَرَكْنَاهَا غَيْرَ بَعِيْدٍ، ثُمَّ إِنَّهَا أَصْدَرَتْنَا مَا شِئْنَا نَحْنُ وَرِكَابَنَا. [317]

ترجمہ: حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: تم لوگ تو فتح مکہ کو اصل فتح شمار کرتے ہو، یقیناً فتح مکہ بھی ایک فتح تھی، لیکن ہم تو حدیبیہ کے دن بیعتِ الرضوان کو اصل فتح شمار کرتے ہیں۔ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چودہ سو (1400) تھے۔

---

[316] السیرۃ النبویۃ لابن ھشام: ج2 ص316 عثمان رسول محمد ﷺ الی قریش

[317] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4150

حدیبیہ دراصل ایک کنواں تھا، ہم نے اس کا پانی کھینچ لیا اور اس میں ایک قطرہ بھی نہ چھوڑا۔ جب یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لائے، اس کی منڈیر پر بیٹھے، پھر ایک برتن میں پانی منگوا کر وضو کیا، کلی کی اور دعا فرمائی، پھر وہ پانی کنویں میں انڈیل دیا۔ ہم نے اسے تھوڑی دیر کے لیے چھوڑ دیا، پھر اس کنویں نے ہمیں اور ہماری سواریوں کو اتنا پانی پلایا جتنا ہم نے چاہا۔

اصحابِ حدیبیہ کی جہنم کی آگ حفاظت:

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سَورہ ترمذی رحمہ اللہ (ت279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ مِمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ. [318]

ترجمہ: حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان لوگوں میں سے کوئی بھی شخص جہنم کی آگ میں داخل نہیں ہو گا جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی۔

شجرہ رضوان کا لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہونا:

1: امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ:لَقَدْ رَأَيْتُ الشَّجَرَةَ، ثُمَّ أَتَيْتُهَا بَعْدُ فَلَمْ أَعْرِفْهَا قَالَ مَحْمُوْدٌ: ثُمَّ أُنْسِيْتُهَا بَعْدُ. [319]

ترجمہ: حضرت سعید بن مسیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: میں نے اس درخت کو دیکھا تھا، پھر میں بعد میں وہاں آیا تو میں اسے نہ پہچان سکا۔

2: امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

---

[318] جامع الترمذی: رقم الحدیث3860

[319] صحیح البخاری: رقم الحدیث4162

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ كَانَ مِمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ، فَرَجَعْنَا إِلَيْهَا الْعَامَ الْمُقْبِلَ فَعَمِيَتْ عَلَيْنَا. [320]

ترجمہ: سعید بن مسیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی، انہوں نے فرمایا: ہم اگلے سال اس کی طرف لوٹے تو وہ درخت ہم پر پوشیدہ کر دیا گیا (پہچان نہ سکے)۔

اصحابِ حدیبیہ کے اہل وعیال سے حسنِ سلوک:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَى السُّوقِ فَلَحِقَتْ عُمَرَ امْرَأَةٌ شَابَّةٌ، فَقَالَتْ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ هَلَكَ زَوْجِيْ وَتَرَكَ صِبْيَةً صِغَارًا وَاللهِ مَا يُنْضِجُوْنَ كُرَاعًا وَلَا لَهُمْ زَرْعٌ وَلَا ضَرْعٌ وَخَشِيْتُ أَنْ تَأْكُلَهُمُ الضَّبُعُ وَأَنَا بِنْتُ خُفَافِ بْنِ إِيْمَاءَ الْغِفَارِيِّ وَقَدْ شَهِدَ أَبِي الْحُدَيْبِيَةَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَوَقَفَ مَعَهَا عُمَرُ وَلَمْ يَمْضِ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِنَسَبٍ قَرِيْبٍ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى بَعِيْرٍ ظَهِيْرٍ كَانَ مَرْبُوطًا فِي الدَّارِ فَحَمَلَ عَلَيْهِ غِرَارَتَيْنِ مَلَأَهُمَا طَعَامًا، وَحَمَلَ بَيْنَهُمَا نَفَقَةً وَثِيَابًا، ثُمَّ نَاوَلَهَا بِخِطَامِهِ، ثُمَّ قَالَ: اقْتَادِيْهِ، فَلَنْ يَفْنَى حَتَّى يَأْتِيَكُمُ اللهُ بِخَيْرٍ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَكْثَرْتَ لَهَا؟ قَالَ عُمَرُ: ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ وَاللهِ إِنِّي لَأَرَى أَبَا هٰذِهِ وَأَخَاهَا، قَدْ حَاصَرَا حِصْنًا زَمَانًا فَافْتَتَحَاهُ، ثُمَّ أَصْبَحْنَا نَسْتَفِيءُ سُهْمَانَهُمَا فِيْهِ. [321]

ترجمہ: اسلم بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ بازار کی طرف نکلا۔ راستے میں ایک نوجوان خاتون حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملی اور کہنے لگی: "اے امیر المومنین! میرا شوہر فوت ہو چکا ہے اور وہ چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ گیا ہے۔ اللہ کی قسم! وہ (بھوک اور کمزوری کی وجہ سے) بکری کا ایک پایہ تک پکا نہیں سکتے،

---

[320] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4162

[321] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4160

اور نہ ہی ان کی کوئی کھیتی ہے اور نہ ہی کوئی دودھ دینے والا جانور۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں انہیں بھوک اور تباہی نہ کھا جائے۔ میں خفاف بن ایماء الغفاری کی بیٹی ہوں اور میرے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ میں حاضر تھے۔" یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ رک گئے اور آگے نہیں بڑھے، پھر فرمایا: "قریبی نسب کو خوش آمدید!" پھر آپ رضی اللہ عنہ گھر میں بندھے ہوئے ایک مضبوط اونٹ کی طرف گئے اور اس پر غلے سے بھری ہوئی دو بوریاں لاد دیں، اور ان کے درمیان نقد رقم اور کپڑے بھی رکھ دیے۔ پھر اس کی مہار عورت کے ہاتھ میں پکڑائی اور فرمایا: "اسے لے جاؤ، یہ غلہ ختم نہیں ہو گا یہاں تک کہ اللہ تمہیں اس سے بہتر رزق عطا فرما دے۔" ایک شخص نے کہا: "اے امیر المومنین! آپ نے اس عورت کو بہت زیادہ دے دیا؟" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غصے سے فرمایا: "تیری ماں تجھے روئے! اللہ کی قسم، میں اس عورت کے باپ اور بھائی کو دیکھ رہا ہوں کہ انہوں نے (اسلام کی خاطر) ایک قلعے کا ایک عرصے تک محاصرہ کیا اور اسے فتح کیا، پھر اج ہم انہی کے حصوں (مالِ غنیمت اور فتوحات) سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

فتحِ مکہ سے پہلے اسلام قبول کرنے والے اصحاب (رضی اللہ عنہم) کا مقام

فتحِ مکہ سے پہلے کے حالات:

اسلام کی تاریخ میں بعض ادوار ایسے ہیں جن کی عظمت کا اندازہ صرف واقعات کے مطالعے سے نہیں بلکہ ان حالات کے تصور سے ہوتا ہے جن میں وہ واقعات رونما ہوئے۔ ان ہی عظیم ادوار میں سے ایک دور وہ ہے جب اسلام ابھی اپنے ابتدائی مرحلے میں تھا، مسلمان تعداد میں نہایت کم تھے، ان کے پاس کوئی ریاست نہیں تھی، کوئی فوج نہیں تھی، کوئی سیاسی طاقت نہیں تھی، کوئی معاشی قوت نہیں تھی، اور نہ ہی دنیاوی اعتبار سے کامیابی کے آثار نمایاں تھے۔ ایسے نازک اور کٹھن حالات میں جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے، انہوں نے حقیقت میں اپنے آپ کو ہر قسم کے خطرات کے حوالے کر دیا۔

آج جب ہم اسلام کو ایک عظیم دین، ایک عالمگیر دعوت اور ایک تاریخی قوت کی حیثیت سے دیکھتے ہیں تو بسا اوقات یہ حقیقت ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو جاتی ہے کہ اس شجرِ اسلام کی جڑوں کو اپنے خون سے سینچنے والے وہی ابتدائی مسلمان تھے جنہوں نے اسلام کے لیے ہر چیز قربان کر دی تھی۔ ان کے بارے میں قرآن مجید نے فرمایا:

﴿لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ﴾ [322]

ترجمہ: تم میں سے وہ لوگ برابر نہیں جو فتح سے پہلے خرچ اور جہاد کرتے تھے۔ یہ لوگ درجے میں ان لوگوں سے بہت بڑھ کر ہیں جو بعد میں خرچ اور جہاد کرنے والے ہیں۔"

فتحِ مکہ سے پہلے ایمان لانے والوں کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ انہوں نے اسلام کو اس وقت قبول کیا جب قبولِ اسلام کا مطلب عزت، اقتدار اور کامیابی نہیں بلکہ تکالیف، مصائب اور آزمائش تھا۔ اس وقت

---

[322] سورۃ الحدید:10

اسلام اختیار کرنا پورے معاشرے سے ٹکر لینے کے مترادف تھا۔ ایک طرف باپ بیٹے کا دشمن بن جاتا، دوسری طرف بھائی بھائی سے تعلق توڑ لیتا، قریبی رشتہ دار ظلم وستم کرتے۔ ایمان لانا دراصل ایک ایسی راہ کا انتخاب تھا جس کے ہر قدم پر کانٹے بچھے ہوئے تھے۔

یہ لوگ تعداد میں بہت کم تھے۔ مکہ کی گلیوں میں ان کی حیثیت چند افراد کی تھی جبکہ پورا معاشرہ ان کے خلاف متحد تھا لیکن ان کی قلتِ تعداد نے ان کے حوصلوں کو کمزور نہیں کیا۔ انہیں یقین تھا کہ حق کی طاقت محض افراد کی کثرت سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی نصرت سے پیدا ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ چند درجن افراد نے ایک ایسی تحریک کی بنیاد رکھی جس نے بعد میں دنیا کی تاریخ کا رخ بدل دیا۔

یہ لوگ قوت کے اعتبار سے بھی کمزور تھے۔ ان میں بہت سے غلام تھے، بہت سے غریب تھے اور بہت سے ایسے تھے جن کے پاس اپنے یا کسی اور قبیلے کی پشت پناہی نہیں تھی۔ انہوں نے مظالم کو برداشت کیا، شہادتوں کے جام نوش کر لیے مگر کفر قبول نہ کیا۔ آنے والے صفحات میں ہم چند ایک واقعات ذکر کریں گے جس سے یہ اندازہ لگایا جا سکے گا کہ حالات کیسے تھے اور ان حالات سے ٹکر لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دینے والے لوگ کیسے تھے؟

سماجی اعتبار سے بھی یہ لوگ مظلوم تھے۔ معاشرے کے بااثر طبقات ان کے مخالف تھے۔ قریش کے سردار ان کے خلاف صف آراء تھے۔ انہیں بازاروں میں رسوا کیا جاتا، گلیوں میں گھسیٹا جاتا، ان کا مذاق اڑایا جاتا اور ان کی شخصیت کو مجروح کیا جاتا۔ لیکن وہ جانتے تھے کہ عزت اور ذلت کا مالک اللہ تعالیٰ ہے، اس لیے انہوں نے لوگوں کی نفرت کے مقابلے میں اللہ کی رضا کو ترجیح دی۔

ریاستی اعتبار سے بھی ان کی حیثیت حاکمانہ کے بجائے محکومانہ تھی۔ ان کے پاس کوئی حکومت نہیں تھی جو ان کا دفاع کرتی، کوئی عدالت نہیں تھی جو انہیں انصاف دلاتی اور کوئی لشکر نہیں تھا جو ان کے دشمنوں کو روک سکتا۔ وہ مکمل طور پر بے یار و مددگار تھے۔ اس کے باوجود ان کے قدم نہیں ڈگمگائے۔ ان کی نگاہیں زمین کی طاقتوں پر نہیں بلکہ عرش کے رب پر تھیں۔

ان مسلمانوں کی زندگی میں معاشی ناکہ بندی بھی ہے۔ تین سال تک بھوک، پیاس اور محرومی کا ایسا دور

گزرا جس کی مثال تاریخ میں کم ملتی ہے۔ کھانے کی اشیاء بند کر دی گئیں، تجارت کے دروازے بند کر دیے گئے، سماجی تعلقات منقطع کر دیے گئے۔ بچوں کے رونے کی آوازیں دور تک سنائی دیتی تھیں۔ درختوں کے پتے تک کھانے پڑے۔ لیکن کسی نے یہ نہیں کہا کہ ہم اسلام چھوڑ دیتے ہیں تاکہ یہ مصیبت ختم ہو جائے۔ انہوں نے بھوک برداشت کرلی مگر ایمان کا سودا نہ کیا۔

اسی طرح ہجرت کا مرحلہ بھی ان کی قربانیوں کا عظیم عنوان ہے۔ کسی انسان کے لیے اپنا گھر، اپنی زمین، اپنی جائیداد، اپنے عزیز و اقارب اور اپنی یادوں کو چھوڑ دینا آسان نہیں ہوتا۔ لیکن ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر سب کچھ چھوڑ دیا۔ بعض لوگ خالی ہاتھ مدینہ پہنچے۔ بعض کی جائیدادیں چھین لی گئیں۔ بعض اپنے اہل و عیال سے جدا ہو گئے۔ مگر انہوں نے دنیاوی نقصان کو آخرت کے نفع کے مقابلے میں ہیچ سمجھا۔ جو لوگ ہجرت نہ کر سکے، ان کی آزمائش بھی کم نہ تھی۔ وہ کفر کے ماحول میں رہتے ہوئے ایمان کو محفوظ رکھنے کی کوشش کرتے رہے۔ ہر لمحہ خطرہ تھا، ہر دن آزمائش تھا، مگر انہوں نے اپنے دلوں میں ایمان کی شمع روشن رکھی۔

ان سابقینِ اوّلین کی عظمت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ انہیں مستقبل کی کامیابیوں کا کوئی یقین ظاہری اسباب کے اعتبار سے حاصل نہ تھا۔ آج ہم جانتے ہیں کہ اسلام غالب ہوا، مکہ فتح ہوا، عرب اسلام کے زیرِ نگیں آیا اور پھر اسلام دنیا کے بڑے حصے تک پہنچا؛ لیکن ان ابتدائی مسلمانوں کو یہ سب کچھ اپنی آنکھوں کے سامنے نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ محض اللہ کے وعدے پر یقین رکھتے تھے۔ انہوں نے اس وقت اسلام کا ساتھ دیا جب ظاہری حالات کامیابی کی نہیں بلکہ ناکامی کی خبر دے رہے تھے۔

اگر آج دنیا میں اللہ کا نام بلند ہے، اذان کی صدائیں فضاؤں میں گونجتی ہیں، قرآن کی تلاوت گھروں اور مساجد میں سنائی دیتی ہے، ہم مسلمان کہلانے کی سعادت رکھتے ہیں تو اس میں ان عظیم نفوس کا بھی حصہ ہے جنہوں نے اسلام کی خاطر اپنا آرام، اپنا سکون، اپنا مال، اپنی اولاد اور اپنی جان قربان کر دی۔

ہم ان کے صرف مداح نہیں، بلکہ ان کے مقروض ہیں۔ ہماری نسلیں ان کی قربانیوں کی مرہونِ منت ہیں۔ اگر وہ ثابت قدم نہ رہتے، اگر وہ ظلم کے سامنے جھک جاتے، اگر وہ تکالیف سے گھبرا جاتے، تو شاید اسلام کی یہ روشنی ہم تک نہ پہنچتی۔ اس لیے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ ان سابقینِ اوّلین کا احترام کرے، ان کے لیے دعائیں

کرے، ان کے تذکروں کو زندہ رکھے اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کرے۔

حقیقت یہ ہے کہ فتحِ مکہ سے پہلے ایمان لانے والے صرف تاریخ کے کردار نہیں بلکہ امت کے محسن ہیں۔ انہوں نے اپنے خون سے اسلام کی بنیادوں کو مضبوط کیا، اپنی قربانیوں سے دین کے چراغ روشن کیے اور اپنی استقامت سے آنے والی نسلوں کے لیے ایمان کا راستہ ہموار کیا۔ آیئے چند ایک کے حالات کو پڑھنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

مظالم کا آغاز کیسے ہوا؟

امام محمد بن اسحاق المطلبی الشہیر بابن اسحاق رحمہ اللہ (ت 151ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ: حُدِّثْتُ أَنَّ أَبَا جَهْلٍ، وَأَبَا سُفْيَانَ، وَالْأَخْنَسَ بْنَ شُرَيْقٍ، خَرَجُوْا لَيْلَةً لِيَسْمَعُوْا مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ فِي بَيْتِهِ، وَأَخَذَ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ مَجْلِسًا يَسْتَمِعُ فِيْهِ، وَكُلٌّ لَا يَعْلَمُ بِمَكَانِ صَاحِبِهِ، فَبَاتُوْا يَسْتَمِعُوْنَ لَهُ، حَتّٰى إِذَا أَصْبَحُوْا أَوْ طَلَعَ الْفَجْرُ تَفَرَّقُوْا فَجَمَعَهُمُ الطَّرِيْقُ فَتَلَاوَمُوْا وَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: لَا تَعُوْدُوْا فَلَوْ رَآكُمْ بَعْضُ سُفَهَائِكُمْ لَأَوْقَعْتُمْ فِي نَفْسِهِ شَيْئًا. ثُمَّ انْصَرَفُوْا حَتّٰى إِذَا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الثَّانِيَةُ عَادَ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ إِلٰى مَجْلِسِهِ فَبَاتُوْا يَسْتَمِعُوْنَ لَهُ حَتّٰى إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ تَفَرَّقُوْا فَجَمَعَهُمُ الطَّرِيْقُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ مِثْلَ مَا قَالُوْا أَوَّلَ مَرَّةٍ، ثُمَّ انْصَرَفُوْا. فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الثَّالِثَةُ أَخَذَ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ مَجْلِسَهُ، فَبَاتُوْا يَسْتَمِعُوْنَ لَهُ حَتّٰى إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ تَفَرَّقُوْا فَجَمَعَهُمُ الطَّرِيْقُ فَقَالُوْا: لَا نَبْرَحُ حَتّٰى نَتَعَاهَدَ أَنْ لَا نَعُوْدَ. فَتَعَاهَدُوْا عَلٰى ذٰلِكَ ثُمَّ تَفَرَّقُوْا.

فَلَمَّا أَصْبَحَ الْأَخْنَسُ بْنُ شُرَيْقٍ أَخَذَ عَصًا ثُمَّ خَرَجَ حَتّٰى أَتٰى أَبَا سُفْيَانَ فِي بَيْتِهِ فَقَالَ: حَدِّثْنِيْ يَا أَبَا حَنْظَلَةَ عَنْ رَأْيِكَ فِيْمَا سَمِعْتَ مِنْ مُحَمَّدٍ؟ فَقَالَ: يَا أَبَا ثَعْلَبَةَ. وَاللهِ لَقَدْ سَمِعْتُ أَشْيَاءَ أَعْرِفُهَا وَأَعْرِفُ مَا يُرَادُ بِهَا وَأَشْيَاءَ مَا أَعْرِفُ مَعْنَاهَا وَلَا مَا يُرَادُ بِهَا. فَقَالَ الْأَخْنَسُ: وَأَنَا وَالَّذِيْ حَلَفْتَ بِهِ ثُمَّ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ حَتّٰى أَتٰى أَبَا جَهْلٍ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ بَيْتَهُ، فَقَالَ: يَا أَبَا الْحَكَمِ، مَا رَأْيُكَ فِيْمَا سَمِعْتَ مِنْ مُحَمَّدٍ؟ فَقَالَ: مَاذَا سَمِعْتُ؟ تَنَازَعْنَا نَحْنُ وَبَنُو عَبْدِ مَنَافٍ الشَّرَفَ، فَأَطْعَمُوا

فَأَطْعَمْنَا، وَحَمَلُوْا فَحَمَلْنَا، وَأَعْطَوْا فَأَعْطَيْنَا، حَتّٰى إِذَا تَجَاثَيْنَا عَلَى الرُّكَبِ وَكُنَّا كَفَرَسَيْ رِهَانٍ، قَالُوْا: مِنَّا نَبِيٌّ يَأْتِيْهِ الْوَحْيُ مِنَ السَّمَاءِ، فَمَتٰى نُدْرِكُ هٰذِهٖ؟! وَاللهِ لَا نُؤْمِنُ بِهٖ أَبَدًا، وَلَا نُصَدِّقُهٗ. فَقَامَ عَنْهُ الْأَخْنَسُ بْنُ شُرَيْقٍ. قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: ثُمَّ عَدَوْا عَلٰى مَنْ أَسْلَمَ وَاتَّبَعَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَصْحَابِهٖ، فَوَثَبَتْ كُلُّ قَبِيْلَةٍ عَلٰى مَنْ فِيْهَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، فَجَعَلُوْا يُعَذِّبُوْنَهُمْ. [323]

ترجمہ: ابن اسحاق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ امام زہری رحمہ اللہ نے فرمایا: مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ ابو جہل، ابوسفیان اور اخنس بن شریق ایک رات خفیہ طور پر نکلے تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوتِ قرآن سنیں، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں رات کی نماز پڑھ رہے تھے۔ ان میں سے ہر شخص ایک ایسی جگہ بیٹھ گیا جہاں سے وہ سن سکتا تھا، اور کسی کو دوسرے کے مقام کا علم نہ تھا۔

وہ ساری رات سنتے رہے، یہاں تک کہ صبح یا طلوعِ فجر کا وقت آگیا۔ جب واپس ہوئے تو راستے میں ایک دوسرے سے ملاقات ہوگئی۔ انہوں نے ایک دوسرے کو ملامت کی اور کہا: دوبارہ ایسا نہ کرنا، اگر تمہارے نادان لوگ تمہیں اس حالت میں دیکھ لیں تو ان کے دلوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے بارے میں کوئی اثر پیدا ہو جائے گا۔ پھر سب واپس چلے گئے۔ مگر دوسری رات پھر ہر شخص اپنی جگہ پر آ بیٹھا اور رات بھر قرآن سنتا رہا۔ صبح ہوئی تو پھر راستے میں ملاقات ہوگئی اور ایک دوسرے سے وہی باتیں کہیں جو پہلی مرتبہ کہی تھیں۔ پھر تیسری رات بھی یہی واقعہ پیش آیا۔ صبح جب ان کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا: ہم یہاں سے اس وقت تک نہیں جائیں گے جب تک یہ عہد نہ کرلیں کہ آئندہ ایسا نہیں کریں گے۔ چنانچہ انہوں نے باقاعدہ عہد کیا اور جدا ہو گئے۔

صبح کے وقت اخنس بن شریق اپنی لاٹھی لے کر ابوسفیان کے گھر پہنچا اور پوچھا: "اے ابو حنظلہ! مجھے بتاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ تم نے سنا اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟"

ابوسفیان نے جواب دیا: "اے ابو ثعلبہ! اللہ کی قسم! میں نے ایسی باتیں سنیں جنہیں میں سمجھتا ہوں اور ان کا

---

[323] کتاب السیر والمغازی لابن اسحاق: ص189 من عذب في الله بمكة من المؤمنين

مقصد بھی جانتا ہوں، اور بعض ایسی باتیں بھی سنیں جن کا معنی اور مقصد میری سمجھ میں نہیں آیا۔"

اخنس نے کہا: "قسم ہے اس ذات کی جس کی تم نے قسم کھائی، میری کیفیت بھی یہی ہے۔"

پھر وہ ابو جہل کے پاس گیا اور اس سے پوچھا: "اے ابو الحکم! محمد سے جو کچھ تم نے سنا اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟"

ابو جہل نے کہا: "میں نے کیا سنا؟ اصل بات یہ ہے کہ ہم اور بنو عبد مناف عزت و شرف میں ایک دوسرے کے مقابل تھے۔ انہوں نے لوگوں کو کھانا کھلایا تو ہم نے بھی کھلایا، انہوں نے بوجھ اٹھائے تو ہم نے بھی اٹھائے، انہوں نے عطیات دیے تو ہم نے بھی دیے، یہاں تک کہ ہم دونوں ایسی برابری پر پہنچ گئے جیسے دو گھوڑے دوڑ میں برابر ہوں۔ اب وہ کہتے ہیں کہ ہم میں ایک نبی ہے جس پر آسمان سے وحی نازل ہوتی ہے! آخر ہم یہ مقام کب حاصل کر سکتے ہیں؟ اللہ کی قسم! ہم اس پر کبھی ایمان نہیں لائیں گے اور نہ ہی اسے سچا مانیں گے۔" یہ سن کر اخنس بن شریق وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں: اس کے بعد قریش نے ان لوگوں پر ظلم و ستم شروع کر دیا جو اسلام قبول کر چکے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے تھے۔ ہر قبیلہ اپنے مسلمان افراد پر ٹوٹ پڑا اور انہیں طرح طرح کی اذیتیں اور سزائیں دینے لگا۔

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی حالت:

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمَشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا اجْتَمَعَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانُوْا ثَمَانِيَةً وَثَلَاثِيْنَ رَجُلًا أَلَحَّ أَبُوْبَكْرٍ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الظُّهُوْرِ. فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ! إِنَّا قَلِيْلٌ. فَلَمْ يَزَلْ أَبُوْبَكْرٍ يُلِحُّ حَتّٰى ظَهَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَفَرَّقَ الْمُسْلِمُوْنَ فِيْ نَوَاحِي الْمَسْجِدِ كُلُّ رَجُلٍ فِيْ عَشِيْرَتِهٖ وَقَامَ أَبُوْبَكْرٍ فِي النَّاسِ خَطِيْبًا وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَكَانَ أَوَّلَ خَطِيْبٍ دَعَا إِلَى اللهِ وَإِلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَارَ الْمُشْرِكُوْنَ عَلٰى أَبِي بَكْرٍ وَعَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَضَرَبُوْا فِي نَوَاحِي الْمَسْجِدِ ضَرْبًا شَدِيْدًا وَوُطِئَ أَبُوْبَكْرٍ وَضُرِبَ ضَرْبًا شَدِيْدًا وَدَنَا

مِنْهُ الْفَاسِقُ عُتْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ فَجَعَلَ يَضْرِبُهُ بِنَعْلَيْنِ مَخْصُوْفَتَيْنِ وَيُحَرِّفُهُمَا لِوَجْهِهٖ وَنَزَا عَلٰى بَطْنِ أَبِيْ بَكْرٍ حَتّٰى مَا يُعْرَفُ وَجْهُهُ مِنْ أَنْفِهٖ وَجَاءَ بَنُوْ تَيْمٍ يَتَعَادَوْنَ فَأَجْلَتِ الْمُشْرِكِيْنَ عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ وَحَمَلَتْ بَنُوْ تَيْمٍ أَبَابَكْرٍ فِيْ ثَوْبٍ حَتّٰى أَدْخَلُوْهُ مَنْزِلَهُ وَلَا يَشُكُّوْنَ فِيْ مَوْتِهٖ، ثُمَّ رَجَعَتْ بَنُوْ تَيْمٍ فَدَخَلُوا الْمَسْجِدَ وَقَالُوْا: وَاللهِ لَئِنْ مَاتَ أَبُوْبَكْرٍ لَنَقْتُلَنَّ عُتْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ. فَرَجَعُوْا إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ فَجَعَلَ أَبُوْ قُحَافَةَ وَبَنُوْ تَيْمٍ يُكَلِّمُوْنَ أَبَا بَكْرٍ حَتّٰى أَجَابَ فَتَكَلَّمَ آخِرَ النَّهَارِ فَقَالَ: مَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَمَسُّوْا مِنْهُ بِأَلْسِنَتِهِمْ وَعَذَلُوْهُ ثُمَّ قَامُوْا وَقَالُوْا لِأُمِّهٖ أُمِّ الْخَيْرِ: انْظُرِيْ أَنْ تُطْعِمِيْهِ شَيْئًا أَوْ تَسْقِيْهِ إِيَّاهُ؟ فَلَمَّا خَلَتْ بِهٖ أَلَحَّتْ عَلَيْهِ وَجَعَلَ يَقُوْلُ: مَا فَعَلَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَتْ: وَاللهِ مَالِيْ عِلْمٌ بِصَاحِبِكَ. فَقَالَ: اذْهَبِيْ إِلٰى أُمِّ جَمِيْلِ بِنْتِ الْخَطَّابِ فَاسْأَلِيْهَا عَنْهُ.

فَخَرَجَتْ حَتّٰى جَاءَتْ أُمَّ جَمِيْلٍ. فَقَالَتْ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ يَسْأَلُكِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ؟ فَقَالَتْ: مَا أَعْرِفُ أَبَا بَكْرٍ وَلَا مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللهِ وَإِنْ كُنْتِ تُحِبِّيْنَ أَنْ أَذْهَبَ مَعَكِ إِلٰى ابْنِكِ. قَالَتْ: نَعَمْ. فَمَضَتْ مَعَهَا حَتّٰى وَجَدَتْ أَبَا بَكْرٍ صَرِيْعًا دَنِفًا فَدَنَتْ أُمُّ جَمِيْلٍ وَأَعْلَنَتْ بِالصِّيَاحِ وَقَالَتْ: وَاللهِ! إِنَّ قَوْمًا نَالُوْا هٰذَا مِنْكَ لَأَهْلُ فِسْقٍ وَكُفْرٍ وَإِنِّيْ لَأَرْجُوْ أَنْ يَّنْتَقِمَ اللهُ لَكَ مِنْهُمْ قَالَ: فَمَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: هٰذِهٖ أُمُّكَ تَسْمَعُ. قَالَ: فَلَا شَيْءَ عَلَيْكِ مِنْهَا. قَالَتْ: سَالِمٌ صَالِحٌ. قَالَ: أَيْنَ هُوَ؟ قَالَتْ: فِيْ دَارِ ابْنِ الْأَرْقَمِ.

قَالَ: فَإِنَّ لِلّٰهِ عَلَيَّ أَنْ لَّا أَذُوْقَ طَعَامًا وَلَا أَشْرَبَ شَرَابًا أَوْ آتِيَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَأَمْهَلَتَا حَتّٰى إِذَا هَدَأَتِ الرِّجْلُ وَسَكَنَ النَّاسُ خَرَجَتَا بِهٖ يَتَّكِئُ عَلَيْهِمَا حَتّٰى أَدْخَلَتَاهُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَأَكَبَّ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَّلَهٗ وَأَكَبَّ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ، وَرَقَّ لَهٗ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِقَّةً شَدِيْدَةً فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ: بِأَبِيْ وَأُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللهِ! لَيْسَ بِيْ بَأْسٌ، لَيْسَ بِيْ بَأْسٌ إِلَّا مَا نَالَ الْفَاسِقُ مِنْ وَجْهِيْ، وَهٰذِهٖ أُمِّيْ بَرَّةٌ بِوَلَدِهَا، وَأَنْتَ مُبَارَكٌ فَادْعُهَا إِلَى اللهِ، وَادْعُ اللهَ لَهَا عَسَى اللهُ أَنْ يَسْتَنْقِذَهَا بِكَ مِنَ النَّارِ، قَالَ: فَدَعَا لَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ وَدَعَاهَا إِلَى اللهِ فَأَسْلَمَتْ. [324]

ترجمہ: ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد 38 ہو گئی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کے اعلان و اظہار کے متعلق اصرار کے ساتھ عرض کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو بکر! ابھی ہماری تعداد کم ہے۔ حضرت ابو بکر بار بار اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آمادہ ہو گئے اور ہر قبیلے کے مسلمان مسجد (الحرام) کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اظہارِ اسلام کے لیے کھڑے ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی مجلس میں تشریف فرما تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پہلے خطیب ہیں جنہوں نے لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم (پر ایمان لانے) کی طرف بلایا۔ مشرکین (نے جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی باتیں سنیں تو) ابو بکر اور دوسرے مسلمان کو مارنے کے لیے ٹوٹ پڑے۔ مسجد حرام میں انہیں بری طرح مارا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو تو اتنا زیادہ مارا کہ انہیں اپنے پیروں تلے روند ڈالا۔ انہی مشرکوں میں ایک عتبہ بن ربیعہ بھی تھا جس نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اپنے جوتوں کے ساتھ اتنی بے دردی سے مارنا شروع کیا کہ آپ کی ناک چہرے کے ساتھ چپٹی ہو کر رہ گئی۔ کچھ دیر بعد آپ (رضی اللہ عنہ) کے قبیلہ بنو تیم والے وہاں پہنچے اور مشرکین کو آپ رضی اللہ عنہ سے دور ہٹایا، اور ایک کپڑے میں ڈالا اور اٹھا کر ان کے گھر پہنچایا۔ (آپ اس قدر زخمی ہو چکے تھے کہ) انہیں آپ کی موت یقینی نظر آنے لگی۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کے قبیلے والے مسجد حرام میں آئے اور اعلان کرتے ہوئے کہا: اللہ کی قسم! اگر ابو بکر (انہی زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے) انتقال کر گئے تو ہم (اس کے بدلے میں) عتبہ بن ربیعہ کو مار ڈالیں گے۔ بہر حال! وہ (بدلے کا اعلان کرنے کے بعد) آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، آپ رضی اللہ عنہ کے والد ابو قحافہ اور آپ کے قبیلے بنو تیم کے لوگ آپ سے برابر باتیں کرتے لیکن آپ زخموں سے نڈھال ہونے کی وجہ سے جواب نہ دے سکتے تھے یہاں تک کہ شام کے قریب جواب دیا اور کہا:

---

[324] السیرۃ النبویۃ لابن کثیر: ج1 ص441 فصل فی ذکر اول من اسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ اس پر آپ کے قبیلہ والوں نے آپ کو ملامت کی (کہ پہلے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے تمہاری یہ حالت ہوئی ہے اب پھر انہی کا پوچھ رہے ہو؟) اور وہ آپ کو اکیلا چھوڑ کر چل دیے۔ قبیلہ والے آپ کی والدہ ام الخیر بنت صخر سے کہنے لگے: دیکھو! انہیں کچھ کھلا پلا دینا۔ آپ کی والدہ آپ کے پاس آئیں اور کھانے پینے کا اصرار کیا لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: پہلے یہ بتاؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ ام الخیر کہنے لگی: بخدا! مجھے آپ کے دوست کی کچھ خبر نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ ام جمیل بنت خطاب کے پاس جائیں اور ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیریت دریافت کر کے آئیں۔

ام الخیر؛ ام جمیل کے پاس آئیں اور کہا: ابو بکر آپ سے محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خیریت کے بارے پوچھ رہا ہے۔ ام جمیل نے (رازداری اور خوف کی وجہ سے) کہا کہ میں نہ ابو بکر کو جانتی ہوں اور نہ محمد بن عبد اللہ کو۔ ہاں اگر تم چاہو تو میں تمہارے بیٹے کے پاس چل سکتی ہوں۔ ام الخیر نے کہا کہ ضرور تشریف لے چلیں۔ ام جمیل ساتھ آئیں اور آ کر آپ (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا۔ آپ (نڈھال) پڑے ہوئے ہیں اور شدتِ تکلیف سے قریب المرگ ہیں۔ ام جمیل آپ رضی اللہ عنہ کے قریب آئیں (اور بے قابو ہو کر) چیخ اٹھیں اور کہا: اللہ کی قسم! جن لوگوں نے آپ کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے وہ فاسق اور کافر ہیں اور مجھے پورا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے آپ کا انتقام ضرور لیں گے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ان سے فرمایا کہ (ان باتوں کو چھوڑو) مجھے پہلے یہ بتاؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ ام جمیل نے (آہستہ سے) کہا: آپ کی والدہ سن رہی ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ان کی پرواہ نہ کریں۔ تب ام جمیل نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (بحمد اللہ) صحیح سالم ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اب اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ ام جمیل نے کہا: دار ارقم میں۔ (ام الخیر اور ام جمیل دونوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے کچھ کھانے پینے کے لیے اصرار کیا)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ جب تک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہو جاؤں (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیر وعافیت سے دیکھ نہ لوں) اس وقت تک نہ کچھ کھاؤں گا اور نہ کچھ پیوں گا۔ (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی یہ باتیں سن کر ام الخیر اور ام جمیل کھلانے پلانے سے مایوس سی ہو گئیں) کچھ دیر توقف کیا یہاں تک کہ لوگوں کی آمد ورفت ختم ہو گئی اور یہ دونوں آپ رضی اللہ عنہ کو

لے کر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جونہی بارگاہِ نبوی میں پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا بوسہ لینے کے لیے آپ پر (شفقت ومحبت کی وجہ سے) جھک پڑے۔ دیگر مسلمان بھی آپ پر (بوسہ لینے کے لیے) جھک پڑے اور آپ رضی اللہ عنہ کی حالت دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر شدید رقت طاری ہوگئی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، مجھے کوئی خاص تکلیف نہیں پہنچی، سوائے اس کے کہ اس بدبخت نے میرے چہرے پر مارا تھا۔ اور یہ میری والدہ ہیں، جو اپنے بیٹے پر بہت شفقت کرنے والی اور نیک دل عورت ہیں۔ آپ بابرکت ذات ہیں، لہٰذا انہیں اللہ کی طرف بلائیے اور ان کے لیے دعا فرمائیے، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے وسیلے سے انہیں دوزخ سے نجات عطا فرمائے گا۔" چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی اور انہیں اسلام کی دعوت دی، تو وہ ایمان لے آئیں۔

ہجرتِ حبشہ پر مجبور:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ قَطُّ إِلَّا وَهُمَا يَدِيْنَانِ الدِّيْنَ وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِيْنَا فِيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَيِ النَّهَارِ بُكْرَةً وَّعَشِيَّةً فَلَمَّا ابْتُلِيَ الْمُسْلِمُوْنَ خَرَجَ أَبُوْبَكْرٍ مُهَاجِرًا قِبَلَ الْحَبَشَةِ حَتّٰى إِذَا بَلَغَ بَرْكَ الْغِمَادِ لَقِيَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ وَهُوَ سَيِّدُ الْقَارَةِ فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيدُ يَا أَبَا بَكْرٍ؟ فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ: أَخْرَجَنِي قَوْمِي فَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أَسِيْحَ فِي الْأَرْضِ وَأَعْبُدَ رَبِّيْ، قَالَ ابْنُ الدَّغِنَةِ: إِنَّ مِثْلَكَ لَا يَخْرُجُ وَلَا يُخْرَجُ، فَإِنَّكَ تَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ وَأَنَا لَكَ جَارٌ فَارْجِعْ فَاعْبُدْ رَبَّكَ بِبِلَادِكَ، فَارْتَحَلَ ابْنُ الدَّغِنَةِ فَرَجَعَ مَعَ أَبِيْ بَكْرٍ فَطَافَ فِيْ أَشْرَافِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ فَقَالَ لَهُمْ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ مِثْلُهُ وَلَا يُخْرَجُ، أَتُخْرِجُوْنَ رَجُلًا يُكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَيَصِلُ الرَّحِمَ وَيَحْمِلُ الْكَلَّ وَيَقْرِي الضَّيْفَ وَيُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ، فَأَنْفَذَتْ قُرَيْشٌ جِوَارَ ابْنِ الدَّغِنَةِ وَ آمَنُوا أَبَا بَكْرٍ، وَقَالُوا لِابْنِ الدَّغِنَةِ: مُرْ أَبَا بَكْرٍ فَلْيَعْبُدْ رَبَّهُ فِيْ دَارِهِ فَلْيُصَلِّ وَلْيَقْرَأْ مَا شَاءَ وَلَا يُؤْذِيْنَا بِذٰلِكَ وَلَا يَسْتَعْلِنْ بِهِ فَإِنَّا قَدْ خَشِيْنَا أَنْ يَفْتِنَ أَبْنَاءَنَا وَنِسَاءَنَا، قَالَ ذٰلِكَ ابْنُ الدَّغِنَةِ لِأَبِيْ بَكْرٍ،

فَطَفِقَ أَبُوْ بَكْرٍ يَعْبُدُ رَبَّهُ فِي دَارِهِ وَلَا يَسْتَعْلِنُ بِالصَّلَاةِ وَلَا الْقِرَاءَةِ فِيْ غَيْرِ دَارِهِ ثُمَّ بَدَا لِأَبِيْ بَكْرٍ فَابْتَنٰى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهِ وَبَرَزَ فَكَانَ يُصَلِّيْ فِيْهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَيَتَقَصَّفُ عَلَيْهِ نِسَاءُ الْمُشْرِكِيْنَ وَأَبْنَاؤُهُمْ يَعْجَبُوْنَ وَيَنْظُرُوْنَ إِلَيْهِ وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ رَجُلًا بَكَّاءً لَا يَمْلِكُ دَمْعَهُ حِيْنَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَأَفْزَعَ ذٰلِكَ أَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَأَرْسَلُوْا إِلَى ابْنِ الدَّغِنَةِ فَقَدِمَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوْا لَهُ: إِنَّا كُنَّا أَجَرْنَا أَبَا بَكْرٍ عَلٰى أَنْ يَّعْبُدَ رَبَّهُ فِيْ دَارِهِ وَإِنَّهُ جَاوَزَ ذٰلِكَ فَابْتَنٰى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهِ وَأَعْلَنَ الصَّلَاةَ وَالْقِرَاءَةَ وَقَدْ خَشِيْنَا أَنْ يَّفْتِنَ أَبْنَاءَنَا وَنِسَاءَنَا فَأْتِهِ فَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يَّقْتَصِرَ عَلٰى أَنْ يَّعْبُدَ رَبَّهُ فِيْ دَارِهِ فَعَلَ وَإِنْ أَبٰى إِلَّا أَنْ يُعْلِنَ ذٰلِكَ فَسَلْهُ أَنْ يَّرُدَّ إِلَيْكَ ذِمَّتَكَ فَإِنَّا كَرِهْنَا أَنْ نُخْفِرَكَ وَلَسْنَا مُقِرِّيْنَ لِأَبِيْ بَكْرٍ الِاسْتِعْلَانَ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأَتَى ابْنُ الدَّغِنَةِ أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ: قَدْ عَلِمْتَ الَّذِيْ عَقَدْتُّ لَكَ عَلَيْهِ فَإِمَّا أَنْ تَقْتَصِرَ عَلٰى ذٰلِكَ وَإِمَّا أَنْ تَرُدَّ إِلَيَّ ذِمَّتِيْ فَإِنِّيْ لَا أُحِبُّ أَنْ تَسْمَعَ الْعَرَبُ أَنِّيْ أُخْفِرْتُ فِيْ رَجُلٍ عَقَدْتُ لَهُ. قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: فَإِنِّيْ أَرُدُّ إِلَيْكَ جِوَارَكَ وَأَرْضٰى بِجِوَارِ اللهِ. [325]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا میں نے اپنے والدین کو دین پر قائم پایا۔ کوئی دن ایسا نہ گزرتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس صبح وشام تشریف نہ لاتے ہوں۔ پھر جب مسلمانوں کو آزمائش میں ڈالا گیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہجرت کے ارادے سے حبشہ کی طرف چل پڑے یہاں تک کہ جب وہ **بَرْك الغِمَاد** مقام پر پہنچے تو ان سے ابن الدغنہ کا سامنا ہوا جو قبیلہ قارہ کا سردار تھا۔

اس نے پوچھا: اے ابو بکر! کہاں کا ارادہ ہے؟

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری قوم نے مجھے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا ہے اور میں یہ چاہتا ہوں کہ اس زمین میں نکل جاؤں اور اپنے رب کی عبادت کروں۔

ابن دغنہ نے کہا: آپ جیسا انسان نہ یہاں سے جا سکتا ہے اور نہ ہی اسے جانے دیا جائے گا کیونکہ آپ محتاجوں کو کما

---

[325] صحیح البخاری: رقم الحدیث 2297

کر دیتے ہیں، رشتہ داروں کا خیال رکھتے ہیں، لوگوں کا بوجھ (قرض وغیرہ) اٹھاتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کے کاموں میں مدد کرتے ہیں۔ میں آپ کو اپنی امان دیتا ہوں، آپ واپس چلیں اور اپنے شہر میں اپنے رب کی عبادت کریں۔

چنانچہ ابن الدغنہ چل پڑا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ واپس آیا۔ پھر وہ قریش کے بڑے سرداروں کے پاس گیا اور کہنے لگا: ابو بکر (رضی اللہ عنہ) جیسا انسان یہاں سے نہیں جا سکتا اور نہ انہیں نکالا جا سکتا ہے۔ کیا تم ایسے شخص کو نکال رہے ہو جو محتاجوں کو کما کر دیتا ہے، صلہ رحمی کرتا ہے، کمزوروں کا بوجھ اٹھاتا ہے، مہمان کی مہمان نوازی کرتا ہے اور حق کے مواقع پر لوگوں کی مدد کرتا ہے؟

قریش نے ابن الدغنہ کی امان کو تسلیم کر لیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امان دے دیا لیکن انہوں نے ابن الدغنہ سے کہا: ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کو کہو کہ وہ اپنے گھر میں ہی اپنے رب کی عبادت کرے، نماز پڑھے اور قرآن پڑھے جتنا چاہے لیکن ہمیں اس سے تکلیف نہ دے اور اس کو ظاہر نہ کرے، کیونکہ ہمیں اپنی عورتوں اور بچوں کے خطرے میں پڑ جانے کا خوف ہے۔

ابن دغنہ نے یہ بات حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہی۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے گھر ہی میں اپنے رب کی عبادت کرتے رہے اور گھر کے علاوہ نماز اور قرآن کو ظاہر نہیں کرتے تھے، لیکن پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خیال آیا اور انہوں نے اپنے گھر کے صحن میں ایک مسجد بنالی، وہاں پر نماز پڑھنے لگے اور قرآن کی تلاوت کرنے لگے۔ مشرکین کی عورتیں اور ان کے بچے ان کے گرد جمع ہو جاتے، تعجب سے ان کی طرف دیکھتے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ (عبادت میں) بہت زیادہ رونے والے آدمی تھے، جب قرآن پڑھتے تو اپنے آنسوؤں پر قابو نہ رکھ سکتے تھے (اور رونے لگ جاتے)۔

یہ بات مشرکینِ قریش کے سرداروں کو خوف زدہ کر گئی۔ انہوں نے ابن الدغنہ کے پاس آدمی بھیجے (جو ان کو بلا لائے) اور وہ ان کے پاس آیا۔ انہوں نے اس سے کہا: ہم نے ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کو اس شرط پر پناہ دی تھی کہ وہ اپنے گھر ہی میں اپنے رب کی عبادت کریں گے لیکن وہ اس سے آگے بڑھ گئے ہیں، انہوں نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنالی ہے، وہیں نماز پڑھتے ہیں اور قرآن کی بلند آواز میں تلاوت کرتے ہیں اور ہمیں ڈر ہے کہ وہ

ہمارے بچوں اور ہماری عورتوں کو فتنہ میں ڈال دیں گے۔ اب تم ان کے پاس جاؤ، اگر وہ چاہیں کہ اپنے گھر میں عبادت پر اکتفاء کریں تو ایسا ہی کریں اور اگر وہ اس کو علانیہ کرنے پر ہی قائم رہیں تو ان سے کہو کہ تمہاری امان تمہیں واپس کر دیں، کیونکہ ہم یہ ناپسند کرتے ہیں کہ تمہاری پناہ توڑیں لیکن ہم ابو بکر کی اس علانیہ عبادت کو قبول کرنے والے نہیں ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ابن الدغنہ؛ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: آپ جانتے ہیں کہ میں نے آپ کے ساتھ کس شرط پر معاہدہ کیا تھا، اب یا تو آپ اسی پر قائم رہیں یا میری پناہ مجھے واپس کر دیں کیونکہ مجھے پسند نہیں کہ عرب یہ سنیں کہ میں نے کسی شخص کے بارے میں ضمانت دی تھی اور پھر وہ ٹوٹ گئی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہاری امان تمہیں واپس کرتا ہوں اور اللہ کی امان پر راضی ہوں۔

مظلوم غلاموں کو خرید کر آزاد کرنا:

حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ: أَسْلَمَ أَبُوْبَكْرٍ وَلَهُ أَرْبَعُوْنَ أَلْفًا فَأَنْفَقَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَأَعْتَقَ سَبْعَةً، كُلُّهُمْ يُعَذَّبُ فِي اللهِ: أَعْتَقَ بِلَالًا وَعَامِرَ بْنَ فُهَيْرَةَ، وَزَنِيْرَةَ، وَالنَّهْدِيَّةَ، وَابْنَتَهَا، وَجَارِيَةَ بَنِي الْمُؤَمَّلِ، وَأُمَّ عُبَيْسٍ. [326]

ترجمہ: حضرت ہشام اپنے والد (حضرت عروہ بن زبیر) سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو ان کے پاس چالیس ہزار (درہم / دینار) تھے، تو آپ نے وہ سارا مال اللہ کے راستے میں خرچ کر دیا، آپ نے 7 غلاموں اور لونڈیوں کو آزاد کیا جن کو اللہ (پر ایمان لانے) کی وجہ سے تکالیف دی جاتیں تھیں۔

آپ نے جنہیں آزاد کیا ان کے نام یہ ہیں:

1: حضرت بلال رضی اللہ عنہ

2: حضرت عامر بن فُہَیرہ رضی اللہ عنہ

---

[326] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج3 ص1090 ترجمۃ عبد اللہ بن عثمان [ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ]

3: حضرت زِنّیرَۃ(زاء کے نیچے زیر ہے، نون کے پر شد اور زیر اور دونوں ہیں، اور یہ لفظ فِعّیلَۃ کے وزن پر ہے) بعض مقام پر زَنِیرَۃ کے الفاظ ہیں۔

4: النَّهْدِيَّة

5: النہدیہ کی بیٹی

6: بنو مؤمل کی ایک باندی

7: ام عُبیس رضی اللہ عنہا

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی حالت:

امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ہشام بن ایوب حِمْیَری مَعَافِرِیّ رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: لَمَّا أَسْلَمَ أَبِي عُمَرُ قَالَ: أَيُّ قُرَيْشٍ أَنْقَلُ لِلْحَدِيثِ؟ فَقِيلَ لَهُ: جَمِيلُ بْنُ مَعْمَرٍ الْجُمَحِيُّ. قَالَ: فَغَدَا عَلَيْهِ. قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ: فَغَدَوْتُ أَتْبَعُ أَثَرَهُ، وَأَنْظُرُ مَا يَفْعَلُ، وَأَنَا غُلَامٌ أَعْقِلُ كُلَّ مَا رَأَيْتُ، حَتَّى جَاءَهُ، فَقَالَ لَهُ: أَعَلِمْتَ يَا جَمِيلُ أَنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ: وَدَخَلْتُ فِي دِينِ مُحَمَّدٍ؟ قَالَ: فو الله مَا رَاجَعَهُ حَتَّى قَامَ يَجُرُّ رِدَاءَهُ وَاتَّبَعَهُ عُمَرُ، وَاتَّبَعْتُ أَبِي، حَتَّى إِذَا قَامَ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ صَرَخَ بِأَعْلَى صَوْتِهِ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، وَهُمْ فِي أَنْدِيَتِهِمْ حَوْلَ الْكَعْبَةِ، أَلَا إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَدْ صَبَأَ. قَالَ: (و) يَقُولُ عُمَرُ مِنْ خَلْفِهِ: كَذَبَ، وَلَكِنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ، وَشَهِدْتُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. وَثَارُوا إِلَيْهِ، فَمَا بَرِحَ يُقَاتِلُهُمْ وَيُقَاتِلُونَهُ حَتَّى قَامَتْ الشَّمْسُ عَلَى رُءُوسِهِمْ. [327]

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب میرے والد (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے اسلام قبول کیا تو انہوں نے پوچھا: قریش میں سب سے زیادہ خبر پھیلانے والا شخص کون ہے؟ انہیں بتایا گیا کہ جمیل بن معمر

[327] السیرۃ النبویۃ لابن ھشام: ج 1 ص 324 ذکر قوۃ عمر فی الاسلام وجلدہ

جمحی ہے۔ وہ اس کے پاس گئے اور حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ میں بھی اپنے والد کے پیچھے چل پڑا تا کہ دیکھوں کیا ہوتا ہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے پاس پہنچے تو فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں اسلام لے آیا ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں داخل ہو گیا ہوں؟ اس نے فوراً یہ خبر پھیلا دی۔ حضرت عمر آگے بڑھے، اور میں بھی ان کے پیچھے تھا۔ وہ مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے کہا: اے قریش کے لوگو! سن لو! عمر بن خطاب نے دین چھوڑ دیا ہے (یعنی مسلمان ہو گیا ہے)! حضرت عمر رضی اللہ عنہ پیچھے سے کہہ رہے تھے: یہ جھوٹ ہے، لیکن میں اسلام لا چکا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ یہ سن کر لوگ ان پر ٹوٹ پڑے، اور کافی دیر تک ان سے لڑتے رہے اور وہ بھی ان سے لڑتے رہے یہاں تک کہ سورج سر پر آ گیا۔

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی حالت:

امام محمد ابن سعد ابن منیع البصری رحمہ اللہ (ت 430ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ مُوسَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا أَسْلَمَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ أَخَذَهُ عَمُّهُ الْحَكَمُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ بْنِ أُمَيَّةَ فَأَوْثَقَهُ رِبَاطًا، وَقَالَ: أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ آبَائِكَ إِلَى دِينٍ مُحْدَثٍ؟ وَاللهِ لَا أَحُلُّكَ أَبَدًا حَتَّى تَدَعَ مَا أَنْتَ عَلَيْهِ مِنْ هٰذَا الدِّيْنِ. فَقَالَ عُثْمَانُ: وَاللهِ لَا أَدَعُهُ أَبَدًا وَلَا أُفَارِقُهُ. فَلَمَّا رَأَى الْحَكَمُ صَلَابَتَهُ فِي دِيْنِهِ تَرَكَهُ. [328]

ترجمہ: حضرت موسیٰ بن محمد بن ابراہیم تیمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے تو ان کے چچا حکم بن ابی العاص نے انہیں پکڑ لیا اور رسیوں سے باندھ دیا۔ وہ کہنے لگا: کیا تو اپنے آباء و اجداد کے دین کو چھوڑ کر ایک نئے (دین) کی طرف مائل ہو گیا ہے؟ اللہ کی قسم! میں تجھے کبھی نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ تو اس دین کو چھوڑ دے جس پر تو ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اللہ کی

---

[328] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 3 ص 40 رقم الترجمہ 14 عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

قسم! میں اسے کبھی نہیں چھوڑوں گا اور نہ ہی اس سے جدا ہوں گا۔جب حکم نے ان کے دین پر مضبوطی اور استقامت دیکھی تو انہیں چھوڑ دیا۔

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی حالت:

امام محمد بن اسحاق المطلبی الشہیر بابن اسحاق رحمہ اللہ (ت 151ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَنْ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: خَرَجْتُ فِي يَوْمٍ شَاتٍ مِنْ بَيْتِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ أَخَذْتُ إِهَابًا مَعْطُوْنًا فَخَوَّيْتُ وَسَطَهُ فَأَدْخَلْتُهُ فِي عُنُقِيْ، وَشَدَدْتُ وَسَطِيْ وَحَزَمْتُهُ بِخُوصِ النَّخْلِ، وَإِنِّيْ لَشَدِيْدُ الْجُوْعِ، فَلَوْ كَانَ فِي بَيْتِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامٌ لَطَعِمْتُ مِنْهُ. فَخَرَجْتُ أَلْتَمِسُ شَيْئًا، فَمَرَرْتُ بِيَهُوْدِيٍّ فِي مَالٍ لَهُ وَهُوَ يَسْتَقِيْ بِبَكْرَةٍ لَهُ، فَاطَّلَعْتُ عَلَيْهِ مِنْ ثُلْمَةٍ فِي الْحَائِطِ، فَقَالَ: مَا لَكَ يَا عَرَبِيُّ، هَلْ لَكَ فِي كُلِّ دَلْوٍ بِتَمْرَةٍ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَافْتَحْ حَتّٰى أَدْخُلَ. فَفَتَحَ فَدَخَلْتُ، فَأَعْطَانِيْ دَلْوَهُ، فَكُلَّمَا نَزَعْتُ دَلْوًا أَعْطَانِيْ تَمْرَةً، حَتّٰى إِذَا امْتَلَأَتْ كَفِّي أَرْسَلْتُ الدَّلْوَ وَقُلْتُ: حَسْبِيْ، فَأَكَلْتُهَا، ثُمَّ نَزَعْتُ فِي الْمَاءِ فَشَرِبْتُ، ثُمَّ جِئْتُ الْمَسْجِدَ فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [329]

ترجمہ: حضرت محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے ایک ایسے شخص نے خبر دی جس نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: میں ایک سرد دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے نکلا۔ میں نے ایک پرانا اور سخت چمڑے کا ٹکڑا لیا، اس کے درمیان سے اسے کاٹ کر اپنے گلے میں ڈال لیا اور کمر کو کھجور کی چھال سے باندھ لیا۔ اس وقت میں شدید بھوک کی حالت میں تھا، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں کھانا ہوتا تو میں وہیں کھالیتا۔ میں کچھ تلاش کرنے نکلا تو راستے میں ایک یہودی کے پاس سے گزرا جو اپنے باغ میں کنویں سے پانی نکال رہا تھا۔ میں نے دیوار کے ایک شگاف سے اسے دیکھا تو اس نے کہا: "اے عرب! کیا ہر ڈول کے

---

[329] کتاب السیر والمغازی لابن اسحاق: ص194 من عذب في الله بمكة من المؤمنين

بدلے ایک کھجور لو گے ؟" میں نے کہا: "ہاں!" اس نے کہا: "آؤ اندر آ جاؤ۔" میں اندر گیا تو وہ مجھے ہر ڈول نکالنے پر ایک کھجور دیتا رہا، یہاں تک کہ میری مٹھی بھر گئی۔ پھر میں نے کہا: "بس یہی کافی ہے۔" میں نے کھجوریں کھائیں، پانی پیا، پھر مسجد آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں پایا۔

سیدنا زبیر بن العوّام رضی اللہ عنہ کی حالت:

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب شامی طبرانی رحمہ اللہ (ت 360ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ، قَالَ: أَسْلَمَ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِ سِنِينَ، وَهَاجَرَ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانَ عَشْرَةَ، وَكَانَ عَمُّ الزُّبَيْرِ يُعَلِّقُ الزُّبَيْرَ فِي حَصِيرٍ، وَيُدَخِّنُ عَلَيْهِ بِالنَّارِ وَهُوَ يَقُولُ: ارْجِعْ إِلَى الْكُفْرِ فَيَقُولُ الزُّبَيْرُ: لَا أَكْفُرُ أَبَدًا. [330]

ترجمہ: حضرت ابو الاسود رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے صرف آٹھ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا، اور اٹھارہ سال کی عمر میں ہجرت کی۔ ان کے چچا انہیں ایک چٹائی میں لپیٹ کر ٹکا دیتے اور ان کے نیچے آگ جلا کر دھواں دیتے تھے، اور کہتے تھے: کفر کی طرف واپس لوٹ آؤ۔ لیکن حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اس اذیت کے باوجود ثابت قدم رہتے اور جواب دیتے: میں کبھی کفر اختیار نہیں کروں گا۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حالت:

امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ہشام بن ایوب حِمْیَری مَعَافِرِیّ رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: كَانَ أَوَّلُ مَنْ جَهَرَ بِالْقُرْآنِ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. قَالَ: اجْتَمَعَ يَوْمًا أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: وَاللهِ مَا سَمِعَتْ قُرَيْشٌ هٰذَا الْقُرْآنَ يُجْهَرُ لَهَا بِهِ قَطُّ. فَمَنْ رَجُلٌ يُسْمِعُهُمُوهُ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ: أَنَا. قَالُوا: إِنَّا نَخْشَاهُمْ عَلَيْكَ إِنَّمَا نُرِيدُ رَجُلًا لَهُ عَشِيرَةٌ يَمْنَعُونَهُ مِنَ الْقَوْمِ إِنْ أَرَادُوهُ.

---

[330] المعجم الکبیر للطبرانی: ج1 ص80 رقم الحدیث 240

قَالَ:دَعُوْنِيْ، فَإِنَّ اللهَ سَيَمْنَعُنِيْ.قَالَ: فَغَدَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ حَتّٰى أَتَى الْمَقَامَ فِي الضُّحٰى، وَقُرَيْشٌ فِي أَنْدِيَتِهَا حَتّٰى قَامَ عِنْدَ الْمَقَامِ ثُمَّ قَرَأَ :بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ رَافِعًا بِهَا صَوْتَهٗ:اَلرَّحْمٰنُ ○ عَلَّمَ الْقُرْآنَ .قَالَ: ثُمَّ اسْتَقْبَلَهَا يَقْرَؤُهَا.قَالَ: فَتَأَمَّلُوْهُ، فَجَعَلُوْا يَقُوْلُوْنَ: مَاذَا قَالَ ابْنُ أُمِّ عَبْدٍ؟ ثُمَّ قَالُوْا: إِنَّهٗ لَيَتْلُو بَعْضَ مَا جَاءَ بِهٖ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَامُوْا إِلَيْهِ، فَجَعَلُوْا يَضْرِبُوْنَ فِي وَجْهِهٖ وَجَعَلَ يَقْرَأُ حَتّٰى بَلَغَ مِنْهَا مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَّبْلُغَ.ثُمَّ انْصَرَفَ إِلٰى أَصْحَابِهٖ وَقَدْ أَثَّرُوْا فِي وَجْهِهٖ، فَقَالُوْا لَهٗ: هٰذَا الَّذِي خَشِيْنَا عَلَيْكَ. فَقَالَ: مَا كَانَ أَعْدَاءُ اللهِ أَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْهُمُ الْآنَ، وَلَئِنْ شِئْتُمْ لَأُغَادِيَنَّهُمْ بِمِثْلِهَا غَدًا. قَالُوْا: لَا، حَسْبُكَ، قَدْ أَسْمَعْتَهُمْ مَا يَكْرَهُوْنَ. [331]

ترجمہ: حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مکہ مکرمہ میں سب سے پہلے جنہوں نے عَلانیہ قرآنِ کریم کی تلاوت کی، وہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمع ہوئے اور کہنے لگے: اللہ کی قسم! قریش نے آج تک قرآن کو بلند آواز سے اپنے سامنے پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔ کون شخص ہے جو انہیں یہ قرآن سنادے؟

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں یہ کام کروں گا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: ہمیں آپ کے بارے میں اندیشہ ہے۔ ہم تو ایسے آدمی کو چاہتے ہیں جس کا قبیلہ اور خاندان اس کی حفاظت کرے اگر قریش اسے نقصان پہنچانا چاہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اجازت دو، اللہ تعالیٰ میری حفاظت فرمائیں گے۔

چنانچہ اگلی صبح چاشت کے وقت حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مقامِ ابراہیم کے پاس پہنچے جبکہ قریش اپنی مجلسوں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ مقامِ ابراہیم کے قریب کھڑے ہوئے اور بلند آواز سے پڑھنا شروع کیا:بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلرَّحْمٰنُ، عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ پھر مسلسل تلاوت کرتے رہے۔

---

[331] السیرۃ النبویۃ لابن ھشام: ج1 ص294 عبداللہ بن مسعود و ما نالہ من قریش فی سبیل جھرہ بالقراٰن

قریش آپ کو غور سے دیکھنے لگے اور کہنے لگے: ابنِ اُمِّ عبد (عبد اللہ بن مسعود) کیا کہہ رہا ہے؟
پھر انہوں نے کہا: یہ تو وہی کلام پڑھ رہا ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے ہیں۔

یہ سن کر وہ آپ کی طرف لپکے اور آپ کے چہرے پر مارنا شروع کر دیا، مگر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق جتنا حصہ پڑھ سکتے تھے، پڑھتے رہے۔ پھر آپ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آئے جبکہ مار کے آثار آپ کے چہرے پر نمایاں تھے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: ہمیں آپ کے بارے میں اسی بات کا اندیشہ تھا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب اللہ کے دشمن مجھے پہلے سے کہیں زیادہ حقیر اور کمزور معلوم ہوتے ہیں، اور اگر تم چاہو تو میں کل پھر انہیں اسی طرح قرآن سنا آؤں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: نہیں، یہی کافی ہے۔ آپ انہیں وہ بات سنا چکے ہیں جسے وہ ناپسند کرتے تھے۔

سیدنا یاسر رضی اللہ عنہ کے خاندان کی حالت:

1: امام محمد بن اسحاق المطلبی الشہیر بابن اسحاق رحمہ اللہ (ت 151ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: فَحَدَّثَنِي رِجَالٌ مِنْ آلِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ أَنَّ سُمَيَّةَ أُمَّ عَمَّارٍ عَذَّبَهَا هٰذَا الْحَيُّ مِنْ بَنِي الْمُغِيرَةِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَخْزُومٍ عَلَى الْإِسْلَامِ، وَهِيَ تَأْبَى غَيْرَهُ، حَتّٰى قَتَلُوهَا، وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُرُّ بِعَمَّارٍ وَبِأُمِّهِ وَهُمْ يُعَذَّبُونَ بِالْأَبْطَحِ فِي رَمْضَاءِ مَكَّةَ، فَيَقُوْلُ: صَبْرًا آلَ يَاسِرٍ، مَوْعِدُكُمُ الْجَنَّةُ. [332]

ترجمہ: ابن اسحاق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ آلِ عمار بن یاسر کے چند افراد نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا، جو حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں، بنو مخزوم کے قبیلہ بنو مغیرہ کے لوگوں کی طرف سے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے سخت اذیتیں دی گئیں۔ وہ اسلام کے علاوہ کسی اور چیز کو قبول کرنے کے لیے تیار نہ

[332] کتاب السیر والمغازی لابن اسحاق: ص192 من عذب في الله بمكة من المؤمنين

ہوئیں، یہاں تک کہ ان لوگوں نے انہیں شہید کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے گزرتے، جبکہ انہیں مکہ مکرمہ کی تپتی ہوئی زمینِ ابطح میں سخت سزائیں دی جارہی ہوتیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی دلجوئی کرتے ہوئے فرماتے: "اے یاسر کے گھر والو! صبر کرو، تمہارے لیے جنت کا وعدہ ہے۔"

2: امام محمد ابن سعد ابن منیع البصری رحمہ اللہ (ت 430ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: أَحْرَقَ الْمُشْرِكُونَ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ بِالنَّارِ، قَالَ: فَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُرُّ بِهِ، وَيَمُرُّ يَدَهُ عَلٰى رَأْسِهِ، وَيَقُوْلُ: يَا نَارُ كُوْنِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلٰى عَمَّارٍ، كَمَا كُنْتِ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ. [333]

ترجمہ: حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مشرکین حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو آگ کے ذریعے عذاب دیتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرتے، ان کے سر مبارک پر شفقت سے اپنا دستِ مبارک پھیرتے اور فرماتے: "اے آگ! عمار پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا، جس طرح تو ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو گئی تھی۔"

3: امام محمد بن اسحاق المطلبی الشہیر بابن اسحاق رحمہ اللہ (ت 151ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ وَهُوَ يَبْكِي، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا لَكَ؟ أَخَذَكَ الْكُفَّارُ فَغَطُّوكَ فِي الْمَاءِ، فَقُلْتَ كَذَا وَكَذَا، فَإِنْ عَادُوْا لَكَ فَقُلْ كَمَا قُلْتَ. [334]

ترجمہ: حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمار بن یاسر رضی

---

[333] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج3 ص188 عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ

[334] کتاب السیر والمغازی لابن اسحاق: ص192 من عذب في الله بمكة من المؤمنين

اللہ عنہ کے پاس سے گزرے، اس حال میں کہ وہ رو رہے تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: "تمہیں کیا ہوا؟ کیا کفار نے تمہیں پکڑ کر پانی میں ڈبو دیا تھا، اور تم نے (ان کے دباؤ میں) ایسا اور ایسا کہا تھا؟ اگر وہ دوبارہ تمہیں ایسا کرنے پر مجبور کریں تو پھر اسی طرح کہہ دینا (یعنی رخصت ہے)۔"

سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی حالت:

1: امام محمد بن اسحاق المطلبی الشہیر بابن اسحاق رحمہ اللہ (ت 151ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: إِنَّا لَجُلُوْسٌ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ، مَا عَلَيْهِ إِلَّا بُرْدَةٌ لَهُ مَرْقُوْعَةٌ بِفِرْوٍ، قَالَ: فَلَمَّا رَآهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكَى لِلَّذِي كَانَ فِيْهِ مِنَ النَّعْمَةِ وَمَا آلَ إِلَيْهِ هُوَ فِيْهِ الْيَوْمَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَيْفَ بِكَ إِذَا غَدَا أَحَدُكُمْ فِي حُلَّةٍ وَرَاحَ فِي حُلَّةٍ، وَوُضِعَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ صَحْفَةٌ وَرُفِعَتْ أُخْرٰى، وَسَتُرْقَمُ جُدُرُ بُيُوْتِكُمْ كَمَا تُسْتَرُ الْكَعْبَةُ؟ فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللهِ، نَحْنُ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مِنَّا الْيَوْمَ، نَتَفَرَّغُ لِلْعِبَادَةِ وَنُكْفَى الْمُؤْنَةَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرٌ مِنْكُمْ يَوْمَئِذٍ. [335]

ترجمہ: حضرت محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے ایک ایسے شخص نے خبر دی جس نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے۔ ان کے جسم پر ایک ایسی چادر تھی جو کھال کے ٹکڑے سے پیوند لگی ہوئی تھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس نعمت کو یاد کر کے رو پڑے جس میں وہ پہلے تھے اور آج جس حالت میں تھے (یعنی شدید سادگی اور فقر)۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم اس وقت کیا کرو گے جب تم میں سے کوئی صبح ایک لباس میں نکلے گا اور شام

---

[335] کتاب السیر والمغازی لابن اسحاق: ص194 من عذب في الله بمكة من المؤمنين

دوسرے لباس میں کرے گا، اور اس کے سامنے ایک پیالہ رکھا جائے گا اور دوسرا اٹھا لیا جائے گا، اور تمہارے گھروں کی دیواریں اس طرح مزین کی جائیں گی جیسے کعبہ کی دیواریں آراستہ کی جاتی ہیں؟"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: "یارسول اللہ! کیا اس وقت ہم آج سے بہتر نہ ہوں گے؟ ہم عبادت کے لیے فارغ ہوں گے اور مشقت سے بچ جائیں گے؟" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہیں، تم آج اس حالت میں ان دنوں سے بہتر ہو۔"

2: امام محمد بن اسحاق المطلبی الشہیر بابن اسحاق رحمہ اللہ (ت 151ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: كُنَّا قَوْمًا يُصِيبُنَا صَلْفُ الْعَيْشِ بِمَكَّةَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشِدَّتُهُ، فَلَمَّا أَصَابَنَا الْبَلَاءُ اعْتَرَفْنَا لِذٰلِكَ وَصَبَرْنَا لَهُ، وَكَانَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ أَنْعَمَ غُلَامٍ بِمَكَّةَ وَأَجْوَدَهُ حُلَّةً مَعَ أَبَوَيْهِ، ثُمَّ لَقَدْ رَأَيْتُهُ جَهَدَ فِي الْإِسْلَامِ جَهْدًا شَدِيْدًا، حَتّٰى لَقَدْ رَأَيْتُ جِلْدَهُ يَتَحَشَّفُ تَحَشُّفَ جِلْدِ الْحَيَّةِ عَنْهَا، حَتّٰى إِنَّا لَنَعْرِضُهُ عَلٰى قُسِيِّنَا فَنَحْمِلُهُ مِمَّا بِهٖ مِنَ الْجَهْدِ، وَمَا يُقَصِّرُ عَنْ شَيْءٍ بَلَغْنَاهُ، ثُمَّ أَكْرَمَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ بِالشَّهَادَةِ يَوْمَ أُحُدٍ. [336]

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سخت تنگی میں مبتلا تھے۔ جب ہم پر آزمائشیں آئیں تو ہم نے اس کا اقرار کیا اور اس پر صبر کیا۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مکہ میں سب سے زیادہ ناز و نعمت میں پلنے والے نوجوان تھے، ان کے پاس بہترین لباس اور آرام تھا، وہ اپنے والدین کے ساتھ بڑی خوشحالی میں رہتے تھے۔ لیکن میں نے انہیں اسلام کے لیے اس قدر سخت محنت اور مشقت میں دیکھا کہ ان کا جسم اس طرح کمزور ہو گیا جیسے سانپ کی کھال اتر کر رہ جائے۔ ہم جب کبھی ان کی حالت دیکھتے تو انہیں کمزوری کی وجہ سے سہارا دے کر اٹھاتے۔ اس کے باوجود وہ دین کے معاملے میں کسی چیز میں کمی نہیں کرتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں شرفِ شہادت عطا فرمایا، اور وہ غزوۂ اُحد میں شہید ہوئے۔

---

[336] کتاب السیر والمغازی لابن اسحاق: ص193 من عذب في الله بمكة من المؤمنين

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی حالت:

امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ہشام بن ایوب حِمْیَری مَعَافِرِیّ رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

وَكَانَ بِلَالٌ، مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا لِبَعْضِ بَنِي جُمَحٍ، مُوَلَّدًا مِنْ مُوَلَّدِيهِمْ، وَهُوَ بِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ، وَكَانَ اسْمُ أُمِّهِ حَمَامَةَ، وَكَانَ صَادِقَ الْإِسْلَامِ طَاهِرَ الْقَلْبِ. وَكَانَ أُمَيَّةُ بْنُ خَلَفِ بْنِ وَهْبِ بْنِ حُذَافَةَ بْنِ جُمَحٍ يُخْرِجُهُ إِذَا حَمِيَتِ الظَّهِيرَةُ فَيَطْرَحُهُ عَلَى ظَهْرِهِ فِي بَطْحَاءِ مَكَّةَ، ثُمَّ يَأْمُرُ بِالصَّخْرَةِ الْعَظِيمَةِ فَتُوضَعُ عَلَى صَدْرِهِ، ثُمَّ يَقُولُ لَهُ: لَا وَاللهِ لَا تَزَالُ هٰكَذَا حَتَّى تَمُوتَ، أَوْ تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَعْبُدَ اللَّاتَ وَالْعُزَّى. فَيَقُولُ وَهُوَ فِي ذٰلِكَ الْبَلَاءِ: أَحَدٌ، أَحَدٌ. [337]

ترجمہ: حضرت بلال، جو حضرت ابو بکر صدیق کے آزاد کردہ غلام تھے، بنو جمح کے ایک قبیلے کے غلام تھے۔ وہ بلال بن رباح تھے، ان کی والدہ کا نام حمامہ تھا، اور وہ سچے مسلمان اور پاک دل تھے۔ اور امیہ بن خلف انہیں جب دوپہر کی سخت گرمی ہوتی تو باہر نکالتا، پھر انہیں مکہ کی تپتی زمین پر ان کی پیٹھ کے بل گرا دیتا، اور ان کے سینے پر بڑی چٹان رکھ دیتا، پھر کہتا: اللہ کی قسم! تم اسی حالت میں رہو گے یہاں تک کہ تم مر جاؤ یا محمد کا دین چھوڑ کر لات اور عزیٰ کی عبادت اختیار کر لو۔ اس شدید عذاب کے باوجود حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی زبان پر یہی کلمہ ہوتا تھا: اَحَدٌ، اَحَدٌ (اللہ ایک ہے، اللہ ایک ہے)۔

سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کی حالت:

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب شامی طبرانی رحمہ اللہ (ت 360ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: كَانَ لِي أَخٌ يُقَالُ لَهُ أُنَيْسٌ وَكَانَ شَاعِرًا فَتَنَافَرَ هُوَ وشَاعِرٌ آخَرُ، فَقَالَ أُنَيْسٌ: أَنَا أَشْعَرُ مِنْكَ، وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَشْعَرُ، قَالَ أُنَيْسٌ: فَمَنْ تَرْضٰى أَنْ يَكُونَ بَيْنَنَا؟ قَالَ: أَرْضٰى أَنْ يَّكُونَ بَيْنَنَا كَاهِنُ مَكَّةَ قَالَ: نَعَمْ، فَخَرَجَا إِلٰى مَكَّةَ، فَاجْتَمَعَا عِنْدَ الْكَاهِنِ، فَأَنْشَدَهُ هٰذَا كَلَامَهُ، وَهٰذَا

---

[337] السیرۃ النبویۃ لابن ھشام: ج 1 ص 297 ماکان یلقاہ بلال بعد اسلامہ

كَلَامَهُ فَقَالَ لِأُنَيْسٍ: قَضَيْتَ لِنَفْسِكَ، فَكَأَنَّهُ فَضَّلَ شِعْرَ أُنَيْسٍ، فَقَالَ: يَا أَخِي، بِمَكَّةَ رَجُلٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، وَهُوَ عَلٰى دِيْنِكَ،

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قُلْتُ لِأَبِيْ ذَرٍّ: وَمَا كَانَ دِيْنُكَ؟ قَالَ: رَغِبَتُ عَنْ آلِهَةِ قَوْمِي الَّتِي كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ، فَقُلْتُ: أَيَّ شَيْءٍ كُنْتَ تَعْبُدُ؟ قَالَ: لَا شَيْءَ، كُنْتُ أُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ حَتّٰى أَسْقُطَ كَأَنِّيْ خِفَاءٌ، حَتّٰى يُوقِظَنِيْ حَرُّ الشَّمْسِ، فَقُلْتُ: أَيْنَ كُنْتَ تُوَجِّهُ وَجْهَكَ؟ قَالَ: حَيْثُ وَجَّهَنِيَ رَبِّيْ، فَقَالَ: لِيْ أُنَيْسٌ: وَقَدْ سَئِمُوْهُ، يَعْنِيْ: كَرِهُوْهُ،

قَالَ أَبُوْ ذَرٍّ: فَجِئْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ مَكَّةَ، فَكُنْتُ بَيْنَ الْكَعْبَةِ وَأَسْتَارِهَا خَمْسَ عَشْرَةَ لَيْلَةً وَيَوْمًا أَخْرُجُ كُلَّ لَيْلَةٍ فَأَشْرَبُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ شَرْبَةً، فَمَا وَجَدْتِ عَلٰى كَبِدِيْ سَحْقَةَ جُوعٍ، وَلَقَدْ تَعَكَّنَ بَطْنِيْ، فَجَعَلَتِ امْرَأَتَانِ تَدْعُوَانِ لَيْلَةً آلِهَتَهُمَا، وَتَقُوْلُ إِحْدَاهُمَا: يَا إِسَافُ، هَبْ لِيْ غُلَامًا، وَتَقُوْلُ الْأُخْرٰى: يَا نَائِلُ، هَبْ لِي كَذَا وَكَذَا. فَقُلْتُ: هُنَّ بِهِنَّ، فَوَلَّتَا وجَعَلَتَا تَقُولَانِ: الصَّابِئُ بَيْنَ الْكَعْبَةِ وَأَسْتَارِهَا، إِذْ مَرَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ يَمْشِيْ وَرَاءَهُ، فَقَالَتَا: الصَّابِئُ بَيْنَ الْكَعْبَةِ وَأَسْتَارِهَا، فَتَكَلَّمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَلَامٍ قَبَّحَ مَا قَالَتَا،

قَالَ أَبُوْ ذَرٍّ: فَظَنَنْتُ أَنَّهُ رَسُوْلُ اللهِ، فَخَرَجْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ، فَقَالَ:وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ،ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ لِيْ:مُنْذُ كَمْ أَنْتَ هَاهُنَا؟ قُلْتُ: مُنْذُ خَمْسَ عَشْرَةَ يَوْمًا وَلَيْلَةً قَالَ:فَمِنْ أَيْنَ كُنْتَ تَأْكُلُ؟ قَالَ: كُنْتُ آتِيْ زَمْزَمَ كُلَّ لَيْلَةٍ نِصْفَ اللَّيْلِ، فَأَشْرَبُ مِنْهَا شَرْبَةً، فَمَا وَجَدْتُ عَلٰى كَبِدِيْ سَحْقَةَ جُوْعٍ، وَلَقَدْ تَعَكَّنَ بَطْنِيْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِنَّهَا طُعْمٌ وَشِرْبٌ، وَهِيَ مُبَارَكَةٌ، قَالَهَا ثَلَاثًا،

ثُمَّ سَأَلَنِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مِمَّنْ أَنْتَ؟ فَقُلْتُ: مِنْ غِفَارٍ قَالَ: وَكَانَتْ غِفَارٌ يَقْطَعُوْنَ عَلَى الْحَاجِّ، وَكَأَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْقَبَضَ عَنِّيْ، فَقَالَ لِأَبِي بَكْرٍ :انْطَلِقْ بِنَا يَا أَبَا بَكْرٍ، فَانْطَلَقَ بِنَا إِلٰى مَنْزِلِ أَبِيْ بَكْرٍ، فَقَرَّبَ لَنَا زَبِيْبًا فَأَكَلْنَا مِنْهُ وَأَقَمْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَّمَنِي الْإِسْلَامَ وَقَرَأْتُ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْئًا، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُظْهِرَ دِيْنِيْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِنِّيْ أَخَافُ عَلَيْكَ أَنْ تُقْتَلَ، قُلْتُ: لَا بُدَّ مِنْهُ. قَالَ:إِنِّيْ

أَخَافُ عَلَيْكَ أَنْ تُقْتَلَ، قُلْتُ: لَا بُدَّ مِنْهُ يَا رَسُولَ اللهِ، وَإِنْ قُتِلْتُ،

فَسَكَتَ عَنِّيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَقُرَيْشٌ حِلَقٌ يَتَحَدَّثُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ، فَقُلْتُ: أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُولُهٗ، فَتَنَفَّضَتِ الْحِلَقُ، فَقَامُوْا إِلَيَّ، فَضَرَبُوْنِي حَتّٰى تَرَكُوْنِي كَأَنِّي نُصُبٌ أَحْمَرُ، وَكَانُوْا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ قَدْ قَتَلُوْنِي، فَقُمْتُ، فَجِئْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأٰى مَا بِيْ مِنَ الْحَالِ، فَقَالَ لِي:أَلَمْ أَنْهَكَ؟ فَقُلْتُ:يَا رَسُولَ اللهِ! كَانَتْ حَاجَةٌ فِي نَفْسِي فَقَضَيْتُهَا. فَأَقَمْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيْ:الْحَقْ بِقَوْمِكَ فَإِذَا بَلَغَكَ ظُهُورِيْ فَأْتِنِيْ فَجِئْتُ وَقَدْ أَبْطَأْتُ عَلَيْهِمْ فَلَقِيْتُ أُنَيْسًا فَبَكٰى،

وَقَالَ: يَا أَخِيْ، مَا كُنْتُ أَرَاكَ إِلَّا قَدْ قُتِلْتَ لَمَّا أَبْطَأْتَ عَلَيْنَا، مَا صَنَعْتَ؟ أَلَقِيْتَ صَاحِبَكَ الَّذِيْ طَلَبْتَ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ، فَقَالَ أُنَيْسٌ: يَا أَخِي، مَا بِي رَغْبَةٌ عَنْكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ وَأَسْلَمَ مَكَانَهٗ،

ثُمَّ أَتَيْتُ أُمِّيْ فَلَمَّا رَأَتْنِيْ بَكَتْ، وَقَالَتْ: يَا بُنَيَّ، أَبْطَأْتَ عَلَيْنَا حَتّٰى تَخَوَّفْتُ أَنْ قَدْ قُتِلْتَ مَا صَنَعْتَ؟ أَلَقِيْتَ صَاحِبَكَ الَّذِيْ طَلَبْتَ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ، قَالَتْ: فَمَا صَنَعَ أُنَيْسٌ؟ قُلْتُ: أَسْلَمَ فَقَالَتْ: وَمَا بِيْ عَنْكُمَا رَغْبَةٌ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ، فَأَقَمْتُ فِيْ قَوْمِيْ، فَأَسْلَمَ مِنْهُمْ نَاسٌ كَثِيْرٌ، حَتّٰى بَلَغَنَا ظُهُوْرُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهٗ. [338]

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میرے ایک بھائی تھے جن کا نام انیس تھا اور وہ شاعر تھے۔ ایک مرتبہ انیس اور ایک دوسرے شاعر کے درمیان مقابلہ ہوا۔ انیس نے کہا: میں تم سے زیادہ شاعر ہوں، اور دوسرے نے بھی یہی کہا کہ میں زیادہ شاعر ہوں۔ انیس نے کہا: ہمارے درمیان کسی کو فیصلہ کرنے والا بنایا جائے۔ دوسرے نے کہا: مکہ کے کاہن کو ثالث مان لیتے ہیں۔ انیس نے کہا: ٹھیک ہے۔ چنانچہ وہ دونوں مکہ گئے اور

[338] المعجم الاوسط للطبرانی: ج2 ص130 رقم الحدیث 2764

کاہن کے پاس جاکر اپنا اپنا کلام سنایا۔ کاہن نے انیس کے حق میں فیصلہ دیا۔

انیس نے اپنے بھائی ابوذر سے کہا: مکہ میں ایک شخص ہے جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے، اور وہ اسی دین پر ہے جس سے تو پہلے ہی (یعنی شرک سے بیزار ہو کر) الگ ہو چکا ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کہا میرا دین کیا ہے؟

اس نے کہا: میں نے اپنی قوم کے بتوں سے اعراض کر لیا تھا۔

میں نے پوچھا: پھر تم کیا کرتے تھے؟

اس نے کہا: کچھ نہیں، میں رات کو عبادت کرتا تھا یہاں تک کہ گر جاتا، اور سورج کی گرمی مجھے بیدار کرتی۔

میں نے پوچھا: تم کس طرف منہ کر کے عبادت کرتے تھے؟ اس نے کہا: جس طرف میرا رب مجھے پھیر دیتا تھا۔

پھر انیس نے کہا: وہ لوگ اس شخص (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) سے بیزار ہو چکے ہیں۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں مکہ آیا اور کعبہ کے قریب رہا۔ میں پندرہ دن رات کعبہ کے پردوں کے درمیان رہا۔ ہر رات زمزم کا پانی پیتا اور اس سے میری بھوک ختم ہو جاتی۔ ایک رات میں نے دیکھا کہ دو عورتیں اپنے بتوں کو پکار رہی تھیں۔ ایک کہتی: اے اساف! مجھے بیٹا دے۔ دوسری کہتی: اے نائل! مجھے فلاں چیز دے۔

میں نے ان کا مذاق اڑایا تو وہ بھاگ گئیں اور لوگوں سے کہا کہ کعبہ کے پاس ایک صابی (نیا دین اختیار کرنے والا) موجود ہے۔ اسی دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ وہاں سے گزرے۔ ان عورتوں نے پھر وہی بات کہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی باتوں کو ناپسند فرمایا اور ان پر کلام فرمایا جس سے ان کی بات بری معلوم ہوئی۔

حضرت ابوذر کہتے ہیں: میں نے اندازہ کر لیا کہ یہی اللہ کے رسول ہیں۔ میں نے آگے بڑھ کر سلام کیا: السلام علیک یا رسول اللہ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ جواب دیا: وعلیک السلام ورحمۃ اللہ۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تم یہاں کب سے ہو؟

میں نے کہا: پندرہ دن سے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کھانا کہاں سے کھاتے ہو؟

میں نے کہا: میں ہر رات زمزم کا پانی پیتا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمزم بابرکت ہے، یہ کھانے اور پینے دونوں کے قائم مقام ہے۔ (یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمائی)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تم کس قبیلے سے ہو؟

میں نے کہا: غِفار سے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غفار تو وہ لوگ ہیں جو راستوں میں لوٹ مار کرتے ہیں۔

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ مجھ سے کچھ بدل گیا (یعنی احتیاط فرمائی)۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ابو بکر! چلو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ساتھ لے کر حضرت ابو بکر کے گھر گئے۔ وہاں ہمارے لیے کشمش (زبیب) پیش کی گئی، ہم نے کھائی۔ میں کچھ عرصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اسلام سکھایا اور میں نے قرآن کا کچھ حصہ سیکھا۔

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اپنا دین ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اندیشہ ہے کہ تمہیں قتل نہ کر دیا جائے۔

میں نے کہا: میں ضرور ایسا کروں گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: مجھے خوف ہے کہ تم قتل کر دیے جاؤ گے۔

میں نے کہا: چاہے جو ہو، میں ضرور کروں گا۔

پھر میں مکہ گیا جہاں قریش کے لوگ بیٹھے تھے۔ میں نے بلند آواز سے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ یہ سنتے ہی وہ لوگ میرے اوپر ٹوٹ پڑے اور مجھے اتنا مارا کہ میں خون میں لت پت ہو گیا اور وہ سمجھنے لگے کہ میں مر چکا ہوں۔ میں واپس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا؟ میں نے کہا: یارسول اللہ! میرے

دل کی ایک خواہش تھی، میں نے اسے پورا کر لیا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ اپنی قوم کے پاس واپس چلے جاؤ، اور جب میری دعوت ظاہر ہو جائے تو میرے پاس آ جانا۔

میں واپس آیا اور اپنے بھائی انیس سے ملا۔ وہ رو پڑا اور کہنے لگا: کیا تم نے اپنے ساتھی کو پا لیا؟

میں نے کہا: ہاں، میں نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد، اللہ کے رسول ہیں۔

اس نے کہا: میں بھی تم سے جدا نہیں رہ سکتا، اور وہ بھی مسلمان ہو گیا۔

پھر میں اپنی ماں کے پاس گیا۔ وہ رو پڑی اور پوچھا: تم نے کیا کیا؟

میں نے کہا: میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔

اس نے کہا: تمہارے بھائی نے کیا کیا؟

میں نے کہا: وہ بھی مسلمان ہو گیا ہے۔

تو اس نے کہا: میں بھی تم دونوں سے جدا نہیں رہ سکتی، پھر وہ بھی مسلمان ہو گئی۔

اس کے بعد میری قوم میں بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلبے کی خبر ہمیں پہنچی اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

سیدہ زنیرہ رضی اللہ عنہا کی حالت:

امام محمد بن اسحاق المطلبی الشہیر بابن اسحاق رحمہ اللہ (ت 151ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ذَهَبَ بَصَرُ الزِّنِّيرَةِ، وَكَانَتْ مِمَّنْ تُعَذَّبُ فِي اللهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى الْإِسْلَامِ، فَتَأْبَى إِلَّا الْإِسْلَامَ، فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ: مَا أَصَابَ بَصَرَهَا إِلَّا اللَّاتُ وَالْعُزَّى، فَقَالَتْ: كَلَّا، وَاللهِ مَا هُوَ كَذٰلِكَ، فَرَدَّ اللهُ عَلَيْهَا بَصَرَهَا. [339]

---

[339] كتاب السير والمغازی لابن اسحاق: ص 191 من عذب في الله بمكة من المؤمنين

ترجمہ: ہشام بن عروہ اپنے والد (عروہ بن زبیر رحمہ اللہ) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت زِنّیرَہ رضی اللہ عنہا کی بینائی چلی گئی۔ وہ ان خواتین میں سے تھیں جنہیں اسلام قبول کرنے کی وجہ سے اللہ کے راستے میں سخت اذیتیں دی جاتی تھیں، لیکن وہ اسلام پر ثابت قدم رہیں اور اسلام چھوڑنے سے انکار کرتی رہیں۔ مشرکین کہنے لگے: اس کی بینائی لات اور عُزّٰی (بتوں) نے چھین لی ہے۔ حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: ہرگز نہیں! اللہ کی قسم! بات ایسی نہیں ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے کرامت کے طور پر ان کی بینائی انہیں واپس عطا فرمادی۔

سیدنا خباب بن الارت رضی اللہ عنہ کی حالت:

امام محمد ابن سعد ابن منیع البصری رحمہ اللہ (ت430ھ) لکھتے ہیں:

عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: مَا عَلَى الْأَرْضِ أَحَدٌ أَحَقُّ بِهٰذَا الْمَجْلِسِ مِنْ هٰذَا إِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ. قَالَ لَهُ خَبَّابٌ: مَنْ هُوَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ؟ قَالَ: بِلَالٌ. قَالَ خَبَّابٌ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَا هُوَ بِأَحَقَّ مِنِّي، إِنَّ بِلَالًا كَانَ لَهُ فِي الْمُشْرِكِيْنَ مَنْ يَّمْنَعُهُ اللهُ بِهِ، وَلَمْ يَكُنْ لِيْ أَحَدٌ يَمْنَعُنِيْ. فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي يَوْمًا أَخَذُوْنِي وَأَوْقَدُوْا لِيْ نَارًا ثُمَّ سَلَقُوْنِي فِيْهَا، ثُمَّ وَضَعَ رَجُلٌ رِجْلَهُ عَلٰى صَدْرِيْ، فَمَا اتَّقَيْتُ الْأَرْضَ، أَوْ قَالَ بَرْدَ الْأَرْضِ إِلَّا بِظَهْرِيْ. قَالَ: ثُمَّ كَشَفَ عَنْ ظَهْرِهٖ فَإِذَا هُوَ قَدْ بَرَصَ. [340]

ترجمہ: شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: زمین پر اس مجلس کا سب سے زیادہ حق دار ایک شخص کے علاوہ کوئی نہیں۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے امیر المؤمنین! وہ کون ہیں؟ حضرت (عمر رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: بلال۔

اس پر خباب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! وہ مجھ سے زیادہ حق دار نہیں ہیں۔ بلال رضی اللہ عنہ کا تو مشرکین میں کوئی نہ کوئی ایسا تھا جو ان کی حمایت کرتا تھا اور انہیں بچالیتا تھا، لیکن میرا کوئی مددگار نہ تھا۔

پھر فرمایا: میں نے خود اپنے آپ کو اس حال میں دیکھا کہ مجھے پکڑا گیا، میرے لیے آگ جلائی گئی، اور مجھے

---

[340] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج3 ص123 خباب بن الارت رضی اللہ عنہ

اس میں ڈالا گیا (یعنی سخت اذیت دی گئی)۔ پھر ایک شخص نے میرے سینے پر اپنا پاؤں رکھ دیا، یہاں تک کہ میں زمین کی ٹھنڈک بھی اپنے سینے کے بجائے اپنی پیٹھ سے محسوس کرتا تھا۔ پھر خباب رضی اللہ عنہ نے اپنی پیٹھ سے کپڑا ہٹایا تو دیکھا گیا کہ شدتِ عذاب کے اثر سے ان کے جسم پر برص کے نشانات پڑ چکے تھے۔

سیدنا حارث بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کی شہادت:

حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

وَقَالَ الْعَسْكَرِيُّ فِيْ "الْأَوَائِلِ": لَمَّا أَمَرَ اللهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّصْدَعَ بِمَا أُمِرَ بِهٖ قَامَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ: قُوْلُوْا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ تُفْلِحُوْا. فَقَامُوْا إِلَيْهِ، فَأَتَى الصَّرِيْخُ أَهْلَهُ، فَأَدْرَكَهُ الْحَارِثُ بْنُ أَبِيْ هَالَةَ فَضَرَبَ فِيْهِمْ، فَعَطَفُوْا عَلَيْهِ فَقُتِلَ، فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ اسْتُشْهِدَ. [341]

ترجمہ: علامہ عسکری رحمہ اللہ نے کتاب "الأوائل" میں ذکر کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ کھلم کھلا دعوت دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجدِ حرام میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: "کہو: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، تم کامیاب ہو جاؤ گے۔" یہ سنتے ہی کفار آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ٹوٹ پڑے۔ اسی دوران ایک شخص مدد کے لیے دوڑا (یعنی چیخ کر اپنے لوگوں کو بلایا)، تو حضرت حارث بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ وہاں پہنچ گئے اور ان لوگوں سے مقابلہ کیا۔ کفار ان پر پلٹ پڑے اور انہیں شہید کر دیا۔ چنانچہ وہ اسلام کی راہ میں سب سے پہلے شہید ہونے والے شخص قرار پائے۔

سیدنا ابو فُکیہہ رضی اللہ عنہ کی حالت:

امام احمد بن یحییٰ بن جابر بن داؤد البلاذُری رحمہ اللہ (ت 279ھ) نقل کرتے ہیں:

أَبُوْ فُكَيْهَةَ؛ وَاسْمُهٗ أَفْلَحُ وَيُقَالُ: يَسَارٌ. قَالُوْا: كَانَ أَبُوْ فُكَيْهَةَ عَبْدًا لِصَفْوَانَ ابْنِ أُمَيَّةَ الْجُمَحِيِّ فَأَسْلَمَ حِيْنَ أَسْلَمَ بِلَالٌ. فَمَرَّ بِهٖ أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَقَدْ أَخَذَهٗ أُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ

---

[341] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج 1 ص 333 الحارث بن ابی ھالۃ رضی اللہ عنہ

فَرَبَطَ فِي رِجْلِهِ حَبْلًا وَأَمَرَ بِهِ فَجُرَّ، ثُمَّ أَلْقَاهُ فِي الرَّمْضَاءِ.وَمَرَّ بِهِ جُعَلٌ، فَقَالَ: أَلَيْسَ هٰذَا رَبُّكَ؟ فَقَالَ: اللهُ رَبِّي خَلَقَنِيْ وَخَلَقَكَ وَخَلَقَ هٰذَا الْجُعَلَ.فَغَلَّظَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ يَخْنُقُهُ، وَمَعَهُ أَخُوْهُ أُبَيّ بْنُ خَلَفٍ يَقُوْلُ: زِدْهُ عَذَابًا حَتّٰى يَأْتِيَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُخَلِّصَهُ بِسِحْرِهِ.وَلَمْ يَزَلْ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ حَتّٰى ظَنُّوْا أَنَّهُ قَدْ مَاتَ، ثُمَّ أَفَاقَ.فَمَرَّ بِهِ أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ فَاشْتَرَاهُ وَأَعْتَقَهُ. [342]

ترجمہ: ابوفکیہہ، جن کا نام افلح یا یسار بتایا جاتا ہے، صفوان بن امیہ جمحی کے غلام تھے۔ وہ اس وقت اسلام لائے جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ اسلام لائے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے گزرے، جبکہ امیہ بن خلف نے انہیں رسی سے باندھ کر ان کے پاؤں میں باندھ رکھا تھا اور انہیں گھسیٹ کر جلتی ہوئی زمین پر ڈال دیا تھا۔

ایک مرتبہ ایک کیڑا (یا جعل نامی بت کے قریب سے) گزرا تو اس نے طنزاً کہا: کیا یہ تمہارا رب ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میرا رب اللہ ہے جس نے مجھے بھی پیدا کیا اور تجھے بھی اور اس کیڑے (یا بت) کو بھی۔ ان پر مزید ظلم کیا گیا، حتیٰ کہ ان کا دم گھٹنے لگا۔ ان کے ساتھ ابی بن خلف بھی تھا جو کہتا تھا: اسے اور تکلیف دو یہاں تک کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آکر اسے اپنے جادو سے چھڑا لے۔ وہ اسی حالت میں رہے یہاں تک کہ لوگ سمجھنے لگے کہ وہ فوت ہو چکے ہیں، پھر وہ ہوش میں آئے۔ بعد میں حضرت ابو بکر وہاں سے گزرے تو انہوں نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا۔

حبشہ کی طرف ہجرت کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

وَذَكَرَ ابْنُ إِسْحَاقَ أَنَّ السَّبَبَ فِي ذٰلِكَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَصْحَابِهِ لَمَّا رَأَى الْمُشْرِكِيْنَ يُؤْذُونَهُمْ وَلَا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَكُفَّهُمْ عَنْهُمْ: إِنَّ بِالْحَبَشَةِ مَلِكًا لَا يُظْلَمُ عِنْدَهُ أَحَدٌ، فَلَوْ خَرَجْتُمْ إِلَيْهِ حَتّٰى يَجْعَلَ اللهُ لَكُمْ فَرَجًا. [343]

---

[342] انساب الاشراف: ج1 ص194 تحت ابو فکیهة

[343] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج7 ص237 باب هجرة الحبشة

ترجمہ: ابن اسحاق رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حبشہ کی طرف ہجرت کا سبب یہ تھا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ مشرکین؛ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو سخت اذیتیں پہنچا رہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان مظالم کو ان سے روکنے کی قدرت نہیں رکھتے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا: "حبشہ میں ایک ایسا بادشاہ ہے جس کے ہاں کسی پر ظلم نہیں کیا جاتا، لہٰذا تم وہاں چلے جاؤ، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کوئی کشادگی اور نجات کی صورت پیدا فرمادے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ فِي الْعٰلَمِيْنَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

فتحِ مکہ کے بعد اسلام قبول کرنے والے اصحاب (رضی اللہ عنہم) کا مقام

اسلام کی تاریخ میں جس طرح فتحِ مکہ سے پہلے ایمان لانے والوں کو ایک خاص فضیلت اور امتیاز حاصل ہے، اسی طرح فتحِ مکہ کے بعد اسلام قبول کرنے والے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی امتِ مسلمہ کا ایک عظیم سرمایہ اور دینِ اسلام کے نہایت اہم خادم ہیں۔ اگر پہلے دور کے مسلمان اسلام کی بنیادیں مضبوط کرنے والے تھے تو بعد کے مسلمان اسلام کی عمارت کو وسعت دینے والے تھے۔ اگر پہلے لوگوں نے ظلم وستم کے اندھیروں میں ایمان کی شمع روشن رکھی تو بعد میں آنے والوں نے اسی روشنی کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے میں اپنا کردار ادا کیا۔

فتحِ مکہ اسلامی تاریخ کا ایک عظیم موڑ تھا۔ اس دن اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ فتح عطا فرمائی جس کے بعد عرب کے حالات یکسر بدل گئے۔ وہی مکہ جو کبھی اسلام کا سب سے بڑا مخالف مرکز تھا، اسلام کا مضبوط قلعہ بن گیا۔ وہی قبائل جو مسلمانوں کے خلاف صف آراء رہتے تھے، اب اسلام کی طرف متوجہ ہونے لگے۔ قرآنِ کریم نے اس عظیم تبدیلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ (۱) وَ رَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا (۲)﴾[344]

ترجمہ: جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے اور آپ لوگوں کو دیکھیں کہ وہ اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہو رہے ہیں۔

فتحِ مکہ کے بعد اسلام قبول کرنے والوں کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ انہوں نے اسلام کی حقانیت کو کھلی آنکھوں سے دیکھا اور اس کے غلبے کا مشاہدہ کیا۔ عرب کے لوگ برسوں تک اس انتظار میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے درمیان معاملہ کس انجام کو پہنچتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فتحِ مکہ عطا فرما دی اور قریش کی طاقت اسلام کے سامنے جھک گئی تو عرب کے مختلف قبائل پر یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ یہ دین کسی انسان کا بنایا ہوا نظام نہیں بلکہ اللہ کا نازل کردہ سچا دین ہے۔

---

[344] سورۃ النصر: 1-2

اس کے باوجود یہ سمجھنا درست نہیں کہ فتحِ مکہ کے بعد اسلام قبول کرنا محض ایک رسمی عمل تھا یا اس میں کسی قسم کی قربانی شامل نہ تھی۔ اگرچہ اس وقت اسلام کو سیاسی غلبہ حاصل ہو چکا تھا لیکن پورا جزیرۂ عرب ابھی مکمل طور پر مطیع نہیں ہوا تھا۔ مختلف علاقوں میں شرک کی جڑیں موجود تھیں، قبائلی تعصبات باقی تھے اور بہت سے معرکے ابھی پیش آنے والے تھے۔ چنانچہ ان نو مسلم صحابہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد دین کی خاطر وہ خدمات انجام دیں جن کی مثال تاریخ میں کم ملتی ہے۔ یہ لوگ اسلام کی اشاعت کے دور کے سپاہی تھے۔ انہوں نے اس دین کو صرف قبول ہی نہیں کیا بلکہ اس کی سربلندی کے لیے اپنی جانیں، اپنے اموال اور اپنی صلاحیتیں بھی وقف کر دیں۔ غزوۂ حنین، غزوۂ تبوک اور بعد ازاں ارتداد کی جنگوں اور فتوحاتِ اسلامی میں انہی لوگوں نے نمایاں کردار ادا کیا۔ انہوں نے اپنے اسلام کو محض زبانی دعویٰ نہیں بنایا بلکہ عمل اور قربانی سے اس کا ثبوت دیا۔

ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ایسے عظیم افراد بھی شامل ہیں جنہوں نے قبولِ اسلام کے بعد مختصر عرصے میں وہ کارنامے انجام دیے جنہیں تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ مثال کے طور پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ اور دیگر جلیل القدر صحابہ نے فتحِ مکہ کے بعد اسلام قبول کیا، لیکن ان کی خدمات نے انہیں امت کے ممتاز ترین افراد میں شامل کر دیا۔

یہ حقیقت بھی پیشِ نظر رہنی چاہیے کہ قرآنِ کریم نے اگرچہ فتحِ مکہ سے پہلے ایمان لانے والوں کو درجے کے اعتبار سے زیادہ فضیلت عطا فرمائی ہے، لیکن ساتھ ہی بعد میں ایمان لانے والوں کے بارے میں بھی فرمایا:

﴿ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ﴾ [345]

ترجمہ: اور اللہ نے سب کے لیے بھلائی (یعنی بہترین انجام) کا وعدہ فرمایا ہے۔

فتحِ مکہ کے بعد ایمان لانے والے صحابہ کا ایک اہم امتیاز یہ بھی ہے کہ انہوں نے اسلام کے عالمگیر پیغام کو عرب کی سرحدوں سے باہر پہنچانے میں بنیادی کردار ادا کیا۔ اسلامی فتوحات کے عظیم دور میں انہی لوگوں نے شام،

---

[345] سورۃ الحدید:10

عراق، مصر، فارس اور دیگر علاقوں تک اسلام کا پیغام پہنچایا۔ ان کی جدوجہد کے نتیجے میں لاکھوں انسانوں تک ہدایت کی روشنی پہنچی اور اسلام ایک عالمی قوت بن کر ابھرا۔

یہ لوگ اگرچہ سابقینِ اوّلین کے درجے کو نہیں پہنچ سکے، لیکن ان کا مقام بھی امت میں نہایت بلند اور قابلِ احترام ہے۔ انہوں نے ایک غالب دین کا ساتھ ضرور دیا، لیکن پھر اس دین کے لیے اپنی زندگیاں بھی وقف کر دیں۔ انہوں نے اسلام کی توسیع، اس کے دفاع اور اس کے استحکام میں وہ کردار ادا کیا جس کے بغیر اسلامی تاریخ کا تصور نامکمل ہے۔ اگر سابقینِ اوّلین اسلام کی بنیادوں کے معمار تھے تو یہ حضرات اس کی بلند و بالا عمارت کے معمار تھے۔ اگر پہلے لوگوں نے اسلام کے چراغ کو طوفانوں سے بچایا تو بعد میں آنے والوں نے اسی چراغ کی روشنی کو دور دور تک پھیلایا۔ دونوں جماعتیں امت کی محسن ہیں اور دونوں کے تذکرے ایمان کو تازگی بخشتے ہیں۔

آج جب ہم ان حضرات کے حالات کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اصل معیار اخلاص، ایمان اور دین کی خدمت ہے۔ بعض لوگوں کو اسلام کے ابتدائی دور میں خدمت کا موقع ملا اور بعض کو غلبۂ اسلام کے بعد؛ لیکن جس نے بھی سچے دل سے اسلام کو قبول کیا اور اپنی صلاحیتیں دین کے لیے وقف کر دیں، وہ تاریخِ اسلام کا روشن ستارہ بن گیا۔

حقیقت یہ ہے کہ فتحِ مکہ کے بعد اسلام قبول کرنے والے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی امت کے عظیم محسن ہیں۔ انہوں نے اسلام کی اشاعت، حفاظت، نفاذ، استحکام اور عالمی غلبے میں بنیادی کردار ادا کیا، اپنی جانوں اور مالوں کو دین کے لیے وقف کیا اور آنے والی نسلوں تک اسلام کی امانت پہنچانے میں اپنا حق ادا کیا۔ اس لیے ان کا تذکرہ ایمانی ہمارے ایمان کو مضبوط کرتا ہے۔

صلح حدیبیہ کے وقت قبائل کو آزادی رائے:

امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ہشام بن ایوب حِمْیَری مَعَافِرِیّ رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: فَبَيْنَا بَنُو بَكْرٍ وَخُزَاعَةُ عَلَى ذٰلِكَ حَجَزَ بَيْنَهُمُ الْإِسْلَامُ، وَتَشَاغَلَ النَّاسُ بِهِ. فَلَمَّا كَانَ صُلْحُ الْحُدَيْبِيَةِ بَيْنَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ قُرَيْشٍ، كَانَ فِيمَا شَرَطُوْا لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَطَ لَهُمْ.... أَنَّهُ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّدْخُلَ فِي عَقْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَهْدِهٖ فَلْيَدْخُلْ فِيْهِ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّدْخُلَ فِي عَقْدِ قُرَيْشٍ وَعَهْدِهِمْ فَلْيَدْخُلْ فِيْهِ. فَدَخَلَتْ بَنُوْ بَكْرٍ فِي عَقْدِ قُرَيْشٍ وَعَهْدِهِمْ، وَدَخَلَتْ خُزَاعَةُ فِي عَقْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَهْدِهٖ. [346]

ترجمہ: ابنِ اسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بنو بکر اور خزاعہ کے درمیان پہلے سے دشمنی موجود تھی، لیکن اسلام کے آنے کے بعد لوگ اس مشغولیت میں پڑ گئے (اور کچھ عرصہ جنگ رک گئی)۔ جب صلح حدیبیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے درمیان منعقد ہوئی تو اس معاہدے میں یہ شرط بھی شامل تھی کہ جو شخص چاہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں شامل ہو جائے، اور جو چاہے وہ قریش کے عہد میں شامل ہو جائے۔ چنانچہ بنو بکر قریش کے عہد میں داخل ہو گئے اور بنو خزاعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں داخل ہو گئے۔

حلیفِ قریش کی طرف سے معاہدے کی خلاف ورزی:

امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ہشام بن ایوب حِمْیَری مَعَافِرِیّ رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: فَلَمَّا كَانَتْ الْهُدْنَةُ اغْتَنَمَهَا بَنُو الدِّيْلِ مِنْ بَنِيْ بَكْرٍ مِنْ خُزَاعَةَ، وَأَرَادُوْا أَنْ يُصِيبُوْا مِنْهُمْ ثَأْرًا بِأُولَئِكَ النَّفَرِ الَّذِيْنَ أَصَابُوْا مِنْهُمْ بِبَنِي الْأَسْوَدِ بْنِ رَزْنٍ، فَخَرَجَ نَوْفَلُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الدِّيْلِيُّ فِي بَنِي الدِّيْلِ، وَهُوَ يَوْمَئِذٍ قَائِدُهُمْ وَلَيْسَ كُلُّ بَنِيْ بَكْرٍ تَابَعَهُ حَتّٰى بَيَّتَ خُزَاعَةَ وَهُمْ عَلَى الْوَتِيْرِ، مَاءٌ لَهُمْ، فَأَصَابُوْا مِنْهُمْ رَجُلًا، وَتَحَاوَزُوْا وَاقْتَتَلُوْا، وَرَفَدَتْ بَنِيْ بَكْرٍ قُرَيْشٌ بِالسِّلَاحِ، وَقَاتَلَ مَعَهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ مَنْ قَاتَلَ بِاللَّيْلِ مُسْتَخْفِيًا حَتّٰى حَازُوْا خُزَاعَةَ إِلَى الْحَرَمِ. [347]

ترجمہ: ابنِ اسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب صلح حدیبیہ کا زمانہ امن قائم ہوا تو بنو بکر (قبیلہ بنی دیل) نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خزاعہ سے پرانی دشمنی کا بدلہ لینے کا ارادہ کیا، کیونکہ پہلے بنی اسود بن رزن کے کچھ افراد

---

[346] السیرۃ النبویہ لابن ھشام: ج2 ص330 الْقِتَالُ بَيْنَ بَكْرٍ وَخُزَاعَةَ

[347] السیرۃ النبویہ لابن ھشام: ج2 ص331 الْقِتَالُ بَيْنَ بَكْرٍ وَخُزَاعَةَ

نے ان کے چند لوگوں کو قتل کیا تھا۔ چنانچہ نوفل بن معاویہ دیلی اپنے قبیلہ کے ساتھ نکلا، اور وہ اس وقت ان کا قائد تھا، اگرچہ تمام بنو بکر اس کے ساتھ شامل نہیں تھے۔ انہوں نے رات کے وقت خزاعہ پر حملہ کیا جبکہ وہ پانی کے مقام "الوتیر" پر تھے، اور اچانک ان پر حملہ آور ہوئے۔ اس حملے میں: دونوں کے درمیان شدید جنگ ہوئی۔ کچھ لوگ قتل ہوئے۔ قریش نے خفیہ طور پر بنو بکر کو اسلحہ اور مدد فراہم کی۔ بعض قریشی افراد بھی رات کے وقت چھپ کر اس جنگ میں شریک ہوئے۔ یہاں تک کہ بنو بکر نے خزاعہ کو مجبور کر کے حرم کی طرف دھکیل دیا۔

فائدہ: یہی واقعہ آگے چل کر صلحِ حدیبیہ کے ٹوٹنے اور فتحِ مکہ کا براہِ راست سبب بنا۔

قبیلہ بنو خزاعہ کے وفد کا انصاف کے لیے رسول اللہ کے پاس آنا:

امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ہشام بن ایوب حِمْیَری مَعَافِرِیّ رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: فَلَمَّا تَظَاهَرَتْ بَنُوْ بَكْرٍ وَقُرَيْشٌ عَلٰى خُزَاعَةَ وَأَصَابُوْا مِنْهُمْ مَا أَصَابُوْا، وَنَقَضُوْا مَا كَانَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَهْدِ وَالْمِيْثَاقِ بِمَا اسْتَحَلُّوْا مِنْ خُزَاعَةَ، وَكَانَ فِيْ عَقْدِهٖ وَعَهْدِهٖ، خَرَجَ عَمْرُو بْنُ سَالِمٍ الْخُزَاعِيُّ، ثُمَّ أَحَدُ بَنِي كَعْبٍ، حَتّٰى قَدِمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ، وَكَانَ ذٰلِكَ مِمَّا هَاجَ فَتْحَ مَكَّةَ، [348]

ترجمہ: ابنِ اسحاق فرماتے ہیں: جب بنو بکر اور قریش نے مل کر خزاعہ پر حملہ کیا، اور ان پر وہ ظلم و زیادتی کی جو انہوں نے کی، اور اس کے ذریعے اس عہد و پیمان کو توڑ دیا جو ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان قائم تھا (کیونکہ خزاعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں تھے)، تو خزاعہ کے ایک فرد عمرو بن سالم الخزاعی (از بنو کعب) فوراً مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

رسول اللہ کی طرف سے انصاف کی یقین دہانی:

امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ہشام بن ایوب حِمْیَری مَعَافِرِیّ رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

---

[348] السیرۃ النبویہ لابن ھشام: ج2 ص334 شِعْرُ عَمْرٍو الْخُزَاعِيِّ لِلرَّسُوْلِ

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نُصِرْتَ يَا عَمْرَو بْنَ سَالِمٍ. [349]

ترجمہ: ابن اسحاق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ (جب عمرو بن سالم خزاعی نے مدینہ آکر ظلم وزیادتی کی فریاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کی تو) آپ علیہ السلام نے فرمایا": اے عمرو بن سالم! تمہاری مدد کی جائے گئی۔

ابوسفیان صخر بن حرب کی تجدید معاہدہ کی کوشش:

امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ہشام بن ایوب حِمْیَری مَعَافِرِیّ رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

ثُمَّ خَرَجَ أَبُوْ سُفْيَانَ حَتّٰى قَدِمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ، ...ثُمَّ خَرَجَ حَتّٰى أَتٰى رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهُ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ شَيْئًا، ثُمَّ ذَهَبَ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ، فَكَلَّمَهُ أَنْ يُكَلِّمَ لَهُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَا أَنَا بِفَاعِلٍ، ثُمَّ أَتٰى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَكَلَّمَهُ، فَقَالَ: أَأَنَا أَشْفَعُ لَكُمْ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ فَوَ اللهِ لَوْ لَمْ أَجِدْ إِلَّا الذَّرَّ لَجَاهَدْتُكُمْ بِهِ. ثُمَّ خَرَجَ فَدَخَلَ عَلٰى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهِ عَنْهُ، وَعِنْدَهُ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَضِيَ عَنْهَا، وَعِنْدَهَا حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، غُلَامٌ يَدِبُّ بَيْنَ يَدَيْهَا، فَقَالَ: يَا عَلِيُّ، إِنَّكَ أَمَسُّ الْقَوْمِ بِيْ رَحِمًا وَإِنِّي قَدْ جِئْتُ فِي حَاجَةٍ فَلَا أَرْجِعَنَّ كَمَا جِئْتُ خَائِبًا فَاشْفَعْ لِيْ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ، فَقَالَ: وَيْحَكَ يَا أَبَا سُفْيَانَ! وَاللهِ لَقَدْ عَزَمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أَمْرٍ مَا نَسْتَطِيْعُ أَنْ نُكَلِّمَهُ فِيْهِ. فَالْتَفَتَ إِلٰى فَاطِمَةَ فَقَالَ: يَا بُنَةَ مُحَمَّدٍ، هَلْ لَكِ أَنْ تَأْمُرِيْ بُنَيَّكِ هٰذَا فَيُجِيْرَ بَيْنَ النَّاسِ، فَيَكُوْنَ سَيِّدَ الْعَرَبِ إِلٰى آخِرِ الدَّهْرِ؟ قَالَتْ: وَاللهِ مَا بَلَغَ بُنَيَّ ذَاكَ أَنْ يُجِيْرَ بَيْنَ النَّاسِ، وَمَا يُجِيْرُ أَحَدٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَبَا الْحَسَنِ، إِنِّي أَرَى الْأُمُوْرَ قَدْ اشْتَدَّتْ عَلَيَّ، فَانْصَحْنِيْ، قَالَ: وَاللهِ مَا أَعْلَمُ لَكَ شَيْئًا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا، وَلٰكِنَّكَ سَيِّدُ بَنِيْ كِنَانَةَ، فَقُمْ فَأَجِرْ بَيْنَ النَّاسِ، ثُمَّ الْحَقْ بِأَرْضِكَ، قَالَ: أَوَ تَرٰى ذٰلِكَ مُغْنِيًا عَنِّي شَيْئًا؟ قَالَ: لَا وَاللهِ، مَا أَظُنُّهُ، وَلٰكِنِّي لَا أَجِدُ لَكَ غَيْرَ ذٰلِكَ.

---

[349] السیرۃ النبویہ لابن ھشام: ج2 ص335 شِعْرُ عَمْرٍو الْخُزَاعِيِّ لِلرَّسُوْلِ

فَقَامَ أَبُوْ سُفْيَانَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنِّيْ قَدْ أَجَرْتُ بَيْنَ النَّاسِ. ثُمَّ رَكِبَ بَعِيْرَهُ فَانْطَلَقَ، فَلَمَّا قَدِمَ عَلٰى قُرَيْشٍ، قَالُوْا: مَا وَرَاءَكَ؟ قَالَ: جِئْتُ مُحَمَّدًا فَكَلَّمْتُهُ، فَوَاللهِ مَا رَدَّ عَلَيَّ شَيْئًا، ثُمَّ جِئْتُ ابْنَ أَبِي قُحَافَةَ، فَلَمْ أَجِدْ فِيْهِ خَيْرًا، ثُمَّ جِئْتُ ابْنَ الْخَطَّابِ، فَوَجَدْتُهُ أَدْنَى الْعَدُوِّ. قَالَ ابْنُ هِشَامٍ: أَعْدَى الْعَدُوِّ. قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: ثُمَّ جِئْتُ عَلِيًّا فَوَجَدْتُهُ أَلْيَنَ الْقَوْمِ، وَقَدْ أَشَارَ عَلَيَّ بِشَيْءٍ صَنَعْتُهُ، فَوَاللهِ مَا أَدْرِيْ هَلْ يُغْنِيْ ذٰلِكَ شَيْئًا أَمْ لَا؟ قَالُوْا: وَبِمَ أَمَرَكَ؟ قَالَ: أَمَرَنِيْ أَنْ أُجِيْرَ بَيْنَ النَّاسِ، فَفَعَلْتُ، قَالُوْا: فَهَلْ أَجَازَ ذٰلِكَ مُحَمَّدٌ؟ قَالَ: لَا، قَالُوْا: وَيْلَكَ! وَاللهِ إِنْ زَادَ الرَّجُلُ عَلٰى أَنْ لَعِبَ بِكَ، فَمَا يُغْنِيْ عَنْكَ مَا قُلْتُ. قَالَ: لَا وَاللهِ، مَا وَجَدْتُ غَيْرَ ذٰلِكَ. [350]

ترجمہ: ابنِ اسحاق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: پھر ابو سفیان (مکہ سے) نکلے یہاں تک کہ مدینہ منورہ پہنچے.... پھر وہ وہاں (اپنی بیٹی سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے گھر) سے نکلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے بات کی، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کوئی جواب نہ دیا۔ پھر وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے درخواست کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کریں، لیکن انہوں نے فرمایا: میں ایسا نہیں کروں گا۔ اس کے بعد وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے بھی یہی بات کہی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تمہاری سفارش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کروں؟ اللہ کی قسم! اگر مجھے تمہارے خلاف صرف چیونٹیاں بھی مل جائیں تو میں ان کے ذریعے بھی تم سے لڑائی کروں!

پھر وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، جہاں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا موجود تھیں اور ان کے بیٹے حسن بن علی رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ ابو سفیان نے کہا: اے علی! تم مجھ سے رشتے میں قریب ہو۔ میں ایک ضرورت لے کر آیا ہوں، میں نہیں چاہتا کہ ناکام واپس جاؤں، اس لیے میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کرو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: افسوس ہے تم پر اے ابو سفیان! اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ

---

[350] السیرۃ النبویہ لابن ھشام: ج2 ص336 خُرُوجُ أَبِي سُفْيَانَ إِلَى الْمَدِينَة

وسلم نے ایک ایسے معاملے کا فیصلہ کر لیا ہے کہ ہم اس میں آپ سے بات بھی نہیں کر سکتے۔

پھر ابو سفیان نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف رخ کر کے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی! کیا تم اپنے اس بچے (حسن رضی اللہ عنہ) کو حکم دے سکتی ہو کہ وہ لوگوں کے درمیان امان دے دے تاکہ وہ ہمیشہ عرب کا سردار بن جائے؟ انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! میرا بیٹا اس قابل نہیں کہ وہ لوگوں کو امان دے، اور نہ ہی کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں کسی کو امان دے سکتا ہے۔ پھر ابو سفیان نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابو الحسن! میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے معاملات بہت سخت ہو گئے ہیں، مجھے کوئی مشورہ دو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں تمہارے لیے کوئی ایسا حل نہیں جانتا جو تمہیں فائدہ دے، لیکن تم بنی کنانہ کے سردار ہو، تم اٹھو اور خود لوگوں کے درمیان امان کا اعلان کر دو، پھر اپنے علاقے کو چلے جاؤ۔ ابو سفیان نے کہا: کیا تم سمجھتے ہو کہ اس سے مجھے کچھ فائدہ ہو گا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں، اللہ کی قسم! میں نہیں سمجھتا، لیکن اس کے سوا کوئی راستہ بھی نہیں۔ چنانچہ ابو سفیان مسجد میں کھڑے ہوئے اور کہا: اے لوگو! میں نے لوگوں کے درمیان امان کا اعلان کر دیا ہے۔ پھر وہ اپنے اونٹ پر سوار ہو کر واپس روانہ ہو گئے۔

جب وہ قریش کے پاس پہنچے تو انہوں نے پوچھا: کیا خبر ہے؟

انہوں نے کہا: میں محمد کے پاس گیا، ان سے بات کی، لیکن اللہ کی قسم! انہوں نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر میں ابو بکر کے پاس گیا، لیکن وہاں بھی کچھ نہ پایا۔ پھر میں عمر کے پاس گیا تو وہ سب سے زیادہ سخت دشمن نکلے۔ پھر میں علی کے پاس گیا تو وہ سب سے نرم تھے، انہوں نے مجھے ایک مشورہ دیا جس پر میں نے عمل کیا، لیکن اللہ کی قسم! مجھے نہیں معلوم کہ اس کا کوئی فائدہ ہو گا یا نہیں۔

لوگوں نے پوچھا: انہوں نے تمہیں کیا حکم دیا تھا؟

انہوں نے کہا: مجھے حکم دیا کہ میں لوگوں کے درمیان امان کا اعلان کر دوں، تو میں نے کر دیا۔

انہوں نے پوچھا: کیا محمد نے اسے قبول کیا؟ انہوں نے کہا: نہیں۔

انہوں نے کہا: افسوس! تمہارے ساتھ تو صرف کھیل ہوا ہے، اس سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں۔

مکہ جانے کی رسول اللہ کی تیاری:

امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ہشام بن ایوب حِمْیَری مَعَافِرِیّ رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

وَأَمَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَهَازِ، وَأَمَرَ أَهْلَهُ أَنْ يُجَهِّزُوْهُ. [351]

ترجمہ: اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (لشکر کے) ساز وسامان کی تیاری کا حکم فرمایا، اور اپنے گھر والوں کو بھی حکم دیا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سامانِ سفر تیار کریں۔

مکہ کا سفر:

امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ہشام بن ایوب حِمْیَری مَعَافِرِیّ رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ثُمَّ مَضٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسَفَرِهٖ وَاسْتَخْلَفَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ أَبَارُهْمٍ كُلْثُوْمَ بْنَ حُصَيْنِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ خَلَفٍ الْغِفَارِيَّ وَخَرَجَ لِعَشْرٍ مَضَيْنَ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ. [352]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سفر (فتحِ مکہ) کے لیے روانہ ہوئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ پر ابارُہم کلثوم بن حصین بن عتبہ بن خلف الغفاری رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب (امیر) مقرر فرمایا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے دس دن گزرنے کے بعد مدینہ سے روانہ ہوئے۔

مر الظہران پر پڑاؤ:

امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ہشام بن ایوب حِمْیَری مَعَافِرِیّ رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: ثُمَّ مَضٰى حَتّٰى نَزَلَ مَرَّ الظَّهْرَانِ فِي عَشَرَةِ آلَافٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ. فَسَبَّعَتْ

---

[351] السیرۃ النبویہ لابن ھشام: ج2 ص337 تَجْهِيزُ الرَّسُولِ لِفَتْحِ مَكَّةَ

[352] السیرۃ النبویہ لابن ھشام: ج2 ص338 خُرُوجُ الرَّسُولِ فِي رَمَضَانَ وَاسْتِخْلَافُهُ أَبَارُهْمٍ

سُلَيْمٌ، وَبَعْضُهُمْ يَقُوْلُ أَلْفَتْ سُلَيْمٌ، وَأَلْفَتْ مُزَيْنَةُ. وَفِي كُلِّ الْقَبَائِلِ عُدَدٌ وَإِسْلَامٌ، وَأَوْعَبَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ فَلَمْ يَتَخَلَّفْ عَنْهُ مِنْهُمْ أَحَدٌ، فَلَمَّا نَزَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ الظَّهْرَانِ وَقَدْ عُمِّيَتْ الْأَخْبَارُ عَنْ قُرَيْشٍ، فَلَمْ يَأْتِهِمْ خَبَرٌ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَدْرُوْنَ مَا هُوَ فَاعِلٌ وَخَرَجَ فِي تِلْكَ اللَّيَالِي أَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ وَحَكِيْمُ بْنُ حِزَامٍ وَبُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ يَتَحَسَّسُوْنَ الْأَخْبَارَ وَيَنْظُرُوْنَ هَلْ يَجِدُوْنَ خَبَرًا أَوْ يَسْمَعُوْنَ بِهِ وَقَدْ كَانَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَقِيَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ. [353]

ترجمہ: ابنِ اسحاق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے یہاں تک کہ مرّ الظہران کے مقام پر اترے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس ہزار مسلمان تھے۔(اس لشکر میں مختلف قبائل بھی شامل تھے) بنو سلیم کے بارے میں کہا گیا کہ وہ سب مکمل طور پر شامل ہوئے، اور بعض کے مطابق بنو سلیم اور بنو مزینہ نے بھی بڑی تعداد میں شرکت کی۔ تمام قبائل میں لوگ اور مسلمان موجود تھے، اور مہاجرین وانصار نے بھی پوری طرح شرکت کی، ان میں سے کوئی بھی پیچھے نہ رہا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرّ الظہران میں پہنچے تو قریش کی خبریں بالکل منقطع ہو گئیں، انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کوئی خبر نہ مل رہی تھی، اور وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرنے والے ہیں۔

اسی دوران ان راتوں میں ابو سفیان بن حرب، حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء خبر لینے کے لیے نکلے تاکہ معلوم کریں کہ کوئی اطلاع ملتی ہے یا نہیں۔ ادھر حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ راستے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل چکے تھے۔

قریش کا تجسس اور ابو سفیان کو امان:

امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ہشام بن ایوب حِمْیَری مَعَافِرِیّ رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

---

[353] السیرۃ النبویہ لابن ھشام: ج2 ص339 نُزُولُهُمْ مَرَّ الظَّهْرَانِ وَتَجَسُّسُ قُرَيْشٍ

فَلَمَّا نَزَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ الظَّهْرَانِ قَالَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقُلْتُ وَاصَبَاحَ قُرَيْشٍ وَاللهِ لَئِنْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ عَنْوَةً قَبْلَ أَنْ يَّأْتُوْهُ فَيَسْتَأْمِنُوْهُ، إِنَّهُ لَهَلَاكُ قُرَيْشٍ إِلٰى آخِرِ الدَّهْرِ. قَالَ:فَجَلَسْتُ عَلٰى بَغْلَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْضَاءِ، فَخَرَجْتُ عَلَيْهَا. قَالَ: حَتّٰى جِئْتُ الْأَرَاكَ، فَقُلْتُ: لَعَلِّي أَجِدُ بَعْضَ الْحَطَّابَةِ أَوْ صَاحِبَ لَبَنٍ أَوْ ذَا حَاجَةٍ يَأْتِي مَكَّةَ، فَيُخْبِرَهُمْ بِمَكَانِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَخْرُجُوْا إِلَيْهِ فَيَسْتَأْمِنُوْهُ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَهَا عَلَيْهِمْ عنْوَةً. قَالَ: فَوَ اللهِ إِنِّيْ لَأَسِيْرُ عَلَيْهَا، وَأَلْتَمِسُ مَا خَرَجْتُ لَهُ، إِذْ سَمِعْتُ كَلَامَ أَبِيْ سُفْيَانَ وَبُدَيْلِ بْنِ وَرْقَاءَ وَهُمَا يَتَرَاجَعَانِ، وَأَبُوْ سُفْيَانَ يَقُوْلُ: مَا رَأَيْتُ كَاللَّيْلَةِ نِيْرَانًا قَطُّ وَلَا عَسْكَرًا قَالَ: يَقُوْلُ بُدَيْلٌ:هٰذِهٖ وَاللهِ خُزَاعَةُ حَمَشَتْهَا الْحَرْبُ. قَالَ: يَقُوْلُ أَبُوْ سُفْيَانَ: خُزَاعَةُ أَذَلُّ وَأَقَلُّ مِنْ أَنْ تَكُوْنَ هٰذِهٖ نِيْرَانَهَا وَعَسْكَرَهَا، قَالَ: فَعَرَفْتُ صَوْتَهُ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا حَنْظَلَةَ، فَعَرَفَ صَوْتِيْ، فَقَالَ: أَبُو الْفَضْلِ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: مَا لَكَ؟ فِدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ، قَالَ: قُلْتُ: وَيْحَكَ يَا أَبَا سُفْيَانَ، هٰذَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ وَاصَبَاحَ قُرَيْشٍ وَاللهِ.قَالَ:فَمَا الْحِيلَةُ؟فِدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ قَالَ: قُلْتُ: وَاللهِ لَئِنْ ظَفِرَ بِكَ لَيَضْرِبَنَّ عُنُقَكَ، فَارْكَبْ فِي عَجُزِ هٰذِهِ الْبَغْلَةِ حَتّٰى آتِيَ بِكَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْتَأْمِنَهُ لَكَ، قَالَ: فَرَكِبَ خَلْفِي وَرَجَعَ صَاحِبَاهُ، قَالَ: فَجِئْتُ بِهٖ، كُلَّمَا مَرَرْتُ بِنَارٍ مِنْ نِيْرَانِ الْمُسْلِمِيْنَ قَالُوْا: مَنْ هٰذَا؟ فَإِذَا رَأَوْا بَغْلَةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا عَلَيْهَا، قَالُوْا عَمُّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَغْلَتِهٖ، حَتّٰى مَرَرْتُ بِنَارِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقَالَ: مَنْ هٰذَا؟

وَقَامَ إِلَيَّ، فَلَمَّا رَأٰى أَبَا سُفْيَانَ عَلٰى عَجُزِ الدَّابَّةِ، قَالَ: أَبُوْ سُفْيَانَ عَدُوُّ اللهِ! الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَمْكَنَ مِنْكَ بِغَيْرِ عَقْدٍ وَلَا عَهْدٍ ثُمَّ خَرَجَ يَشْتَدُّ نَحْوَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَكَضْتُ الْبَغْلَةَ، فَسَبَقْتُهُ بِمَا تَسْبِقُ الدَّابَّةُ الْبَطِيْئَةُ الرَّجُلَ الْبَطِيْءَ.

قَالَ: فَاقْتَحَمْتُ عَنِ الْبَغْلَةِ، فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَخَلَ عَلَيْهِ عُمَرُ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، هٰذَا أَبُوْ سُفْيَانَ قَدْ أَمْكَنَ اللهُ مِنْهُ بِغَيْرِ عَقْدٍ وَلَا عَهْدٍ، فَدَعْنِيْ فَلْأَضْرِبْ عُنُقَهُ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، إِنِّيْ قَدْ أَجَرْتُهُ ثُمَّ جَلَسْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَأَخَذْتُ بِرَأْسِهٖ، فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ لَا يُنَاجِيْهِ اللَّيْلَةَ دُوْنِيْ رَجُلٌ، فَلَمَّا أَكْثَرَ عُمَرُ فِي شَأْنِهٖ، قَالَ: قُلْتُ: مَهْلًا يَا عُمَرُ، فَوَ اللّٰهِ أَنْ لَوْ كَانَ مِنْ بَنِيْ عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ مَا قُلْتُ هٰذَا وَلٰكِنَّكَ قَدْ عَرَفْتُ أَنَّهٗ مِنْ رِجَالِ بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ، فَقَالَ: مَهْلًا يَا عَبَّاسُ، فَوَ اللّٰهِ لَإِسْلَامُكَ يَوْمَ أَسْلَمْتُ كَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ إِسْلَامِ الْخَطَّابِ لَوْ أَسْلَمَ، وَمَا بِيْ إِلَّا أَنِّيْ قَدْ عَرَفْتُ أَنَّ إِسْلَامَكَ كَانَ أَحَبَّ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِسْلَامِ الْخَطَّابِ لَوْ أَسْلَمَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اذْهَبْ بِهٖ يَا عَبَّاسُ إِلٰى رَحْلِكَ، فَإِذَا أَصْبَحْتَ فَأْتِنِيْ بِهٖ، قَالَ: فَذَهَبْتُ بِهٖ إِلٰى رَحْلِيْ، فَبَاتَ عِنْدِيْ، فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَوْتُ بِهٖ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَيْحَكَ يَا أَبَا سُفْيَانَ، أَلَمْ يَأْنِ لَكَ أَنْ تَعْلَمَ أَنَّهٗ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ؟ قَالَ: بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ، مَا أَحْلَمَكَ وَأَكْرَمَكَ وَأَوْصَلَكَ، وَاللّٰهِ لَقَدْ ظَنَنْتُ أَنْ لَوْ كَانَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهٌ غَيْرُهٗ لَقَدْ أَغْنٰى عَنِّيْ شَيْئًا بَعْدُ قَالَ: وَيْحَكَ يَا أَبَا سُفْيَانَ! أَلَمْ يَأْنِ لَكَ أَنْ تَعْلَمَ أَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ؟ قَالَ: بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ، مَا أَحْلَمَكَ وَأَكْرَمَكَ وَأَوْصَلَكَ! أَمَّا هٰذِهٖ وَاللّٰهِ فَإِنَّ فِي النَّفْسِ مِنْهَا حَتّٰى الْآنَ شَيْئًا. فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ: وَيْحَكَ! أَسْلِمْ وَاشْهَدْ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَبْلَ أَنْ تُضْرَبَ عُنُقُكَ. قَالَ: فَشَهِدَ شَهَادَةَ الْحَقِّ، فَأَسْلَمَ،

قَالَ الْعَبَّاسُ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ يُحِبُّ هٰذَا الْفَخْرَ، فَاجْعَلْ لَهٗ شَيْئًا، قَالَ: نَعَمْ، مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِيْ سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ وَمَنْ أَغْلَقَ بَابَهٗ فَهُوَ آمِنٌ وَمَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَهُوَ آمِنٌ فَلَمَّا ذَهَبَ لِيَنْصَرِفَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا عَبَّاسُ، احْبِسْهُ بِمَضِيْقِ الْوَادِيْ عِنْدَ خَطْمِ الْجَبَلِ حَتّٰى تَمُرَّ بِهٖ جُنُوْدُ اللّٰهِ فَيَرَاهَا. قَالَ: فَخَرَجْتُ حَتّٰى حَبَسْتُهٗ بِمَضِيْقِ الْوَادِيْ، حَيْثُ أَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَحْبِسَهٗ. [354]

ترجمہ: حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرّ الظہران میں قیام فرما چکے تھے تو میں نے سوچا: افسوس قریش کی صبح! اللہ کی قسم! اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ

[354] السیرۃ النبویہ لابن ھشام: ج2 ص340 قِصَّةُ إِسْلَامِ أَبِي سُفْيَانَ

میں زبردستی داخل ہو گئے اور قریش نے آکر امان نہ طلب کی تو قریش کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہو جائے گا۔ چنانچہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفید خچر پر سوار ہوا اور نکل پڑا۔ میں اس پر چلتا رہا یہاں تک کہ الأراک کے مقام پر پہنچ گیا۔ میں یہ سوچ رہا تھا کہ شاید کوئی لکڑہارا یا دودھ والا یا کوئی ایسا شخص مل جائے جو مکہ جا رہا ہو، تاکہ میں قریش کو خبر کر دوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں، تاکہ وہ جلدی آکر امان حاصل کر لیں قبل اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زبردستی مکہ میں داخل ہو جائیں۔ میں اسی حالت میں چل رہا تھا کہ میں نے ابوسفیان اور بدیل بن ورقاء کی آواز سنی، وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ ابوسفیان کہہ رہا تھا: میں نے آج رات جیسی آگیں اور لشکر کبھی نہیں دیکھے!

بدیل نے کہا: یہ تو ضرور خزاعہ ہیں جنہیں جنگ نے بھڑکا دیا ہے۔

ابوسفیان نے کہا: خزاعہ اتنی کمزور ہیں کہ یہ ان کی آگیں اور لشکر نہیں ہو سکتے!

میں نے ان کی آواز پہچان لی اور کہا: اے ابوحنظلہ!

اس نے میری آواز پہچانی اور کہا: کیا تم ابوالفضل ہو؟

میں نے کہا: ہاں!

اس نے کہا: تمہیں کیا ہے؟ میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں!

میں نے کہا: افسوس ہے تم پر اے ابوسفیان! یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اپنے لشکر کے ساتھ!

اس نے کہا: پھر کیا تدبیر ہے؟ میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں!

میں نے کہا: اللہ کی قسم! اگر وہ تم پر قابو پا گئے تو تمہاری گردن مار دیں گے، اس لیے اس خچر کے پیچھے بیٹھ جاؤ، میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاتا ہوں اور تمہارے لیے امان طلب کرتا ہوں۔

وہ میرے پیچھے سوار ہو گیا اور اس کے ساتھی واپس چلے گئے۔ میں اسے لے کر چل پڑا۔ جب بھی مسلمانوں کی کسی آگ کے پاس سے گزرتا تو وہ پوچھتے: یہ کون ہے؟ جب وہ خچر اور مجھے پہچان لیتے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خچر ہے تو کہتے: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں خچر پر سوار ہیں۔

یہاں تک کہ میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی آگ کے پاس سے گزرا۔

انہوں نے پوچھا: یہ کون ہے؟

پھر وہ میرے پاس آئے اور جب ابوسفیان کو خچر پر بیٹھا دیکھا تو کہنے لگے: ابوسفیان! اللہ کا دشمن! الحمدللہ کہ اللہ نے تمہیں بغیر معاہدہ اور بغیر امان کے ہمارے ہاتھ میں دے دیا! پھر وہ فوراً دوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گئے۔ میں نے خچر کو تیز کیا اور عمر سے آگے نکل گیا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا، ابھی میں بھی اندر داخل ہوا اور عمر بن خطاب بھی داخل ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ ابو سفیان ہے، اللہ نے اسے بغیر کسی معاہدے کے ہمارے قبضے میں دے دیا ہے، مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس کی گردن مار دوں! میں نے کہا: یارسول اللہ! میں نے اسے امان دی ہے!

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب بیٹھ گیا اور اس کے سر کو تھام لیا اور کہا: اللہ کی قسم! آج رات اس تک کوئی اور نہیں پہنچے گا! جب عمر رضی اللہ عنہ اصرار کرتے رہے تو میں نے کہا: اے عمر! نرمی کرو! اگر یہ بنی عدی بن کعب میں سے ہوتا تو تم ایسا نہ کہتے، لیکن یہ بنی عبد مناف میں سے ہے!

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عباس! تمہارا اسلام مجھے اپنے والد خطاب کے اسلام سے بھی زیادہ محبوب ہے اگر وہ اسلام لے آتے، کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تمہارا اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عباس! اسے اپنے خیمے میں لے جاؤ، اور صبح میرے پاس لے آنا۔

میں اسے اپنے خیمے میں لے گیا اور وہ رات میرے پاس رہا۔ صبح میں اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو فرمایا: ابوسفیان! کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں؟

اس نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! آپ کتنے حلیم، کریم اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں! میں نے سوچا تھا کہ اگر اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہوتا تو وہ مجھے فائدہ دے دیتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوسفیان! کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم جان لو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟

اس نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! آپ کتنے حلیم ہیں! لیکن اس بارے میں ابھی میرے دل میں کچھ تردد ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ابو سفیان! اسلام قبول کر لو قبل اس کے کہ تمہاری گردن مار دی جائے! چنانچہ اس نے کلمہ شہادت پڑھ لیا اور مسلمان ہو گیا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! ابو سفیان ایک ایسا شخص ہے جو فخر کو پسند کرتا ہے، اس کے لیے کوئی اعزاز مقرر فرمایئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ابو سفیان کے گھر میں داخل ہو جائے وہ امن میں ہے، اور جو اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے وہ امن میں ہے، اور جو مسجد میں داخل ہو جائے وہ بھی امن میں ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عباس! اسے وادی کے تنگ راستے میں روک لو تاکہ وہ اللہ کے لشکروں کو دیکھ لے۔ چنانچہ میں اسے وہاں لے گیا اور روک لیا، جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا۔

سیدنا ابو سفیان کا گھر دارالامن:

امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ہشام بن ایوب حِمْیَری مَعَافِرِیّ رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ: قُلْتُ: النَّجَاءَ إِلَى قَوْمِكَ. حَتَّى إِذَا جَاءَهُمْ صَرَخَ بِأَعْلَى صَوْتِهِ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! هٰذَا مُحَمَّدٌ قَدْ جَاءَكُمْ فِيمَا لَا قِبَلَ لَكُمْ بِهِ. فَمَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ. [355]

راوی کہتے ہیں: میں نے (ابو سفیان سے) کہا: جلدی کرو، اپنی قوم کے پاس پہنچو! چنانچہ جب وہ قریش کے پاس پہنچے تو انہوں نے بلند آواز سے پکار کر کہا: اے قریش کے لوگو! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے پاس اس لشکر کے ساتھ آ گئے ہیں جس کا مقابلہ تمہارے بس میں نہیں۔ جو شخص ابو سفیان کے گھر میں داخل ہو جائے وہ امن میں ہے۔

فائدہ: یہ فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کرنے والے کا اعزاز ہے کہ ان کے گھر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جائے امن قرار دیا۔

---

[355] السیرۃ النبویہ لابن ھشام: 2 ص 342 رُجُوعُ أَبِي سُفْيَانَ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ

بیت اللہ سے بتوں کو نکال دیا:

امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ہشام بن ایوب حِمْیَری مَعَافِرِیّ رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ هِشَامٍ: وَحَدَّثَنِيْ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْبَيْتَ يَوْمَ الْفَتْحِ، فَرَأَى فِيْهِ صُوَرَ الْمَلَائِكَةِ وَغَيْرِهِمْ. فَرَأَى إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُصَوَّرًا فِي يَدِهِ الْأَزْلَامُ يَسْتَقْسِمُ بِهَا فَقَالَ: قَاتَلَهُمُ اللهُ، جَعَلُوْا شَيْخَنَا يَسْتَقْسِمُ بِالْأَزْلَامِ! مَا شَأْنُ إِبْرَاهِيْمَ وَالْأَزْلَامِ؟ ثُمَّ تَلَا: ﴿مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ ثُمَّ أَمَرَ بِتِلْكَ الصُّوَرِ كُلِّهَا فَطُمِسَتْ. [356]

ترجمہ: ابنِ ہشام رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: مجھے بعض اہلِ علم نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتحِ مکہ کے دن بیت اللہ میں داخل ہوئے تو وہاں فرشتوں اور دیگر ہستیوں کی تصویریں موجود تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تصویر بنی ہوئی تھی اور ان کے ہاتھ میں تیر (ازلام) تھے جن کے ذریعے وہ (نعوذ باللہ) قسمت کا فیصلہ کر رہے تھے۔ یہ دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ ان (تصویریں بنانے والوں) کو ہلاک کرے! انہوں نے ہمارے بزرگ (ابراہیم علیہ السلام) کو تیروں کے ذریعے قسمت آزماتے ہوئے بنا دیا۔ ابراہیم کا ازلام سے کیا تعلق؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ابراہیم نہ یہودی تھے نہ نصرانی، بلکہ وہ یکسو مسلمان تھے اور مشرکین میں سے نہ تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ تمام تصویریں مٹا دی جائیں، چنانچہ سب کو مٹا دیا گیا۔

عام معافی کا اعلان:

امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی رحمہ اللہ (ت 458ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ سَلَّامِ بْنِ مِسْكِيْنٍ عَنْ أَبِيْهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ: ثُمَّ أَتَى الْكَعْبَةَ فَأَخَذَ

---

[356] السیرۃ النبویہ لابن ھشام: 2 ص 349 أَمْرُ الرَّسُوْلِ بِطَمْسِ مَا بِالْبَيْتِ مِنْ صُوَرٍ

بِعِضَادَتَيِ الْبَابِ، فَقَالَ: مَا تَقُوْلُوْنَ وَمَا تَظُنُّوْنَ؟قَالُوْا: نَقُوْلُ: ابْنُ أَخٍ وَابْنُ عَمٍّ حَلِيْمٌ رَحِيْمٌ. قَالَ: وَقَالُوْا ذٰلِكَ ثَلَاثًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَقُوْلُ كَمَا قَالَ يُوْسُفُ: ﴿لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۖ يَغْفِرُ اللهُ لَكُمْ ۖ وَ هُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ﴾قَالَ: فَخَرَجُوْا كَأَنَّهُمْ نُشِرُوْا مِنَ الْقُبُوْرِ فَدَخَلُوْا فِي الْإِسْلَامِ. وَفِيْ مَا حَكَاهُ الشَّافِعِيُّ عَنْ أَبِيْ يُوْسُفَ فِي هٰذِهِ الْقِصَّةِ أَنَّهُ قَالَ لَهُمْ حِيْنَ اجْتَمَعُوْا فِي الْمَسْجِدِ: مَا تَرَوْنَ أَنِّي صَانِعٌ بِكُمْ؟قَالُوْا: خَيْرًا أَخٌ كَرِيْمٌ وَابْنُ أَخٍ كَرِيْمٍ. قَالَ :اذْهَبُوْا فَأَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ. [357]

ترجمہ: قاسم بن سلام بن مسکین اپنے والد کے واسطے سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں تشریف لائے، اور دروازے کے دونوں جانب کے حلقوں کو پکڑ کر فرمایا: تم کیا کہتے ہو؟ اور کیا گمان رکھتے ہو؟

لوگوں نے کہا: ہم کہتے ہیں کہ آپ ہمارے معزز بھائی اور معزز چچازاد ہیں، بڑے حلیم اور مہربان ہیں۔ انہوں نے یہ بات تین مرتبہ کہی۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں وہی بات کہتا ہوں جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہی تھی: آج تم پر کوئی ملامت نہیں، اللہ تمہیں معاف کرے، اور وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ راوی کہتے ہیں: پھر وہ لوگ ایسے باہر نکلے جیسے قبروں سے زندہ کیے گئے ہوں، اور سب اسلام میں داخل ہو گئے۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ نے ابو یوسف سے اس واقعے کے متعلق نقل کیا ہے کہ جب لوگ مسجد میں جمع ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تم کیا سمجھتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کیا کرنے والا ہوں؟ انہوں نے کہا: ہم خیر کی امید رکھتے ہیں، آپ کریم بھائی ہیں اور کریم بھائی کے بیٹے ہیں۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ! تم سب آزاد ہو۔

لفظ "طلقاء" کی لغوی و اصطلاحی بحث:

فتحِ مکہ اسلامی تاریخ کا وہ فیصلہ کن موڑ ہے جہاں اہلِ ایمان کو صرف ظاہری فتح نہیں ملی بلکہ اخلاق، رحمت

---

[357] السنن الکبریٰ للبیہقی: ج9 ص118 باب فَتْحِ مَكَّةَ حَرَسَهَا اللهُ تَعَالٰى

اور عفو کا ایک ایسا عالمی نمونہ بھی عطا ہوا جس کی مثال انسانی تاریخ میں مشکل سے ملتی ہے۔ اسی موقع پر "الطُّلَقَاء" کی اصطلاح سامنے آتی ہے جسے سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ اسے محض لفظی معنیٰ میں نہیں بلکہ اس کے پورے تاریخی اور شرعی پس منظر کے ساتھ دیکھا جائے۔ اسی میں اس کی اصل روح واضح ہوتی ہے اور اسی میں ان لوگوں کا مقام بھی متعین ہوتا ہے جنہیں یہ نسبت دی گئی۔

لغتِ عرب میں "طَلَقَ" کے معنی آزاد کرنے، قید سے نکال دینے یا کسی کو اس کی گرفت سے رہائی دینے کے آتے ہیں۔ اسی سے "طُلَقَاء" کا مفہوم ان لوگوں کے لیے بولا جاتا ہے جنہیں کسی گرفت، قید یا مواخذے سے آزاد کر دیا گیا ہو۔ یہ لفظ اپنی اصل کے اعتبار سے نہ تو تنقیص پر دلالت کرتا ہے اور نہ ہی اس میں کوئی تحقیر کا پہلو پایا جاتا ہے، بلکہ اس میں اصل معنی آزادی، امان اور رہائی کا ہے۔

لسانِ نبوت سے "الطلقاء" کا اعزاز:

فتحِ مکہ کے دن اہلِ مکہ کی ایک بڑی تعداد وہ تھی جنہوں نے برسوں تک اسلام کی مخالفت کی، مسلمانوں کو اذیتیں دیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وطن چھوڑنے پر مجبور کیا، جنگیں مسلط کیں اور معاہدات کی خلاف ورزیاں کیں۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ پر غلبہ عطا فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقام کی بجائے معافی کا وہ اعلان فرمایا جس نے عرب کی تاریخ بدل دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمومی طور پر فرمایا: "اذْهَبُوا فَأَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ" یعنی جاؤ تم سب آزاد ہو۔ یہی وہ جملہ ہے جس نے "طلقاء" کی اصطلاح کو جنم دیا۔

یہ بات بھی نہایت اہم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خود اس لفظ کو استعمال کرنا اسے شرعی اعتبار سے ایک مثبت معنی عطا کرتا ہے۔ کیونکہ جب کسی لفظ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استعمال فرمائیں تو وہ محض لغوی معنی سے نکل کر شرعی اور اخلاقی مفہوم اختیار کر لیتا ہے۔ اس لیے "طلقاء" کو تنقیص پر محمول کرنا دراصل اس کے سیاق و سباق سے ہٹ کر اس کو سمجھنے کا نتیجہ ہے۔

یہ دراصل ایک عام معافی کا اعلان تھا جس میں نہ انتقام تھا، نہ بدلہ، نہ دشمنی کا تسلسل بلکہ مکمل رحمت، درگزر اور اصلاح کا پہلو غالب تھا۔ اگر اس موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تو ان سے انتقام لے سکتے تھے سزا دے سکتے تھے، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو معاف کر دیا اور انہیں نئی زندگی کا موقع عطا فرمایا۔ یہی وجہ

ہے کہ اہلِ علم کے نزدیک یہ اصطلاح "عفوِ نبوی" اور "اسلامی عدل ورحمت" کی علامت ہے۔

"الطلقاء" میں تعظیم ہے تحقیر نہیں:

سیرت کی کتب میں روایات دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ محض ایک تاریخی شناخت کے طور پر استعمال ہوا ہے۔ اس میں کسی قسم کی تحقیر یا تنقیص کا کوئی پہلو نہیں بلکہ یہ ایک حالت کا بیان ہے کہ وہ لوگ جو فتح کے دن امان پاکر آزاد کیے گئے۔ محدثین نے بھی جب اس اصطلاح کی شرح کی تو یہی واضح کیا کہ یہ ایک شرعی اور تاریخی اصطلاح ہے، جس کا مقصد صرف یہ بتانا ہے کہ ان لوگوں کو فتح کے دن عام معافی دی گئی۔

بعض لوگ بعد کے ادوار میں اس لفظ کو غلط معنی پہنانے کی کوشش کرتے رہے اور اسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تنقیص کے لیے استعمال کیا، حالانکہ یہ علمی دیانت کے خلاف ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک تو یہ اصطلاح خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے صادر ہوئی ہے، دوسرے یہ کہ جن لوگوں کو "طلقاء" کہا گیا وہ بعد میں اسلام لائے، ایمان کی دولت سے سرفراز ہوئے اور صحابہ کرام کی عظیم جماعت میں شامل ہوئے۔ اس لیے ان کی اصل شناخت "صحابی" ہونا ہے نہ کہ کوئی وقتی تاریخی حالت۔

"الطقاء" کا اخلاقی پہلو:

قرآن مجید کا اصول یہ ہے کہ ایمان لانے والے تمام لوگ ایک نئے رشتے میں داخل ہو جاتے ہیں جہاں پچھلی تمام دشمنیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ "اِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ" جیسے اصول اس بات کی دلیل ہیں کہ اسلام میں سابقہ حالات کو بنیاد بنا کر کسی کے مقام کو مستقل طور پر محدود نہیں کیا جاتا۔ اسی لیے طلقاء بھی بعد میں صحابہ میں شمار ہوئے اور دین کے بڑے بڑے کاموں میں شریک رہے۔ یہ بھی سمجھنا ضروری ہے کہ "طلقاء" کی اصطلاح ایک اخلاقی پیغام رکھتی ہے۔ وہ یہ کہ اسلام کی فتح صرف تلوار سے نہیں بلکہ دلوں کو جیتنے سے ہوتی ہے۔ فتحِ مکہ اس بات کی سب سے بڑی مثال ہے کہ دشمن کو شکست دینے کے بعد بھی اس کی عزت محفوظ رکھی جا سکتی ہے، اسے معاف کیا جا سکتا ہے اور اسے اصلاح کا موقع دیا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب اہلِ مکہ کو آزاد کیا گیا تو وہ حیرت زدہ تھے کہ جس نبی کے ساتھ انہوں نے اتنا برا سلوک کیا، وہ انہیں اس طرح معاف کر رہے ہیں۔ لہٰذا "طلقاء" کو اگر اس کے اصل مفہوم میں دیکھا جائے تو یہ کوئی عیب نہیں بلکہ ایک شرف ہے، کیونکہ یہ اس بات کی علامت ہے کہ انہیں وہ موقع ملا جس

میں انہوں نے اسلام قبول کیا اور امت کا حصہ بنے۔ ان کا یہ لقب دراصل اس عظیم دن کی یادگار ہے جب اسلام نے انتقام کے بجائے رحمت کو منتخب کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت کسی وقتی اصطلاح کی محتاج نہیں۔ ان کی اصل فضیلت ایمان، صحبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور نصرتِ دین ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ "الطُّلَقَاء" دراصل فتحِ مکہ کے دن اعلانِ رحمت، عمومی معافی اور اسلامی اخلاقِ حکومت کا عنوان ہے۔ اس کو تنقیص سمجھنا لفظ کے سیاق، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلوب اور سیرت کے عمومی مزاج سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ لفظ بھی اسی عظیم رحمت کا حصہ ہے جس نے دشمنوں کو دوست بنا دیا اور نفرت کو محبت میں بدل دیا۔

قبائل عرب انتظار میں تھے:

فتحِ مکہ سے پہلے عرب کے بہت سے قبائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اور قریش کے ساتھ جاری کشمکش کو بغور دیکھ رہے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ قریش پورے عرب میں مذہبی اور سیاسی اعتبار سے ایک مرکزی حیثیت رکھتے ہیں، اس لیے وہ یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ اس جدوجہد کا انجام کیا ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ آپس میں کہا کرتے تھے" : محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی قوم کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ "یعنی جلد بازی سے کوئی فیصلہ نہ کرو، بلکہ انتظار کرو کہ اللہ تعالیٰ اس معاملے کا کیا فیصلہ فرماتا ہے۔ ان کا خیال یہ تھا کہ اگر قریش محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر غالب آ گئے تو ان کی دعوت ختم ہو جائے گی، لیکن اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ہی قوم پر غالب آ گئے تو یہ ان کی نبوت کی سچائی کی واضح دلیل ہو گی۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَمْرِو بْنِ سَلِمَةَ قَالَ: قَالَ لِيْ أَبُوْ قِلَابَةَ: أَلَا تَلْقَاهُ فَتَسْأَلَهُ؟ قَالَ فَلَقِيْتُهُ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ : كُنَّا بِمَاءٍ مَمَرَّ النَّاسِ، وَكَانَ يَمُرُّ بِنَا الرُّكْبَانُ فَنَسْأَلُهُمْ: مَا لِلنَّاسِ، مَا لِلنَّاسِ؟مَا هٰذَا الرَّجُلُ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: يَزْعُمُ أَنَّ اللهَ أَرْسَلَهُ أَوْحَى إِلَيْهِ أَوْ: أَوْحَى اللهُ بِكَذَا فَكُنْتُ أَحْفَظُ ذٰلِكَ الْكَلَامَ وَكَأَنَّمَا يُغْرٰى

فِي صَدْرِي وَكَانَتِ الْعَرَبُ تَلَوَّمُ بِإِسْلَامِهِمُ الْفَتْحَ، فَيَقُولُونَ: اتْرُكُوهُ وَقَوْمَهُ فَإِنَّهُ إِنْ ظَهَرَ عَلَيْهِمْ فَهُوَ نَبِيٌّ صَادِقٌ، فَلَمَّا كَانَتْ وَقْعَةُ أَهْلِ الْفَتْحِ، بَادَرَ كُلُّ قَوْمٍ بِإِسْلَامِهِمْ. [358]

ترجمہ: حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابو قلابہ رحمہ اللہ نے مجھ سے کہا: کیا تم ان سے ملاقات نہیں کرتے کہ ان سے کچھ پوچھ لو؟ چنانچہ میں ان سے ملا اور ان سے سوال کیا۔ انہوں نے بتایا: ہم ایک ایسے چشمے پر رہتے تھے جہاں سے لوگ گزرتے تھے، اور ہمارے پاس سواریاں آتی جاتی رہتی تھیں۔ ہم ان قافلوں سے پوچھا کرتے تھے کہ لوگوں کا کیا حال ہے؟ کیا خبر ہے؟ یہ شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کون ہیں؟ تو وہ لوگ جواب دیتے تھے: وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اللہ نے انہیں رسول بنا کر بھیجا ہے اور ان کی طرف وحی نازل فرمائی ہے، یا یہ کہ اللہ نے ان پر یہ اور یہ وحی کی ہے۔ میں یہ باتیں یاد کر لیتا تھا، اور وہ باتیں میرے دل میں رچ بس گئی تھیں، گویا میرے سینے میں ان کی محبت اور اثر بیٹھتا جا رہا تھا۔ اور عرب کے لوگ اپنے اسلام لانے کو فتح (مکہ) کے واقعے کا انتظار کرتے ہوئے مؤخر کر رہے تھے، وہ آپس میں کہتے تھے: اسے اور اس کی قوم کو چھوڑ دو، اگر وہ اپنی قوم پر غالب آ گیا تو وہ واقعی سچا نبی ہے۔ پھر جب فتحِ مکہ کا واقعہ پیش آیا تو ہر قوم نے جلدی سے اسلام قبول کرنا شروع کر دیا، اور لوگ جوق در جوق دینِ اسلام میں داخل ہونے لگے۔

فتح مکہ کے نتائج:

فتحِ مکہ اسلامی تاریخ کا عظیم واقعہ ہے جس نے عرب کی سیاسی، دینی، سماجی اور اخلاقی فضا کو یکسر بدل دیا۔ یہ ایک شہر کی فتح نہیں تھی بلکہ پورے جزیرہ عرب کے مستقبل کا فیصلہ تھا۔ اس کے نتائج اتنے وسیع اور ہمہ گیر ہیں کہ انہیں سمجھنے سے اسلام کی دعوت، اس کی قوتِ تاثیر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمتِ عملی واضح ہو جاتی ہے۔

1: عرب میں شرک کی مرکزی علامت یعنی خانہ کعبہ بتوں سے پاک ہو گیا۔ وہ بیت اللہ جو صدیوں سے 360 بتوں کا مرکز بنا ہوا تھا، جہاں ابراہیم علیہ السلام کے نام پر بھی غلط رسومات رکھی گئی تھیں، وہاں توحید کا پرچم بلند ہو

---

[358] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4302

گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کعبہ میں داخل ہو کر بتوں کو گرانے کا حکم دیا اور یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ﴾ تو دراصل اس پورے نظامِ شرک کا خاتمہ اعلانِ عام کی صورت میں ہو گیا۔

2: قریش؛ جو پورے عرب میں سیاسی و دینی قیادت کا مرکز سمجھے جاتے تھے، وہ اسلام کے تابع ہو گئے۔ قریش کی مخالفت ختم ہونا دراصل پورے عرب کی مخالفت کے ٹوٹنے کے مترادف تھا۔ اس سے پہلے اسلام ایک مظلوم تحریک تھی، لیکن فتحِ مکہ کے بعد وہ غالب قوت کے طور پر سامنے آیا۔ اب کوئی قبیلہ اسلام کے خلاف کھل کر کھڑا ہونے کی جرات نہیں کر سکتا تھا کیونکہ مکہ، جو طاقت کا مرکز تھا، وہ خود اسلام کے زیرِ نگیں آ چکا تھا۔

3: وفود کا تانتا بندھ گیا۔ فتحِ مکہ سے پہلے اسلام انفرادی طور پر قبول کیا جا رہا تھا، لیکن اس کے بعد اجتماعی قبولِ اسلام کا دور شروع ہوا۔ مختلف قبائل نے اپنے وفود مدینہ بھیجنے شروع کیے، معاہدے کیے اور اسلام قبول کیا۔

4: اسلامی ریاست ایک مستحکم سیاسی قوت بن گئی۔ فتحِ مکہ سے پہلے مدینہ کی ریاست کو مسلسل خطرات لاحق تھے، لیکن مکہ کی فتح کے بعد داخلی دشمنی کا بڑا باب بند ہو گیا۔ اب ریاستِ مدینہ کو بیرونی سطح پر اپنی دعوت کو پھیلانے کا موقع ملا اور داخلی استحکام حاصل ہوا۔ یہ استحکام بعد میں پورے عرب کے اتحاد کا ذریعہ بنا۔

5: فتحِ مکہ اخلاقی اور سماجی انقلاب تھا۔ فتحِ مکہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عام معافی دی، اس نے دشمنوں کے دل بدل دیے۔ وہ لوگ جو سالہا سال تک اسلام کے خلاف صف آراء رہے تھے، وہی لوگ چند لمحوں میں ندامت اور محبت کے ساتھ اسلام کی طرف مائل ہو گئے۔

6: کعبہ کی مرکزیت توحید کی شکل میں بحال ہو گئی۔ اب یہ مرکز بتوں، نجومی رسموں اور جاہلی روایات کا مرکز نہیں رہا بلکہ صرف اللہ کی عبادت کا مرکز بن گیا۔

7: منافقین اور مخالفین کی طاقت کمزور پڑ گئی۔ اگرچہ مدینہ میں منافقین پہلے سے موجود تھے، لیکن فتحِ مکہ کے بعد ان کی سیاسی امیدیں ختم ہو گئیں کیونکہ اب اسلام ایک ناقابلِ شکست قوت بن چکا تھا۔ اس کے بعد منافقت کا دائرہ محدود ہو گیا اور کھلی دشمنی کی گنجائش بھی باقی نہ رہی۔

8: دعوتِ اسلام کا عالمی مرحلہ شروع ہونے کی راہ ہموار ہو گئی۔ اور اسلام اب عرب کے اندر محدود نہیں رہا بلکہ عالمی سطح پر واضح ہوا۔ اگر مکہ فتح نہ ہوتا تو یہ عالمی دعوت اس انداز سے ممکن نہ تھی۔

9: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہوا۔ فتح مکہ کے بعد جو لوگ اسلام میں داخل ہوئے، ان میں طلقاء بھی شامل تھے، جنہوں نے بعد میں اسلام کی خدمت میں اہم کردار ادا کیا۔

10: اسلامی اخلاق کا عملی ظہور دنیا کے سامنے آگیا۔ فتح مکہ کے موقع پر جس طرح انتقام کی بجائے رحمت، سزا کی بجائے معافی، اور غرور کی بجائے تواضع اختیار کی گئی، اس نے یہ ثابت کر دیا کہ اسلام صرف ایک سیاسی نظام نہیں بلکہ ایک اخلاقی انقلاب بھی ہے۔

فتح مکہ کے بعد فوج در فوج دین میں داخل:

امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ہشام بن ایوب حِمْیَری مَعَافِرِیّ رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّمَا كَانَتِ الْعَرَبُ تَرَبَّصُ بِالْإِسْلَامِ أَمْرَ هٰذَا الْحَيِّ مِنْ قُرَيْشٍ وَأَمْرَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذٰلِكَ أَنَّ قُرَيْشًا كَانُوْا إِمَامَ النَّاسِ وَهَادِيَهُمْ، وَأَهْلَ الْبَيْتِ الْحَرَامِ، وَصَرِيْحَ وَلَدِ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَادَةَ الْعَرَبِ لَا يُنْكِرُوْنَ ذٰلِكَ. وَكَانَتْ قُرَيْشٌ هِيَ الَّتِي نَصَبَتْ لِحَرْبِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخِلَافِهِ فَلَمَّا افْتُتِحَتْ مَكَّةُ، وَدَانَتْ لَهُ قُرَيْشٌ، وَدَوَّخَهَا الْإِسْلَامُ وَعَرَفَتِ الْعَرَبُ أَنَّهُ لَا طَاقَةَ لَهُمْ بِحَرْبِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا عَدَاوَتِهِ. فَدَخَلُوْا فِي دِيْنِ اللهِ أَفْوَاجًا، يَضْرِبُوْنَ إِلَيْهِ مِنْ كُلِّ وَجْهٍ، يَقُوْلُ اللهُ تَعَالٰى لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللهِ وَ الْفَتْحُ (۱) وَ رَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللهِ اَفْوَاجًا (۲) فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ اسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا (۳)﴾ [359]

ترجمہ: عرب کے لوگ اسلام کے بارے میں اس انتظار میں تھے کہ قریش اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان جو معاملہ ہے، اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ کیونکہ قریش لوگوں کے امام، رہنما اور قائد تھے۔ وہ بیت اللہ کے اہل تھے، اور وہ حضرت اسماعیل بن ابراہیم علیہ السلام کی صریح اولاد میں سے تھے، اور عرب کے قائد مانے جاتے

[359] السیرۃ النبویۃ لابن ھشام: ج2 ص473 انْقِيَادُ الْعَرَبِ وَإِسْلَامُهُمْ

تھے، اور کوئی اس بات سے انکار نہیں کرتا تھا۔ اور قریش ہی وہ لوگ تھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ اور دشمنی کا آغاز کیا تھا۔ پھر جب مکہ فتح ہو گیا اور قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا اور اسلام نے انہیں مغلوب کر لیا، تو تمام عرب سمجھ گئے کہ اب ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑنے یا دشمنی کرنے کی طاقت باقی نہیں رہی۔ چنانچہ وہ لوگ جوق در جوق اللہ کے دین میں داخل ہونے لگے، ہر طرف سے اسلام کی طرف رخ کرتے ہوئے آنے لگے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے فرمایا: جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے، اور آپ لوگوں کو دیکھیں کہ وہ گروہ در گروہ اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں، تو آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کریں اور اس سے مغفرت طلب کریں، بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔

وفود کی آمد:

فتح مکہ کے بعد ایک سال کے اندر اندر اس کے مثبت اثرات یہ مرتب ہوئے کہ تقریباً عرب کے تمام قبائل وفود کی صورت میں یا ان کے نمائندے حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ اسی لیے اس کو "سنۃ الوفود" کہا جاتا ہے۔

نمبر شمار	نام	نمبر شمار	نام
01	وفدِ ہَوازِن	02	وفد صُداء
03	وفدِ بنی مُرَّہ	04	وفدِ بَہْرَاء
05	وفدِ ضمام بن ثعلبہ	06	وفدِ ثقیف
07	وفدِ تُجیب	08	وفد طَے
09	وفدِ بنی فَزارہ	10	وفدِ بنی اسد
11	وفد ھُذیم	12	وفدِ بَلِیّ
13	وفدِ عُذرہ	14	وفدِ بنی عامر بن صَعْصَعَہ
15	وفدِ کِنْدہ	16	وفدِ طارق بن عبد اللہ محاربی
17	وفدِ اَزْد	18	وفدِ سَلَامان
19	وفدِ بنی عَبس	20	وفدِ غَامِد

اشاعت اسلام کا مبارک دور:

اگر فتح مکہ سے پہلے کا دور تکلیف اور استقامت کا دور تھا تو اس کے بعد کا زمانہ فوج در فوج دین میں داخل ہونے کا، اشاعت اسلام کا دور ہے۔ یہی وہ مرحلہ ہے جس میں وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم منظرِ عام پر آتے ہیں جنہوں نے اسلام کو قوت، اقتدار اور اجتماعی قبولیت کے دور میں اختیار کیا، انہی صحابہ کرام کے تعاون کی بدولت جزیرہ نمائے عرب میں اسلام مضبوط ہوا۔ شرک اور بت پرستی اپنے اختتام کو پہنچنے لگی۔

امام ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق المعروف بالبزار رحمہ اللہ (ت 292ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ يَئِسَ أَنْ يُّعْبَدَ فِيْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ. [360]

ترجمہ: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیطان اس بات سے بالکل مایوس ہو چکا ہے کہ جزیرۂ عرب میں اس کی عبادت کی جائے۔

اصحاب مؤلفۃ القلوب:

قرآنِ کریم میں "تالیفِ قلب" کا اصول نہایت واضح ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ﴾ [361]

ترجمہ: صدقات صرف فقراء، مساکین، ان پر کام کرنے والوں، اور ان لوگوں کے لیے ہیں جن کے دلوں کو اسلام کی طرف مائل کرنا مقصود ہو۔

اس آیتِ مبارکہ اسلام کا ایک سیاسی اصول واضح ہوتا ہے کہ شریعت صرف عبادات تک محدود نہیں بلکہ انسانی معاشرے کی اصلاح، دلوں کی تطہیر اور دشمنی کے خاتمے کے لیے حکیمانہ تدابیر بھی اختیار کرتی ہے۔ "مؤلفۃ

---

[360] مسند البزار: رقم الحدیث 4126

[361] سورۃ التوبۃ: 60

القلوب" سے مراد وہ افراد ہیں جن کے دل اسلام کی طرف مائل کرنے، اسلام کے قریب لانے، یا ان کو اسلام پر ثابت قدم رکھنے کے لیے مالی تعاون یا حسنِ سلوک کی ضرورت ہو۔ یہ ایک مستقل شرعی مصرف ہے جسے قرآن نے زکوٰۃ کے مصارف میں شامل فرمایا ہے۔ اسلام کے ابتدائی دور میں جب عرب قبائل ابھی مکمل طور پر اسلام کے زیرِ اثر نہیں آئے تھے، اس اصول کی سیاسی و شرعی حکمت یہ تھی کہ اسلام کی اجتماعی قوت مستحکم ہو، نئے داخل ہونے والوں کے دلوں میں اسلام کی محبت راسخ ہو، اور وہ لوگ جو ابھی تذبذب کا شکار ہوں، ان کے ساتھ حکمت سے برتا جائے۔ یہ کوئی وقتی یا جذباتی پالیسی نہیں تھی بلکہ ایک ایسا نظام تھا جس کے ذریعے معاشرے کو جنگی حالت سے نکال کر امن اور استحکام کی طرف لایا جا رہا تھا۔

فتحِ مکہ کے بعد جب عرب قبائل نے یہ دیکھا کہ قریش جیسی مرکزی طاقت بھی اسلام کے سامنے جھک گئی ہے تو ان کے دلوں سے مزاحمت کی نفسیاتی بنیاد کمزور ہو گئی۔ اس اجتماعی تبدیلی میں "تالیفِ قلب" کا اصول نہایت اہم کردار ادا کرتا ہے، کیونکہ بہت سے افراد محض خوف یا لالچ کے بجائے تدریجی طور پر اسلام کے قریب ہوئے اور پھر ان کے دل ایمان سے بھر گئے۔ اسی طرح فتح مکہ کے بعد "مؤلفۃ القلوب" کے اصول کا ایک بڑا تاریخی مظہر سامنے آتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض نو مسلم اور سردار قسم کے افراد کو زیادہ مال عطا فرمایا تاکہ ان کے دل اسلام پر مطمئن ہوں۔ اس پر کچھ انصار کے دلوں میں وقتی طور پر کیفیت پیدا ہوئی۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ قَسَمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَائِمَ بَيْنَ قُرَيْشٍ، فَغَضِبَتِ الْأَنْصَارُ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَّذْهَبَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا، وَتَذْهَبُوْنَ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا: بَلٰى، قَالَ: لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا، لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ أَوْ شِعْبَهُمْ. [362]

[362] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4332

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب فتحِ مکہ کا دن آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت قریش میں تقسیم فرمایا، اس پر انصار کے دلوں میں کچھ کیفیت پیدا ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس پر راضی نہیں کہ لوگ دنیا لے کر اپنے گھروں کو واپس جائیں اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ لے کر اپنے گھروں کو جاؤ؟ انہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں (ہم راضی ہیں)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر لوگ کسی وادی یا گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی وادی یا گھاٹی میں چلوں گا۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ "مؤلفۃ القلوب" کا مصرف محض کمزوری نہیں بلکہ حکمتِ دعوت اور اجتماعی مصلحت کا حصہ ہے۔ اسی طرح "تالیفِ قلب" کے دائرے میں صرف غیر مسلم ہی نہیں بلکہ بعض نئے مسلمان بھی شامل رہے ہیں، جنہیں اسلام پر ثابت قدم رکھنے کے لیے مالی سہارا دیا گیا۔ اسلام کی حکمت محض قانونی نہیں بلکہ انسانی نفسیات کے عین مطابق ہے۔ اس پر بعض لوگوں کی طرف سے یہ اشکال کیا گیا کہ کیا یہ طریقہ اسلام کی مساوات کے خلاف نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام مساوات کے ساتھ عدل کو بھی قائم رکھتا ہے، اور عدل کا تقاضا یہ ہے کہ ہر فرد کو اس کی حالت، ضرورت اور معاشرتی مقام کے مطابق معاملہ کیا جائے۔

اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ

صغار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام

فضائل اور خدمات دینیہ کا اجمالی تعارف:

صِغَار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم امتِ مسلمہ کی ابتدائی تاریخ کا وہ نہایت اہم اور مبارک طبقہ ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبتِ مبارکہ کو کم عمری میں پایا، مگر اسی صحبت کے اثر نے انہیں ایسے علمی، روحانی اور عملی مقام پر فائز کیا کہ وہ بعد کی پوری امت کے لیے نمونہ عمل بن گئے۔ ان کی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے دینِ اسلام کو بچپن سے ہی سیکھا، اس لیے ان کے دل و دماغ پر جو اثرات مرتب ہوئے وہ نہ صرف گہرے تھے بلکہ غیر معمولی طور پر محفوظ اور پائیدار بھی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ بعد کے ادوار میں جب دین کی تدوین، روایت اور تفہیم کا مرحلہ آیا تو یہی طبقہ علمی و عملی رہنمائی میں اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ پیش پیش رہا۔

ان صغار صحابہ کی سب سے نمایاں علمی خدمت یہ ہے کہ انہوں نے قرآن و سنت کو براہِ راست مشاہدے اور سماع کے ذریعے محفوظ کیا۔ انہوں نے قرآنِ کریم کے نزول کے ماحول کو دیکھا، اس کے اسبابِ نزول کو سمجھا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنے ہوئے الفاظ کو نہایت دیانت کے ساتھ آگے منتقل کیا۔ یہی وہ علمی امانت تھی جس نے بعد میں تفسیر، حدیث اور فقہ کی بنیادوں کو استحکام بخشا۔ ان کی علمی کاوشیں محض روایت تک محدود نہیں رہیں بلکہ انہوں نے فہمِ دین کے اصول بھی عملی طور پر امت کو سکھائے، مثلاً عربی لغت کا صحیح استعمال، سیاق و سباق کی رعایت، اور عملی سنت کو قولی روایت پر ترجیح دینے کا شعور۔ یہی علمی مزاج بعد کے محدثین اور فقہاء کے لیے بنیاد بنا۔

ان کے علمی کردار کی ایک اہم جہت یہ بھی ہے کہ انہوں نے تابعین کی ایک بڑی جماعت کو تعلیم دی۔ ان کے ذریعے علم ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل ہوا اور یہی انتقالِ علم اسلامی علوم کے تسلسل کی اصل بنیاد ہے۔ اگر یہ طبقہ نہ ہوتا تو شاید ابتدائی اسلامی علم اور بعد کی علمی روایت کے درمیان ایک بڑا خلا پیدا ہو جاتا لیکن ان کی موجودگی نے اس خلا کو نہایت مضبوطی سے پُر کر دیا۔ ان کی مجالسِ علم میں صرف احادیث نہیں پڑھی جاتیں بلکہ دین کی عملی تعبیر، اخلاقی رہنمائی اور اجتماعی مسائل کی تفہیم بھی دی جاتی تھی۔

عبادت وزہد کے میدان میں ان صغار صحابہ کی زندگیاں نہایت روشن مثالیں پیش کرتی ہیں۔ اگرچہ ان کی عمریں کم تھیں، مگر عبادت کا ذوق اور اللہ تعالیٰ سے تعلق اس قدر گہرا تھا کہ ان کی زندگیاں راتوں کے قیام، دن کے روزوں، کثرتِ ذکر اور خشیتِ الٰہی سے معمور رہتی تھیں۔ ان کی عبادات محض رسمی اعمال نہیں تھیں بلکہ ایک شعوری تعلقِ بندگی کا اظہار تھیں۔ ان کے دل دنیا کی طرف مائل ہونے کے بجائے آخرت کی طرف متوجہ رہتے تھے، اور ان کی عملی زندگی اس بات کی گواہ تھی کہ جب دل میں یقین راسخ ہو جائے تو کم عمری بھی روحانی بلندی میں رکاوٹ نہیں بنتی۔

صغار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم علم، عبادت، زہد، تقویٰ، شجاعت اور حکمت کے جامع پیکر تھے۔ دنیا کی چمک دمک ان کی نگاہ میں بے وقعت تھی، اس لیے ان کی زندگیوں میں سادگی، قناعت، اخلاص اور تقویٰ نمایاں نظر آتا ہے۔ وہ حلال و حرام کے معاملے میں نہایت محتاط تھے اور اپنی نیتوں اور اعمال کی اصلاح کا خاص اہتمام کرتے تھے۔

کم عمری کے باوجود انہوں نے حق کی نصرت اور دین کی سربلندی کے لیے غیر معمولی جرأت اور استقامت کا مظاہرہ کیا۔ ان کی شجاعت محض جسمانی قوت کا نام نہیں تھی بلکہ ایمان کی وہ طاقت تھی جو ہر خوف پر غالب آ جاتی ہے۔ اسی طرح فہمِ دین، حکمت اور بصیرت میں بھی وہ ممتاز تھے، یہاں تک کہ بعد کے ادوار میں اہلِ علم نے ان سے علمی رہنمائی حاصل کی۔

ان کی شخصیات علم، عمل اور کردار کا ایسا حسین امتزاج تھیں جنہوں نے دین کو نہ صرف محفوظ کیا بلکہ اسے عملی زندگی میں نافذ کر کے آنے والی نسلوں تک پہنچایا۔ قرآن کی تفسیر، حدیث کی روایت، فقہ کی تشکیل اور اسلامی اخلاقیات کے فروغ میں ان کی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔

آئندہ صفحات میں صغار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے چند جلیل القدر ہستیوں کا مختصر تذکرہ پیش کیا جاتا ہے۔

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما

ولادت باسعادت:

امام شمس الدین ابوعبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

مَوْلِدُهُ: فِي شَعْبَانَ سَنَةَ ثَلَاثٍ مِنَ الْهِجْرَةِ وَقِيْلَ: فِي نِصْفِ رَمَضَانِهَا. [363]

ترجمہ: حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت 3 ہجری کے شعبان میں ہوئی اور بعض روایات کے مطابق اسی سال کے نصف رمضان (15 رمضان) کو ہوئی۔

اسمِ گرامی:

امام ابوعبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ھلال الشیبانی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا وُلِدَ الْحَسَنُ سَمَّيْتُهُ حَرْبًا فَجَاءَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَرُوْنِي ابْنِيْ مَا سَمَّيْتُمُوْهُ؟ قَالَ: قُلْتُ: حَرْبًا. قَالَ: بَلْ هُوَ حَسَنٌ. [364]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب (میرے بیٹے) حسن کی پیدائش ہوئی تو میں نے ان کا نام حرب رکھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (کو بچے کی پیدائش کی خبر معلوم ہوئی تو) تشریف لائے اور فرمایا: مجھے میرا بیٹا تو دکھاؤ، آپ نے ان کا کیا نام رکھا ہے؟ میں نے عرض کی: "حرب" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، (بلکہ) اس کا نام "حسن" ہے۔

امتیازی وصف:

امام شمس الدین ابوعبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

---

[363] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص128 رقم الترجمہ 405 الحسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

[364] مسند احمد: ج1 ص498 رقم الحدیث 769

وَقَدْ كَانَ هٰذَا الإِمَامُ سَيِّداً وَسِيمًا جَمِيلًا عَاقِلًا رَزِيْنًا جَوَادًا مُمَدَّحًا خَيِّرًا دَيِّنًا وَرِعًا مُحتشِمًا كَبِيرَ الشَّأْنِ. [365]

ترجمہ: حضرت حسن رضی اللہ عنہ امام، سردار، خوش شکل، خوب صورت، عقل مند، سنجیدہ، سخی، ہر دل عزیز، نیک، دین دار، پرہیز گار، باوقار اور عظیم المرتبت تھے۔

وفات:

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمَشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) روایت کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَسَنٍ قَالَ: كَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ كَثِيْرَ نِكَاحِ النِّسَاءِ وَكَانَ قَلَّ مَا يَحْظَيْنَ عِنْدَهُ وَكَانَ قَلَّ امْرَأَةٌ تَزَوَّجَهَا إِلَّا أَحَبَّتْهُ وَضَنَتْ بِهِ فَيُقَالُ: إِنَّهُ كَانَ سُقِيَ سَمًّا ثُمَّ أَفْلَتَ ثُمَّ سُقِيَ فَأَفْلَتَ. ثُمَّ كَانَتِ الْآخِرَةُ تُوُفِّيَ فِيهَا فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ الطَّبِيْبُ: وَهُوَ يَخْتَلِفُ إِلَيْهِ: هٰذَا رَجُلٌ قَدْ قَطَّعَ السُّمُّ أَمْعَاءَهُ. فَقَالَ الْحُسَيْنُ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ! أَخْبِرْنِيْ مَنْ سَقَاكَ؟ قَالَ: وَلِمَ يَا أَخِي؟ قَالَ: أَقْتُلُهُ وَاللهِ قَبْلَ أَنْ أَدْفِنَكَ وَلَا أَقْدِرَ عَلَيْهِ أَوْ يَكُوْنُ بِأَرْضٍ أَتَكَلَّفُ الشُّخُوصَ إِلَيْهِ. فَقَالَ: يَا أَخِي! إِنَّمَا هٰذِهِ الدُّنْيَا لَيَالٍ فَانِيَةٌ دَعْهُ حَتّٰى أَلْتَقِيَ أَنَا وَهُوَ عِنْدَ اللهِ وَأَبَى أَنْ يُسَمِّيَهُ. [366]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن حسن سے روایت ہے کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ بہت زیادہ نکاح کرنے والے تھے، اور کم ہی عورتیں ان کے پاس ٹھہرتیں، اور جس عورت سے بھی نکاح کرتے، وہ آپ سے محبت کرنے لگتی اور ان پر فریفتہ ہو جاتی۔ روایات میں آتا ہے کہ انہیں زہر دیا گیا تھا، مگر آپ بچ گئے، پھر دوبارہ زہر دیا گیا، پھر بھی آپ بچ گئے، اور جب آپ کو آخری بار زہر دیا گیا تو آپ اسی میں انتقال فرما گئے۔ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو ایک طبیب جو ان کے پاس آیا کرتا تھا، کہنے لگا: اس شخص کی آنتوں کو زہر نے کاٹ ڈالا ہے۔ حضرت

---

[365] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص131 رقم الترجمہ 405 الحسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

[366] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص432 ذکر من توفی فی ھٰذہ السنۃ من الاعیان

حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابو محمد، مجھے بتایئے کس نے آپ کو زہر دیا؟ آپ نے فرمایا: اے میرے بھائی! آپ کیوں پوچھ رہے ہیں؟ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم بخدا! میں آپ کو دفن کرنے سے پہلے اسے قتل کروں گا، یا اگر وہ مجھے نہ ملا تو وہ وجہاں بھی ہو گا، میں وہاں جا کر اسے قتل کروں گا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا: اے میرے بھائی، یہ دنیا تو چند راتوں کی فانی جگہ ہے، اسے چھوڑ دو، یہاں تک کہ میں اور وہ اللہ کے سامنے ملاقات کریں۔ اور آپ نے قاتل کا نام بتانے سے انکار کر دیا۔

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے چند فضائل:

یہاں صرف چند فضائل ذکر کیے جا رہے ہیں۔ باقی اس پر میری مستقل کتاب "سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما؛ حیات وخدمات، اعتراضات وجوابات" موجود ہے۔

1: اہل بیت میں سب سے زیادہ محبت

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سَورہ ترمذی رحمہ اللہ (ت279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ أَهْلِ بَيْتِكَ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَكَانَ يَقُوْلُ لِفَاطِمَةَ ادْعِي لِيَ ابْنَيَّ فَيَشُمُّهُمَا وَيَضُمُّهُمَا إِلَيْهِ. [367]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا "آپ کے گھر والوں میں سے آپ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسن اور حسین۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کرتے تھے: میرے بیٹوں کو میرے پاس بلاؤ، پھر ان کی خوشبو محسوس کرتے اور ان اپنے سینے سے لگا لیتے۔

2: دنیاوی سرداری

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

---

[367] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3772

قَالَ الْحَسَنُ رَحِمَهُ اللهُ وَلَقَدْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ إِلٰى جَنْبِهٖ وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَعَلَيْهِ أُخْرٰى وَيَقُوْلُ إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللهَ أَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ . [368]

ترجمہ: حضرت حسن رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہتے تھے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا اور حسن بن علی ان کے پہلو میں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی حسن کی طرف، اور فرماتے: میرا یہ بیٹا سردار ہے، اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کروائے گا۔

3: اخروی سرداری

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سَورہ ترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ. [369]

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔

4: حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے محبت کی ترغیب

امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ھلال الشیبانی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّهُمَا فَقَدْ

---

[368] صحیح البخاری: رقم الحدیث 2704

[369] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3768

أَحَبَّنِيْ وَمَنْ أَبْغَضَهُمَا فَقَدْ أَبْغَضَنِيْ يَعْنِيْ حَسَنًا وَحُسَيْنًا . [370]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ان دونوں سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا، اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ یعنی حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما سے۔

5: حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے محبت کا نتیجہ

امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ھلال الشیبانی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِحَسَنٍ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ . [371]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں، آپ بھی اس سے محبت فرمائیں، اور جو اس سے محبت کرے، اس سے بھی محبت فرمائیں۔

6: ذکر اللہ کا معمول

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمَشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت کرتے ہیں:

وَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: وَاللهِ! مَا قَامَتِ النِّسَاءُ عَنْ مِثْلِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَقَالَ غَيْرُهُ: كَانَ الْحَسَنُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ فِيْ مُصَلَّاهُ يَذْكُرُ اللهَ حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَيَجْلِسُ إِلَيْهِ مَنْ يَّجْلِسُ مِنْ سَادَاتِ النَّاسِ، يَتَحَدَّثُوْنَ عِنْدَهُ. ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَدْخُلُ عَلٰى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُنَّ فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِنَّ

---

[370] مسند احمد: ج7 ص519 رقم الحدیث 7863

[371] مسند احمد: ج7 ص205 رقم الحدیث 7392

وَرُبَّمَا أَتْحَفَنَهُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ إِلَىٰ مَنْزِلِهِ . [372]

ترجمہ: ابن زبیر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: "خدا کی قسم! عورتوں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما جیسا کوئی پیدا ہی نہیں کیا۔ ان کے علاوہ کسی اور نے یہ بھی کہا: حضرت حسن رضی اللہ عنہ جب صبح کی نماز مسجدِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ادا فرماتے، تو اپنی جائے نماز پر بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے، یہاں تک کہ سورج بلند ہو جاتا۔ اس دوران لوگوں کے بڑے بڑے سردار ان کے پاس آکر بیٹھتے اور ان کے ساتھ گفتگو کرتے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ وہاں سے اُٹھتے اور امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے پاس تشریف لے جاتے، ان کو سلام کرتے، اور کبھی وہ آپ کو کچھ تحفہ بھی عطا فرماتیں۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ اپنے گھر واپس تشریف لے جاتے۔

7: عظمتِ خداوندی کی تعلیم

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبۃ ابراہیم بن عثمان عبسی کوفی رحمہ اللہ (ت 235ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ رَحِمَهُ اللهُ: أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ يَقُوْلُ إِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ: سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللهِ الْأَعْظَمِ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ . [373]

ترجمہ: حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب سورج طلوع ہوتا تو حضرت حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: جو بھی سنے، وہ اللہ کی عظمت کے ساتھ حمد وثناء کرے جس کا کوئی شریک نہیں ہے، اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں، اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

8: فضائل سیدنا حسن رضی اللہ عنہ بروایت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ھلال الشیبانی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

---

[372] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص426 ذکر من توفی فی ھذہ السنۃ من الاعیان، الحسن بن علی بن ابی طالب

[373] مصنف ابن ابی شیبۃ: ج15 ص307 مایدعو بہ الرجل اذا طلعت الشمس رقم الحدیث 30221

عَنْ مُعَاوِيَةَقَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُصُّ لِسَانَهُ أَوْ قَالَ: شَفَتَهُ يَعْنِي الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَنْ يُعَذَّبَ لِسَانٌ أَوْ شَفَتَانِ مَصَّهُمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . [374]

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ؛ حسن رضی اللہ عنہ کی زبان چوس رہے تھے یا فرمایا: ان کے ہونٹ چوس رہے تھے اور (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا): وہ زبان یا وہ ہونٹ جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوسا ہو، انہیں کبھی عذاب نہیں ہو گا۔

امام ابو القاسم علی بن الحسن بن ھبۃ اللہ المعروف بابن عساکر رحمہ اللہ (ت 571ھ) روایت کرتے ہیں:

عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْحَسَنِ الْمَدَائِنِيَّ رَحِمَهُ اللهُ يَقُوْلُ قَالَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَعِندَهُ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَجَمَاعَةٌ مِنَ الْأَشْرَافِ: مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ أَبًا وَأُمًّا وَجَدًّا وَجَدَّةً وَخَالًا وَخَالَةً وَعَمًّا وَعَمَّةً؟ فَقَامَ النُّعْمَانُ بْنُ الْعَجْلَانِ الزُّرَقِيُّ فَأَخَذَ بِيَدِ الْحَسَنِ فَقَالَ: هٰذَا: أَبُوهُ عَلِيٌّ وَأُمُّهُ فَاطِمَةُ، وَجَدُّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَّتُهُ خَدِيجَةُ وَعَمُّهُ جَعْفَرٌ وَعَمَّةُ أُمُّ هَانِئٍ بِنْتُ أَبِيْ طَالِبٍ وَخَالُ الْقَاسِمُ وَخَالَتُهُ زَيْنَبُ . [375]

ترجمہ: حضرت ابو عثمان رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابو الحسن مدائنی رحمہ اللہ سے سنا فرماتے ہیں ایک دن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت عمرو بن العاص اور قریش کے اشراف کی ایک جماعت موجود تھی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سوال کیا: "بتاؤ! لوگوں میں سب سے زیادہ معزز وہ کون شخص ہے جس کا باپ، ماں، دادا، دادی، ماموں، خالہ، چچا اور پھوپھی سب باعزت ہوں؟ اس پر نعمان بن عجلان زُرَقی کھڑے ہوئے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا: یہ ہیں وہ شخصیت! ان کے والد علی رضی اللہ عنہ، ان کی والدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، ان کے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ان کی نانی خدیجہ رضی اللہ عنہا، ان کے چچا جعفر رضی اللہ عنہ، ان کی پھوپھی ام ہانی بنت ابو طالب رضی اللہ عنہا، ان کے ماموں قاسم اور ان کی خالہ زینب رضی اللہ عنہا ہیں۔

---

[374] مسند احمد: ج13 ص180 رقم الحدیث 16791

[375] تاریخ مدینۃ دمشق: ج13 ص240 الحسن بن علی بن ابی طالب

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما

ولادت باسعادت:

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب شامی طبرانی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ بَكَّارٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: وُلِدَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا لِخَمْسِ لَيَالٍ خَلَوْنَ مِنْ شَعْبَانَ سَنَةَ أَرْبَعٍ مِنَ الْهِجْرَةِ. [376]

ترجمہ: حضرت زبیر بن بکار رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی پیدائش پانچ شعبان سن چار ہجری میں ہوئی۔

حلیہ مبارک:

محدثین کی تحقیق (جو آئندہ سطور میں آرہی ہے) کو مدار بنا کر یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ انتہائی خوبصورت تھے، ذہانت وذکاوت آپ کے چہرے پر جھلکتی تھی، قوت وشجاعت کے پیکر اور غیر معمولی خوبیوں کے مالک تھے۔

شہادت:

امام عزالدین علی بن ابی الکرم شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَحَمَلُوْا عَلَيْهِ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ، فَضَرَبَ زُرْعَةُ بْنُ شَرِيْكٍ التَّمِيمِيُّ عَلٰى كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَضَرَبَ أَيْضًا عَلٰى عَاتِقِهٖ ثُمَّ انْصَرَفُوْا عَنْهُ وَهُوَ يَقُوْمُ وَيَكْبُوْ، وَحَمَلَ عَلَيْهِ فِي تِلْكَ الْحَالِ سِنَانُ بْنُ أَنَسٍ النَّخَعِيُّ فَطَعَنَهٗ بِالرُّمْحِ فَوَقَعَ، وَقَالَ لِخَوْلِيِّ بْنِ يَزِيْدَ الْأَصْبَحِيِّ: احْتَزَّ رَأْسَهٗ، فَأَرَادَ أَنْ يَفْعَلَ فَضَعُفَ

[376] المعجم الکبیر للطبرانی: ج2 ص241 رقم الحدیث 2783

وَأُرْعِدَ، فَقَالَ لَهُ سِنَانٌ: فَتَّ اللهُ عَضُدَكَ! وَنَزَلَ إِلَيْهِ فَذَبَحَهُ وَاحْتَزَّ رَأْسَهُ فَدَفَعَهُ إِلَى خَوْلِيٍّ. [377]

ترجمہ: اس کے بعد آپ پر ہر طرف سے حملہ ہوا، زرعہ بن شریک تمیمی نے آپ رضی اللہ عنہ کے بائیں ہاتھ پر وار کیا اور اس نے آپ کے کندھے پر بھی حملہ کیا۔ اس کے بعد سب لوگ ہٹ کر ایک طرف ہوگئے، آپ اٹھنے کی کوشش کرتے لیکن اٹھ نہیں سکتے تھے۔ اسی حالت میں تھے کہ سنان بن انس نخعی نے آپ پر نیزے سے وار کیا اور آپ گر گئے۔ اس نے خولی بن یزید اصبحی سے کہا: اس کا سر کاٹ دو! اس نے سر کاٹنے کا ارادہ کیا لیکن اس کا ہاتھ کانپنے لگا اور وہ سر نہ کاٹ سکا۔ سنان بن انس نے اس سے کہا کہ اللہ تیرے بازو کو توڑ دے یہ کہا اور (گھوڑے سے) نیچے آپ کی طرف آیا آپ کا سر؛ گردن سے الگ کر دیا اور خولی کی طرف پھینک دیا۔

شہادت کا دن اور سال:

امام عزالدین علی بن ابی الکرم شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَكَانَ قَتْلُهُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ سَنَةَ إِحْدَى وَسِتِّيْنَ. [378]

ترجمہ: آپ کی شہادت دس محرم سن 61 ہجری میں ہوئی۔

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے چند فضائل:

یہاں صرف چند فضائل ذکر کیے جارہے ہیں۔ باقی اس پر میری مستقل کتاب "سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما؛ حیات وخدمات، اعتراضات وجوابات" موجود ہے۔

1: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سَورہ ترمذی رحمہ اللہ (ت279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: الْحَسَنُ أَشْبَهُ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ الصَّدْرِ

---

[377] الکامل فی التاریخ: ج4 ص78 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

[378] الکامل فی التاریخ: ج4 ص90 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

إِلَى الرَّأْسِ وَالْحُسَيْنُ أَشْبَهُ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ أَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ. [379]

ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ حسن (رضی اللہ عنہ) کا جسم اوپر والے نصف حصہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے ملتا جلتا تھا جبکہ حسین (رضی اللہ عنہ) کے نیچے والے نصف حصے کی ساخت پرداخت اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے مشابہ تھی۔

2: خاندانی فضیلت

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب شامی طبرانی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَلَّى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْعَصْرِ، فَلَمَّا كَانَ فِي الرَّابِعَةِ أَقْبَلَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ حَتّٰى رَكِبَا عَلٰى ظَهْرِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا سَلَّمَ وَضَعَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ .... فَحَمَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ عَلٰى عَاتِقِهِ الْأَيْمَنِ وَالْحُسَيْنَ عَلٰى عَاتِقِهِ الْأَيْسَرِ ثُمَّ قَالَ: "أَيُّهَا النَّاسُ! أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ جَدًّا وَجَدَّةً؟ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ عَمًّا وَعَمَّةً؟ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ خَالًا وَخَالَةً؟ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ أَبًا وَأُمًّا؟ هُمَا الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ جَدُّهُمَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَّتُهُمَا خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَأُمُّهُمَا فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْهُمَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَعَمُّهُمَا جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَعَمَّتُهُمَا أُمُّ هَانِئٍ بِنْتُ أَبِي طَالِبٍ وَخَالُهُمَا الْقَاسِمُ بْنُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَالَاتُهُمَا زَيْنَبُ وَرُقَيَّةُ وَأُمُّ كُلْثُوْمٍ بَنَاتُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَدُّهُمَا فِي الْجَنَّةِ وَأَبُوْهُمَا فِي الْجَنَّةِ وَعَمُّهُمَا فِي الْجَنَّةِ وَعَمَّتُهُمَا فِي الْجَنَّةِ وَخَالَاتُهُمَا فِي الْجَنَّةِ وَهُمَا فِي الْجَنَّةِ وَمَنْ أَحَبَّهُمَا فِي الْجَنَّةِ. [380]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز

---

[379] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3779

[380] المعجم الکبیر للطبرانی: ج2 ص198 رقم الحدیث 2616

پڑھائی، جب آپ چوتھی رکعت (کے سجدے) میں تھے اسی دوران حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما دونوں آئے اور آپ کی کمر مبارک پر سوار ہو گئے۔ جب آپ نے نماز کا سلام پھیرا تو ان دونوں کو اپنے سامنے بٹھالیا..... اس کے بعد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دائیں کندھے پر جبکہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بائیں کندھے پر سوار کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو متوجہ کرتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! میں آپ کو ان کے بارے میں بتلاتا ہوں جو اپنے نانا اور نانی کے اعتبار سے سب لوگوں میں سے بہترین ہیں۔ میں آپ کو ان کے بارے میں بتلاتا ہوں جو اپنے چچا اور پھوپھی کے اعتبار سے سب لوگوں میں سے بہترین ہیں۔ میں آپ کو ان کے بارے میں بتلاتا ہوں جو اپنے ماموں اور خالہ کے اعتبار سے سب لوگوں میں سے بہترین ہیں۔ میں آپ کو ان کے بارے میں بتلاتا ہوں جو اپنے ماں اور باپ کے اعتبار سے سب لوگوں میں سے بہترین ہیں۔ یہ حسن اور حسین ہیں۔ ان کے نانا اللہ کے رسول ہیں۔ ان کی نانی خدیجہ بنت خویلد ہیں۔ ان کی ماں فاطمہ بنت رسول اللہ ہیں اور ان کے والد حضرت علی بن ابی طالب ہیں۔ ان کے چچا جعفر بن ابی طالب ہیں اور ان کی پھوپھی ام ہانی بنت ابی طالب ہیں۔ ان کے ماموں قاسم بن رسول اللہ ہیں اور ان کی خالائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں زینب، رقیہ اور ام کلثوم ہیں۔ ان کے نانا (اور نانی بھی) جنت میں ہوں گے۔ ان کے والد (اور والدہ بھی) جنت میں ہوں گے۔ ان کے چچا اور پھوپھی بھی جنت میں ہوں گے ان کی خالائیں (اور ماموں بھی) جنت میں ہوں اور وہ دونوں (حسن وحسین رضی اللہ عنہما) بھی جنت میں ہوں گے اور جو (بشرط ایمان ومقتضائے ایمان) ان دونوں سے محبت کرے گا وہ بھی جنت میں جائے گا۔

فائدہ: اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں تھیں؛ حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہن۔

3: رسول اللہ ﷺ کے محبوب

امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ الْحُسَيْنُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ يُحِبُّهُ

حُبًّا شَدِيْدًا. [381]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بے پناہ محبت فرمایا کرتے تھے۔

4: محبت حسین رضی اللہ عنہ محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضا

امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ يَعْلَى الْعَامِرِيِّ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: .. مَنْ أَحَبَّنِي فَلْيُحِبَّ حُسَيْنًا. [382]

ترجمہ: حضرت یعلیٰ (بن عطاء) العامری رحمہ اللہ سے (مرسلاً) مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مجھ سے محبت کرتا ہے اسے چاہیے کہ وہ حسین سے بھی محبت کرے۔

امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَيَقُوْلُ: هٰذَانِ ابْنَايَ فَمَنْ أَحَبَّهُمَا فَقَدْ أَحَبَّنِي وَمَنْ أَبْغَضَهُمَا فَقَدْ أَبْغَضَنِي. [383]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے حسن اور حسین کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور فرمارہے تھے کہ یہ میرے بیٹے ہیں، جو اِن دونوں سے محبت کرتا ہے تو وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور جو ان دونوں سے نفرت کرتا ہے تو وہ مجھ سے بھی نفرت کرتا ہے۔

5: محبت حسین رضی اللہ عنہ محبت الٰہی کا ذریعہ

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ ترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

---

[381] سیر اعلام النبلاء للذھبی: ج4 ص145 رقم الترجمہ 406 الحسین الشہید رضی اللہ عنہ

[382] سیر اعلام النبلاء للذھبی: ج4 ص145 رقم الترجمہ 406 الحسین الشہید رضی اللہ عنہ

[383] سیر اعلام النبلاء للذھبی: ج4 ص145 رقم الترجمہ 406 الحسین الشہید رضی اللہ عنہ

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: طَرَقْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي بَعْضِ الْحَاجَةِ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُشْتَمِلٌ عَلٰى شَيْءٍ لَا أَدْرِي مَا هُوَ، فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْ حَاجَتِي. قُلْتُ: مَا هٰذَا الَّذِي أَنْتَ مُشْتَمِلٌ عَلَيْهِ؟ فَكَشَفَهُ فَإِذَا حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ عَلٰى وَرِكَيْهِ فَقَالَ: "هٰذَانِ ابْنَايَ وَابْنَا ابْنَتِي، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُمَا." [384]

ترجمہ: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں ایک رات کسی کام کی غرض سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور اپنی چادر میں کوئی چیز لپیٹے ہوئے تھے۔ اس وقت مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر میں کیا لپیٹا ہوا ہے۔ جب میرا کام ہو گیا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ نے کیا چیز چادر میں لپیٹی ہوئی ہے؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر کو ہٹایا تو میں نے دیکھا کہ حسن و حسین رضی اللہ عنہما ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں کولہوں سے چمٹے ہوئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دونوں میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی (فاطمہ رضی اللہ عنہا) کے بیٹے ہیں۔ اے اللہ! میں حسن و حسین سے محبت کرتا ہوں۔ آپ بھی ان سے محبت فرمائیں اور اس شخص سے بھی محبت فرمائیں جو اِن سے محبت کرتا ہے۔

6: کثرت عبادت

امام عزالدین علی بن ابی الکرم شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَكَانَ الْحُسَيْنُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَاضِلًا كَثِيْرَ الصَّوْمِ، وَالصَّلَاةِ، وَالْحَجِّ، وَالصَّدَقَةِ، وَأَفْعَالِ الْخَيْرِ جَمِيْعِهَا. [385]

ترجمہ: حضرت حسین رضی اللہ عنہ صاحب فضل و کمال تھے، (فرض روزوں کے علاوہ) کثرت کے ساتھ (نفلی)

---

[384] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3769

[385] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ: ج1 ص518 ترجمۃ الحسین بن علی رضی اللہ عنہما

روزے رکھتے۔ (فرض نمازوں کی ادائیگی کے علاوہ) کثرت کے ساتھ نوافل کا اہتمام فرماتے۔ بہت زیادہ (25) حج کیے۔ اللہ کے نام پر مال کو خرچ کرنے والے تھے۔ تمام خیر اور نیکی کے کام بھی کثرت سے کرنے والے تھے۔

7: مساکین سے محبت

فقیہ ابو اللیث نصر بن محمد بن احمد بن ابراہیم السمرقندی رحمہ اللہ (ت 373ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ سُفْيَانَ بْنِ سِعْرٍ أَنَّهُ قَالَ: بَلَغَنِي عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا أَنَّهُ مَرَّ بِمَسَاكِيْنَ وَهُمْ يَأْكُلُوْنَ كِسَرًا لَهُمْ عَلٰى كِسَاءٍ فَقَالُوْا: يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ! الْغَدَاءَ. قَالَ: فَنَزَلَ وَقَالَ: إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ فَأَكَلَ مَعَهُمْ ثُمَّ قَالَ لَهُمْ: قَدْ أَجَبْتُكُمْ فَأَجِيبُوْنِي فَانْطَلَقُوْا مَعَهُ فَلَمَّا أَتَوُا الْمَنْزِلَ قَالَ لِجَارِيَتِهِ: أَخْرِجِي مَا كُنْتِ تَدَّخِرِيْنَ. [386]

ترجمہ: حضرت سُفیان بن سِعْر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ مجھ تک حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ پہنچا ہے کہ (آپ رضی اللہ عنہ ایک بار کہیں جارہے تھے تو) کچھ غریب لوگ ایک چادر بچھا کر راستے میں بیٹھے روکھی سوکھی روٹی کے ٹکڑے کھارہے تھے، انہوں نے (جب آپ کو دیکھا تو) عرض کی کہ اے ابو عبد اللہ! (آئیں ہمارے ساتھ) ناشتہ کریں۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ سواری سے نیچے اترے اور فرمایا: اللہ تکبر کرنے والوں کو اپنا دوست نہیں رکھتا۔ ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانے لگے۔ پھر ان سے کہا: میں نے آپ کی دعوت قبول کی ہے، آپ بھی میری دعوت کو قبول فرمائیں۔ وہ لوگ آپ کے ساتھ چل دیے۔ جب وہ آپ کے گھر آگئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی لڑکی سے فرمایا کہ جو کچھ آپ نے کھانے کے لیے رکھا ہوا ہے، سب لے آؤ!

8: کمالِ سخاوت

امام ابو القاسم علی بن الحسن بن ھبۃ اللہ المعروف بابن عساکر رحمہ اللہ (ت 571ھ) نقل کرتے ہیں:

عَنِ الذَّيَّالِ بْنِ حَرْمَلَةَ قَالَ: خَرَجَ سائِلٌ يَتَخَطّٰي أَزِقَّةَ الْمَدِيْنَةِ، حَتّٰي أَتٰي بَابَ الْحُسَيْنِ بْنِ

---

[386] تنبیہ الغافلین للسمرقندی: ص88 باب الکبر

عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، فَقَرَعَ الْبَابَ.....وَكَانَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَاقِفًا يُصَلِّي، فَخَفَّفَ مِنْ صَلَاتِهِ، وخَرَجَ إِلَي الْأَعْرَابِيِّ، فَرَاٰي عَلَيْهِ أَثَرَ ضُرٍّ وَفَاقَةٍ، فَرَجَعَ وَنَادٰي بِقَنْبَرٍ، فَأَجَابَهُ: لَبَّيْكَ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللهِ! قَالَ: مَا تَبْقِي مَعَكَ مِنْ نَفَقَتِنَا؟ قَالَ: مِئَتَا دِرْهَمٍ، أَمَرْتَنِيْ بِتَفْرِقَتِهَا فِيْ أَهْلِ بَيْتِكَ قَالَ: فَهَاتِهَا فَقَدْ أَتٰي مَنْ هُوَ أَحَقُّ بِهَا مِنْهُمْ، فَأَخَذَهَا وَخَرَجَ يَدْفَعُهَا إِلَي الْأَعْرَابِيِّ. [387]

ترجمہ: حضرت ذیال بن حرملہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک بار ایک ضرورت مند مدینہ منورہ کی گلیوں میں گھومتا پھرتا حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے دروازے پر رک گیا اور دروازے پر دستک دی (ساتھ میں اپنی غربت ولاچاری کو اشعار کی صورت میں بیان کیا) حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما اس وقت نماز میں مشغول تھے،(سائل کی آواز اور فقروفاقہ کا خیال فرماکر) نماز کو ذرا جلدی مکمل فرمایا۔

باہر اس دیہاتی کے پاس تشریف لائے، سائل کی حالت دیکھی تو اس پر فقروفاقہ کے آثار نمایاں تھے۔ گھر واپس لوٹے اور اپنے غلام قنبر کو آواز دی۔ اس نے جواب دیا کہ اے ابن رسول اللہ! میں (خدمت اور تعمیل حکم کے لیے) حاضر ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا ہمارے اخراجات میں سے آپ کے پاس کچھ رقم باقی ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ دوسو دراہم موجود ہیں۔ آپ نے حکم دیا ہوا ہے کہ ان کو آپ اہل خانہ پر خرچ کرنا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ وہ لے آؤ! ہمارے اہل خانہ سے زیادہ ان دراہم کا مستحق آگیا ہے۔ چنانچہ وہ سارے دراہم قنبر سے لیے اور اس دیہاتی (سائل) کو دے دیے۔

---

[387] تاریخ دِمَشق: ج14 ص185 ترجمۃ الحسین بن علی رضی اللہ عنہما

سیدنا عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما

نام ونسب:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرِ ابْنِ أَبِي طَالِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمٍ. السَّيِّدُ، الْعَالِمُ أَبُوْ جَعْفَرٍ الْقُرَشِيُّ، الْهَاشِمِيُّ، الْحَبَشِيُّ الْمَوْلِدِ، الْمَدَنِيُّ الدَّارِ، الْجَوَادُ ابْنُ الْجَوَادِ ذِي الْجَنَاحَيْنِ. لَهُ: صُحْبَةٌ، وَرِوَايَةٌ، عِدَادُهُ فِي صِغَارِ الصَّحَابَةِ. [388]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ، حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے تھے۔ آپ کی کنیت ابو جعفر تھی۔ آپ قریشی، ہاشمی تھے، حبشہ میں پیدا ہوئے اور مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی۔ آپ نہایت سخی اور کریم النفس تھے، اسی لیے آپ کو "سخی کے بیٹے سخی" کہا جاتا تھا۔ آپ کے والد حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وہ جلیل القدر صحابی ہیں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "ذوالجناحین" (دو پروں والے) کا لقب عطا فرمایا تھا۔ حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل تھا اور آپ سے احادیث بھی مروی ہیں۔ محدثین نے آپ کا شمار صغارِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں کیا ہے۔

اوصافِ کریمانہ:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَكَانَ كَبِيْرَ الشَّأْنِ كَرِيْمًا جَوَادًا يَصْلُحُ لِلْإِمَامَةِ. [389]

ترجمہ: عبد اللہ بن جعفر بڑے مرتبے والے، نہایت کریم، سخی اور عالی حوصلہ شخصیت کے مالک تھے، اور وہ امامت

---

[388] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص452 رقم الترجمہ 315 عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرَ

[389] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص452 رقم الترجمہ 315 عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرَ

وقیادت کے لیے موزوں سمجھے جاتے تھے۔

وفات:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ الْوَاقِدِيُّ وَمُصْعَبُ الزُّبَيْرِيُّ: مَاتَ فِي سَنَةِ ثَمَانِينَ. [390]

ترجمہ: امام واقدی اور مصعب زبیری رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کا وصال 80 ہجری میں ہوا۔

سیدنا عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کے چند فضائل:

یہاں صرف چند فضائل کو ذکر کیا جاتا ہے۔

1: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ جَعْفَرٍ، وَابْنَ الزُّبَيْرِ بَايَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمَا ابْنَا سَبْعِ سِنِيْنَ. فَلَمَّا رَآهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَسَّمَ، وَبَسَطَ يَدَهُ، وَبَايَعَهُمَا. [391]

ترجمہ: ہشام بن عروہ اپنے والد عروہ بن زبیر سے روایت کرتے ہیں: عبد اللہ بن جعفر اور عبد اللہ بن زبیر دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی جب وہ صرف سات سال کے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیے، اپنا دستِ مبارک پھیلایا اور ان سے بیعت لی۔

---

[390] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص455 رقم الترجمہ 315 عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرَ

[391] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص453 رقم الترجمہ 315 عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرَ

2: رازدارِ نبوت

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: أَرْدَفَنِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ خَلْفَهُ، فَأَسَرَّ إِلَيَّ حَدِيْثًا لَا أُحَدِّثُ بِهِ أَحَدًا، فَدَخَلَ حَائِطًا، فَإِذَا جَمَلٌ، فَلَمَّا رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَنَّ وَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ. [392]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے پیچھے (سواری پر) سوار کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک ایسی بات سرگوشی میں بتائی جسے میں کسی سے بیان نہیں کرتا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں داخل ہوئے، وہاں ایک اونٹ تھا۔ جب اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو وہ رونے لگا (آواز نکالنے لگا) اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

3: رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے مشابہت

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاهُمْ بَعْدَ مَا أَخْبَرَهُمْ بِقَتْلِ جَعْفَرٍ بَعْدَ ثَا لِثَةٍ فَقَالَ: لَا تَبْكُوْا أَخِي بَعْدَ الْيَوْمِ. ثُمَّ قَالَ: ائْتُوْنِيْ بِبَنِيْ أَخِي. فَجِيْءَ بِنَا كَأَنَّنَا أَفْرُخٌ، فَقَالَ: ادْعُوْا لِيَ الْحَلَّاقَ. فَأَمَرَهُ فَحَلَقَ رُؤُوْسَنَا. ثُمَّ قَالَ: أَمَّا مُحَمَّدٌ فَشِبْهُ عَمِّنَا أَبِي طَالِبٍ وَأَمَّا عَبْدُ اللهِ فَشِبْهُ خَلْقِي وَخُلُقِي. ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِيْ فَأَشَالَهَا ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ اخْلُفْ جَعْفَرًا فِيْ أَهْلِهِ وَبَارِكْ لِعَبْدِ اللهِ فِي صَفْقَتِهِ قَالَ: فَجَاءَتْ أُمُّنَا فَذَكَرَتْ يُتْمَنَا، فَقَالَ: الْعَيْلَةُ تَخَافِيْنَ عَلَيْهِمْ وَأَنَا وَلِيُّهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ؟ [393]

---

[392] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص452 رقم الترجمہ 315 عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرَ

[393] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص453 رقم الترجمہ 315 عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرَ

ترجمہ: عبد اللہ بن جعفر بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جعفر بن ابی طالب کی شہادت کی خبر تین دن بعد پہنچی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آج کے بعد میرے بھائی پر مت روؤ۔" پھر فرمایا: "میرے بھائی کے بچوں کو میرے پاس لاؤ۔" ہم لائے گئے تو ہم اس طرح تھے جیسے چھوٹے پرندوں کے بچے ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حجام کو بلاؤ۔" پھر ہمارے سر منڈوائے گئے۔ اس کے بعد فرمایا: "محمد اپنے چچا ابو طالب کے مشابہ ہے، اور عبد اللہ میری شکل و سیرت کے مشابہ ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور اسے بلند کیا اور دعا فرمائی: "اے اللہ! جعفر کے اہل میں اس کا جانشین بنا، اور عبد اللہ کے کاروبار میں برکت عطا فرما۔" پھر ہماری والدہ آئیں اور یتیمی کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا تم ان کے بارے میں غربت کا خوف کرتی ہو؟ حالانکہ میں دنیا اور آخرت میں ان کا ولی ہوں۔"

4: محبت نبوی کی ایک جھلک

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ تُلُقِّيَ بِالصِّبْيَانِ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ، وَإِنَّهُ قَدِمَ مَرَّةً مِنْ سَفَرٍ فَسُبِقَ بِيْ إِلَيْهِ، فَحَمَلَنِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ، ثُمَّ جِيْءَ بِأَحَدِ ابْنَيْ فَاطِمَةَ فَأَرْدَفَهُ خَلْفَهُ، فَدَخَلْنَا الْمَدِيْنَةَ ثَلَاثَةً عَلٰى دَابَّةٍ. [394]

ترجمہ: عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر سے واپس تشریف لاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت کے بچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کے لیے لائے جاتے۔ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپس آئے تو مجھے پہلے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے سامنے بٹھالیا (گود میں لے لیا)۔ پھر سیدہ فاطمہ کے دو بیٹوں میں سے ایک کو لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے پیچھے سوار کر لیا۔ یوں ہم تینوں ایک ہی سواری پر مدینہ داخل ہوئے۔

---

[394] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص453 رقم الترجمہ 315 عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرَ

5: جود وسخا کا پیکر

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الأَصْمَعِيِّ: أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ بِدَجَاجَةٍ مَسْمُوْطَةٍ فَقَالَتْ لِابْنِ جَعْفَرٍ: بِأَبِيْ أَنْتَ! هٰذِهِ الدَّجَاجَةُ كَانَتْ مِثْلَ بِنْتِيْ، فَآلَيْتُ أَنْ لَّا أَدْفِنَهَا إِلَّا فِيْ أَكْرَمِ مَوْضِعٍ أَقْدِرُ عَلَيْهِ، وَلَا وَاللهِ مَا فِي الْأَرْضِ أَكْرَمُ مِنْ بَطْنِكَ. قَالَ: خُذُوْهَا مِنْهَا وَاحْمِلُوْا إِلَيْهَا. [395]

ترجمہ: حضرت اصمعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت ایک پکی ہوئی مرغی لے کر آئی اور عبد اللہ بن جعفر سے عرض کیا: "میرے ماں باپ آپ پر قربان! یہ مرغی میرے نزدیک میری بیٹی جیسی تھی۔ میں نے قسم کھائی تھی کہ اسے زمین میں صرف سب سے معزز جگہ میں منتقل کروں گی، اور اللہ کی قسم! زمین میں آپ کے پیٹ سے زیادہ معزز جگہ کوئی نہیں۔" آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اسے لے جاؤ اور اس کا بدلہ (انعام) اسے دے دو۔"

6: خدا ترسی کا ایک واقعہ

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ: أَنَّ رَجُلًا جَلَبَ سُكَّرًا إِلَى الْمَدِيْنَةِ، فَكَسَدَ، فَبَلَغَ عَبْدَ اللهِ بْنَ جَعْفَرٍ، فَأَمَرَ قَهْرَمَانَهُ أَنْ يَشْتَرِيَهُ، وَأَنْ يُنْهِبَهُ النَّاسَ. [396]

ترجمہ: محمد بن سیرین بیان کرتے ہیں: ایک شخص مدینہ منورہ میں شکر لے کر آیا لیکن وہ فروخت نہ ہو سکی اور اس کا کاروبار ٹھپ ہو گیا۔ یہ بات عبد اللہ بن جعفر تک پہنچی تو انہوں نے اپنے منتظم (قَہرمان) کو حکم دیا کہ وہ سارا مال خرید لے اور پھر اسے لوگوں میں تقسیم کر دے۔

---

[395] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص455 رقم الترجمہ 315 عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرَ

[396] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص455 رقم الترجمہ 315 عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرَ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

نام ونسب:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

حَبْرُ الأُمَّةِ وَفَقِيْهُ العَصْرِ وَإِمَامُ التَّفْسِيْرِ أَبُو العَبَّاسِ عَبْدُ اللهِ...مَوْلِدُهُ: بِشِعْبِ بَنِي هَاشِمٍ قَبْلَ عَامِ الهِجْرَةِ بِثَلَاثِ سِنِيْنَ. صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوًا مِنْ ثَلَاثِيْنَ شَهْرًا، وَحَدَّثَ عَنْهُ بِجُمْلَةٍ صَالِحَةٍ. [397]

ترجمہ: آپ امت کے بڑے عالم، اپنے زمانے کے فقیہ اور تفسیرِ قرآن کے امام تھے، آپ کی کنیت ابو العباس تھی اور نام عبد اللہ تھا.... آپ کی ولادت شعبِ بنی ہاشم میں ہجرت سے تین سال قبل ہوئی۔ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت تقریباً تیس مہینے پائی اور آپ سے احادیث کا ایک قابلِ قدر حصہ روایت کیا۔

حلیہ مبارکہ اور صفات وکمالات:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَكَانَ وَسِيْمًا، جَمِيْلًا، مَدِيْدَ القَامَةِ، مَهِيْبًا، كَامِلَ العَقْلِ، ذَكِيَّ النَّفْسِ، مِنْ رِجَالِ الكَمَالِ. [398]

ترجمہ: آپ نہایت خوبصورت، حسین وجمیل، دراز قد، باوقار، کامل العقل، تیز فہم اور بلند نفس کے مالک تھے اور آپ ان کامل اور جلیل القدر شخصیات میں سے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہر پہلو سے کمال عطا فرمایا تھا۔

وفات:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

---

[397] سیر اعلام النبلاء: ج4ص379، 380، رقم الترجمہ 273 عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ

[398] سیر اعلام النبلاء: ج4ص380 رقم الترجمہ 273 عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ

عَنْ أَبِي كُلْثُوْمٍ: أَنَّ ابْنَ الحَنَفِيَّةِ لَمَّا دُفِنَ ابْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: اليَوْمَ مَاتَ رَبَّانِيُّ هٰذِهِ الأُمَّةِ. [399]

ترجمہ: ابو کلثوم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب عبد اللہ بن عباس کو دفن کیا گیا تو محمد ابن حنفیہ نے فرمایا: آج اس امت کا ربانی (اللہ والا، تربیت یافتہ اور باعمل عالم) وفات پا گیا ہے۔

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ: تُوُفِّيَ ابْنُ عَبَّاسٍ سَنَةَ ثَمَانٍ أَوْ سَبْعٍ وَسِتِّيْنَ. [400]

ترجمہ: علی بن المدینی رحمہ اللہ نے فرمایا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا وصال 68 ہجری یا 67 ہجری میں ہوا۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے چند فضائل:

یہاں صرف چند فضائل کو ذکر کیا جاتا ہے۔

1: فقاہتِ دینی کی نبوی دعا

آپ رضی اللہ عنہما کی علمی زندگی کا آغاز اس مبارک دعا سے جڑا ہوا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے لیے فرمائی۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْخَلَاءَ فَوَضَعْتُ لَهُ وَضُوْءًا قَالَ: مَنْ وَضَعَ هٰذَا؟ فَأُخْبِرَ فَقَالَ: اللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ. [401]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وضو کا پانی رکھ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[399] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص393 رقم الترجمہ 273 عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ

[400] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص394 رقم الترجمہ 273 عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ

[401] صحیح البخاری: رقم الحدیث 143

فرمایا: یہ کس نے رکھا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا (کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رکھا ہے)، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: "اے اللہ! اسے دین کی گہری سمجھ عطا فرما۔"

2: ترجمان القرآن کا لقب

1: امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ اَلعَبَسی الکوفی رحمہ اللہ (ت 235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: نِعْمَ تُرْجُمَانُ الْقُرْآنِ ابْنُ عَبَّاسٍ. [402]

ترجمہ: حضرت مسروق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابن عباس بہترین ترجمان القرآن ہیں۔ (یعنی وہ قرآنِ کریم کے معانی و تفسیر کو سب سے بہتر سمجھنے اور بیان کرنے والے ہیں)۔

2: حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ عَمْرُو بْنُ حُبْشِيٍّ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنْ آيَةٍ، فَقَالَ: انْطَلِقْ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَاسْأَلْهُ، فَإِنَّهُ أَعْلَمُ مَنْ بَقِيَ بِمَا أَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [403]

ترجمہ: عمرو بن حبشی رحمہ اللہ کہتے ہیں: "میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک آیت کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: ابن عباس کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو، کیونکہ جو لوگ باقی رہ گئے ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو قرآن نازل فرمایا ہے، اس کا سب سے زیادہ علم ابن عباس کو ہے۔"

3: معرفتِ قرآنی کا پہلا واقعہ

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ عُمَرُ يُدْخِلُنِي مَعَ أَشْيَاخِ بَدْرٍ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لِمَ تُدْخِلُ هٰذَا الْفَتٰى مَعَنَا وَلَنَا أَبْنَاءٌ مِثْلُهُ؟ فَقَالَ: إِنَّهُ مِمَّنْ قَدْ عَلِمْتُمْ، قَالَ: فَدَعَاهُمْ ذَاتَ يَوْمٍ وَدَعَانِيْ مَعَهُمْ،

---

[402] مصنف ابن ابی شیبۃ: ج17 ص186 کتاب الفضائل رقم الحدیث 32884

[403] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج2 ص1077 ترجمۃ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

قَالَ: وَمَا رُؤِيتُهُ دَعَانِي يَوْمَئِذٍ إِلَّا لِيُرِيَهُمْ مِنِّي، فَقَالَ: مَا تَقُوْلُوْنَ: ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللهِ وَ الْفَتْحُ (۱) وَ رَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ﴾ حَتّٰى خَتَمَ السُّورَةَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: أُمِرْنَا أَنْ نَحْمَدَ اللهَ وَنَسْتَغْفِرَهُ إِذَا نُصِرْنَا وَفُتِحَ عَلَيْنَا، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا نَدْرِي، أَوْ لَمْ يَقُلْ بَعْضُهُمْ شَيْئًا، فَقَالَ لِي: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ، أَكَذَاكَ تَقُوْلُ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: فَمَا تَقُوْلُ؟ قُلْتُ: هُوَ أَجَلُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمَهُ اللهُ لَهُ: ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللهِ وَ الْفَتْحُ﴾ فَتْحُ مَكَّةَ، فَذَاكَ عَلَامَةُ أَجَلِكَ: ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ اسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾ قَالَ عُمَرُ: مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَعْلَمُ. [404]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب مجھے بدر کے بزرگ صحابہ کے ساتھ اپنی مجلس میں داخل کرتے تھے، تو بعض حضرات نے کہا: آپ اس نوجوان کو ہمارے ساتھ کیوں بٹھاتے ہیں، جبکہ ہمارے بھی اس جیسے بیٹے موجود ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے علم وفضل کو تم جانتے ہو۔

ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سب کو بلایا اور مجھے بھی ساتھ شامل کیا۔ میرا خیال ہے کہ انہوں نے مجھے خاص طور پر اس لیے بلایا تا کہ میرا علم ان کے سامنے ظاہر کریں۔ پھر انہوں نے سورۂ نصر کی تلاوت کر کے سوال کیا: تم لوگ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں کیا کہتے ہو؟

کچھ لوگوں نے کہا: "اس میں ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ جب فتح نصیب ہو تو اللہ کی حمد اور استغفار کریں۔"

اور بعض نے کہا: "ہم نہیں جانتے" یا خاموش رہے۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا: "اے ابن عباس! تم کیا کہتے ہو؟ کیا تم بھی یہی کہتے ہو؟"

میں نے کہا: نہیں۔

انہوں نے فرمایا: پھر تم کیا کہتے ہو؟

---

[404] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4294

میں نے عرض کیا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی علامت ہے، جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتادی تھی۔ یعنی جب اللہ کی مدد اور فتح (فتح مکہ) آجائے تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے رخصت ہونے کی علامت ہے۔

اور اس کے بعد آیت پڑھی: ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بھی اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتا جو تم نے بتایا ہے۔

4: معرفتِ قرآنی کا دوسرا واقعہ

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَوْمًا لِأَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فِيمَ تَرَوْنَ هٰذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ: ﴿اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ﴾ قَالُوْا: اللهُ أَعْلَمُ، فَغَضِبَ عُمَرُ، فَقَالَ: قُوْلُوْا نَعْلَمُ أَوْ لَا نَعْلَمُ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فِي نَفْسِي مِنْهَا شَيْءٌ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، قَالَ عُمَرُ: يَا ابْنَ أَخِي، قُلْ وَلَا تَحْقِرْ نَفْسَكَ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ضُرِبَتْ مَثَلًا لِعَمَلٍ، قَالَ عُمَرُ: أَيُّ عَمَلٍ؟ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لِعَمَلٍ، قَالَ عُمَرُ: لِرَجُلٍ غَنِيٍّ يَعْمَلُ بِطَاعَةِ اللهِ، ثُمَّ بَعَثَ اللهُ لَهُ الشَّيْطَانَ، فَعَمِلَ بِالْمَعَاصِي حَتّٰى أَغْرَقَ أَعْمَالَهٗ. [405]

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دن صحابہ کرام سے پوچھا: تم اس آیت کے بارے میں کیا کہتے ہو کہ یہ کس بارے میں نازل ہوئی ہے؟ ﴿اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ﴾ صحابہ نے کہا: اللہ بہتر جانتا ہے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ناراض ہوئے اور فرمایا: کہو کہ ہم جانتے ہیں یا نہیں جانتے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! میرے دل میں اس کے بارے میں ایک بات ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بھتیجے! کہو اور اپنے آپ کو حقیر نہ سمجھو۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ آیت ایک عمل کی مثال بیان کرتی ہے۔

---

[405] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4538

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کون سا عمل؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: عمل کی مثال۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے) فرمایا: یہ اس شخص کی مثال ہے جو مالدار ہو کر اللہ کی اطاعت میں عمل کرتا ہے، پھر شیطان اس پر غالب آتا ہے اور وہ گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اس کے نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔

5: معرفتِ قرآنی کا تیسرا واقعہ

حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا﴾ فَقَالَ: اذْهَبْ إِلٰى ذٰلِكَ الشَّيْخِ فَسَلْهُ، ثُمَّ تَعَالَ فَأَخْبِرْنِي. فَذَهَبَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: كَانَتِ السَّمَاوَاتُ رَتْقًا لَا تُمْطِرُ، وَالْأَرْضُ رَتْقًا لَا تُنْبِتُ، فَفَتَقَ هٰذِهٖ بِالْمَطَرِ، وَهٰذِهٖ بِالنَّبَاتِ. فَرَجَعَ الرَّجُلُ فَأَخْبَرَ ابْنَ عُمَرَ، فَقَالَ: لَقَدْ أُوْتِيَ ابْنُ عَبَّاسٍ عِلْمًا صِدْقًا هٰكَذَا لَقَدْ كُنْتُ أَقُوْلُ: مَا يُعْجِبُنِيْ جُرْأَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلٰى تَفْسِيْرِ الْقُرْآنِ، فَالْآنَ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّهٗ قَدْ أُوْتِيَ عِلْمًا. [406]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن دینار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا﴾ "وہ دونوں بند تھے، پھر ہم نے انہیں کھول دیا"۔ کے بارے میں سوال کیا۔ حضرت ابن عمر نے فرمایا": اس بزرگ (ابن عباس) کے پاس جاؤ، ان سے پوچھو، پھر آ کر مجھے بتانا۔" وہ شخص حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور ان سے سوال کیا۔ انہوں نے فرمایا: "آسمان بند تھے، بارش نہیں برساتے تھے، اور زمین بند تھی، کچھ نہیں اگاتی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آسمان کو بارش کے ذریعے کھول دیا اور زمین کو نباتات (اگانے) کے ذریعے کھول دیا۔" پھر وہ شخص واپس آیا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو جواب بتایا۔ اس پر حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: "بلاشبہ ابن عباس کو سچا اور صحیح علم عطا کیا گیا

---

[406] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج2 ص1077 عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

ہے۔ واقعی! میں پہلے کہا کرتا تھا کہ قرآن کی تفسیر میں ابن عباس کی جراءت مجھے پسند نہیں آتی، لیکن اب مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ انہیں واقعی علم عطا کیا گیا ہے۔"

6: احتیاط فی الحدیث

امام ابو الحجاج مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: جَاءَ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ الْعَدَوِيُّ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، فَجَعَلَ يُحَدِّثُ وَيَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَجَعَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا يَأْذَنُ لِحَدِيْثِهِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِ. فَقَالَ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ، مَالِيْ لَا أَرَاكَ تَسْمَعُ لِحَدِيْثِيْ؟ أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَسْمَعُ؟ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّا كُنَّا مَرَّةً إِذَا سَمِعْنَا رَجُلًا يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتَدَرَتْهُ أَبْصَارُنَا وَأَصْغَيْنَا إِلَيْهِ بِآذَانِنَا، فَلَمَّا رَكِبَ النَّاسُ الصَّعْبَ وَالذَّلُوْلَ، لَمْ نَأْخُذْ مِنَ النَّاسِ إِلَّا مَا نَعْرِفُ. [407]

ترجمہ: حضرت مجاہد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ بشیر بن کعب عدوی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوئے اور احادیث بیان کرنے لگے۔ وہ بار بار کہتے: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔" لیکن حضرت ابن عباس نہ ان کی حدیث کی طرف توجہ فرما رہے تھے اور نہ ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔

بشیر عدوی نے کہا: اے ابن عباس! کیا وجہ ہے کہ میں آپ کو اپنی بات سنتا ہوا نہیں دیکھتا؟ میں آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کر رہا ہوں اور آپ سن نہیں رہے!

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ایک زمانہ تھا کہ جب ہم کسی شخص کو یہ کہتے ہوئے سنتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو فوراً ہماری نگاہیں اس کی طرف اٹھ جاتی تھیں اور ہم پوری توجہ کے ساتھ کان

---

[407] صحیح مسلم: رقم الحدیث 7

لگا کر اس کی بات سنتے تھے۔ لیکن جب لوگوں نے صحیح اور غلط، معتبر اور غیر معتبر ہر قسم کی باتیں بیان کرنا شروع کر دیں، تو ہم لوگوں سے صرف وہی روایت قبول کرنے لگے جسے ہم پہچانتے اور معتبر جانتے تھے۔

7: علوم دینیہ پر مکمل دسترس

امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت676ھ) نقل کرتے ہیں:

قَالَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنَ ابْنِ عَبَّاسٍ بِمَا سَبَقَهُ مِنْ حَدِيْثِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِقَضَاءِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَلَا أَفْقَهَ مِنْهُ وَلَا أَعْلَمَ بِتَفْسِيْرِ الْقُرْآنِ وَبِالْعَرَبِيَّةِ وَالشِّعْرِ وَالْحِسَابِ وَالْفَرَائِضِ. وَكَانَ يَجْلِسُ، وَيَوْمًا لِلتَّأْوِيْلِ، يَوْمًا لِلْفِقْهِ، وَيَوْمًا لِلْمَغَازِيْ، وَيَوْمًا لِلشِّعْرِ، وَيَوْمًا لِأَيَّامِ الْعَرَبِ. وَمَا رَأَيْتُ عَالِمًا قَطُّ جَلَسَ إِلَيْهِ إِلَّا خَضَعَ لَهُ، وَلَا سَائِلًا سَأَلَهُ إِلَّا وَجَدَ عِنْدَهُ عِلْمًا. [408]

ترجمہ: عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے کسی شخص کو عبد اللہ بن عباس سے زیادہ عالم نہیں دیکھا، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں جو ان سے پہلے بیان ہو چکی تھیں، اور نہ ہی ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے فیصلوں کے علم میں۔ اور نہ ہی میں نے ان سے زیادہ فقیہ (دین کی گہری سمجھ رکھنے والا)، تفسیرِ قرآن، عربی زبان، شعر، حساب اور علمِ فرائض کا ماہر کسی کو دیکھا۔

وہ ایک دن فقہی احکام و مسائل کی مجلس لگاتے، ایک دن تفسیر قرآن کی، ایک دن غزوات کی، ایک دن شعر کی اور ایک دن عربوں کے تاریخی واقعات کی۔ میں نے کبھی کسی عالم کو نہیں دیکھا جو ان کے پاس بیٹھا ہو مگر ان کے سامنے عاجز نہ ہوا ہو، اور نہ کسی سائل کو دیکھا جو ان سے سوال کرے اور اسے وہاں علم نہ ملے۔

---

[408] تہذیب الاسماء واللغات للنووی: ج1 ص636 رقم الترجمہ 312 عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما

نام ونسب:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَبْدُ اللهِ بنُ الزُّبَيْرِ ابْنِ العَوَّامِ بْنِ خُوَيْلِدِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ العُزَّى بْنِ قُصَيِّ بْنِ كِلَابِ بْنِ مُرَّةَ، أَمِيْرُ المُؤْمِنِيْنَ، أَبُوْ بَكْرٍ وَأَبُوْ خُبَيْبٍ القُرَشِيُّ الأَسَدِيُّ المَكِّيُّ ثُمَّ المَدَنِيُّ أَحَدُ الأَعْلَامِ، وَلَدُ الحَوَارِيِّ الإِمَامِ أَبِيْ عَبْدِ اللهِ، ابْنِ عَمَّةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَحَوَارِيِّهِ. [409]

ترجمہ: عبد اللہ بن زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزّیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ۔ آپ امیر المؤمنین، کنیت ابو بکر اور ابو خبیب کے ساتھ معروف تھے۔ قریشی، اسدی، مکی اور پھر مدنی نسبت رکھتے تھے۔ آپ بڑے جلیل القدر علمائے اسلام میں سے تھے، اور اس عظیم صحابی (حضرت زبیر رضی اللہ عنہ) کے بیٹے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری (قریبی مددگار) تھے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ کے بیٹے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری صحابی کے فرزند ہیں، اس نسبت سے آپ کو ایک بلند مقام حاصل ہے۔

وفات:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ، وَعِدَّةٌ: قُتِلَ فِيْ جُمَادَى الآخِرَةِ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَّسَبْعِيْنَ. [410]

ترجمہ: امام ابنِ اسحاق رحمہ اللہ اور متعدد اہلِ علم نے کہا ہے کہ وہ (حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ) جمادی الآخرہ سن 73 ہجری میں شہید کیے گئے۔

---

[409] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص397 رقم الترجمہ 275 عَبْدُ اللهِ بنُ الزُّبَيْرِ

[410] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص407 رقم الترجمہ 275 عَبْدُ اللهِ بنُ الزُّبَيْرِ

سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے چند فضائل:

یہاں صرف چند فضائل کو ذکر کیا جاتا ہے۔

1: صغار صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَلَهُ صُحْبَةٌ وَرِوَايَةُ أَحَادِيْثَ. عِدَادُهُ فِي صِغَارِ الصَّحَابَةِ، وَإِنْ كَانَ كَبِيْرًا فِي العِلْمِ، وَالشَّرَفِ، وَالجِهَادِ، وَالعِبَادَةِ. [411]

ترجمہ: عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے، اور ان سے احادیث بھی مروی ہیں۔ انہیں کم عمر صحابہ میں شمار کیا جاتا ہے، اگرچہ وہ علم، شرف، جہاد اور عبادت میں بڑے مرتبے کے حامل تھے۔

2: صحبت نبوت کا زمانہ

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

إِنَّ ابْنَ الزُّبَيْرِ أَدْرَكَ مِنْ حَيَاةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانِيَةَ أَعْوَامٍ وَأَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ، وَكَانَ مُلَازِمًا لِلْوُلُوْجِ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ، لِكَوْنِهِ مِنْ آلِهِ. [412]

ترجمہ: عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں تقریباً آٹھ سال اور چار ماہ کا زمانہ پایا۔ اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں داخل ہونے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے پر ہمیشگی اختیار کرتے تھے، کیونکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت میں سے تھے۔

3: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

---

[411] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص397 رقم الترجمہ 275 عَبْدُ اللهِ بنُ الزُّبَيْرِ

[412] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص398 رقم الترجمہ 275 عَبْدُ اللهِ بنُ الزُّبَيْرِ

قَالَتْ أَسْمَاءُ: فَجَاءَ عَبْدُ اللهِ بَعْدَ سَبْعِ سِنِيْنَ لِيُبَايِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ بِذٰلِكَ أَبُوْهُ الزُّبَيْرُ، فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ رَآهُ مُقْبِلًا ثُمَّ بَايَعَ. [413]

ترجمہ: حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضرت عبد اللہ بن زبیر سات سال کی عمر کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کے لیے آئے۔ ان کے والد زبیر بن العوام نے انہیں اس کا حکم دیا تھا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آتے ہوئے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے، پھر انہوں نے بیعت کی۔

4: مدینہ میں پہلا مہاجر مولود

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

كَانَ عَبْدُ اللهِ أَوَّلَ مَوْلُوْدٍ لِلْمُهَاجِرِيْنَ بِالْمَدِيْنَةِ... لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُوْنَ أَقَامُوْا لَا يُوْلَدُ لَهُم فَقَالُوْا: سَحَرَتْنَا يَهُوْدُ حَتّٰى كَثُرَتِ الْقَالَةُ فِي ذٰلِكَ فَكَانَ أَوَّلَ مَوْلُوْدٍ ابْنُ الزُّبَيْرِ فَكَبَّرَ الْمُسْلِمُوْنَ تَكْبِيْرَةً وَاحِدَةً حَتَّى ارْتَجَّتِ الْمَدِيْنَةُ وَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا بَكْرٍ فَأَذَّنَ فِي أُذُنَيْهِ بِالصَّلَاةِ. [414]

ترجمہ: عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما مدینہ منورہ میں مہاجرین کے ہاں پیدا ہونے والے پہلے بچے تھے.... جب مہاجرین مدینہ منورہ آئے تو کچھ عرصہ تک ان کے ہاں بچے پیدا نہیں ہوئے۔ اس پر وہ کہنے لگے: یہودیوں نے ہمیں جادو کر دیا ہے۔ یہاں تک کہ یہ باتیں بہت زیادہ پھیل گئیں۔ پھر عبد اللہ بن زبیر سب سے پہلے پیدا ہونے والے بچے تھے۔ اس پر مسلمانوں نے ایک ساتھ اللہ اکبر کہا، یہاں تک کہ مدینہ منورہ گونج اٹھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق کو حکم دیا، تو انہوں نے ان کے دونوں کانوں میں نماز (اذان / اقامت) کہی۔

---

[413] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص398 رقم الترجمہ 275 عَبْدُ اللهِ بنُ الزُّبَيْرِ

[414] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص397، 398 رقم الترجمہ 275 عَبْدُ اللهِ بنُ الزُّبَيْرِ

5: جنگ یرموک میں شرکت

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عُرْوَةَ: أَنَّ الزُّبَيْرَ أَرْكَبَ وَلَدَهُ عَبْدَ اللهِ يَوْمَ الْيَرْمُوكِ فَرَسًا وَهُوَ ابْنُ عَشْرِ سِنِيْنَ، وَوَكَّلَ بِهِ رَجُلًا. [415]

ترجمہ: حضرت عروہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبد اللہ کو جنگِ یرموک کے دن گھوڑے پر سوار کیا، اس وقت وہ تقریباً دس سال کے تھے، اور ان کی نگرانی کے لیے ایک شخص مقرر کیا۔

6: جنگ یرموک میں شجاعت کا ایک واقعہ

حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ كَانَ مَعَ أَبِيْهِ يَوْمَ الْيَرْمُوكِ، فَلَمَّا انْهَزَمَ الْمُشْرِكُوْنَ حَمَلَ فَجَعَلَ يُجْهِزُ عَلٰى جَرْحَاهُمْ وَقَوْلُهُ: يُجْهِزُ بِضَمِّ أَوَّلِهِ وَبِجِيْمٍ وَزَايٍ أَيْ يُكْمِلُ قَتْلَ مَنْ وَجَدَهُ مَجْرُوحًا وَهٰذَا مِمَّا يَدُلُّ عَلٰى قُوَّةِ قَلْبِهِ وَشَجَاعَتِهِ مِنْ صِغَرِهِ. [416]

ترجمہ: ہشام بن عروہ اپنے والد عروہ بن زبیر سے، وہ عبد اللہ بن زبیر سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنے والد (حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ) کے ساتھ جنگِ یرموک میں شریک تھے۔ جب مشرکین شکست کھا کر بھاگ گئے تو انہوں نے حملہ کیا اور زخمیوں پر کاری وار کرتے ہوئے ان کو قتل کر دیتے تھے۔ لفظ "يُجْهِزُ" کا مطلب یہ ہے کہ کسی زخمی کو مکمل طور پر قتل کر دینا۔ یہ واقعہ ان کی کم عمری ہی سے دل کی مضبوطی اور شجاعت پر دلالت کرتا ہے۔

7: رسول اللہ ﷺ کا خون مبارک نوش کرنا

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

---

[415] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص398 رقم الترجمہ 275 عَبْدُ اللهِ بنُ الزُّبَيْرِ

[416] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج7 ص375 باب قتل ابی جهل

عَنْ عَامِرَ بنِ عَبْدِ اللهِ بنِ الزُّبَيْرِ: سَمِعْتُ أَبِيْ يَقُوْلُ: إِنَّهُ أَتَى رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَحْتَجِمُ، فَلَمَّا فَرَغَ، قَالَ: (يَا عَبْدَ اللهِ! اذْهَبْ بِهٰذَا الدَّمِ فَأَهْرِقْهُ حَيْثُ لَا يَرَاكَ أَحَدٌ). فَلَمَّا بَرَزَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمَدَ إِلَى الدَّمِ فَشَرِبَهُ. فَلَمَّا رَجَعَ، قَالَ: (مَا صَنَعْتَ بِالدَّمِ؟) .قَالَ: عَمَدْتُّ إِلَى أَخْفَى مَوْضِعٍ عَلِمْتُ، فَجَعَلْتُهُ فِيْهِ. قَالَ: (لَعَلَّكَ شَرِبْتَهُ؟) .قَالَ: نَعَمْ....قَالَ مُوْسَى التَّبُوْذَكِيُّ: فَحَدَّثْتُ بِهِ أَبَا عَاصِمٍ، فَقَالَ: كَانُوْا يَرَوْنَ أَنَّ الْقُوَّةَ الَّتِي بِهِ مِنْ ذٰلِكَ الدَّمِ. [417]

ترجمہ: عامر بن عبد اللہ بن زبیر کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا: انہوں نے فرمایا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پچھنا (حجامہ) لگوا رہے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو فرمایا: اے عبد اللہ! یہ خون لے جاؤ اور اسے ایسی جگہ بہا دو کہ کوئی اسے نہ دیکھے۔ جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے باہر نکلے تو انہوں نے وہ خون لے کر پی لیا۔ جب وہ واپس آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اس خون کا کیا کیا؟

انہوں نے عرض کیا: میں نے اسے سب سے پوشیدہ جگہ میں رکھ دیا ہے جسے میں جانتا تھا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: شاید تم نے اسے پی لیا ہے؟

انہوں نے عرض کیا: جی ہاں (میں نے پی لیا ہے)۔

موسیٰ التبوذکی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے یہ بات ابو عاصم النبیل سے بیان کی تو انہوں نے فرمایا: لوگ یہ سمجھتے تھے (اور درست سمجھتے تھے) کہ جو قوت (ابنِ زبیر میں ظاہر ہوئی) وہ اسی خون (کے اثر) کی وجہ سے تھی۔

8: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بنِ أَبِي يَعْقُوْبَ: أَنَّ مُعَاوِيَةَ كَانَ يَلْقَى ابْنَ الزُّبَيْرِ، فَيَقُوْلُ: مَرْحَبًا بِابْنِ عَمَّةِ

---

[417] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص399 رقم الترجمہ 275 عَبْدُ اللهِ بنُ الزُّبَيْرِ

رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنِ حَوَارِيِّ رَسُوْلِ اللهِ. وَيَأْمُرُ لَهُ بِمِائَةِ أَلْفٍ. [418]

ترجمہ: محمد بن ابی یعقوب بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان جب عبد اللہ بن زبیر سے ملاقات کرتے تو فرماتے: مرحبا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کے بیٹے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری (زبیر) کے بیٹے کو۔ اور ان کے لیے ایک لاکھ (درہم / دینار بطور عطیہ) کا حکم فرماتے۔

9: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی نظر میں

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ: ذُكِرَ ابْنُ الزُّبَيْرِ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: قَارِئٌ لِكِتَابِ اللهِ، عَفِيْفٌ فِي الْإِسْلَامِ، أَبُوْهُ الزُّبَيْرُ، وَأُمُّهُ أَسْمَاءُ، وَجَدُّهُ أَبُوْ بَكْرٍ. [419]

ترجمہ: ابن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن عباس کے پاس عبد اللہ بن زبیر کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: وہ قرآنِ کریم کے قاری ہیں، اسلام میں پاک دامن اور عفیف ہیں۔ ان کے والد زبیر بن العوام ہیں، ان کی والدہ اسماء بنت ابی بکر ہیں، ان کے نانا ابو بکر صدیق ہیں۔

10: سب سے اچھے نمازی

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَمْرِو بنِ دِيْنَارٍ يَقُوْلُ: مَا رَأَيْتُ مُصَلِّيًا قَطُّ أَحْسَنَ صَلَاةً مِنْ عَبْدِ اللهِ بنِ الزُّبَيْرِ. [420]

ترجمہ: عمرو بن دینار کہتے ہیں: میں نے کسی نمازی کو نہیں عبد اللہ بن زبیر سے اچھا نمازی نہیں دیکھا۔

---

[418] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص399 رقم الترجمہ 275 عَبْدُ اللهِ بنُ الزُّبَيْرِ

[419] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص400 رقم الترجمہ 275 عَبْدُ اللهِ بنُ الزُّبَيْرِ

[420] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص400 رقم الترجمہ 275 عَبْدُ اللهِ بنُ الزُّبَيْرِ

11: مسجد کے کبوتر

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أُمِّ جَعْفَرٍ بِنْتِ النُّعْمَانِ: أَنَّهَا سَلَّمَتْ عَلَى أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ وَعِنْدَهَا ابْنُ الزُّبَيْرِ، فَقَالَتْ: قَوَّامُ اللَّيْلَ، صَوَّامُ النَّهَارَ، وَكَانَ يُسَمَّى حَمَامَةَ المَسْجِدِ. [421]

ترجمہ: ام جعفر بنت النعمان بیان کرتی ہیں کہ میں نے اسماء بنت ابی بکر کو سلام کیا، اور ان کے پاس عبد اللہ بن زبیر موجود تھے۔ انہوں نے فرمایا: یہ راتوں کو قیام کرنے والے (نمازِ تہجد ادا کرنے والے) اور دن میں روزے رکھنے والے ہیں اور انہیں (کثرت کے ساتھ مسجد میں رہنے کی وجہ سے) مسجد کا کبوتر کہا جاتا ہے۔

12: دینی اور دنیاوی معاملات میں مہارت

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عُمَرَ بنِ قَيْسٍ قَالَ: كَانَ لِابْنِ الزُّبَيْرِ مائَةُ غُلَامٍ، يُكَلِّمُ كُلَّ غُلَامٍ مِنْهُمْ بِلُغَةٍ أُخْرٰى، فَكُنْتَ إِذَا نَظَرْتَ إِلَيْهِ فِي أَمْرِ آخِرَتِهِ، قُلْتَ: هٰذَا رَجُلٌ لَمْ يُرِدِ الدُّنْيَا طَرْفَةَ عَيْنٍ، وَإِذَا نَظَرْتَ إِلَيْهِ فِي أَمْرِ دُنْيَاهُ، قُلْتَ: هٰذَا رَجُلٌ لَمْ يُرِدِ اللهَ طَرْفَةَ عَيْنٍ. [422]

ترجمہ: عمر بن قیس کہتے ہیں: عبد اللہ بن زبیر کے پاس سو غلام تھے، اور وہ ہر غلام سے اس کی اپنی زبان میں گفتگو کرتے تھے۔ راوی کہتے ہیں: جب آپ انہیں آخرت کے معاملے میں دیکھتے تو کہتے: یہ ایسا شخص ہے جس نے ایک لمحے کے لیے بھی دنیا کا ارادہ نہیں کیا۔ اور جب تم انہیں دنیا کے معاملات میں دیکھتے تو کہتے: یہ ایسا شخص ہے جس نے ایک لمحے کے لیے بھی اللہ کو نہیں چاہا۔

---

[421] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص400 رقم الترجمہ 275 عَبْدُ اللهِ بنُ الزُّبَيْرِ

[422] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص400 رقم الترجمہ 275 عَبْدُ اللهِ بنُ الزُّبَيْرِ

13: نماز میں غیر معمولی حضوری قلب

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ: كُنْتُ أَمُرُّ بِابْنِ الزُّبَيْرِ وَهُوَ خَلْفَ المَقَامِ يُصَلِّيْ كَأَنَّهُ خَشَبَةٌ مَنْصُوْبَةٌ لَا تَتَحَرَّكُ. [423]

ترجمہ: حضرت ثابت البنانی فرماتے ہیں: میں عبد اللہ بن زبیر کے پاس سے گزرتا تھا، جب وہ مقامِ ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہوتے، تو وہ ایسے نظر آتے جیسے ایک کھڑی ہوئی لکڑی ہوں جو حرکت نہیں کرتی۔

14: نماز میں طویل قیام، رکوع اور سجود

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَسَمَ ابْنُ الزُّبَيْرِ الدَّهْرَ عَلَى ثَلَاثِ لَيَالٍ؛ فَلَيْلَةٌ هُوَ قَائِمٌ حَتَّى الصَّبَاحِ، وَلَيْلَةٌ هُوَ رَاكِعٌ حَتَّى الصَّبَاحِ وَلَيْلَةٌ هُوَ سَاجِدٌ حَتَّى الصَّبَاحِ. [424]

ترجمہ: عبد اللہ بن زبیر اپنا زیادہ تر وقت تین راتوں میں تقسیم کر لیتے تھے: ایک رات وہ قیام کرتے (اتنا زیادہ نماز میں کھڑے رہتے) یہاں تک کہ صبح ہو جاتی، ایک رات وہ رکوع میں رہتے (اتنا زیادہ رکوع میں رہتے) یہاں تک کہ صبح ہو جاتی، اور ایک رات وہ سجدے میں رہتے (اتنا زیادہ سجدے میں رہتے) یہاں تک کہ صبح ہو جاتی۔

15: نماز میں کامل درجہ کا خشوع وخضوع

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عُمَرَ بنِ قَيْسٍ عَنْ أُمِّهِ: أَنَّهَا دَخَلَتْ عَلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ بَيْتَهُ، فَإِذَا هُوَ يُصَلِّي، فَسَقَطَتْ حَيَّةٌ

---

[423] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص400 رقم الترجمہ 275 عَبْدُ اللهِ بنُ الزُّبَيْرِ

[424] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص401 رقم الترجمہ 275 عَبْدُ اللهِ بنُ الزُّبَيْرِ

عَلَى ابْنِهِ هَاشِمٍ، فَصَاحُوْا: اَلْحَيَّةَ اَلْحَيَّةَ. ثُمَّ رَمَوْهَا، فَمَا قَطَعَ صَلَاتَهُ. [425]

ترجمہ: عمر بن قیس اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ عبد اللہ بن زبیر کے گھر داخل ہوئیں تو دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ اسی دوران ان کے بیٹے ھاشم بن عبد اللہ پر ایک سانپ گر پڑا۔ لوگ بلند آواز سے کہنے لگے: سانپ! سانپ! پھر انہوں نے اسے مار دیا، لیکن عبد اللہ بن زبیر نے اپنی نماز نہیں توڑی۔

16: جمع قرآن کی مجلس کے رکن

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ عُثْمَانَ أَمَرَ زَيْدًا وَابْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ بْنَ العَاصِ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَنَسَخُوْا المَصَاحِفَ وَقَالَ: إِذَا اخْتَلَفْتُم أَنْتُم وَزَيْدٌ فِي شَيْءٍ فَاكْتُبُوْهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ؛ فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ. [426]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت، عبد اللہ بن زبیر، سعید بن العاص اور عبد الرحمٰن بن حارث بن ھشام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ وہ قرآن کی کتابت کریں۔ فرمایا: جب تمہارا اور زید کا کسی چیز میں اختلاف ہو تو اسے قریش کی زبان میں لکھو کیونکہ قرآن انہی کی زبان میں نازل ہوا ہے۔

17: خوش لباس اور پر جوش خطیب

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ الوَاحِدِ بْنِ أَيْمَنَ، قَالَ: رَأَيْتُ عَلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ رِدَاءً عَدَنِيًّا يُصَلِّيْ فِيْهِ، وَكَانَ صَيِّتًا إِذَا خَطَبَ تَجَاوَبَ الْجَبَلَانِ. [427]

---

[425] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص401 رقم الترجمہ 275 عَبْدُ اللهِ بنُ الزُّبَيْرِ

[426] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص401 رقم الترجمہ 275 عَبْدُ اللهِ بنُ الزُّبَيْرِ

[427] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص402 رقم الترجمہ 275 عَبْدُ اللهِ بنُ الزُّبَيْرِ

ترجمہ: عبد الواحد بن ایمن کہتے ہیں: میں نے عبد اللہ بن زبیر کو ایک عدنی چادر (یمن کے علاقے عدن کی بنی ہوئی) پہنے نماز پڑھتے دیکھا۔ اور وہ بلند آواز والے خطیب تھے، جب وہ بیان کرتے تو یوں محسوس ہوتا جیسے دو پہاڑ ان کی آواز کا جواب دے رہے۔ (یعنی گرجدار آواز میں بیان کرتے تھے، جوشیلی خطابت کرتے تھے)

18: سب سے پہلے بیت اللہ کو ریشمی غلاف پہنانے کا اعزاز

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ: أَوَّلُ مَنْ كَسَا الْكَعْبَةَ الدِّيْبَاجَ ابْنُ الزُّبَيْرِ وَكَانَ يُطَيِّبُهَا حَتّٰى يُوجَدَ رِيحُهَا مِنْ طَرَفِ الْحَرَمِ وَكَانَتْ كِسْوَتُهَا قَبْلَهُ الْأَنْطَاعَ. [428]

ترجمہ: ہشام بن عروہ فرماتے ہیں: سب سے پہلے جس نے عبد اللہ بن زبیر کے دور میں خانۂ کعبہ کو دیباج (ریشمی کپڑے) سے غلاف پہنایا، وہ ابنِ زبیر رضی اللہ عنہما تھے۔ اور وہ اسے خوشبو سے معطر کرتے تھے، یہاں تک کہ اس کی خوشبو حرم کے کناروں تک محسوس کی جاتی تھی۔ اس سے پہلے کعبہ کا غلاف چمڑے سے بنایا جاتا تھا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ وَأَزْوَاجِهٖ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَأَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

[428] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص404 رقم الترجمہ 275 عَبْدُ اللهِ بنُ الزُّبَيْرِ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ

نام ونسب:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

أَنَسُ بْنُ مَالِكِ ابْنِ النَّضْرِ بْنِ ضَمْضَمِ بْنِ زَيْدِ بْنِ حَرَامِ بْنِ جُنْدُبِ بْنِ عَامِرٍ. [429]

ترجمہ: انس بن مالک بن نضر بن ضمضم بن زید بن حرام بن جندب بن عامر۔

صفات وکمالات:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

اَلإِمَامُ الْمُفْتِي الْمُقْرِئُ الْمُحَدِّثُ رَاوِيَةُ الإِسْلاَمِ أَبُوْ حَمْزَةَ الْأَنْصَارِيُّ الْخَزْرَجِيُّ، النَّجَّارِيُّ، الْمَدَنِيُّ، خَادِمُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَرَابَتُهُ مِنَ النِّسَاءِ، وَتِلْمِيْذُهُ. [430]

ترجمہ: آپ امام، مفتی، قاری، محدث، اسلام کے عظیم راوی، ابو حمزہ (آپ کی کنیت) انصاری خزرجی نجاری مدنی رضی اللہ عنہ تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم، ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت دار، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگرد تھے۔

وفات:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ حُمَيْدٍ: أَنَّهُ مَاتَ سَنَةَ إِحْدٰى وَتِسْعِيْنَ. [431]

---

[429] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص416 رقم الترجمہ 284 أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ

[430] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص416 رقم الترجمہ 284 أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ

[431] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص423 رقم الترجمہ 284 أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ

ترجمہ: حضرت حمید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ان (حضرت انس رضی اللہ عنہ) کا انتقال 91 ہجری میں ہوا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے چند فضائل:

یہاں صرف چند فضائل ذکر کیے جاتے ہیں۔

1: خدمتِ نبوی میں حاضر باش صحابی

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَصَحِبَ أَنَسٌ نَبِيَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَمَّ الصُّحْبَةِ، وَلَازَمَهُ أَكْمَلَ الْمُلَازَمَةِ مُنْذُ هَاجَرَ وَإِلَى أَنْ مَاتَ، وَغَزَا مَعَهُ غَيْرَ مَرَّةٍ، وَبَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ. [432]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت کامل اور بھرپور صحبت اختیار کی، اور ہجرتِ نبوی کے بعد سے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل رفاقت اور خدمت میں رہے۔ آپ نے متعدد غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت کی، اور بیعتِ رضوان کے موقع پر درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں بھی شامل تھے۔

2: سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کا ننھا منا تحفہ

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَدِمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَأَنَا ابْنُ ثَمَانِ سِنِيْنَ، فَأَخَذَتْ أُمِّيْ بِيَدِيْ، فَانْطَلَقَتْ بِيْ إِلَيْهِ، فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! لَمْ يَبْقَ رَجُلٌ وَلَا امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَّا وَقَدْ أَتْحَفَكَ بِتُحْفَةٍ وَإِنِّي لَا أَقْدِرُ عَلَى مَا أُتْحِفُكَ بِهِ إِلَّا ابْنِي هٰذَا فَخُذْهُ فَلْيَخْدُمْكَ مَا بَدَا لَكَ. قَالَ: فَخَدَمْتُهُ عَشْرَ سِنِيْنَ، فَمَا ضَرَبَنِيْ وَلَا سَبَّنِيْ وَلَا عَبَسَ فِي وَجْهِيْ. [433]

---

[432] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص417 رقم الترجمہ 284 أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ

[433] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص418 رقم الترجمہ 284 أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو میری عمر آٹھ سال تھی۔ میری والدہ ام سلیم میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئیں اور عرض کیا: "یارسول اللہ! انصار میں کوئی مرد یا عورت ایسی نہیں رہی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تحفہ پیش نہ کیا ہو، جبکہ میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جسے میں بطور تحفہ پیش کر سکوں، سوائے اپنے اس بیٹے کے۔ لہٰذا آپ اسے قبول فرمالیجیے، یہ جتنی مدت آپ چاہیں آپ کی خدمت کرتا رہے۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "میں نے دس سال تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی مجھے نہ مارا، نہ ڈانٹا، نہ برا بھلا کہا، اور نہ کبھی میرے چہرے پر ناگواری کے ساتھ تیوری چڑھائی۔"

3: دعائے نبوی کا اثر:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: جَاءَتْ بِيْ أُمُّ سُلَيْمٍ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَزَّرَتْنِي بِنِصْفِ خِمَارِهَا وَرَدَّتْنِي بِبَعْضِهٖ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! هٰذَا أُنَيْسٌ ابْنِي أَتَيْتُكَ بِهٖ يَخْدُمُكَ فَادْعُ اللهَ لَهٗ فَقَالَ: اللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ. فَوَاللهِ إِنَّ مَالِي لَكَثِيْرٌ، وَإِنَّ وَلَدِيْ وَوَلَدَ وَلَدِيْ يَتَعَادُّوْنَ عَلٰى نَحْوٍ مِنْ مِائَةٍ الْيَوْمَ. [434]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھے میری والدہ ام سلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر آئیں۔ انہوں نے اپنے دوپٹے کے آدھے حصے سے مجھے لپیٹ رکھا تھا اور باقی حصے کو اوڑھ رکھا تھا۔ پھر عرض کیا: "یارسول اللہ! یہ میرا بیٹا اُنیس (انس) ہے۔ میں اسے آپ کی خدمت کے لیے حاضر کرتی ہوں، آپ اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے۔" چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: "اے اللہ! اس کے

---

[434] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص418 رقم الترجمہ 284 أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ

مال اور اس کی اولاد میں کثرت عطا فرما۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "اللہ کی قسم! میرا مال بہت زیادہ ہوا، اور آج میری اولاد اور اولاد کی اولاد کی تعداد تقریباً ایک سو کے قریب پہنچ چکی ہے۔"

4: باغ سے خوشبو مہکتی

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي خَلْدَةَ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي الْعَالِيَةِ: سَمِعَ أَنَسٌ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: خَدَمَهُ عَشْرَ سِنِيْنَ، وَدَعَا لَهُ، وَكَانَ لَهُ بُسْتَانٌ يَحْمِلُ فِي السَّنَةِ الْفَاكِهَةَ مَرَّتَيْنِ وَكَانَ فِيْهَا رَيْحَانٌ يَجِيْءُ مِنْهُ رِيحُ الْمِسْكِ. [435]

ترجمہ: حضرت ابو خلدۃ بیان کرتے ہیں: میں نے ابو العالیہ سے پوچھا: کیا حضرت انس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے براہِ راست احادیث سنی تھیں؟ انہوں نے فرمایا: انہوں نے دس سال تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی تھی۔ اور ان کا ایک باغ تھا جو سال میں دو مرتبہ پھل دیتا تھا، اور اس میں ایک قسم کی خوشبودار گھاس (ریحان) تھی جس سے مشک جیسی خوشبو آیا کرتی تھی۔

5: کرامت: بارش نے صرف آپ کی زمین کو سیراب کیا

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ قَالَ: جَاءَ قَيِّمُ أَرْضِ أَنَسٍ، فَقَالَ: عَطِشَتْ أَرْضُكَ. فَتَرَدَّى أَنَسٌ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْبَرِّيَّةِ، ثُمَّ صَلَّى وَدَعَا، فَثَارَتْ سَحَابَةٌ، وَغَشِيَتْ أَرْضَهُ، وَمَطَرَتْ، حَتَّى مَلَأَتْ صِهْرِيْجَهُ، وَذٰلِكَ فِي الصَّيْفِ. فَأَرْسَلَ بَعْضَ أَهْلِهِ، فَقَالَ: انْظُرْ أَيْنَ بَلَغَتْ؟ فَإِذَا هِيَ لَمْ تَعْدُ أَرْضَهُ إِلَّا يَسِيْرًا. [436]

---

[435] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص419 رقم الترجمہ 284 أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ

[436] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص419 رقم الترجمہ 284 أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ

ترجمہ: حضرت ثابت بیان کرتے ہیں: حضرت انس کے کھیتوں کے نگران نے آکر عرض کیا: "آپ کی زمین پیاس سے خشک ہو گئی ہے۔" چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنا لباس درست کیا، پھر آبادی سے باہر نکلے، نماز ادا کی اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔ راوی کہتے ہیں کہ فوراً ایک بادل اٹھا، اس نے ان کی زمین کو ڈھانپ لیا اور بارش برسانا شروع کر دی، یہاں تک کہ ان کا پانی جمع کرنے والا حوض بھر گیا، حالانکہ یہ گرمیوں کا موسم تھا۔ پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر والوں میں سے ایک شخص کو بھیجا اور فرمایا: "دیکھو، بارش کہاں تک پہنچی ہے؟" اس نے واپس آکر بتایا کہ بارش تقریباً صرف ان کی زمین پر ہوئی تھی اور اس سے بہت تھوڑا سا حصہ آگے بڑھی تھی۔

6: نماز کی اعلیٰ ترین کیفیت

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَشْبَهَ بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنِ ابْنِ أُمِّ سُلَيْمٍ -يَعْنِيْ: أَنَسًا. [437]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ابنِ اُمِّ سلیم، یعنی انس بن مالک سے بڑھ کر کسی شخص کی نماز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے مشابہ نہیں دیکھا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

[437] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص419 رقم الترجمہ 284 أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ

سیدنا مِسوَر بن مَخرَمہ رضی اللہ عنہ

نام ونسب:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ ابْنِ نَوْفَلِ بْنِ أُهَيْبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ زُهْرَةَ بْنِ قُصَيِّ بْنِ كِلَابٍ، اَلْإِمَامُ الْجَلِيْلُ ... لَهُ: صُحْبَةٌ وَرِوَايَةٌ. وَعِدَادُهُ فِي صِغَارِ الصَّحَابَةِ. [438]

ترجمہ: حضرت مسور بن مخرمہ بن نوفل بن اُہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن قصی بن کلاب ہیں، جو بنو زہرہ کے نسب سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ ایک جلیل القدر امام تھے۔... آپ کو صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے اور آپ سے احادیث بھی مروی ہیں۔ آپ کا شمار کم عمر صحابہ میں کیا جاتا ہے۔

ولادت:

امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر مالکی رحمہ اللہ (ت463ھ) نقل فرماتے ہیں:

وُلِدَ بِمَكَّةَ بَعْدَ الْهِجْرَةِ بِسَنَتَيْنِ، وَقُدِمَ بِهِ الْمَدِيْنَةَ فِي عَقِبِ ذِي الْحِجَّةِ سَنَةَ ثَمَانٍ، وَهُوَ أَصْغَرُ مِنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ بِأَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ، وَقُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمِسْوَرُ ابْنُ ثَمَانِ سِنِيْنَ، وَسَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَفِظَ عَنْهُ. [439]

ترجمہ: یہ (حضرت مِسوَر بن مَخرَمہ رضی اللہ عنہ) ہجرت کے دو سال بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، اور ان کے والد انہیں سن 8 ہجری کے ماہِ ذی الحجہ کے بالکل آخری دنوں میں مدینہ منورہ لے کر آئے۔ یہ (عمر میں) حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے چار ماہ چھوٹے ہیں۔ اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو مسور کی عمر

---

[438] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص413 رقم الترجمہ 282 الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ

[439] الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب لابن عبد البر: ج3 ص496 رقم الترجمہ 1108 الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ

آٹھ سال تھی، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے (احادیث) سنیں اور انہیں آپ سے یاد رکھیں۔

آخری ایام اور شہادت کا واقعہ:

امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر مالکی رحمہ اللہ (ت 463ھ) نقل فرماتے ہیں:

وَكَانَ فَقِيْهًا مِنْ أَهْلِ الْفَضْلِ وَالدِّيْنِ لَمْ يَزَلْ مَعَ خَالِهِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ مُقْبِلًا وَمُدْبِرًا فِي أَمْرِ أَهْلِ الشُّوْرٰى وَبَقِيَ بِالْمَدِيْنَةِ حَتّٰى قُتِلَ عُثْمَانُ ثُمَّ انْحَدَرَ إِلٰى مَكَّةَ فَلَمْ يَزَلْ بِهَا حَتّٰى تُوُفِّيَ مُعَاوِيَةُ وَكَرِهَ بَيْعَةَ يَزِيْدَ، فَلَمْ يَزَلْ بِمَكَّةَ حَتّٰى قَدِمَ الْحُصَيْنُ بْنُ نُمَيْرٍ مَكَّةَ لِقِتَالِ ابْنِ الزُّبَيْرِ وَذٰلِكَ فِي عَقِبِ الْمُحَرَّمِ أَوْ صَدْرِ صَفَرٍ وَحَاصَرَ مَكَّةَ. وَفِي حِصَارِهٖ وَمُحَارَبَتِهٖ أَهْلَ مَكَّةَ أَصَابَ الْمِسْوَرَ حَجَرٌ مِنْ حِجَارَةِ الْمَنْجَنِيْقِ وَهُوَ يُصَلِّي فِي الْحِجْرِ فَقَتَلَهٗ، وَذٰلِكَ مُسْتَهَلَّ رَبِيْعٍ الْأَوَّلِ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَسِتِّيْنَ، وَصَلّٰى عَلَيْهِ ابْنُ الزُّبَيْرِ بِالْحُجُوْنِ، تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ اثْنَتَيْنِ وَسِتِّيْنَ سَنَةً. [440]

ترجمہ: حضرت مسور بن مخرمہ دین وفضیلت اور فقہ کے بڑے صاحبِ علم تھے۔ وہ اپنے ماموں عبد الرحمٰن بن عوف کے ساتھ مشورے کے معاملات میں شریک رہے اور ان کی وفات تک اس ذمہ داری میں ساتھ رہے۔ وہ مدینہ میں مقیم رہے یہاں تک کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی، پھر مکہ چلے گئے۔ وہ وہیں مقیم رہے حتیٰ کہ حضرت معاویہ کی وفات ہوگئی۔ انہوں نے یزید بن معاویہ کی بیعت کو ناپسند کیا اور مکہ ہی میں مقیم رہے، یہاں تک کہ حصین بن نمیر مکہ پر چڑھائی کے لیے آیا اور عبد اللہ بن زبیر کے خلاف محاصرہ کیا۔ محاصرے کے دوران، جب مکہ کے اہلِ ایمان سے لڑائی ہو رہی تھی، مسور رضی اللہ عنہ کو منجنیق کا ایک پتھر لگا جبکہ وہ حجرِ اسود کے قریب نماز پڑھ رہے تھے، اور وہ اسی میں شہید ہو گئے۔ یہ واقعہ 64 ہجری کے آغازِ ربیع الاول میں پیش آیا۔ عبد اللہ بن الزبیر نے ان کی نمازِ جنازہ حجون میں پڑھائی۔ اور 62 سال کی عمر میں وفات پائی۔

---

[440] الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب لابن عبد البر: 3 ص 497 رقم الترجمہ 1108 الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ

سیدنا عبد اللہ بن سائب رضی اللہ عنہ

نام ونسب:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَبْدُ اللهِ بْنُ السَّائِبِ ابْنِ أَبِي السَّائِبِ صَيْفِيِّ بْنِ عَابِدٍ...أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَأَبُو السَّائِبِ الْقُرَشِيُّ، الْمَخْزُوْمِيُّ، الْمَكِّيُّ. مُقْرِئُ مَكَّةَ، وَلَهُ صُحْبَةٌ وَرِوَايَةٌ، عِدَادُهُ فِي صِغَارِ الصَّحَابَةِ. [441]

ترجمہ: عبد اللہ بن السائب بن ابی السائب صیفی بن عابد... کنیت ابو عبد الرحمن اور ابو السائب تھی، قریشی، مخزومی اور مکی تھے۔ مکہ کے مشہور قاری تھے۔ آپ صحابی ہیں، روایات بھی مروی ہیں۔ کم عمر صحابہ میں شمار ہوتے تھے۔

وفات:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

مَاتَ ابْنُ السَّائِبِ فِي إِمَارَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ.. [442]

ترجمہ: عبد اللہ بن السائب کا انتقال عبد اللہ بن زبیر کی امارت کے دور میں ہوا۔

قابل فخر شخصیت:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: كُنَّا نَفْخَرُ عَلَى النَّاسِ بِقَارِئِنَا عَبْدِ اللهِ ابْنِ السَّائِبِ. [443]

ترجمہ: مجاہد بن جبر فرماتے ہیں: ہم لوگوں پر اپنے قاری عبد اللہ بن سائب کے ذریعے فخر کرتے تھے۔

---

[441] سیر اعلام النبلاء: ج4ص412 رقم الترجمہ 281 عَبْدُ اللهِ بْنُ السَّائِبِ

[442] سیر اعلام النبلاء: ج4ص413 رقم الترجمہ 281 عَبْدُ اللهِ بْنُ السَّائِبِ

[443] سیر اعلام النبلاء: ج4ص413 رقم الترجمہ 281 عَبْدُ اللهِ بْنُ السَّائِبِ

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما

نام ونسب:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيْرِ ابْنِ سَعْدٍ.. الْأَمِيْرُ الْعَالِمُ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنُ صَاحِبِهِ أَبُوْعَبْدِ اللهِ وَيُقَالُ: أَبُوْمُحَمَّدٍ الْأَنْصَارِيُّ الْخَزْرَجِيُّ، ابْنُ أُخْتِ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَوَاحَةَ.. وُلِدَ النُّعْمَانُ: سَنَةَ اثْنَتَيْنِ.. سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعُدَّ مِنَ الصَّحَابَةِ الصِّبْيَانِ. [444]

ترجمہ: نعمان بن بشیر بن سعد ہیں۔ آپ ایک امیر، عالم اور جلیل القدر صحابی ہیں۔ آپ خود صحابی ہیں اور آپ کے والد بشیر بن سعد بھی صحابی تھے۔ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ (اور بعض کے نزدیک ابو محمد) ہے۔ آپ انصاری، خزرجی ہیں، اور آپ عبد اللہ بن رواحہ کے بھانجے ہیں۔ نعمان بن بشیر کی ولادت سن دو ہجری میں ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (بچپن میں) سنا، اور انہیں بالاتفاق کم عمر صحابہ میں شمار کیا جاتا ہے۔

وجہِ شہادت:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

إِنَّ النُّعْمَانَ لَمَّا دَعَا أَهْلَ حِمْصَ إِلَى بَيْعَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، ذَبَحُوْهُ. [445]

ترجمہ: نعمان بن بشیر کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ جب انہوں نے اہلِ حمص کو عبد اللہ بن زبیر کی بیعت کی دعوت دی تو لوگوں نے انہیں قتل کر دیا (ذبح کر دیا)۔

---

[444] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص426 رقم الترجمہ 288 النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيْرٍ

[445] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص427 رقم الترجمہ 288 النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيْرٍ

سیدنا ضحّاک بن قیس رضی اللہ عنہ

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

الضَّحَّاكُ بْنُ قَيْسِ ابْنِ خَالِدٍ... عِدَادُهُ فِي صِغَارِ الصَّحَابَةِ وَلَهُ أَحَادِيْثُ .... قَالَ الزُّبَيْرُ بْنُ بَكَّارٍ: كَانَ الضَّحَّاكُ بْنُ قَيْسٍ مَعَ مُعَاوِيَةَ، فَوَلَّاهُ الكُوْفَةَ، وَهُوَ الَّذِيْ صَلّٰى عَلٰى مُعَاوِيَةَ، وَقَامَ بِخِلَافَتِهِ حَتّٰى قَدِمَ يَزِيْدُ، ثُمَّ بَعْدَهُ دَعَا إِلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ وَبَايَعَ لَهُ...وَفِي بَيْتِ أُخْتِهِ فَاطِمَةَ اجْتَمَعَ أَهْلُ الشُّوْرٰى، وَكَانَتْ نَبِيْلَةً ...وَكَانَ جَوَادًا، لَبِسَ بُرْدًا تُسَاوِيْ ثَلَاثَ مائَةِ دِيْنَارٍ فَسَاوَمَهُ رَجُلٌ بِهِ، فَوَهَبَهُ لَهُ، وَقَالَ: شُحُّ بِالمَرْءِ أَنْ يَّبِيْعَ عِطَافَهُ. [446]

ترجمہ: ضحاک بن قیس بن خالد صغار صحابہ میں شمار ہوتے ہیں اور احادیث بھی روایت کرتے ہیں۔...زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ ضحاک، حضرت معاویہ کے ساتھ تھے۔ انہوں نے انہیں کوفہ کا گورنر مقرر کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت نمازِ جنازہ انہی نے پڑھائی اور یزید کے آنے تک خلافت کے انتظامات بھی انہی کے پاس رہے۔ بعد میں انہوں نے ابن زبیر کی بیعت کی دعوت دی اور ان کے حق میں لوگوں کو بلایا....اسی طرح اہلِ شوریٰ ان کی بہن فاطمہ کے گھر میں جمع ہوئے تھے، اور وہ ایک باوقار، شریف اور صاحبِ فضیلت خاتون تھیں۔ ضحاک نہایت سخی اور فیاض تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے چادر پہن رکھی تھی جس کی قیمت تین سو دینار کے برابر تھی۔ ایک شخص نے وہ چادر خریدنے کے لیے ان سے قیمت طے کرنے کی بات کی تو انہوں نے وہ چادر بلا معاوضہ اسی شخص کو ہبہ کر دی اور فرمایا: آدمی کے بخل کی یہی علامت کافی ہے کہ وہ اپنی اوڑھی ہوئی چادر بھی فروخت کرے۔ یعنی ان کے نزدیک سخاوت کا تقاضا یہ تھا کہ جب کسی چیز کی ضرورت مند یا خواہش مند شخص کو حاجت ہو تو اسے فروخت کرنے کے بجائے عطیہ کر دیا جائے۔

---

[446] سیر اعلام النبلاء: ج4 ص323، 324، رقم الترجمہ 268 الضَّحَّاكُ بْنُ قَيْسٍ

حصہ دوم

اعتراضات وجوابات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعتراض نمبر 1

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خطبہ جمعہ چھوڑ کر چلے گئے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا﴾ [447]

ترجمہ: جب کچھ لوگوں نے کوئی تجارت یا کوئی کھیل دیکھا تو اس کی طرف دوڑ پڑے اور آپ کو کھڑا چھوڑ گئے۔

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمَشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ جابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قالَ: بَيْنَما النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَدِمَتْ عِيْرٌ اِلَى الْمَدِيْنَةَ فابْتَدَرَهَا أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ اِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا. [448]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ جمعہ دے رہے تھے کہ اچانک مدینہ منورہ میں تاجروں کا ایک قافلہ آگیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس قافلے کی طرف دوڑ پڑے، یہاں تک کہ صرف بارہ صحابہ رضی اللہ عنہم باقی رہ گئے۔

اعتراض:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم؛ نمازِ جمعہ پڑھنے کے بعد تجارتی قافلہ کے آنے کی خبر سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ جمعہ ارشاد فرمانے کے دوران بغرضِ تجارت چلے گئے تھے۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نمازِ جمعہ

---

[447] سورۃ الجمعۃ:11

[448] تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر: ج4 ص539 تفسیر سورۃ الجمعۃ، رقم الآیۃ 11

پڑھے بغیر جمعہ کے خطبہ کے دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر جانا نامناسب عمل ہے۔

جواب نمبر 1: ابتدائے اسلام کا واقعہ

یہ شروع اسلام کی بات ہے، اس وقت خطبہ جمعہ؛ نماز جمعہ کے بعد ہوتا تھا۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جانا نماز پڑھنے کے بعد تھا۔

1: امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری قرطبی مالکی رحمہ اللہ (ت 671ھ) لکھتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ قَبْلَ الْخُطْبَةِ مِثْلَ الْعِيْدَيْنِ حَتّٰى كَانَ يَوْمُ جُمُعَةَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ وَقَدْ صَلَّى الْجُمُعَةَ. [449]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز؛ خطبہ سے پہلے پڑھتے تھے جیسا کہ عیدین میں ہوتا ہے۔ یہ جمعہ کا دن تھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے اور جمعہ کی نماز ہو گئی تھی۔

2: حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمَشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ مِثْلَ الْعِيْدَيْنِ. [450]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز خطبہ سے پہلے پڑھتے تھے جیسا کہ عیدین میں ہوتا ہے۔

جواب نمبر 2: ضرورت کی وجہ سے جانا

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جانا ضرورت کی وجہ سے تھا، اس لیے کہ یہ قافلہ دحیہ بن خلف کلبی کا تھا جو شام سے آیا تھا۔ ان کا قافلہ جب بھی آتا تو ضروریاتِ زندگی کا سارا سامان اس میں ہوتا تھا۔ چونکہ ان دنوں قحط تھا اس لیے جانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سوچا کہ اگر ہم تاخیر سے گئے تو شاید ضرورت کی چیزیں ختم ہو جائیں گی، اس لیے وہ حضرات چلے گئے۔

---

[449] الجامع لاحکام القرآن للقرطبی: ج2 ص3071 تفسیر سورۃ الجمعۃ، رقم الآیۃ: 11

[450] تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر: ج3 ص540 تفسیر سورۃ الجمعۃ، رقم الآیۃ: 11

امام ابو بکر احمد بن علی رازی حنفی المعروف جصاص رحمہ اللہ (ت370ھ) لکھتے ہیں:

قَوْلُهُ تَعَالَى ﴿وَ اِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا اِنْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا﴾ رُوِيَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَالْحَسَنِ قَالَا: رَأَوْا عِيْرَ طَعَامٍ قَدِمَتِ الْمَدِيْنَةَ، وَقَدْ أَصَابَتْهُمْ مَجَاعَةٌ. [451]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا اِنْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا﴾ کی تفسیر میں حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ لوگوں نے دیکھا کہ مدینہ میں بہت سارا غلہ لایا گیا ہے اور اُس وقت وہ قحط کی حالت میں تھے (اس لیے چلے گئے)۔

جواب نمبر 3: تربیت کے مرحلہ میں تھے

جانے والے صِغار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے اور ابھی تربیت کے مرحلہ میں تھے، ابھی خطبہ کے آداب سے پوری طرح واقف نہیں تھے، جبکہ اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود رہے۔

1: امام ابو منصور محمد بن محمد بن محمود ماتریدی حنفی رحمہ اللہ (ت333ھ) فرماتے ہیں:

فَإِنْ قِيْلَ: كَيْفَ جَازَ أَنْ يَنْفِرَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْخُطْبَةِ إِلَى اللَّهْوِ وَالتِّجَارَةِ، مَعَ جَلَالِ قَدْرِهِمْ وَتَعْظِيْمِهِمْ لِلنَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ؟!

وَالْجَوَابُ عَنْ هٰذَا أَنَّ الْقَوْمَ كَانُوْا حَدِيْثِي عَهْدٍ بِالْإِسْلَامِ، وَكَانُوْا مِنْ سُوْقَةِ الْقَوْمِ وَمِنْ سَفْلَتِهِمْ، وَلَمْ يَكُوْنُوْا عَرَفُوْا حَقَّ الْخِطَابِ وَحَقَّ الْخُطْبَةِ عَلَيْهِمْ، وَكَانَتْ تِلْكَ تِجَارَةً يَأْمُلُوْنَ مِنْهَا مَنَافِعَ لَوْ لَمْ يُبَادِرُوْا إِلَيْهَا ذَهَبَتْ عَنْهُمْ، فَإِنَّمَا خَرَجُوْا مِنَ الْمَسْجِدِ جَهْلًا مِنْهُمْ بِحَقِّهِ. [452]

ترجمہ: اگر یہ سوال کیا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، باوجود اس کہ وہ بڑے عظمت والے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی تعظیم کرتے تھے، پھر یہ کیسے ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[451] احکام القرآن للجصاص: ج3 ص673 تفسیر سورۃ الجمعۃ، رقم الآیۃ 11

[452] تاویلات اھل السنۃ: ج5 ص132 تفسیر سورۃ الجمعۃ، رقم الآیۃ 11

کے خطبہ دیتے وقت وہ تجارت اور کھیل کود کی طرف چلے گئے؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ لوگ ابھی نئے نئے مسلمان ہوئے تھے۔ وہ عام اور سادہ طبقے سے تعلق رکھتے تھے اور ابھی خطبہ اور خطاب کے آداب سے پوری طرح واقف نہیں تھے۔ مزید یہ کہ وہ ایسی تجارت تھی جس سے انہیں فائدہ حاصل ہونے کی امید تھی اور انہیں اندیشہ تھا کہ اگر فوراً اس کی طرف نہ گئے تو یہ موقع ہاتھ سے نکل جائے گا۔ لہٰذا وہ ان آداب وحقوق سے لاعلمی کی وجہ سے مسجد سے نکلے۔

2: حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ (ت 1362ھ) لکھتے ہیں:

جو صحابہ کرام اٹھ کر چلے گئے تھے ان کی ابتدائی حالت تھی، پھر حسبِ نقل بعض زمانہ قحط وجُوع کا تھا، پھر کبراء صحابہ سے اس کا صدور نہیں ہوا پھر اجتہادی غلطی تھی اس لئے اعتراض کی گنجائش نہیں۔[453]

فائدہ:

اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے، وہ خطبہ جمعہ سے اٹھ کر نہیں گئے تھے۔

1: امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری قرطبی مالکی رحمہ اللہ (ت 671ھ) لکھتے ہیں:

رَوَاهُ أَسَدُ بْنُ عَمْرٍو وَالِدُ أَسَدِ بْنِ مُوْسَى بْنِ أَسَدٍ، وَفِيْهِ: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَبْقَ مَعَهُ إِلَّا أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ، وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَسَعْدُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ وَأَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ، وَسَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالٌ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ فِيْ إِحْدَى الرِّوَايَتَيْنِ، وَفِي الرِّوَايَةِ الْأُخْرٰى عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ، قُلْتُ: لَمْ يَذْكُرْ جَابِرًا، وَقَدْ ذَكَرَ مُسْلِمٌ أَنَّهُ كَانَ فِيْهِمْ، وَالدَّارَقُطْنِيُّ أَيْضًا، فَيَكُوْنُوْنَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ وَإِنْ كَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ فِيْهِمْ فَهُمْ أَرْبَعَةَ عَشَرَ.[454]

---

[453] بیان القرآن للتھانوی: ج3 ص547 تفسیر سورۃ الجمعۃ، رقم الآیۃ 11

[454] الجامع لاحکام القرآن للقرطبی: ج2 ص3071 تفسیر سورۃ الجمعۃ، رقم الآیۃ 11

ترجمہ: اسد بن عمرو جو اسد بن موسیٰ بن اسد کے والد ہیں؛ انہوں نے روایت نقل کی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ بن زبیر، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت ابو عبیدہ بن جراح، حضرت سعید بن زید، حضرت بلال، حضرت عبد اللہ بن مسعود اور ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنھم کے علاوہ کوئی بھی باقی نہیں رہا۔ میں (امام قرطبی رحمہ اللہ) کہتا ہوں: اس روایت میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں ہے جبکہ امام مسلم اور امام دار قطنی رحمہا اللہ نے ان کا ذکر بھی کیا ہے، تو یہ کُل تیرہ حضرات ہوئے، اور اگر ان میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی ہوں تو کل چودہ افراد ہوں گے۔

2: علامہ سید ابو الثناء محمود آلوسی آفندی بغدادی حنفی رحمہ اللہ (ت1270ھ) لکھتے ہیں:

أَخْرَجَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ وَالْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَجَمَاعَةٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَائِمًا إِذْ قَدِمَتْ عِيْرٌ الْمَدِيْنَةَ، فَابْتَدَرَهَا أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا، أَنَا فِيْهِمْ وَأَبُوْ بَكْرٍ وعُمَرُ، فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالٰى ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً﴾ إِلٰى آخِرِ السُّوْرَةِ.[455]

ترجمہ: امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی اور محدثین رحمہم اللہ کی ایک جماعت نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن کھڑے ہو کر خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اچانک مدینہ منورہ میں تاجروں کا ایک قافلہ آگیا۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس قافلے کی طرف دوڑ پڑے، یہاں تک کہ بارہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باقی رہ گئے۔ میں (جابر بن عبد اللہ) اور حضرت ابو بکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) بھی انہی (باقی رہنے والوں) میں سے تھے۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً﴾ آخر سورت تک نازل فرمائی۔

---

[455] تفسیر روح المعانی: ج14 ص104 تفسیر سورۃ الجمعۃ، رقم الآیۃ: 11

اعتراض نمبر 2

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے غزوۂ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کی

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ لَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَ تَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَ عَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَ لَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾[456]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تم سے اپنا وعدہ سچ کر دکھلایا جب تم اللہ کے حکم سے ان (کافروں) کو قتل کرنے لگے یہاں تک کہ جب تم بے ہمت ہو گئے اور ایک معاملہ میں (مورچے پر ٹھہرنے اور نہ ٹھہرنے کے بارے) آپس میں جھگڑا بھی کیا اور تم اس بارے پیغمبر کے حکم کی خلاف ورزی کر بیٹھے۔ اس کے بعد اللہ نے تمہیں وہ چیز (میدانِ جنگ میں فتح، دشمن پر غلبہ اور اس سے حاصل ہونے والا مالِ غنیمت) دکھا دی جو تم پسند کرتے تھے۔ تم میں سے کچھ ایسے ہیں جو دنیا (کے اسباب یعنی مال غنیمت) کا ارادہ رکھتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو آخرت (کے ثواب) کا ارادہ رکھتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں آزمائش میں ڈالنے کے لیے ان سے پھیر دیا، یقیناً اللہ نے تمہیں معاف فرما دیا ہے اور وہ اہل ایمان پر فضل فرمانے والا ہے۔

اعتراض:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک متعین دَستہ غزوہ احد میں جبلِ رُمَاۃ پر موجود تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا کہ چاہے فتح ہو یا شکست، جب تک میں نہ کہوں آپ نے یہ جگہ نہیں چھوڑنی۔ اس حکمِ نبوی کے باوجود چند افراد کے علاوہ باقی سب نیچے اتر گئے۔ ان کا نیچے اترنا مال کے حرص کی وجہ سے تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

---

[456] سورۃ آل عمران:152

"مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ"

جواب نمبر 1: معافی کا اعلان

اھل السنۃ والجماعۃ کا موقف یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم محفوظ ہیں۔ محفوظ ہونے کا معنی یہ ہے کہ اگر ان میں سے کسی سے بشری تقاضوں کے مطابق کبھی کوئی خطا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ان کے ذِمّہ میں وہ باقی نہیں رہنے دیتے، یعنی دنیا میں اس خطا کی معافی عطا فرما دیتے ہیں اور اس خطا کی وجہ سے ملنے والے اُخروی عذاب سے ان کو محفوظ فرما لیتے ہیں۔

1: فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَ لَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ﴾ [457]

ترجمہ: دو فوجوں کی باہمی لڑائی (غزوہ اُحد) والے دن جو لوگ تم میں سے پیچھے ہٹ گئے، شیطان نے انہیں اُن کے بعض (پہلے والے) گناہوں کی وجہ سے بہکایا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اس کی بھی معافی دے دی۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی ذات بخشنے والی اور بردبار ہے۔

2: علامہ سید ابو الثناء محمود آلوسی آفندی بغدادی حنفی رحمہ اللہ (ت 1270ھ) لکھتے ہیں:

لَا تَعْيِيْرَ بَعْدَ عَفْوِ اللهِ تَعَالٰى عَنِ الْجَمِيْعِ وَنَحْنُ لَا نَدَّعِي الْعِصْمَةَ فِي الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ وَلَا نَشْتَرِطُهَا فِي الْخِلَافَةِ. [458]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو معاف فرما دینے کے بعد تو اعتراض کی کوئی وجہ بنتی ہی نہیں۔ نیز ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے معصوم ہونے کے قائل نہیں ہیں اور نہ ہی عصمت کو خلافت کے لیے شرط قرار

---

[457] سورۃ آل عمران: 155

[458] روح المعانی: ج3 ص99 تفسیر سورۃ آل عمران، رقم الآیۃ 155

دیتے ہیں۔(اس لیے جب خطا معاف ہو گئی تو اعتراض ہی ختم ہو گیا۔)

جواب نمبر 2: دنیا سے مراد "مالِ غنیمت"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غنیمت کو اکٹھا کرنے کے لیے دَرّے سے نیچے اترے، اسی کو قرآن نے "مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ" سے تعبیر کیا ہے۔ لیکن اس دنیا سے وہ دنیا مراد نہیں جس کی قرآن وسنت میں مذمت بیان کی گئی ہے یعنی جس میں مشغول ہو کر بندہ آخرت سے غافل ہو جائے بلکہ یہاں دنیا سے مراد "مالِ غنیمت" ہے اس پر دنیا کا لفظ مجازا بولا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حلال اور پاکیزہ مال ہے۔

قرآن کریم میں ہے:

﴿ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾ [459]

ترجمہ: اب تم اس غنیمت کے مال میں سے کھاؤ (استعمال میں لاؤ) جو حلال پاکیزہ ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والے، رحم کرنے والے ہیں۔

جواب نمبر 3: دوہرے اجر کا حصول

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دَرّے کو چھوڑ کر نیچے اترنے کی وجہ دو اجروں کا حصول تھا:

1: مورچہ پر پہرے دینے کا اجر

2: میدان میں جہاد وقتال کرنے کا اجر

جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنگ کی ابتداء سے مورچے پر مامور تھے، انہیں میدان میں اتر کر لڑائی کا موقع ہی نہ ملا، اگرچہ مورچہ سنبھالنے کا اور پہرے کا ثواب ملا ہے لیکن انہوں نے یہ سمجھا کہ ہمیں میدان میں اتر کر بہادری کے ساتھ لڑنے اور کفار کو بھگانے والی شجاعت کا ثواب نہیں مل رہا۔ اب جب انہیں دشمن کے بھاگ جانے کا اور لشکرِ اسلام کے فتح یاب ہونے کا یقین ہوا تو وہ نیچے اتر آئے تاکہ دونوں اجر حاصل کر سکیں، مورچہ پر پہرے دینے

---

[459] سورۃ الانفال:69

والا بھی اور میدان میں جہاد و قتال کرنے والا بھی۔ جب کفار میدان چھوڑ کر بھاگنے لگے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس مبارک جذبے کے تحت دَرّے سے نیچے اترے اور اپنے بھائیوں کے ساتھ مالِ غنیمت جمع کرنا شروع کر دیا، اس بابرکت کام میں ان کی مدد کرنے لگے۔

جواب نمبر 4: خطا اجتہادی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو منشا پیغمبر سمجھنے میں خطا ہو گئی تھی، بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمجھے کہ اس حکم کا تعلق جنگ کے اختتام تک ہے اور بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمجھے اس حکم کا تعلق ظاہری فتح تک ہے، یہ ایسے ہی ہے جیسے کہ بنو قریظہ کی طرف پہنچ کر عصر کی نماز پڑھنے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا منشا پیغمبر سمجھنے میں خطا ہو گئی تھی۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ: لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدٌ الْعَصْرَ إِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ. فَأَدْرَكَ بَعْضُهُمُ الْعَصْرَ فِي الطَّرِيقِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا نُصَلِّي حَتَّى نَأْتِيَهَا وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ نُصَلِّي ... فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يُعَنِّفْ وَاحِدًا مِنْهُمْ. [460]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ غزوۂ خندق کے موقع پر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی آدمی بھی بنو قریظہ کی طرف پہنچنے سے پہلے عصر کی نماز نہ پڑھے راستے میں عصر کی نماز کا وقت ہو گیا تو بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے (حدیث کے ظاہری الفاظ کو ملحوظ رکھتے ہوئے) کہا: ہم تو بنو قریظہ جا کر ہی نماز پڑھیں گے جبکہ بعض نے (الفاظ حدیث کو ادائے صلوٰۃ کے بجائے جلدی پہنچنے پر محمول کرتے ہوئے) کہا: ہم تو نماز پڑھیں گے۔ جب یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی گئی تو آپ نے کسی کو بھی کچھ نہیں فرمایا۔

---

[460] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4119

اشکال: اجتہادی خطا ہونے پر تنبیہ کیوں کی گئی؟

جب اجتہادی خطا قابلِ مؤاخذہ نہیں ہے تو پھر اس پر تنبیہ کیوں کی گئی ہے؟

جواب نمبر 1: محبوبانہ عتاب

ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام بہت بلند تھا اس لیے انہیں تنبیہ کی گئی جیسے حضرت آدم علیہ السلام کو خطا اجتہادی پر تنبیہ کی گئی تھی، حضرت آدم علیہ السلام کو عِتاب ہوا تھا تو انہوں نے اپنے مقام کے مناسب رجوع کر لیا تھا، اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صورتاً لغزش پر بھی محبوبانہ عِتاب نازل ہوا لیکن جہاں یہ محبوبانہ عِتاب نازل ہوا، اسی کے متصل بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی معافی کا اعلان بھی کر دیا اور محبت کی شدت اور انتہاء کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ تسلی پر اکتفاء نہ فرمایا بلکہ فوراً ساتھ دوسری مرتبہ بھی ازراہ شفقت مزید فرمایا کہ بخش دیا ہے، اور یہ وہاں ہوتا ہے جہاں محبت بہت زیادہ ہو، تاکہ کمالِ محبت کا اظہار ہو جائے۔

جواب نمبر 2: حسنات الابرار سیئات المقربین

یہ حسنات الابرار سیئات المقربین کے قبیل سے ہے۔

غزوۂ اُحد میں بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے جو اجتہادی خطا ہوئی وہ نافرمانی نہیں تھی بلکہ اجتہاد کی بنیاد پر تھی، اور اللہ تعالیٰ نے ان کی معافی کا اعلان بھی فرما دیا۔ ان کے بلند مقام کے اعتبار سے دیکھا جائے تو ان سے کامل اتباع اور زیادہ احتیاط کی توقع تھی۔ اسی وجہ سے ان کے اس فعل پر انہیں تنبیہ کی گئی۔ یہی چیز "حسنات الابرار سیئات المقربین" کے قبیل سے ہے، یعنی بلند مقام والوں سے معمولی کمی بھی ان کے مقام کے اعتبار سے زیادہ محسوس ہوتی ہے۔

اعتراض نمبر 3

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر سستی کا مظاہرہ کیا

علامہ شمس الدین ابو عبد للہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقَالَ رَجُلٌ: لَوْ أَدْرَكْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُ مَعَهُ وَأَبْلَيْتُ، فَقَالَ: أَنْتَ كُنْتَ تَفْعَلُ ذَاكَ؟ لَقَدْ رَأَيْتُنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْأَحْزَابِ فِيْ لَيْلَةٍ ذَاتِ رِيْحٍ شَدِيْدَةٍ وَقُرٍّ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَلَا رَجُلٌ يَأْتِيْنِيْ بِخَبَرِ الْقَوْمِ يَكُوْنُ مَعِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟، فَلَمْ يُجِبْهُ مِنَّا أَحَدٌ، ثُمَّ الثَّانِيَةَ، ثُمَّ الثَّالِثَةَ مِثْلَهُ، ثُمَّ قَالَ: يَا حُذَيْفَةُ، قُمْ فَأْتِنَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ، فَلَمْ أَجِدْ بُدًّا إِذْ دَعَانِيْ بِاسْمِيْ أَنْ أَقُوْمَ. [461]

ترجمہ: حضرت ابراہیم تیمی رحمہ اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: ہم حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے کہا: اگر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوتا، تو آپ کے ساتھ مل کر جہاد کرتا اور خوب بہادری دکھاتا۔ اس پر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا واقعی تم ایسا کرتے؟ حالانکہ میں نے خود غزوۂ احزاب کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک ایسی رات دیکھی ہے، جس میں سخت آندھی اور شدید سردی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جو شخص مجھے دشمنوں کی خبر لا کر دے وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ہو گا لیکن ہم میں سے کسی نے جواب نہ دیا۔ پھر دوسری بار یہی فرمایا، پھر تیسری بار بھی یہی فرمایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حذیفہ! تم اٹھو اور جا کر دشمنوں کی خبر لاؤ۔ (حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) جب آپ نے میرا نام لے کر فرمایا تو اب میرے لیے اٹھنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔

---

[461] سیر اعلام النبلاء: ج1 ص299 تحت غزوۃ الخندق

اعتراض:

اس روایت کی بنیاد پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر خوشی سے عمل نہیں کیا بلکہ سستی دکھائی اور مجبور ہو کر عمل کیا۔

جواب: حکم نہیں، بلکہ ترغیب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ "تم میں سے کوئی جا کر دشمن کی خبر لے آئے" بطور تاکیدی حکم اور وجوب کے نہیں تھا بلکہ یہ صرف ترغیب کے لیے تھا۔ نیز اس میں سب کو اختیار دیا گیا تھا۔

اس پر دو قرینے ہیں:

قرینہ نمبر 1:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا تھا:

"جو شخص یہ خدمت انجام دے گا اسے جنت میں میری رفاقت نصیب ہو گی۔"

اگر اس حکم پر عمل کرنا لازم اور ضروری ہوتا تو اس کے ساتھ اس انداز میں بشارت کی ضرورت نہیں تھی۔

قرینہ نمبر 2:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان بھی ملحوظ رہے کہ:

"جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام لے کر فرمایا: حذیفہ! اٹھو اور دشمن کی خبر لے آؤ، تو پھر میرے لیے اٹھنے کے سوا کوئی چارا نہ رہا۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اختیار تھا کہ کوئی صحابی آگے بڑھ جائے لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نام لے کر حکم دیا تو اس کی پابندی لازم ہو گئی۔ چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور حکم کی تعمیل کی۔

ان دو قرائن سے ثابت ہوا کہ یہ حکم تاکیدی اور وجوبی نہ تھا۔ اس لیے اگر اس پر عمل درآمد نہ ہو سکا تو اس پر "سستی دکھانے"، "مجبور ہو کر عمل کرنے" جیسے اعتراض وارد نہ ہوں گے۔

فائدہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کے کئی مراتب ہوتے ہیں۔ بعض اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم واضح حکم ارشاد فرماتے تھے جس کی تعمیل صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پر لازم ہوتی تھی، اور وہ فوراً اس پر عمل بھی کرتے تھے لیکن بعض مواقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف ترغیب یا مشورہ کے طور پر کوئی بات ارشاد فرماتے تھے۔ ایسی صورت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کام کے کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہوتا تھا۔ اس لیے اگر کوئی اس پر عمل نہ کرتا تو یہ نافرمانی شمار نہ ہوتی تھی اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر ناراض ہوتے تھے۔ نیز اس سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں کوئی کمی بھی نہ آتی۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ زَوْجَ بَرِيرَةَ كَانَ عَبْدًا يُقَالُ لَهُ "مُغِيثٌ"، كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَطُوفُ خَلْفَهَا يَبْكِي، وَدُمُوعُهُ تَسِيلُ عَلَى لِحْيَتِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْعَبَّاسِ: "يَا عَبَّاسُ! أَلَا تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مُغِيثٍ بَرِيرَةَ، وَمِنْ بُغْضِ بَرِيرَةَ مُغِيثًا؟" فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ رَاجَعْتِهِ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! تَأْمُرُنِي؟ قَالَ: إِنَّمَا أَنَا أَشْفَعُ. قَالَتْ: فَلَا حَاجَةَ لِي فِيهِ.[462]

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: بریرہ رضی اللہ عنہا کے شوہر ایک غلام تھے جن کا نام مغیث تھا۔ گویا میں ابھی انہیں دیکھ رہا ہوں کہ وہ بریرہ کے پیچھے روتے ہوئے پھر رہے ہیں اور ان کے آنسو داڑھی پر بہہ رہے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس سے فرمایا: اے عباس! کیا تمہیں مغیث کی بریرہ سے محبت اور بریرہ کی مغیث سے نفرت پر تعجب نہیں ہوتا؟ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ سے فرمایا: کاش! تم دوبارہ اس کے پاس لوٹ جاتیں۔ تو بریرہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ مجھے حکم دے رہے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تو صرف (مغیث کے لیے) سفارش کر رہا ہوں۔ تو بریرہ نے عرض کیا: پھر مجھے اس (مغیث)

---

[462] صحیح البخاری: رقم الحدیث 5283

کی کوئی حاجت نہیں۔

اس روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اگر تم مغیث کے پاس واپس چلی جاؤ تو اچھا ہے۔ اس پر حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: یارسول اللہ! کیا یہ حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں، یہ صرف سفارش ہے۔ اس پر انہوں نے عرض کیا کہ پھر مجھے مغیث کی ضرورت نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس بات پر ناراض بھی نہیں ہوئے اور نہ ہی کسی نے حضرت بریرہ کو نافرمان کہا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ بات جو حکم کے طور پر نہ ہو بلکہ مشورہ، سفارش یا ترغیب کے طور پر ہو، اس میں عمل کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہوتا ہے اور اس پر عمل نہ کرنا نافرمانی شمار نہیں ہوتا۔

خلاصہ کلام:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن کی خبر لانے کے بارے میں ارشاد فرمانا، ابتدائی طور پر حکم نہیں بلکہ ترغیب کے طور پر تھا، اسی لیے اس پر جنت کی بشارت دی گئی۔ بعد میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا نام لے کر فرمایا، تو یہ ان کے لیے باقاعدہ حکم بن گیا، جس کی انہوں نے فوراً تعمیل کی۔ یہ بھی ملحوظ رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات وجوب کے درجہ میں نہیں ہوتی، بعض اوقات وہ مشورہ، سفارش یا ترغیب کے طور پر بھی ہوتی ہے۔ ایسے مواقع پر عمل کرنا یا نہ کرنا اختیار پر موقوف ہوتا ہے اور اس پر عمل نہ کرنا نافرمانی شمار نہیں ہوتا، جیسا کہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ سے واضح ہوتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

اعتراض نمبر 4

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو قبر نے دبایا جو عذاب ہونے کی دلیل ہے

امام محمد بن حبان بن احمد بن حبان بن معاذ تمیمی بُستی رحمہ اللہ (ت354ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: دَخَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيه وسَلَّمْ قَبْرَهُ يَعْنِيْ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فَاحْتَبَسَ فَلَمَّا خَرَجَ قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا حَبْسُكَ ؟ قَالَ : ضُمَّ سَعْدٌ فِي الْقَبْرِ ضَمَّةً، فَدَعَوْتُ اللهَ فَكَشَفَ عَنْهُ. [463]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی قبر میں داخل ہوئے اور (کچھ دیر) قبر میں رکے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر سے نکلے، تو صحابہ نے پوچھا: یارسول اللہ! کس چیز نے آپ کو روکے رکھا؟ آپ نے فرمایا: سعد رضی اللہ عنہ کو قبر میں دبایا گیا، میں نے اللہ تعالیٰ سے (قبر کی وسعت وکشادگی کی) دعا کی، تو قبر کشادہ ہو گئی۔

اعتراض:

اس حدیث کی بنیاد پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ صحابیِ رسول حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو قبر نے دبایا تھا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہ کو بھی قبر میں عذاب ہوتا ہے۔ لہٰذا ان کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ انہیں قبر کا عذاب نہیں ہوتا؛ درست نہیں۔

جواب نمبر 1: قبر کا دبانا عذابِ قبر کی دلیل نہیں

قبر کا میت کو دبانا اور جھٹکا دینا ایسا معاملہ ہے جو ہر میت کے ساتھ پیش آتا ہے۔ چاہے وہ بچہ ہو یا بڑا، کامل مومن ہو یا فاسق، مسلمان ہو یا کافر۔

---

[463] صحیح ابن حبان: ص1880 رقم الحدیث7034

1: امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ لِلْقَبْرِ ضَغْطَةً وَلَوْ كَانَ أَحَدٌ نَاجِيًا مِنْهَا نَجَا مِنْهَا سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ". [464]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبر میت کو ایک بار دبوچتی ضرور ہے۔ اگر اس سے کوئی شخص بچ سکتا تو وہ سعد بن معاذ (رضی اللہ عنہ) ہوتے۔

2: امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب شامی طبرانی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صلّٰى عَلٰى صَبِيٍّ أَوْ صَبِيَّةٍ فَقَالَ: "لَوْ نَجَا أَحَدٌ مِّنْ ضَمَّةِ الْقَبْرِ لَنَجَا هٰذَا الصَّبِيُّ". [465]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بچے یا بچی کا جنازہ پڑھایا اور فرمایا: اگر قبر کی تنگی سے کوئی بچ سکتا ہو تو یہ بچہ یا بچی بچتے۔

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ دفن ہونے کے بعد قبر ہر میت کو دباتی ہے اور قبر کا یہ دبانا میت کے فاسق وگنہگار ہونے کی دلیل نہیں ورنہ لازم آتا کہ بچہ تک گنہگار ہوتا کیونکہ قبر اسے بھی دباتی ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

اشکال:

اگر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو قبر نے معمول کا دبایا تھا تو پریشان ہونے اور ان کے لیے دعا کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کیوں فرمائی تھی؟

---

[464] مسند احمد: ج6 ص98 رقم الحدیث 24283

[465] المعجم الاوسط للطبرانی: ج3 ص146 رقم الحدیث 2753

جواب:

قبر معمول کا دبائے تب بھی تنگی اور پریشانی کا ہونا ممکن ہے۔ جس طرح ایک دوست دوسرے دوست کو عرصہ بعد ملے اور گلے ملتے ہوئے دبائے تو یہ دبانا اگرچہ محبت کی وجہ سے ہوتا ہے لیکن پریشانی کی کیفیت تو بہر حال ہوتی ہے۔ اب خود دوست کہتا ہے کہ مجھے چھوڑو، مجھے تکلیف ہو رہی ہے یا وہ دوست نہ بھی کہے تو ساتھ والا ہی کہہ دیتا ہے کہ بس کرو! کیا اس کی جان نکال کر ہی چھوڑو گے؟ اسی طرح قبر کا حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو دبانا یقیناً عذاب نہیں تھا بلکہ ہر میت کے ساتھ پیش آنے والا معمول کا معاملہ تھا لیکن تنگی اور پریشانی تو ہوئی تھی اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے لیے دعا کرنا بالکل درست تھا۔

جواب نمبر 2: قبر کے مؤمن اور کافر کو دبانے میں فرق

قبر؛ کافر اور فاسق مؤمن کو ایک مرتبہ معمول کا دبا کر پھر تسلسل سے دباتی اور جھٹکے دیتی رہتی ہے جبکہ کامل مؤمن کو ایک مرتبہ معمول کا دبا کر پھر کشادہ ہو جاتی ہے۔

چنانچہ علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی الشافعی رحمہ اللہ (ت 911ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ السَّعْدِيُّ: لَا يَنْجُوْ مِنْ ضَغْطَةِ الْقَبْرِ صَالِحٌ وَلَا طَالِحٌ غَيْرَ أَنَّ الْفَرْقَ بَيْنَ الْمُسْلِمِ وَالْكَافِرِ فِيْهَا دَوَامُ الضَّغْطِ لِلْكَافِرِ وَحُصُوْلُ هٰذِهِ الْحَالَةِ لِلْمُؤْمِنِ فِي أَوَّلِ نُزُوْلِهٖ إِلٰى قَبْرِهٖ ثُمَّ يَعُوْدُ إِلَى الِانْفِسَاحِ لَهٗ. [466]

ترجمہ: امام ابو القاسم السعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قبر کے جھٹکے سے کوئی نہیں بچ سکتا چاہے نیک ہو یا گنہگار البتہ مسلمان اور کافر میں فرق یہ ہے کہ کافر کو یہ جھٹکا مسلسل لگتا رہتا ہے جبکہ مؤمن کو دفن ہونے کے بعد یہ جھٹکا لگتا ہے پھر قبر کشادہ ہو جاتی ہے۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو بھی جب دفن کیا گیا تھا تو قبر نے انہیں معمول کا ایک بار دبایا تھا (جو کہ

---

[466] حاشیۃ علی سنن النسائی: ج1 ص289 باب ضمۃ القبر وضغطتہ

عذابِ قبر کی دلیل نہیں)، پھر یہ دبانا موقوف ہو گیا تھا اور قبر اُن کے لیے کشادہ کر دی گئی۔

چنانچہ امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ (ت 303ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "هٰذَا الَّذِي تَحَرَّكَ لَهُ الْعَرْشُ وَفُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَشَهِدَهُ سَبْعُونَ أَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ لَقَدْ ضُمَّ ضَمَّةً ثُمَّ فُرِّجَ عَنْهُ". [467]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ (حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ) ایسے آدمی ہیں جن کے لیے عرش جھومنے لگا اور ان کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے گئے اور ستر ہزار فرشتوں نے ان کے جنازہ میں شرکت کی لیکن (ان تمام کے باوجود) ان کو قبر میں (ایک بار) تنگی کی گئی، پھر اس تنگی کو دور کر دیا گیا۔

خلاصہ کلام:

قبر کا ابتدائی دباؤ اور جھٹکا ایک عمومی امر ہے جو ہر میت کو پیش آتا ہے، خواہ وہ بچہ ہو یا بڑا، کامل مؤمن ہو یا گنہگار، مسلمان ہو یا کافر۔ البتہ اس کے بعد کیفیت مختلف ہوتی ہے؛ کامل مؤمن کے لیے قبر ایک مرتبہ معمولی دباؤ کے بعد کشادہ اور راحت کا سبب بن جاتی ہے، جبکہ کافر اور فاسق مؤمن کے لیے قبر کا عذاب اور تنگی برقرار رہتی ہے اور انہیں مسلسل دباؤ اور تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس لیے قبر کا دبانا حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے عذابِ قبر کی دلیل نہیں۔

---

[467] سنن النسائی: رقم الحدیث 2054

اعتراض نمبر 5

بعض صحابہ رضی اللہ عنہم حوضِ کوثر سے محروم ہوں گے

1: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "يَرِدُ عَلَيَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَهْطٌ مِنْ أَصْحَابِي، فَيُجْلَوْنَ عَنِ الْحَوْضِ، فَأَقُولُ: يَا رَبِّ! أَصْحَابِي، فَيَقُولُ: إِنَّكَ لَا عِلْمَ لَكَ بِمَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ، إِنَّهُمُ ارْتَدُّوا عَلَى أَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرَى". [468]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قیامت کے دن میرے صحابہ کرام میں سے ایک جماعت میرے پاس لائی جائے گی۔ پھر وہ حوض کوثر سے دور کر دیے جائیں گے۔ میں عرض کروں گا: اے میرے رب! یہ تو میرے صحابہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تمہیں معلوم نہیں کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا نئی چیزیں گھڑ لی تھیں؟ یہ لوگ الٹے قدموں واپس لوٹ گئے تھے۔

2: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ عَبْدُ اللهِ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ، فَلَيُرْفَعَنَّ إِلَيَّ رِجَالٌ مِنْكُمْ، حَتَّى إِذَا أَهْوَيْتُ لِأُنَاوِلَهُمُ اخْتُلِجُوا دُونِي، فَأَقُولُ: أَيْ رَبِّ! أَصْحَابِي، فَيَقُولُ: لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ. [469]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حوض کوثر پر میں تمہارا پیش رَو ہوں گا اور تم میں سے کچھ لوگ میری طرف آئیں گے جب میں انہیں (حوض کا پانی) دینے کے

---

[468] صحیح البخاری: رقم الحدیث 6585

[469] صحیح البخاری: رقم الحدیث 7049

لیے جھکوں گا تو انہیں میرے سامنے سے کھینچ لیا جائے گا۔ میں کہوں گا: اے میرے رب! یہ تو میرے اصحاب ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا نئی باتیں نکالی تھیں۔

3: امام ابو الحجاج مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِيْ بَكْرٍ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّيْ عَلَى الْحَوْضِ حَتّٰى أَنْظُرَ مَنْ يَرِدُ عَلَيَّ مِنْكُمْ وَسَيُؤْخَذُ أُنَاسٌ دُوْنِيْ فَأَقُوْلُ: يَا رَبِّ! مِنِّيْ وَمِنْ أُمَّتِيْ فَيُقَالُ: أَمَا شَعَرْتَ مَا عَمِلُوْا بَعْدَكَ وَاللهِ مَا بَرِحُوْا بَعْدَكَ يَرْجِعُوْنَ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ. [470]

ترجمہ: حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں حوض (کوثر) پر ہوں گا یہاں تک کہ جو تم میں سے میرے پاس آئے گا، میں اسے دیکھ رہا ہوں گا اور کچھ لوگوں کو میرے قریب ہونے سے پہلے ہی پکڑ لیا جائے گا تو میں یہ عرض کروں گا: اے میرے رب! یہ لوگ تو میرے (فرماں بردار) اور میرے امتی ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب میں کہا جائے گا: کیا آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا کام کیے؟ اللہ کی قسم! آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد یہ لوگ ایڑیوں کے بل پھر گئے۔

اعتراضات:

ان احادیث کی بنیاد پر تین اعتراضات کیے جاتے ہیں:

اعتراض نمبر 1:

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم؛ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مرتد ہو گئے تھے۔

اعتراض نمبر 2:

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بدعات شروع کر دی تھیں۔

---

[470] صحیح مسلم: رقم الحدیث 5972

اعتراض نمبر 3:

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حوضِ کوثر سے محروم ہوں گے۔

تمہید:

چند باتیں سمجھیں:

1: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہر صحابی مؤمن ہے، عادل ہے، معیار حق ہے، حجت ہے، تنقید سے بالاتر ہے، محفوظ عن الخطاء ہے، جب تمام صحابہ جمع ہو جائیں تو اجماعِ صحابہ؛ نبی کی طرح معصوم ہے۔ اس تمام امور کی وضاحت اور دلائل میری کتاب "دس عقائد و نظریات" میں موجود ہیں۔ لہٰذا اِن احادیث کی شرح وہی معتبر ہو گی جو اُن دلائل کے معارض نہ ہو۔

2: مذکورہ روایات اور اس مضمون سے متعلقہ تمام روایات کو سامنے رکھ کر شرح کرنی ہو گی۔

3: ان روایات کی شرح و تعیین محدثین کرام رحمہم اللہ سے لینی ہو گی اور یہ دیکھنا ہو گا کہ ان حضرات نے ان احادیث کا کیا مصداق بیان کیا ہے۔

اس مختصر تمہید کے بعد جوابات ملاحظہ ہوں۔

جواب: ان افراد سے مراد منافقین و مرتدین ہیں

ان تمام روایات میں **اصحاب**، **رجال**، **الناس**، **امتی** سے مراد "صحابہ کرام" نہیں، بلکہ اس امت کے "منافقین، مرتدین یا اہلِ بدعت" مراد ہیں۔

محدثین کرام رحمہم اللہ کی تصریحات ملاحظہ ہوں:

1: امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت676ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا مِمَّا اخْتَلَفَ الْعُلَمَاء فِي الْمُرَاد بِهٖ عَلٰى أَقْوَالٍ:

أَحَدُهَا : أَنَّ الْمُرَادَ بِهِ الْمُنَافِقُوْنَ وَالْمُرْتَدُّوْنَ فَيَجُوْزُ أَنْ يُحْشَرُوْا بِالْغُرَّةِ وَالتَّحْجِيْلِ فَيُنَادِيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلسِّيْمَا الَّتِيْ عَلَيْهِمْ فَيُقَالُ : لَيْسَ هٰؤُلَاءِ مِمَّنْ وُعِدْتَ بِهِمْ إِنَّ هٰؤُلَاءِ بَدَّلُوْا بَعْدَكَ، أَيْ : لَمْ يَمُوْتُوْا عَلٰى مَا ظَهَرَ مِنْ إِسْلَامِهِمْ.

وَالثَّانِيْ : أَنَّ الْمُرَادَ مَنْ كَانَ فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ارْتَدَّ بَعْدَهٗ. فَيُنَادِيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِمْ سِيْمَا الْوُضُوْءِ لِمَا كَانَ يَعْرِفُهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَيَاتِهٖ مِنْ إِسْلَامِهِمْ فَيُقَالُ : ارْتَدُّوْا بَعْدَكَ.

وَالثَّالِثُ: أَنَّ الْمُرَادَ بِهٖ أَصْحَابُ الْمَعَاصِيْ وَالْكَبَائِرِ الَّذِيْنَ مَاتُوْا عَلَى التَّوْحِيْدِ وَأَصْحَابُ الْبِدَعِ الَّذِيْنَ لَمْ يَخْرُجُوْا بِبِدْعَتِهِمْ عَنِ الْإِسْلَامِ.[471]

ترجمہ: علماء نے ان احادیث کی مراد میں اختلاف کیا ہے، چنانچہ اس بارے میں کئی اقوال نقل فرمائے ہیں:

1: منافق اور مرتدین مراد ہیں، ممکن ہے کہ انہیں چمکتی پیشانیوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی چمکتی پیشانیوں کو دیکھ کر ان کو بلائیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جائے یہ وہ لوگ نہیں ہیں، جن کے بارے میں آپ سے وعدہ کیا گیا ہے، ان لوگوں نے آپ کے بعد دین کو بدل دیا، یعنی جو اسلام انہوں نے ظاہر کیا تھا، اس پر ان کی موت نہیں ہوئی۔

2: ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھے اور پھر آپ کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بلائیں گے اگرچہ ان کی پیشانیوں پر وضو کی چمک تو نہ ہو گی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیات مبارکہ میں ان کو ان کے ظاہری طور پر اسلام لانے سے مسلمان سمجھتے تھے، لیکن آپ کو کہا جائے گا کہ یہ لوگ آپ کے بعد مرتد ہو گئے تھے۔

3: اس سے فاسق اور کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرنے والے جو حالت ایمان پر دنیا سے گئے تھے اور اہل بدعت جو حد کفر کو نہیں پہنچے تھے وہ مراد ہیں۔

2: حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَرْتَدَّ مِنَ الصَّحَابَةِ أَحَدٌ وَإِنَّمَا ارْتَدَّ قَوْمٌ مِنْ جُفَاةِ الْأَعْرَابِ مِمَّنْ لَا نُصْرَةَ لَهٗ فِي الدِّيْنِ

---

[471] شرح صحیح مسلم للنووی: ج1 ص126 بَابُ اسْتِحْبَابِ إِطَالَةِ الْغُرَّةِ

وَذٰلِكَ لَا يُوْجِبُ قَدْحًا فِي الصَّحَابَةِ الْمَشْهُوْرِيْنَ وَيَدُلُّ قَوْلُهٗ: "أُصَيْحَابِيْ" بِالتَّصْغِيْرِ عَلٰى قِلَّةِ عَدَدِهِمْ.[472]

ترجمہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بھی مرتد نہیں ہوا، البتہ سخت قسم کے دیہاتیوں کی ایک جماعت مرتد ہوئی، جنہوں نے دین کی کوئی مدد و نصرت نہیں کی تھی اور یہ بات مشہور صحابہ کرام کے لیے موجب طعن بھی نہیں ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بصیغہ تصغیر "اُصَیْحَابِیْ" فرمانا مرتدین کی تعداد کی قلت کو بھی واضح کرتا ہے۔

3: حافظ بدر الدین محمود بن احمد بن موسیٰ عینی حنفی رحمہ اللہ (ت 855ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ الْكِرْمَانِيْ: وَهُمْ إِمَّا الْمُرْتَدُّوْنَ وَإِمَّا الْعُصَاةُ.[473]

ترجمہ: علامہ کرمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس سے مراد یا تو مرتدین ہیں یا نافرمان لوگ ہیں۔

فائدہ:

اس مقام پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراد نہیں ہیں۔ اس پر کئی دلائل ہیں۔ ان میں سے چند دلائل ذکر کیے جاتے ہیں۔

دلیل نمبر 1:

صحابی کے لیے بنیادی طور پہ تین شرطیں ہیں:

1: ایمان

2: حالتِ ایمان میں لقاءِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

3: موت علی الایمان

---

[472] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج11 ص468 کتاب الرقاق باب الحشر

[473] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری: ج15 ص642 کتاب الرقاق باب فی الحوض

ان روایات میں ان افراد کا تذکرہ ہے جن کی ایمان پر موت واقع نہیں ہوئی اور جس کی ایمان پر موت نہ ہو وہ صحابی ہی نہیں ہوتا لہذا یہ روایات صحابہ کرام کے بارے میں نہیں ہے۔

دلیل نمبر2:

قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل کو بیان کیا گیا ہے اور انہیں جنتی کہا گیا ہے، بطورِ خاص وہ احادیث جن میں عشرہ مبشرہ، اصحابِ بدر، شرکاءِ بیعت رضوان کے فضائل بیان کیے گئے ہیں اور ایسی احادیث بھی ہیں جن میں انفرادی طور پر نام لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فضائل بیان فرمائے ہیں، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جنتی ہونے پر اس قدر کثیر روایات کے موجود ہونے کی وجہ سے ہم کہتے ہیں، کہ ان مذکورہ روایات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراد نہیں ہیں، بلکہ مرتدین اور منافقین ہیں۔

دلیل نمبر3:

ان روایات میں "يَرْجِعُوْنَ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ ،ارْتَدُّوْا عَلٰى أَدْبَارِهِمْ" کے الفاظ ہیں نہ کہ "يَرْجِعُوْنَ عَنْ أَعْقَابِهِمْ ،ارْتَدُّوْا عَن أَدْبَارِهِمْ" یاد رہے کہ عَلٰی اور عَنْ میں فرق ہوتا ہے:

اگر صلہ "عَلٰی" ہو تو معنی ہو گا کہ جس حالت پہ تھے اسی حالت پہ چلے گئے۔

اگر صلہ "عَنْ" ہو تو اس کا معنی ہو گا اسلام قبول کر کے اسلام سے پھر گئے۔

یہاں ان روایات میں "عَلٰی" ہے، نہ کہ "عَنْ" جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہ لوگ تھے جو حالتِ کفر میں تھے کہ ان میں پہلے سے ہی ایمان نہ تھا، اسی کفر ہی کی حالت میں واپس لوٹ گئے، اسی بات کو قرآن کریم میں ذکر کیا گیا ہے:

﴿ وَ اِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۖ وَ قَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَ هُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ﴾[474]

---

[474] سورۃ المائدۃ:61

ترجمہ: اور جب یہ تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں، حالانکہ یہ کفر لے کر ہی آئے تھے، اور اسی کفر کو لے کر باہر نکلے ہیں، اور اللہ خوب جانتا ہے کہ یہ کیا کچھ چھپاتے رہے ہیں۔

تو یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں نہیں ہے بلکہ منافقین کے بارے میں ہے۔

اعتراض: "اَصْحَابٌ" کا لفظ کیوں استعمال ہوا؟

جب ان روایات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراد نہیں ہیں تو "اَصْحَابٌ" کا لفظ کیوں استعمال کیا گیا ہے؟

جواب: صورۃً ولغۃً "صحابی" کہا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو افراد رہتے تھے، انہوں نے دل سے اسلام قبول کیا انہیں "صحابی" کہا جاتا ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ منافقین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے تو تھے، لیکن انہوں نے دل سے اسلام قبول نہیں کیا، آپ کی پیروی اور اتباع بھی نہیں کی، لغۃ انہیں بھی صحابی کہ دیا جاتا ہے۔ تو ان احادیث میں "اَصْحَابٌ" کا لفظ ایسے ہی استعمال ہوا ہے جیسے کہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور حدیث میں منافقین کے لیے "اَصْحَابٌ" کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا .... فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ: أَوَقَدْ فَعَلُوْا وَاللهِ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ". فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: دَعْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللهِ! أَضْرِبُ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ. قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "دَعْهُ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ". [475]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے (ایک طویل حدیث) مروی ہے (جس میں ہے) کہ عبد اللہ بن

---

[475] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4907

اُبَیّ نے کہا: اچھا اب یہ لوگ اس طرح کرنے لگ گئے ہیں، اللہ کی قسم! مدینہ واپس ہو کر عزت والے ذلیلوں کو باہر نکال دیں گے۔ تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! اجازت ہو تو اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، اسے چھوڑ دو، ورنہ لوگ یوں کہیں گے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو قتل کرانے لگے ہیں۔

جس طرح اس روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن ابی کو عُرفاً اپنے صحابہ میں شامل کیا۔ یہ عرفی یا لفظی اعتبار سے تھا، نہ کہ اصطلاحی اور شرعی اعتبار سے، کیونکہ یہ بات تو ظاہر ہے کہ عبد اللہ بن ابی سلول صحابی نہیں بلکہ رئیس المنافقین تھا، اسی طرح ان روایات میں بھی لغۃً "اَصْحَابٌ" کا لفظ ذکر کیا گیا ہے۔

اعتراض: قیامت کے دن چہرے روشن کیوں؟

جب ان روایات سے مراد صحابہ کرام نہیں ہیں تو قیامت کے دن ان کے چہرے کیوں روشن ہوں گے؟ جس کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ یہ میرے "اَصْحَابٌ" ہیں۔

جواب: وضو کا ظاہری اثر

دنیا میں وضو کی وجہ سے ان کے اعضائے وضو روشن اور چمک دار ہوں گے، لیکن نفاق، ارتداد یا بدعات جیسے جرائم کے سبب انہیں آخرت میں اس وضو کا کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو گا۔

فائدہ: اعضائے وضو کا چمکنا اس حدیث مبارک سے ثابت ہے:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ نُعَيْمٍ الْمُجْمِرِ، قَالَ: رَقِيتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ عَلَى ظَهْرِ الْمَسْجِدِ فَتَوَضَّأَ، فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "إِنَّ أُمَّتِي يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوءِ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ". [476]

---

[476] صحیح البخاری: رقم الحدیث 136

ترجمہ: نعیم المجمر رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی چھت پر چڑھا۔ تو آپ نے وضو کیا اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے امتی قیامت کے دن بلائے جائیں گے تو وضو کے اثر سے ان کے چہرے اور ہاتھ اور پاؤں روشن اور منور ہوں گے۔ پس تم میں سے جو کوئی اپنی روشنی بڑھا سکے اور مکمل کر سکے تو ایسا ضرور کرے۔

خلاصہ کلام:

احادیثِ حوض میں جن لوگوں کو حوضِ کوثر سے دور کیے جانے کا ذکر ہے، ان سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم مراد نہیں بلکہ منافقین، مرتدین یا بعض گنہگار اور بدعتی لوگ مراد ہیں۔ محدثینِ کرام رحمہم اللہ نے وضاحت کی ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل، جنت کی بشارتوں اور ان کے بلند مقام کے پیشِ نظر ان روایات کو ان پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ احادیث میں "اصحابی" کا لفظ لغوی اور ظاہری طور پر ساتھ رہنے کے اعتبار سے استعمال ہوا ہے، جیسے بعض منافقین کے لیے بھی بظاہر یہ لفظ بولا گیا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

اعتراض نمبر6

بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے گناہ کا صدور؛ معیارِ حق ہونے کے منافی ہے

1: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ الَّتِيْ سَرَقَتْ. [477]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش کو ایک قبیلہ مخزوم سے تعلق رکھنے والی عورت کے معاملے نے بہت پریشان کر دیا جس عورت نے چوری کی تھی۔

2: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَقَالَ عُرْوَةُ أَيْضًا: لَمْ يُسَمَّ مِنْ أَهْلِ الْإِفْكِ أَيْضًا إِلَّا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ، وَمِسْطَحُ بْنُ أُثَاثَةَ، وَحَمْنَةُ بِنْتُ جَحْشٍ، فِيْ نَاسٍ آخَرِيْنَ لَا عِلْمَ لِيْ بِهِمْ، غَيْرَ أَنَّهُمْ عُصْبَةٌ. [478]

ترجمہ: عروہ رحمہ اللہ نے یہ بھی کہا: اہلِ اِفک میں سے صرف حسان بن ثابت، مِسطَح بن اُثاثہ اور حمنہ بنت جحش (رضی اللہ عنہم) کے نام لیے گئے ہیں، جبکہ کچھ اور لوگ بھی تھے جن کے بارے میں مجھے علم نہیں، البتہ وہ سب ایک جماعت تھے۔

3: امام ابو الحجاج مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: جَاءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! طَهِّرْنِيْ، فَقَالَ: وَيْحَكَ! ارْجِعْ فَاسْتَغْفِرِ اللهَ وَتُبْ إِلَيْهِ، قَالَ: فَرَجَعَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! طَهِّرْنِيْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَيْحَكَ!

---

[477] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3475

[478] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4141

ارْجِعْ فَاسْتَغْفِرِ اللهَ وَتُبْ إِلَيْهِ، قَالَ: فَرَجَعَ غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! طَهِّرْنِيْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى إِذَا كَانَتِ الرَّابِعَةُ قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فِيْمَ أُطَهِّرُكَ؟ فَقَالَ: مِنَ الزِّنٰى، فَسَأَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَبِهٖ جُنُوْنٌ؟ فَأُخْبِرَ أَنَّهُ لَيْسَ بِمَجْنُوْنٍ، فَقَالَ: أَشَرِبَ خَمْرًا؟ فَقَامَ رَجُلٌ فَاسْتَنْكَهَهُ فَلَمْ يَجِدْ مِنْهُ رِيْحَ خَمْرٍ، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَزَنَيْتَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، فَأَمَرَ بِهٖ فَرُجِمَ فَكَانَ النَّاسُ فِيْهِ فِرْقَتَيْنِ، قَائِلٌ يَقُوْلُ: لَقَدْ هَلَكَ، لَقَدْ أَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْئَتُهُ وَقَائِلٌ يَقُوْلُ: مَا تَوْبَةٌ أَفْضَلَ مِنْ تَوْبَةِ مَاعِزٍ أَنَّهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ يَدَهُ فِيْ يَدِهٖ ثُمَّ قَالَ: اقْتُلْنِيْ بِالْحِجَارَةِ، قَالَ: فَلَبِثُوْا بِذٰلِكَ يَوْمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً ثُمَّ جَاءَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ جُلُوْسٌ فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ: اسْتَغْفِرُوْا لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: فَقَالُوْا: غَفَرَ اللهُ لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ أُمَّةٍ لَوَسِعَتْهُمْ. [479]

ترجمہ: حضرت سلیمان بن بریدہ اپنے والد (حضرت بُرَیدہ بن الْحُصَیب رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے پاک فرما دیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم پر ہلاکت ہو، تم واپس جاؤ اور اللہ سے مغفرت مانگو اور اس کی طرف متوجہ رہو۔ وہ تھوڑا سا دور گئے اور دوبارہ آکر پھر عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے پاک کر دیجیے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر یہی فرمایا کہ تم پر ہلاکت ہو، تم واپس جاؤ اور اللہ سے مغفرت مانگو اور اس کی طرف متوجہ رہو۔ وہ پھر کچھ دیر بعد آئے اور یہی عرض کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح فرمایا یہاں تک کہ جب وہ چوتھی مرتبہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں کس چیز سے پاک کروں؟ انہوں نے عرض کیا: زنا سے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے پوچھا: "کیا یہ مجنون تو نہیں ہے؟" صحابہ رضی اللہ عنہم نے

---

[479] صحیح مسلم: رقم الحدیث 1695

عرض کیا کہ یہ مجنون نہیں ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا اس نے شراب پی رکھی ہے؟" ایک آدمی اٹھا اور ان کے منہ کی بو سونگھی مگر اس میں شراب کی بو نہ پائی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا تم نے زنا کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے انہیں سنگسار کر دیا گیا۔ اس کے بعد لوگوں میں ان کے بارے میں دو گروہ بن گئے۔ ایک کہتا تھا کہ یہ ہلاک ہو گئے ہیں اور ان کے گناہ نے انہیں گھیر لیا ہے جبکہ دوسرا گروہ کہتا تھا کہ ماعز کی توبہ سے بڑھ کر کوئی توبہ نہیں کیونکہ وہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا اور کہا کہ مجھے رجم کیجیے (یعنی مجھے اس گناہ پاک کر دیجیے)۔ لوگ دو یا تین دن تک اسی بارے میں گفتگو کرتے رہے۔ پھر ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، لوگ بیٹھے ہوئے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کیا اور آپ بھی بیٹھ گئے اور فرمایا: ماعز بن مالک کے لیے مغفرت کی دعا کرو۔ تو لوگوں نے کہا: اللہ تعالیٰ ماعز بن مالک کو بخش دے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ماعز نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اسے پوری امت پر تقسیم کر دیا جائے تو وہ سب کے لیے کافی ہو جائے۔

اعتراض:

روایاتِ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے گناہوں کا ارتکاب ہوا ہے تو جب انہوں نے گناہ کیے ہیں تو وہ معیارِ حق کیسے ہو سکتے ہیں؟

جواب نمبر 1: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معیار حق ہونے کا معنی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معیارِ حق ہیں۔

1: ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا﴾ [480]

ترجمہ: اگر یہ لوگ بھی اسی طرح ایمان لائیں جس طرح آپ (صحابہ رضی اللہ عنہم) ایمان لائے ہیں تو یہ لوگ

---

[480] سورۃ البقرۃ:137

ہدایت یاب ہو جائیں گے۔

2: ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ﴾ [481]

ترجمہ: مہاجرین اور انصار میں سے جو لوگ پہلے ایمان لائے، اور جنہوں نے اخلاص کے ساتھ ان کی پیروی کی، اللہ ان سب سے راضی ہو گیا ہے اور وہ اس سے راضی ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے معیارِ حق ہونے کا معنیٰ یہ ہے کہ ہم وہ نیک اعمال کریں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیے تھے لیکن اگر ہم سے کوئی گناہ ہو جائے تو ہم دیکھیں کہ اگر یہی گناہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہوا تھا تو توبہ کرتے وقت جو کیفیت ان کی تھی وہی کیفیت ہماری ہو۔

جواب نمبر 2: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مرحلہ تربیت میں تھے

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تربیت کے مرحلے میں تھے، اس لیے بعض مواقع پر ان سے ایسے امور بھی صادر ہوئے جن سے امت کو عملی رہنمائی مل سکے۔ تکوینی طور پر ان واقعات کا مقصد یہ تھا کہ شریعت کے احکام واضح ہو جائیں اور امت کے افراد کو یہ سمجھ آجائے کہ اگر کسی سے کوئی خطا یا جرم سرزد ہو تو اس کے بارے میں شرعی حکم اور اس کی سزا کیا ہے۔ اس طرح یہ واقعات امت کے لیے تعلیم و تربیت اور ہدایت کا ذریعہ بھی بنے، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بشری تقاضے کے تحت جو لغزش یا خطا ہوئی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اسے معاف فرما دیا ہے۔ جیسا کہ اس حدیث کے آخر میں موجود ہے۔

امام ابو الحجاج مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

---

[481] سورۃ التوبۃ:100

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ أُمَّةٍ لَوَسِعَتْهُمْ . [482]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس (حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ) نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اسے پوری امت میں تقسیم کر دیا جائے تو وہ سب کے لیے کافی ہو جائے۔

خلاصہ کلام:

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو ایمان و عمل میں معیارِ حق قرار دیا گیا ہے۔ اگر کسی صحابی سے بشری تقاضے کے تحت کوئی خطا ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اسے معاف فرما دیا اور ان کی توبہ کو قبول فرما لیا ہے۔ ان واقعات کا مقصد امت کی تعلیم و تربیت اور شرعی احکام کی وضاحت تھا، تاکہ بعد والوں کے لیے عملی رہنمائی میسر آ سکے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى أَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى أَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

[482] صحیح مسلم: رقم الحدیث 1695

اعتراض نمبر 7

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بارہ لوگ منافق تھے

امام ابو الحجاج مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

حُذَيْفَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَخْبَرَنِي، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فِي أَصْحَابِي اِثْنَا عَشَرَ مُنَافِقًا، فِيهِمْ ثَمَانِيَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ. [483]

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ میں بارہ منافق ہیں۔ ان میں سے آٹھ ایسے ہیں جو جنت میں داخل نہیں ہوں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے۔ (جس طرح اونٹ کا سوئی کے ناکے میں داخل ہونا ممکن نہیں اسی طرح ان کا جنت میں داخلہ بھی ممکن نہیں۔)

اعتراض:

اس روایت کی بنیاد پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بارہ لوگ منافق تھے جو کہ جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔

جواب نمبر 1: یہاں حقیقی نہیں، ظاہراً صحابی کہا گیا ہے

اس حدیث میں "فِي أَصْحَابِي" سے مراد حقیقی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نہیں، بلکہ وہ لوگ ہیں جو ظاہراً اپنے آپ کو "صحابہ" میں شمار کرتے تھے حالانکہ وہ منافق تھے۔ اس کی دلیل صحیح مسلم کی دوسری روایت ہے جس میں "فِي أُمَّتِي" کے الفاظ منقول ہیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہاں مراد منافقین ہیں جو بظاہر اسلام اور صحبتِ نبوی کا دعویٰ کرتے تھے۔

---

[483] صحیح مسلم: رقم الحدیث 7035

امام ابو الحجاج مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فِيْ أُمَّتِي اثْنَا عَشَرَ مُنَافِقًا لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدُوْنَ رِيْحَهَا حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ.[484]

ترجمہ: میری امت میں بارہ منافق ہیں، وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گے اور نہ ہی اس کی خوشبو پائیں گے، یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے۔

امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت 676ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فِيْ أَصْحَابِيْ" : فَمَعْنَاهُ الَّذِيْنَ يُنْسَبُوْنَ إِلٰى صُحْبَتِيْ كَمَا قَالَ فِي الرِّوَايَةِ الثَّانِيَةِ فِيْ أُمَّتِيْ.[485]

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان "فِيْ أَصْحَابِيْ" کا معنی یہ ہے: وہ لوگ جو میری صحبت کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں، جیسا کہ دوسری روایت میں فرمایا: "فِيْ أُمَّتِيْ" یعنی میری امت میں۔

جواب نمبر 2: یہ لوگ منافق تھے، صحابی نہیں

یہاں جن بارہ آدمیوں کو منافق کہا گیا ہے کہ یہ وہ بارہ افراد ہیں جو غزوہ تبوک سے واپسی کے موقع پر عَقَبہ کے مقام پر رات کے وقت گھوڑوں پر سوار ہو کر آئے، یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنے اور سواری سمیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گرانا چاہتے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو زوردار آواز سے ڈرایا، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو انہوں نے ڈنڈے مار مار کر ان کو بھاگنے پر مجبور کیا، اگرچہ یہ لوگ رات کی تاریکی میں پہچانے نہ گئے، مگر اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مطّلع فرما دیا اور ان منافقوں کے نام آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو بتا دیئے تھے۔

---

[484] صحیح مسلم: رقم الحدیث 7036

[485] شرح صحیح مسلم للنووی: ج2 ص369 كِتَابُ صِفَاتِ الْمُنَافِقِيْنَ وَأَحْكَامِهِمْ

امام ابو الحجاج مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا اَبُو الطُّفَيْلِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ بَيْنَ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْعَقَبَةِ وَبَيْنَ حُذَيْفَةَ بَعْضُ مَا يَكُوْنُ بَيْنَ النَّاسِ، فَقَالَ: أَنْشُدُكَ بِاللهِ، كَمْ كَانَ أَصْحَابُ الْعَقَبَةِ؟ قَالَ: فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ: أَخْبِرْهُ إِذْ سَأَلَكَ. قَالَ: كُنَّا نُخْبَرُ أَنَّهُمْ أَرْبَعَةَ عَشَرَ، فَإِنْ كُنْتَ مِنْهُمْ فَقَدْ كَانَ الْقَوْمُ خَمْسَةَ عَشَرَ، وَأَشْهَدُ بِاللهِ أَنَّ اثْنَيْ عَشَرَ مِنْهُمْ حَرْبٌ لِلهِ وَلِرَسُولِهِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْأَشْهَادُ، وَعَذَرَ ثَلَاثَةٌ. قَالُوْا: مَا سَمِعْنَا مُنَادِيَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا عَلِمْنَا بِمَا أَرَادَ الْقَوْمُ، وَقَدْ كَانَ فِيْ حَرَّةٍ فَمَشٰى فَقَالَ: إِنَّ الْمَاءَ قَلِيْلٌ، فَلَا يَسْبِقُنِيْ إِلَيْهِ أَحَدٌ. فَوَجَدَ قَوْمًا قَدْ سَبَقُوْهُ، فَلَعَنَهُمْ يَوْمَئِذٍ. [486]

ترجمہ: ابو طفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہلِ عقبہ میں سے ایک شخص اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے درمیان کوئی بات ہوگئی جو لوگوں کے درمیان ہو جایا کرتی ہے۔ اس شخص نے کہا: "میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ اصحابِ عقبہ کتنے تھے؟" تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ لوگوں نے ان سے کہا: "جب اس نے آپ سے پوچھا ہے تو آپ انہیں بتا دیجیے۔" تو انہوں نے کہا: "ہمیں بتایا جاتا تھا کہ وہ چودہ آدمی تھے، اگر آپ بھی ان میں سے ہو تو وہ پندرہ آدمی تھے۔ اور میں (حذیفہ رضی اللہ عنہ) اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ ان میں سے بارہ آدمی دنیا میں بھی اللہ اور اس کے رسول کے دشمن تھے اور اس (قیامت کے) دن بھی دشمن ہوں گے جب گواہ پیش کیے جائیں گے، اور تین آدمیوں کا عذر قبول کیا گیا تھا۔" انہوں نے کہا: "ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی کی آواز نہیں سنی تھی اور نہ ہی ہمیں معلوم تھا کہ وہ لوگ کیا ارادہ رکھتے ہیں۔" (واقعہ یہ تھا کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سنگلاخ مقام (حرّہ) میں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پانی بہت کم ہے، کوئی شخص مجھ سے پہلے وہاں نہ پہنچے۔" لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ کچھ لوگ آپ سے پہلے وہاں پہنچ چکے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن ان پر لعنت فرمائی۔

---

[486] صحیح مسلم: رقم الحدیث 7037

خلاصہ کلام:

احادیثِ بالا میں "اصحابی" سے مراد حقیقی اور مخلص صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نہیں، بلکہ وہ منافقین مراد ہیں جو بظاہر مسلمانوں اور صحابہ میں شمار ہوتے تھے۔ محدثین کرام رحمہم اللہ نے وضاحت کی ہے کہ ایسے افراد کو ظاہری صحبت کی بناپر لغوی طور پر "اصحاب" کہہ دیا گیا تھا، اگرچہ حقیقت میں اہلِ ایمان نہ تھے۔ غزوۂ تبوک کے بعد عَقَبہ کے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف سازش کرنے والے منافقین بھی انہی میں شامل تھے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے اطلاع دی۔ لہٰذا ان روایات سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پر اعتراض کرنا درست نہیں، کیونکہ یہاں "اصحاب" کا لفظ لغوی اور ظاہری معنی میں استعمال ہوا ہے، نہ کہ شرعی و اصطلاحی معنی میں۔

اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ

اعتراض نمبر 8

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بدعات میں مبتلا ہو گئے

عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: لَقِيْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَقُلْتُ: طُوْبٰى لَكَ صَحِبْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَايَعْتَهُ تَحْتَ الشَّجَرَةِ. فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِيْ! إِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا أَحْدَثْنَا بَعْدَهُ. [487]

ترجمہ: حضرت علاء بن مسیب رحمہ اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میری ملاقات حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے ہوئی تو میں نے ان سے کہا: آپ کے لیے خوشخبری ہو! آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی اور آپ نے درخت کے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ تو انہوں نے فرمایا: بھتیجے! تم نہیں جانتے کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کیا نئے نئے کام کیے۔

اعتراض:

اس روایت کی بنیاد پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں اعتراض کیا جاتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بدعات میں مبتلا ہو گئے تھے۔

جواب نمبر 1: یہاں اصطلاحی بدعت مراد نہیں ہے

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں "اَحْدَثْنَا" سے مراد وہ اصطلاحی بدعت نہیں جو شریعت میں مذموم اور گمراہی شمار ہوتی ہے، بلکہ اس سے بدعت کا لغوی معنی مراد ہے یعنی بعد میں پیش آنے والے معاملات۔ کیونکہ بعد کے زمانے میں بعض اجتہادی خطائیں، فتنے اور باہمی جنگیں واقع ہوئیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں نہیں تھیں، اس لیے انھیں لغۃً بدعت کہا گیا۔ لہٰذا اس روایت کی بنیاد پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو

---

[487] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4170

بدعات پیدا کرنے والے نہیں کہا جاسکتا۔

1: حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهُ: (إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثْنَاهُ بَعْدَهُ) يُشِيْرُ إِلَى مَا وَقَعَ لَهُمْ مِنَ الْحُرُوْبِ وَغَيْرِهَا فَخَافَ غَائِلَةَ ذٰلِكَ، وَذٰلِكَ مِنْ كَمَالِ فَضْلِهِ.[488]

ترجمہ: یہ قول: (إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثْنَاهُ بَعْدَهُ) اس بات کی طرف اشارہ ہے جو بعد میں ان (صحابہ کرام) کے درمیان جنگوں (مشاجرات) اور دیگر معاملات کی صورت میں پیش آیا۔ (تو حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما کو) اس کے انجام اور مؤاخذے کا خوف تھا، اور یہ ان کے کمالِ فضیلت کی علامت ہے۔

2: حافظ بدر الدین محمود بن احمد بن موسیٰ عینی حنفی رحمہ اللہ (ت 855ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهُ: (إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثْنَا بَعْدَهُ)، أَيْ: بَعْدَ النَّبِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذٰلِكَ إِمَّا هَضْمًا لِنَفْسِهِ وَتَوَاضُعًا وَإِمَّا نَظَرًا إِلَى مَا وَقَعَ مِنَ الْفِتَنِ بَيْنَهُمْ.[489]

ترجمہ: یہ قول (إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثْنَا بَعْدَهُ) یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے یہ بات اپنی ذات کو کمزور ظاہر کرنے اور عاجزی کے طور پر فرمائی ہے، یا پھر ان فتنوں (مشاجرات) کی طرف نظر کرتے ہوئے کہا جو صحابہ کرام کے درمیان پیش آئے تھے۔

جواب نمبر 2: اعمال کو خوفِ خدا کی وجہ سے ہلکا سمجھنا

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا مقصد عاجزی، خوفِ خدا اور اپنے اعمال پر عدمِ اعتماد کا اظہار ہے، اہلِ ایمان کا یہی طرزِ عمل ہے کہ وہ اپنے اعمال پر بھروسہ نہیں کرتے بلکہ ہمیشہ اس بات سے ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں ان سے کوئی ایسا گناہ، کوتاہی یا غلطی سرزد نہ ہو جائے جو ایمان و تقویٰ کے منافی ہو۔

---

[488] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج7 ص516 تحت باب غزوۃ الحدیبیۃ

[489] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری: ج12 ص194 رقم الحدیث 4170 کتاب المغازی، باب غزوۃ الحدیبیۃ

حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهُ: (طُوْبٰى لَكَ صَحِبْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَبَطَهُ التَّابِعِيُّ بِصُحْبَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مِمَّا يُغْبَطُ بِهٖ لٰكِنْ سَلَكَ الصَّحَابِيُّ مَسْلَكَ التَّوَاضُعِ فِيْ جَوَابِهٖ. [490]

ترجمہ: یہ قول (طُوْبٰى لَكَ، صَحِبْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) یعنی تابعی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پانے پر حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ پر رشک کیا، اور واقعی یہ ایسی چیز ہے جس پر رشک کیا جاتا ہے، لیکن صحابیِ رسول (براء بن عازب رضی اللہ عنہ) نے اپنے جواب میں تواضع اور عاجزی اختیار کی۔

جواب نمبر 3: جو جماعت معیارِ حق؛ وہ بدعتی کیسے؟

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ نعوذ باللہ وہ شریعت میں بدعت پیدا کرنے والے تھے، قرآن و سنت کے خلاف ہے۔ اس لیے کہ قرآنِ کریم نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے اللہ تعالیٰ کی رضا، ان کی کامیابی اور ہدایت کا فیصلہ فرمایا ہے، انہیں حق و ہدایت کا معیار قرار دیا ہے۔

لہٰذا اگر (العیاذ باللہ) صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ہی بدعتِ شرعیہ میں مبتلا مان لیے جائیں، تو پھر قرآن و سنت میں ان کی اتباع کے حکم کا کیا مفہوم باقی رہ جائے گا؟ اس لئے جن روایات میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اپنی طرف "بدعت" کا لفظ استعمال فرماتے ہیں، وہاں اس سے اصطلاحی معنی (یعنی دین میں نیا اور ناجائز اضافہ) مراد نہیں ہوتا، بلکہ لغوی معنی مراد ہوتا ہے۔ جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح پڑھنے کے لیے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایک قاری کے پیچھے جمع کیا تو وہاں لفظِ "بدعت" (نئی چیز) کا اطلاق لغوی معنی میں کیا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول موجود ہے:

---

[490] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج7 ص515 تحت باب غزوۃ الحدیبیۃ

نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهِ. [491]

ترجمہ: یہ کیسا بہترین طریقہ ہے۔

جواب نمبر 4: عقلی جواب

یہ بات عقلی طور پر بھی ممکن نہیں کیونکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم شریعت اور سنت کی بنیاد اور معیار ہیں۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ اور تربیت یافتہ طبقے میں ہی بدعت رائج ہو جائے تو پھر اھل السنۃ کون ہو گا ۔ اس لیے ضروری ہے کہ جب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اپنے لیے "بدعت" کا لفظ استعمال کریں تو اس سے لغوی معنی مراد لیا جائے گا، نہ کہ اصطلاحی معنٰی۔

خلاصہ کلام:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے فرمان میں "اَحْدَثْنَا" سے مراد اصطلاحی اور گمراہ کن بدعت نہیں، بلکہ بعد میں پیش آنے والے اجتہادی اختلافات اور فتنے ہیں۔ محدثین کرام رحمہم اللہ نے وضاحت کی ہے کہ یہ الفاظ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی عاجزی، خوفِ خدا اور اپنے اعمال کے بارے میں احتیاط کو ظاہر کرتے ہیں، نہ کہ بدعت میں مبتلا ہونے کو۔ قرآن وسنت نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو معیارِ حق قرار دیا ہے، اس لیے ان پر بدعت کا الزام درست نہیں۔ چنانچہ جہاں صحابہ کرام "بدعت" کا لفظ استعمال کرتے ہیں وہاں اس سے لغوی معنی، یعنی نئی پیش آنے والی صورت یا طریقہ، مراد ہوتا ہے نہ کہ دین میں ناجائز اضافہ۔

---

[491] صحیح البخاری: رقم الحدیث 2010

اعتراض نمبر 9

ایک صحابی مالِ غنیمت میں خیانت کر کے جہنم کی وعید کے مستحق ہوئے

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

حَدَّثَنِيْ سَالِمٌ مَوْلَى ابْنِ مُطِيْعٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، يَقُوْلُ: افْتَتَحْنَا خَيْبَرَ، وَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَلَا فِضَّةً، إِنَّمَا غَنِمْنَا الْبَقَرَ وَالْإِبِلَ وَالْمَتَاعَ وَالْحَوَائِطَ، ثُمَّ انْصَرَفْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى وَادِي الْقُرٰى، وَمَعَهُ عَبْدٌ لَهُ يُقَالُ لَهُ مِدْعَمٌ، أَهْدَاهُ لَهُ أَحَدُ بَنِي الضِّبَابِ، فَبَيْنَمَا هُوَ يَحُطُّ رَحْلَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ سَهْمٌ عَائِرٌ، حَتّٰى أَصَابَ ذٰلِكَ الْعَبْدَ، فَقَالَ النَّاسُ: هَنِيْئًا لَهُ الشَّهَادَةُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَلٰى، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ، إِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِيْ أَصَابَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ، لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ، لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا. [492]

ترجمہ: مجھ سے مولیٰ سالم ابن مطیع نے روایت بیان کی اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی وہ (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: ہم نے خیبر فتح کیا، لیکن ہمیں سونا اور چاندی غنیمت میں نہیں ملی، بلکہ ہمیں مویشی، اونٹ، سامان اور باغات ملے۔ پھر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وادیٔ قریٰ کی طرف واپس ہوئے۔ آپ کے ساتھ ایک غلام تھا جسے "مِدْعَمْ" کہا جاتا تھا، اسے بنو ضِباب کے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور ہدیہ دیا تھا۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سامان اتار رہا تھا تو اچانک نا معلوم جہت سے تیر آیا اور اس غلام کو لگ گیا۔ لوگوں نے کہا: اس کے لیے شہادت مبارک ہو! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر گز نہیں! اُس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، وہ چادر جو اس نے خیبر کے دن مالِ غنیمت میں سے تقسیم سے پہلے لے لی تھی، وہ اس پر آگ بن کر بھڑک رہی ہے۔

---

[492] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4234

اعتراض:

اس روایت کی بنیاد پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عذابِ آخرت سے محفوظ نہیں ہیں جبکہ اھل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ یہ ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عذابِ آخرت سے محفوظ ہیں۔

جواب نمبر 1: یہ وعید مشروط ہے، قطعی نہیں

حدیث مبارک کے آخری جملہ "لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا" سے پہلے عبارت " إِنْ لَمْ يَعْفُ اللهُ " محذوف ہے۔ یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے اس صحابی کی کوتاہی کو معاف نہ فرمایا تو قبر کا معاملہ انتہائی مشکل ہو سکتا ہے۔ چونکہ دیگر نصوص میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معافی اور بخشش کا وعدہ موجود ہے، اس لیے حدیث مبارک تہدید اور وعیدِ شدید پر محمول ہے۔

ملا علی بن سلطان محمد القاری ھروی حنفی رحمہ اللہ (ت 1014ھ) لکھتے ہیں:

("لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا") أَيْ: إِنْ لَمْ يَعْفُ اللهُ.[493]

ترجمہ: یعنی اگر اللہ تعالیٰ معاف نہ فرمائے۔ تو وہ (مال) اس پر آگ بن کر بھڑکے گا، (چونکہ اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادیا ہے (جیسا کہ نصوص میں موجود ہے) لہٰذا عذاب نہیں ہو گا۔)

جواب نمبر 2: محفوظ ہونے کا مطلب

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اُخروی عذاب سے محفوظ ہیں۔ یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی سے کبھی کوئی گناہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ان کے ذمہ میں وہ گناہ باقی نہیں رہنے دیتے۔ دنیا میں ان کا وہ گناہ معاف فرمادیتے ہیں اور اُخروی عذاب سے ان کو محفوظ رکھتے ہیں۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم نیشابوری رحمہ اللہ (ت 405ھ) لکھتے ہیں:

لَقَدْ عَلِمَ الْمَحْفُوْظُوْنَ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ مِنْ أَقْرَبِهِمْ

---

[493] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح: ج7 ص517 بَابُ قِسْمَةِ الْغَنَائِمِ وَالْغُلُولِ فِيهَا

إِلَى اللهِ وَسِيْلَةً." [494]

ترجمہ: بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے محفوظ صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ بات جان لی ہے کہ ابن ام عبد (یعنی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچنے کا قریب ترین ذریعہ ہیں۔

دلیل نمبر 1:

﴿وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۗ وَاللهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ (١٥٢)﴾ [495]

ترجمہ: (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خطاب کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ) پکی بات ہے کہ اللہ نے تمہیں معاف فرمادیا ہے اور وہ اہل ایمان پر فضل فرمانے والا ہے۔

دلیل نمبر 2:

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبۃ ابراہیم بن عثمان کوفی رحمہ اللہ (ت 235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ : سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: يَقُوْلُ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَوَلَيْسَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ؟ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللهَ اطَّلَعَ إِلَى أَهْلِ بَدْرٍ، فَقَالَ : اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ. [496]

ترجمہ: ابو عبد الرحمٰن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا وہ (حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ) اہلِ بدر میں سے نہیں ہے؟ اور تمہیں کیا معلوم! شاید اللہ تعالیٰ نے اہلِ بدر پر نظر فرمائی اور فرمایا: تم جو چاہو عمل کرو، تمہارے لیے جنت واجب ہو گئی ہے"۔

---

[494] المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج3 ص37 رقم الحدیث 3269

[495] سورۃ آل عمران: 152

[496] مصنف ابن ابی شیبۃ: ج20 ص339 باب غزوۃ بدر الکبریٰ رقم الحدیث 37882

دلیل نمبر3:

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم نیشابوری رحمہ اللہ (ت405ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ، فَقَالَ: اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ. [497]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ عزوجل نے اہلِ بدر پر نظر فرمائی اور (ان سے) فرمایا: "جو چاہو عمل کرو، میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔"

خلاصہ کلام:

اھل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم آخرت کے دائمی عذاب سے محفوظ ہیں، اور اگر کسی سے کوئی لغزش ہو بھی جائے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اسے معاف فرما دیتا ہے۔ اسی لیے قرآن وسنت میں ان کی مغفرت، رضائے الٰہی اور جنت کی بشارتیں کثرت سے وارد ہوئی ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

[497] المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج5 ص105 رقم الحدیث 7051

اعتراض نمبر 10

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو جہنمی فرمایا

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: شَهِدْنَا خَيْبَرَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ مَعَهُ يَدَّعِي الْإِسْلَامَ: "هٰذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ"، فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ أَشَدَّ الْقِتَالِ حَتّٰى كَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحَةُ، فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ يَرْتَابُ، فَوَجَدَ الرَّجُلُ أَلَمَ الْجِرَاحَةِ فَأَهْوٰى بِيَدِهٖ إِلٰى كِنَانَتِهٖ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهَا أَسْهُمًا فَنَحَرَ بِهَا نَفْسَهُ، فَاشْتَدَّ رِجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللهِ، صَدَّقَ اللهُ حَدِيْثَكَ انْتَحَرَ فُلَانٌ فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَقَالَ: قُمْ يَا فُلَانُ فَأَذِّنْ أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ، إِنَّ اللهَ يُؤَيِّدُ الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ. [498]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: ہم خیبر میں حاضر تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ موجود ایک ایسے شخص کے بارے میں، جو اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا تھا، فرمایا: یہ جہنمیوں میں سے ہے۔ جب جنگ شروع ہوئی تو اس شخص نے نہایت سخت لڑائی لڑی، یہاں تک کہ وہ بہت زیادہ زخمی ہو گیا۔ بعض لوگوں کو (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے بارے میں) تردّد ہونے لگا۔ پھر اس شخص کو زخموں کی تکلیف شدید محسوس ہوئی تو اس نے اپنے ترکش کی طرف ہاتھ بڑھایا، اس میں سے تیر نکالے اور انہی کے ذریعے اپنے آپ کو قتل کر لیا۔ تو کچھ مسلمان جلدی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات کو سچا کر دکھایا، فلاں شخص نے خودکشی کر کے اپنے آپ کو قتل کر لیا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے فلاں! کھڑے ہو جاؤ اور اعلان کر دو کہ جنت میں صرف

---

[498] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4204

مؤمن ہی داخل ہو گا، اور بے شک اللہ تعالیٰ بعض اوقات فاسق آدمی کے ذریعے بھی دین کی مدد فرما دیتا ہے۔

اعتراض:

اس حدیثِ مبارک کی بنیاد پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے یہ آدمی صحابی تھا۔ اس نے خودکشی کی تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں جہنمی ہونے کی پیش گوئی فرمائی ہے۔

جواب: وہ شخص صحابی نہیں؛ منافق تھا

حدیث میں جس شخص کے لیے وعید کا ذکر ہے وہ منافق تھا۔ حدیث کے الفاظ بھی اسی طرف اشارہ کرتے ہیں، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں فرمایا:

مِمَّنْ مَعَهُ يَدَّعِي الْإِسْلَامَ.

یعنی وہ فقط اسلام کا دعویٰ کرتا تھا، حقیقی مسلمان نہ تھا۔

اسی طرح اس کی وفات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کروایا:

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ.

یعنی جنت میں صرف مؤمن داخل ہو گا"

1: حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهُ: (فَقَالَ: إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ) فِيْ رِوَايَةِ ابْنِ أَبِيْ حَازِمٍ الْمَذْكُوْرَةِ: فَقَالُوْا: أَيُّنَا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِنْ كَانَ هٰذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ!. وَفِيْ حَدِيْثِ أَكْثَمَ بْنِ أَبِي الْجَوْنِ الْخُزَاعِيِّ عِنْدَ الطَّبَرَانِيِّ: قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللهِ! فُلَانٌ يُجْزِئُ فِي الْقِتَالِ، فَقَالَ: هُوَ فِي النَّارِ، قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللهِ! إِذَا كَانَ فُلَانٌ فِيْ عِبَادَتِهٖ وَاجْتِهَادِهٖ وَلِيْنِ جَانِبِهٖ فِي النَّارِ، فَأَيْنَ نَحْنُ؟ قَالَ: ذٰلِكَ أَخْبَاثُ النِّفَاقِ، قَالَ: فَكُنَّا نَتَحَفَّظُ عَلَيْهِ فِي الْقِتَالِ. [499]

[499] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج7 ص540: تحت رقم الحدیث 4204 باب غزوۃ خیبر

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک یہ جہنمیوں میں سے ہے۔ابنِ ابی حازم کی روایت میں ہے کہ صحابہ نے عرض کیا: اگر یہ شخص جہنمی ہے تو پھر ہم میں جنتی کون ہو گا؟اور طبرانی کی روایت میں، جسے اکثم بن ابی الجون الخزاعی نے بیان کیا ہے کہ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! فلاں شخص تو لڑائی میں بڑا کام آتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ جہنم میں ہے۔ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر فلاں شخص اپنی عبادت، محنت اور نرم مزاجی کے باوجود جہنمی ہے تو پھر ہمارا کیا بنے گا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ منافقت کی خبیث قسم ہے۔راوی کہتے ہیں: پھر ہم جنگ کے دوران اس شخص پر نظر رکھتے تھے۔

2: امام احمد بن محمد بن ابی بکر شہاب الدین قسطلانی رحمہ اللہ (ت 923ھ) لکھتے ہیں:

"هٰذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ" لِأَنَّهُ مُنَافِقٌ غَيْرُ مُؤْمِنٍ. [500]

ترجمہ: "یہ شخص جہنمیوں میں سے ہے" کیونکہ وہ منافق تھا، مؤمن نہیں تھا۔

خلاصہ کلام:

محدثین کرام رحمہم اللہ کے نزدیک اس حدیث میں جس شخص کے بارے میں جہنم کی خبر دی گئی ہے، اس سے کوئی حقیقی صحابی مراد نہیں بلکہ ایک منافق مراد ہے جو صرف ظاہری طور پر اسلام کا دعویٰ کرتا تھا۔ حدیث کے الفاظ "يَدَّعِي الْإِسْلَامَ" اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ وہ حقیقتاً مؤمن نہیں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ "جنت میں صرف مؤمن داخل ہو گا" بھی اس کے نفاق کو واضح کرتا ہے۔ائمہ حدیث، جیسے حافظ ابن حجر اور امام قسطلانی رحمہما اللہ، نے صراحت فرمائی ہے کہ وہ شخص منافق تھا، اسی لیے اس کے بارے میں جہنم کا حکم بیان کیا گیا ہے، نہ کہ کسی سچے اور مخلص صحابی کے بارے میں۔

---

[500] ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری: ج13 ص576، باب غزوۃ خیبر

اعتراض نمبر 11

بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے گانا سنا

امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی رحمہ اللہ (ت 303ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى قَرَظَةَ بْنِ كَعْبٍ وَأَبِي مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ فِيْ عُرْسٍ، وَإِذَا جَوَارٍ يُغَنِّيْنَ فَقُلْتُ: أَنْتُمَا صَاحِبَا رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ أَهْلِ بَدْرٍ يُفْعَلُ هٰذَا عِنْدَكُمْ؟ فَقَالَا: اجْلِسْ إِنْ شِئْتَ فَاسْمَعْ مَعَنَا وَإِنْ شِئْتَ اذْهَبْ قَدْ رُخِّصَ لَنَا فِي اللَّهْوِ عِنْدَ الْعُرْسِ. [501]

ترجمہ: عامر بن سعد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: میں قَرظہ بن کعب اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شادی میں حاضر ہوا وہاں کچھ نابالغ لڑکیاں گیت گا رہی تھیں۔ میں نے کہا: آپ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں اور اہلِ بدر میں سے بھی ہیں اور آپ کے سامنے یہ کچھ ہو رہا ہے؟ (آپ خاموش کیوں ہیں؟) تو انہوں نے فرمایا: اگر چاہو تو بیٹھ کر ہمارے ساتھ تم بھی سنو اور اگر چاہو تو چلے جاؤ، ہمیں تو شادی کے موقع پر لہو و لعب (یعنی خوشی اور تفریح) کی اجازت دی گئی ہے۔

اعتراض:

اس روایت کی بنیاد پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے گانا سنا تھا۔

جواب: وہ گانا نہیں؛ مترنّم اشعار تھے

اگر حدیثِ مبارکہ کے الفاظ (وَإِذَا جَوَارٍ يُغَنِّيْنَ) پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہاں چھوٹی بچیاں تھیں جو فحش یا بے حیائی والے گانے نہیں گا رہی تھیں، بلکہ عربی اشعار کو سادہ ترنّم کے ساتھ پڑھ رہی تھیں۔ پھر

---

[501] سنن النسائی: رقم الحدیث 3385

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے خود وضاحت بھی فرمادی کہ اس کی اجازت (قَدْ رُخِّصَ لَنَا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تھی۔ لہٰذا جو کام شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے ہو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے ہو، اس پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔

خلاصہ کلام:

مذکورہ حدیث میں گانے سے مراد فحش یا ناجائز گانے نہیں، بلکہ چھوٹی بچیوں کا خوشی کے موقع پر اچھے اشعار کو سادہ ترنم کے ساتھ پڑھنا ہے۔ نیز ان صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے وضاحت فرمائی ہے کہ اس کی اجازت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تھی۔ ظاہر بات ہے کہ جس کام کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اجازت ہو تو وہ ناجائز نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اس روایت سے ناجائز موسیقی پر استدلال کر کے بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔

اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ

اعتراض نمبر 12

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہودِ خیبر سے تشبیہ دی

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي عِمْرَانَ قَالَ: نَظَرَ أَنَسٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَرَأَى طَيَالِسَةً، فَقَالَ: كَأَنَّهُمُ السَّاعَةَ يَهُودُ خَيْبَرَ. [502]

ترجمہ: حضرت ابو عمران رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن لوگوں کی طرف دیکھا تو انہوں نے کچھ لوگوں کو طیالسہ (خاص قسم کی چادریں) اوڑھے ہوئے دیکھا تو فرمایا: یہ لوگ اس وقت ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے خیبر کے یہودی ہوں۔

اعتراض:

اس روایت کی بنیاد پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے ایسے لباس زیب تن کیے ہوئے تھے جو کہ یہودیوں کے مشابہ تھے، حالانکہ اسلام میں یہود و نصاریٰ کی مشابہت سے منع کیا گیا ہے۔ اسی وجہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بھی انہیں "یہودِ خیبر" سے تشبیہ دی۔

جواب: یہ لوگ صحابہ رضی اللہ عنہم نہیں تھے

اس روایت میں جن لوگوں کو "یہودِ خیبر" سے تشبیہ دی گئی ہے وہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نہیں تھے۔ اس واقعہ کی حقیقت یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ جب بصرہ تشریف لے گئے تو آپ نے دیکھا کہ وہاں کے بعض لوگ طیلسان کی چادریں استعمال کرتے ہیں۔ چونکہ خیبر کے یہودی عموماً اسی قسم کی چادریں اوڑھا کرتے تھے، اس لیے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے محض اس ظاہری مشابہت کی بنا پر ان لوگوں کو "یہودِ خیبر" سے تشبیہ دی۔

---

[502] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4208

حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

فَلَمَّا قَدِمَ الْبَصْرَةَ رَآهُمْ يُكْثِرُوْنَ مِنْ لُبْسِ الطَّيَالِسَةِ فَشَبَّهَهُمْ بِيَهُوْدِ خَيْبَرَ. [503]

ترجمہ: جب حضرت انس رضی اللہ عنہ بصرہ تشریف لائے تو وہاں لوگوں کو طَیالِسہ کثرت سے پہنتے دیکھا، تو اسی وجہ سے آپ نے انہیں خیبر کے یہودیوں سے تشبیہ دی۔

لہٰذا اس روایت میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا دور دور تک کوئی ذکر موجود نہیں۔ اس بنا پر اس روایت کو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پر چسپاں کرنا اور اسے ان کے خلاف دلیل بنانا درست نہیں۔

فائدہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بصرہ کے بعض لوگوں کو طیلسان اوڑھے دیکھا تو فرمایا: "یہ لوگ اس وقت ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے خیبر کے یہودی ہوں"۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس زمانے میں طیلسان کا لباس خصوصاً خیبر کے یہودیوں میں معروف تھا۔ بعد کے ادوار میں یہی لباس مسلمانوں میں بھی رائج ہو گیا۔

لہٰذا بصرہ کے مسلمانوں کا طیلسان پہننا یہودیوں کی دانستہ مشابہت اختیار کرنا نہیں تھا، بلکہ محض ایک ظاہری مشابہت تھی جو وقت گزرنے کے ساتھ اپنی اصل خصوصیت بھی کھو چکی تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جب ایک جگہ بکثرت لوگوں کو یہ لباس پہنے دیکھا تو سابقہ مشابہت ذہن میں آگئی اور بطورِ تنبیہ یہ جملہ ارشاد فرمایا۔

اس روایت سے طیلسان کے حرام یا مکروہ ہونے پر استدلال درست نہیں، کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا مقصد کوئی شرعی حکم بیان کرنا نہیں تھا، بلکہ صرف یہ بتانا تھا کہ یہ لباس کبھی خیبر کے یہودیوں میں معروف تھا، اس لیے آپ نے محض ظاہری مشابہت کے اعتبار سے انہیں "یہودِ خیبر" سے تشبیہ دی۔

1: حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مَا شَبَّهْتُ النَّاسَ الْيَوْمَ فِي الْمَسْجِدِ وَكَثْرَةِ الطَّيَالِسَةِ إِلَّا بِيَهُوْدِ

---

[503] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج7 ص544، رقم الحدیث 4208 باب غزوۃ خیبر

خَيْبَرَ، وَالَّذِيْ يَظْهَرُ أَنَّ يَهُوْدَ خَيْبَرَ كَانُوْا يُكْثِرُوْنَ مِنْ لُبْسِ الطَّيَالِسَةِ، وَكَانَ غَيْرُهُمْ مِنَ النَّاسِ الَّذِيْنَ شَاهَدَهُمْ أَنَسٌ لَا يُكْثِرُوْنَ مِنْهَا، فَلَمَّا قَدِمَ الْبَصْرَةَ رَآهُمْ يُكْثِرُوْنَ مِنْ لُبْسِ الطَّيَالِسَةِ فَشَبَّهَهُمْ بِيَهُوْدِ خَيْبَرَ، وَلَا يَلْزَمُ مِنْ هٰذَا كَرَاهِيَةُ لُبْسِ الطَّيَالِسَةِ. [504]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا: آج میں نے مسجد میں لوگوں کو اور طَیالِسہ کی کثرت کو دیکھا تو مجھے وہ خیبر کے یہودیوں جیسے محسوس ہوئے۔ اور ظاہر بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ خیبر کے یہودی طَیالِسہ بہت زیادہ پہنا کرتے تھے، جبکہ دوسرے لوگ جنہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دیکھا تھا وہ اس کا زیادہ استعمال نہیں کرتے تھے۔ پھر جب آپ بصرہ تشریف لائے تو وہاں لوگوں کو طَیالِسہ کثرت سے پہنتے دیکھا، تو اسی وجہ سے آپ نے انہیں خیبر کے یہودیوں سے تشبیہ دی۔ البتہ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ طَیالِسہ پہننا مکروہ ہے۔

2: علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (ت 1352ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا قَوْلُهُ: "كَأَنَّهُمُ السَّاعَةَ يَهُوْدُ خَيْبَرَ" فَبَيَانٌ لِلْوَاقِعِ فَقَطْ، بِدُوْنِ إِشْعَارٍ مِنْهُ بِالْكَرَاهِيَةِ. [505]

ترجمہ: رہا حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان کہ: یہ لوگ اس وقت یہودِ خیبر کی طرح معلوم ہوتے ہیں تو یہ محض ایک واقعی صورتِ حال کا بیان تھا، اس میں کراہت کا کوئی اشارہ نہیں تھا۔

خلاصہ کلام:

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جن لوگوں کو طیلسان پہنے دیکھ کر "یہودِ خیبر" سے تشبیہ دی، وہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نہیں بلکہ بصرہ کے عام مسلمان تھے۔ نیز اس تشبیہ سے نہ اس لباس کی حرمت یا کراہت مراد تھی اور نہ ہی ان لوگوں کی مذمت مقصود تھی بلکہ چونکہ طیلسان یہودِ خیبر میں معروف لباس تھا۔ اس لیے محض ظاہری مشابہت کی بنا پر یہ تعبیر ارشاد فرمائی۔

---

[504] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج7 ص544، رقم الحدیث 4208 باب غزوۃ خیبر

[505] فیض الباری علی صحیح البخاری: ج4 ص134 رقم الحدیث 4208 باب غزوۃ خیبر

اعتراض نمبر 13

قرآن کریم نے سیدنا ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو فاسق کہا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ﴾[506]

ترجمہ: اگر کوئی فاسق آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تم تحقیق کیا کرو، تحقیق نہیں کروگے تو نتیجہ نکلے گا کہ تم لاعلمی کی وجہ سے کسی قوم کو نقصان پہنچاؤ گے اور بعد میں تمہیں ندامت اٹھانی پڑے گی۔

اعتراض:

آیتِ بالا کے شانِ نزول کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو قبیلہ بنو مصطلق سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا۔ حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کی اس قبیلہ سے پرانی دشمنی تھی۔ انہوں نے سوچا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں وہاں جاؤں اور وہ لوگ مجھے قتل کر دیں۔ چنانچہ اسی خوف سے وہ راستے ہی سے واپس آ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ قبیلہ بنو مصطلق نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ قبیلہ بنو مصطلق پہنچ گئے تھے۔ قبیلہ والے ان کے استقبال کے لیے بستی سے باہر نکلے تو انہیں گمان ہوا کہ یہ لوگ مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں تو وہ بستی میں داخل ہونے کے بجائے وہیں سے واپس لوٹ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر یہی بات کی کہ انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق حال کے لیے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ حقیقت اس کے برعکس تھی۔ انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار نہیں

---

[506] سورۃ الحجرات:6

کیا تھا۔ اس واقعہ پر یہ آیت ﴿اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا﴾ نازل ہوئی۔

اس شانِ نزول کی بنیاد پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ قرآن کریم نے حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو "فاسق" کہا ہے۔ یہ صحابیت کے "عادل" ہونے کے منافی ہے۔

جواب نمبر 1: فاسق سے مراد صحابی نہیں ہیں

اس آیت میں "فاسق" سے مراد صحابی رسول "حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ" نہیں، بلکہ کوئی شریر انسان یا شیطان ہے۔ کیونکہ بعض روایات میں صراحت ہے کہ جب ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے تو انہیں شیطان نے انسانی شکل میں آکر کہا کہ یہ قبیلہ والے آپ کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ آپ اُس کی بات پر اعتماد کرتے ہوئے واپس لَوٹے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی بات عرض کی کہ ان لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس قبیلہ کی طرف سے قتل کا اقدام (گو کہ واقع میں ایسا نہ تھا) انکارِ زکوٰۃ کے مترادف تھا۔

تو اس آیت میں حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو ہدایت کی گئی ہے کہ اس شیطان کی بات پر اعتماد کر کے کوئی اقدام کرنے سے پہلے تحقیق کرنی چاہیے تھی۔ تو "فاسق" کا اطلاق اس انسان نُما شیطان پر ہوا ہے، صحابی رسول "حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ" پر نہیں۔

1: امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر طبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) لکھتے ہیں:

فَحَدَّثَهُ الشَّيْطَانُ أَنَّهُمْ يُرِيْدُوْنَ قَتْلَهُ. [507]

ترجمہ: شیطان نے انہیں (حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو) بتایا کہ وہ لوگ انہیں قتل کرنا چاہتے ہیں۔

2: حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمَشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

فَحَدَّثَهُ الشَّيْطَانُ أَنَّهُمْ يُرِيْدُوْنَ قَتْلَهُ. [508]

---

[507] تفسیر الطبری: ج13 ص144، تفسیر سورۃ الحجرات، رقم الآیۃ:6

[508] تفسیر ابن کثیر: ج4 ص318، تفسیر سورۃ الحجرات، رقم الآیۃ:6

ترجمہ: شیطان نے انہیں یہ بتایا کہ وہ لوگ انہیں قتل کرنا چاہتے ہیں۔

3: علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر سیوطی شافعی رحمہ اللہ (ت 911ھ) لکھتے ہیں:

فَحَدَّثَهُ الشَّيْطَانُ أَنَّهُمْ يُرِيْدُوْنَ قَتْلَهُ. [509]

ترجمہ: شیطان نے انہیں خبر دی کہ وہ لوگ انہیں قتل کرنا چاہتے ہیں۔

جواب نمبر 2: آیت میں ضابطہ بیان ہوا ہے

اس آیت میں فاسق سے مراد خاص شخصیت یعنی حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ نہیں ہے بلکہ آیت میں ایک ضابطہ اور قاعدہ بیان ہوا ہے کہ جب بھی کوئی غیر محتاط آدمی کوئی خبر دے تو اس کی خبر کی وجہ سے تم فوراً کوئی اقدام شروع نہ کر دینا بلکہ پہلے اس خبر کی تحقیق کیا کرو کہ اس کی بات درست ہے یا نہیں؟ اور یہ اس وقت ہے جب اس شخص کی خبر سے کسی نقصان کا اندیشہ ہو۔ ہاں اگر اس آدمی کی خبر سے نقصان کا کوئی اندیشہ نہ ہو تو پھر غیر محتاط آدمی کی خبر کی تحقیق کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ (ت 1362ھ) لکھتے ہیں:

"﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا﴾ میں مخاطب عام مؤمنین ہیں اور "فاسق" سے مراد عام فاسقین ہیں اور فاسق کا ذکر افادہ مبالغہ فی الحکم کے لئے ہے، یہ نہیں کہ جس قصہ میں اس کا نزول ہوا ہے اس کو فاسق کہا گیا ہو۔ پس اس آیت سے نہ ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کا فاسق ہونا لازم آیا اور نہ اس کا شبہ رہا کہ یہ مُوہِم ہے کہ آپ نے بے تحقیق کچھ کارروائی کرنا چاہا ہو گا۔ وہ دفعِ شبہ ظاہر ہے کہ آپ اس میں مخاطب نہیں، بلکہ عام مؤمنین کو حکم ہے کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کرو... اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عُدُول وغیر عُدُول ہونے کی بحث کرنا امرِ زائد ہے، کیونکہ ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کا فاسق ہونا آیت سے لازم ہی نہیں آتا بلکہ نہ حدیث سے۔" [510]

---

[509] تفسیر الدر المنثور: ج6 ص92، تفسیر سورۃ الحجرات، رقم الآیۃ:6

[510] بیان القرآن: ج3 ص437، تفسیر سورۃ الحجرات، رقم الآیۃ:6

اعتراض نمبر 14

ابو موسیٰ اشعری اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے ایک دوسرے کو گالیاں دیں

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب طبری رحمہ اللہ (ت310ھ) لکھتے ہیں:

فَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى: مَا لَكَ لَا وَفَّقَكَ اللهُ، غَدَرْتَ وَفَجَرْتَ! إِنَّمَا مَثَلُكَ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ. قَالَ عَمْرٌو: إِنَّمَا مَثَلُكَ كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا .... وَالْتَمَسَ أَهْلُ الشَّأْمِ أَبَا مُوْسٰى، فَرَكِبَ رَاحِلَتَهُ، وَلَحِقَ بِمَكَّةَ .... ثُمَّ انْصَرَفَ عَمْرٌو وَأَهْلُ الشَّأْمِ إِلٰى مُعَاوِيَةَ، وَسَلَّمُوْا عَلَيْهِ بِالْخِلَافَةِ. [511]

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عَمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہا تم نے یہ کیا کیا؟ خدا تمہیں توفیق نہ دے، تم نے تو ہمیں دھوکہ دیا ہے اور گنہگار بنے، تمہاری مثال تو اس کتے کی ہے جس پر بوجھ لادو تو بھی ہانپے، نہ لادو تو بھی ہانپے، اس کے جواب میں حضرت عَمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہاری مثال اس گدھے کی ہے جو بوجھ ڈھوئے پھرتا ہے۔.... اہلِ شام نے ابو موسیٰ کو تلاش کیا، تو وہ اپنی سواری پر سوار ہوئے اور مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔.... پھر حضرت عَمرو اور اہلِ شام حضرت معاویہ کے پاس واپس لوٹے اور ان کے ہاتھ پر خلافت کے لیے بیعت کر لی۔

اعتراض:

عبارتِ بالا سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہما نے باہمی گفتگو میں ایک دوسرے کے لیے کتے اور گدھے کی مثال ذکر کی ہے، جبکہ اس طرح کی گفتگو ان کے لیے مناسب نہیں ہے۔

---

[511] تاریخ الطبری: ج5 ص71، اجتماع الحکمین بدومۃ الجندل، تحت سنۃ 37 ھجری

جواب: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم؛ قرآنی شخصیات، نہ کہ تاریخی

صحابۂ کرام اور اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم کے بارے میں اصول یہ ہے:

إِنَّ الصَّحَابَةَ الْكِرَامَ وَأَهْلَ الْبَيْتِ الْأَطْهَارَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِيْنَ لَيْسُوْا شَخْصِيَّاتٍ تَارِيْخِيَّةً فَحَسْبُ، بَلْ هُمْ شَخْصِيَّاتٌ قُرْاٰنِيَّةٌ وَ دِيْنِيَّةٌ، فَلِذٰلِكَ لَا يُعْتَمَدُ عَلٰى كُلِّ رِوَايَةٍ تَارِيْخِيَّةٍ تُخَالِفُ الْقُرْاٰنَ الْكَرِيْمَ، وَلَا يُؤْخَذُ بِهَا فِي الِاعْتِقَادِ. [512]

ترجمہ: صحابۂ کرام اور اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم صرف تاریخی شخصیات نہیں، بلکہ وہ قرآنی اور دینی شخصیات ہیں، اس لیے کوئی بھی ایسی تاریخی روایت جو قرآنِ کریم کے خلاف ہو، وہ نہ قابلِ عمل ہے اور نہ ہی قابلِ عقیدہ۔

اوپر ذکر کردہ عبارت میں آخر الذکر تاریخ کا جملہ (کتے اور گدھے والی مثال) جسے ان دو جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب کیا گیا ہے یہ سراسر غلط ہے کیونکہ صریح آیات قرآنیہ کے خلاف ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صفات بیان فرمائی ہیں وہ یہ ہیں:

- ﴿ وَ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ ﴾ [513]

ترجمہ: اور اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب تم آپس میں دشمن تھے، تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی، جس کے نتیجے میں تم اس کی نعمت کے سبب بھائی بھائی بن گئے۔

- ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ (۳) ﴾ [514]

---

[512] تنقیحاتِ متکلمِ اسلام

[513] سورۃ آل عمران:103

[514] سورۃ الحجرات:3

ترجمہ: بے شک جو لوگ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس اپنی آوازیں نیچی رکھتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لیے جانچ لیا ہے۔ ان کے لیے مغفرت ہے اور بڑا اجر ہے۔

♦ ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ﴾[515]

ترجمہ: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے بارے میں سخت ہیں، آپس میں ایک دوسرے پر رحم کرنے والے ہیں۔

چونکہ یہ تاریخی واقعہ قرآن مجید کی آیات کے خلاف ہے۔ اس لیے قابلِ رد ہے۔

خلاصہ کلام:

صحابۂ کرام اور اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم صرف تاریخی شخصیات نہیں بلکہ قرآن و دین کی مقدس شخصیات ہیں، اس لیے ان کے بارے میں کوئی ایسی تاریخی روایت قابلِ قبول نہیں جو قرآنِ کریم کی واضح تعلیمات کے خلاف ہو۔ قرآن مجید نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو باہمی محبت، اخوت، رحمت، تقویٰ اور اللہ کی رضا کے اوصاف سے متصف قرار دیا ہے۔ لہٰذا ایسی روایات جن میں ان جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف باہمی توہین یا ناشائستہ کلمات منسوب کیے جائیں اور جو قرآنی اوصاف کے منافی ہوں، وہ قابلِ اعتماد نہیں ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ وَأَزْوَاجِهٖ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَأَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

[515] سورۃ الفتح:29

اعتراض نمبر 15

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے رشوت دی

امام عزالدین علی بن ابی الکرم شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) لکھتے ہیں:

وَسَارَ الْمُغِيْرَةُ حَتّٰى قَدِمَ الْكُوْفَةَ وَذَاكَرَ مَنْ يَثِقُ إِلَيْهِ وَمَنْ يَعْلَمُ أَنَّهٗ شِيْعَةٌ لِبَنِيْ أُمَيَّةَ أَمْرَ يَزِيْدَ، فَأَجَابُوْا إِلٰى بَيْعَتِهٖ، فَأَوْفَدَ مِنْهُمْ عَشَرَةً، وَيُقَالُ أَكْثَرُ مِنْ عَشَرَةٍ، وَأَعْطَاهُمْ ثَلَاثِيْنَ أَلْفَ دِرْهَمٍ، وَجَعَلَ عَلَيْهِمُ ابْنَهٗ مُوْسٰى بْنَ الْمُغِيْرَةِ، وَقَدِمُوْا عَلٰى مُعَاوِيَةَ فَزَيَّنُوْا لَهٗ بَيْعَةَ يَزِيْدَ وَدَعَوْهُ إِلٰى عَقْدِهَا: فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: لَا تُعَجِّلُوْا بِإِظْهَارِ هٰذَا وَكُوْنُوْا عَلٰى رَأْيِكُمْ. ثُمَّ قَالَ لِمُوْسٰى: بِكَمِ اشْتَرٰى أَبُوْكَ مِنْ هٰؤُلَاءِ دِيْنَهُمْ؟ قَالَ: بِثَلَاثِيْنَ أَلْفًا: قَالَ: لَقَدْ هَانَ عَلَيْهِمْ دِيْنُهُمْ. [516]

ترجمہ: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے سفر شروع کیا یہاں تک کوفہ پہنچے، وہ لوگ جن پر انہیں بھروسہ تھا اور وہ جانتے تھے کہ یزید کی امارت کے معاملہ میں یہ بنو امیہ کے گروہ میں سے ہیں ان کے سامنے یزید کی بیعت کا تذکرہ کیا۔ تو انہوں نے یزید کی بیعت کو قبول کیا، ان میں دس آدمیوں کا وفد ملک شام روانہ کیا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دس سے زائد لوگ تھے۔ اور دس آدمیوں کو تیس تیس ہزار دراہم دیے اور ان پر نگران (حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے) اپنے بیٹے موسیٰ بن مغیرہ کو بنایا، یہ سب لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور یزید کی بیعت کو مزین کر کے پیش کیا اور اسی کو (امارت پر) متعین کرنے کی دعوت دی۔ تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس بات کے ظاہر کرنے میں جلد بازی نہ کرو اور اپنی رائے پر قائم رہو۔ پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت موسیٰ بن مغیرہ سے (تنہائی میں) پوچھا: کہ آپ کے والد (حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ) نے ان لوگوں کے دین کو کتنے درہم میں خریدا؟ تو موسیٰ بن مغیرہ نے جواب دیا: کہ تیس ہزار درہم میں۔ تو حضرت

---

[516] الکامل فی التاریخ لابن الاثیر: ج 3 ص 504 ذِكْرُ الْبَيْعَةِ لِيَزِيْدَ بِوِلَايَةِ الْعَهْدِ

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ تب تو ان کا دین ان کی نظروں میں بہت سستا ہے۔

اعتراض:

اس روایت کی بنیاد پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت کے لیے لوگوں کو رشوت دے کر آمادہ کیا جبکہ احادیث میں رشوت لینے اور دینے پر سخت وعید وارد ہوئی ہے۔

جواب نمبر 1: بلاسند روایت؛ غیر معتبر

[1]: امام عز الدین علی بن ابی الکرم شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) نے اپنی کتاب "الکامل فی التاریخ" میں اس روایت کو بغیر سند اور بغیر حوالے کے پیش کیا ہے، تو بلاسند وبلاحوالہ روایت معتبر نہیں ہوتی۔

[2]: یہ روایت بھی صرف "الکامل فی التاریخ" میں ہے، اس کے علاوہ ہماری معلومات کی حد تک کتبِ تاریخ میں یہ روایت نہیں ملتی۔

[3]: امام ابن اثیر جزری رحمہ اللہ کی "الکامل فی التاریخ" کا ماخذ امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب طبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) کی کتاب "تاریخ طبری" ہے۔ اس میں یہ روایت مذکور نہیں ہے۔ اس لیے معتبر نہ ہوگی۔

جواب نمبر 2: مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے فضائل

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ وہ جلیل القدر صحابی ہیں جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت سے "یَا بُنَیَّ" (اے میرے بیٹے) فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ کے شرکاء میں سے تھے، قریش کے نہایت زیرک اور صاحبِ تدبیر افراد میں شمار ہوتے تھے۔ نیز آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت، خدمت، تدفین میں شریک رہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد یمامہ، یرموک اور قادسیہ جیسے عظیم معرکوں میں شرکت کی۔

1: امام ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن عبد العزیز بغوی رحمہ اللہ (ت 317ھ) لکھتے ہیں:

وَخَرَجَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عُمْرَةِ الْحُدَيْبِيَةِ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ سَنَةَ سِتٍّ مِنَ الْهِجْرَةِ.

وَكَانَ يَلْزَمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أَسْفَارِهٖ وَمُقَامِهٖ بِالْمَدِيْنَةِ، وَيَحْمِلُ وُضُوْءَهٗ مَعَهٗ، وَشَهِدَ دَفْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَبَعَثَهٗ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلٰى أَهْلِ الْبَحْرَيْنِ، وَشَهِدَ الْيَمَامَةَ وَفُتُوْحَ الشَّامِ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ، وَشَهِدَ الْيَرْمُوْكَ، وَأُصِيْبَتْ عَيْنُهٗ يَوْمَئِذٍ، وَشَهِدَ الْقَادِسِيَّةَ. [517]

ترجمہ: وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذوالقعدہ سن 6 ہجری میں عمرۂ حدیبیہ کے لیے نکلے۔ وہ سفر اور مدینہ میں قیام کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی اپنے ساتھ اٹھائے رکھتے تھے۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین میں شرکت کی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں بحرین کے لوگوں کی طرف (قاضی یا گورنر بنا کر) بھیجا۔ انہوں نے جنگِ یمامہ، مسلمانوں کے ساتھ شام کی فتوحات، اور جنگِ یرموک میں شرکت کی، اور اسی دن ان کی ایک آنکھ متاثر ہوئی۔ اور وہ جنگِ قادسیہ میں بھی شریک ہوئے۔

2: امام ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن عبد العزیز بغوی رحمہ اللہ (ت 317ھ) لکھتے ہیں:

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ جَدِّيْ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ قَيْسٍ، عَنِ الْمُغِيْرَةِ، قَالَ: قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا بُنَيَّ. [518]

ترجمہ: ہمیں اسماعیل بن قیس نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے (پیار و محبت سے) فرمایا: اے میرے بیٹے!

3: امام ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن عبد العزیز بغوی رحمہ اللہ (ت 317ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ هَارُوْنُ: وَيُقَالُ أَنَّ أَوَّلَ مَشْهَدٍ شَهِدَهُ الْمُغِيْرَةُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحُدَيْبِيَةُ. [519]

---

[517] معجم الصحابۃ للبغوی: ج5 ص400 المغیرۃ بن الشعبۃ الثقفی

[518] معجم الصحابۃ للبغوی: ج5 ص399 المغیرۃ بن الشعبۃ الثقفی

[519] معجم الصحابۃ للبغوی: ج5 ص399 المغیرۃ بن الشعبۃ الثقفی

ترجمہ: ہارون رحمہ اللہ کہتے ہیں: اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پہلا مشہد (موقع) صلح حدیبیہ کا دیکھا۔

فائدہ: شرکاءِ حدیبیہ جنتی ہیں۔

امام ابو الحجاج مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

اَخْبَرَنِيْ أَبُو الزُّبَيْرِ ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ، يَقُوْلُ: أَخْبَرَتْنِيْ أُمُّ مُبَشِّرٍ ، أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، يَقُوْلُ عِنْدَ حَفْصَةَ: "لَا يَدْخُلُ النَّارَ إِنْ شَاءَ اللهُ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ أَحَدٌ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا تَحْتَهَا. [520]

ترجمہ: ابو زبیر نے خبر دی کہ انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، وہ کہتے ہیں: مجھے ام مبشر رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے (گھر) یہ فرماتے ہوئے سنا: اصحابِ شجرہ (درخت کے نیچے قصاصِ عثمان پر بیعت کرنے والوں) میں سے کوئی ایک صحابی بھی جس نے اس درخت کے نیچے بیعت کی وہ جہنم میں داخل نہیں ہو گا ان شاء اللہ۔

4: امام ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن عبد العزیز بغوی رحمہ اللہ (ت 317ھ) لکھتے ہیں:

عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: كَانَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ يُعَدُّ مِنْ دُهَاةِ قُرَيْشٍ. [521]

ترجمہ: امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ قریش کے بڑے عقل مند اور ہوشیار لوگوں میں شمار کیے جاتے تھے۔

مذکورہ بالا عظیم فضائل، قربِ نبوی، خدماتِ اسلام اور جلیل القدر مناقب کے حامل صحابی کے بارے میں یہ گمان کیسے کیا جا سکتا ہے کہ وہ رشوت جیسے قبیح عمل کا ارتکاب کریں گے؟

---

[520] صحیح مسلم: رقم الحدیث 6404

[521] معجم الصحابۃ للبغوی: ج 5 ص 400 المغیرۃ بن الشعبۃ الثقفی

اعتراض نمبر 16

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شان میں نازیبا جملہ کہا

امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی رحمہ اللہ (ت 303ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى و مُحَمَّدُ بْنُ بَشّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ ظَالِمٍ قَالَ: خَطَبَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ، فَسَبَّ عَلِيًّا. [522]

ترجمہ: عبد اللہ بن ظالم بیان کرتے ہیں کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سَبّ کیا (نازیبا کلمات کہے)۔

اعتراض:

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ کے بارے میں یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں نازیبا جملہ کہا۔

جواب نمبر 1: روایت منقطع ہونے کی وجہ سے غیر معتبر ہے

یہ روایت منقطع ہے، اس روایت کے آخر میں خود صاحبِ کتاب لکھتے ہیں:

هِلَالُ بْنُ يَسَافٍ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ ظَالِمٍ. [523]

ترجمہ: "ہلال بن یساف" نے "عبد اللہ بن ظالم" سے اس حدیث کو نہیں سنا۔

لہٰذا اس منقطع روایت کو بنیاد بنا کر جلیل القدر صحابی رسول پر یہ الزام لگانا کہ انہوں نے خلیفہ راشد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالی دی ہے؛ درست نہیں ہے۔

---

[522] السنن الکبریٰ للنسائی: ج5 ص58 رقم الحدیث 8205 تحت عبد الرحمٰن بن عوف

[523] السنن الکبریٰ للنسائی: ج5 ص58 رقم الحدیث 8205 تحت عبد الرحمٰن بن عوف

جواب نمبر2: سَبّ کا معنی گالم گلوچ نہیں، بلکہ تنبیہ ہے

بالفرض اگر روایت کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تب بھی معترض کا استدلال درست نہیں، کیونکہ لفظ "سبّ" صرف گالی کے معنی میں ہی استعمال نہیں ہوتا بلکہ تنقید، خطا پر تنبیہ اور علمی رَدّ کے معنیٰ میں بھی آتا ہے۔ عربی لغت اور کتبِ حدیث میں "سبّ" کا استعمال متعدّد مقامات پر محض سخت کلام یا ردِّ باطل کے معنی میں ہوا ہے۔ لہٰذا یہاں پر بھی "سبّ" سے مراد علمی نقد مراد ہو سکتا ہے، نہ کہ گالم گلوچ۔

لفظ "سَبّ" دوسرے معنیٰ میں بھی استعمال ہوتا ہے، اس کی تائید میں کتبِ حدیث سے چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

مثال نمبر1:

تبوک کے سفر کے بارے میں تفصیلی روایت ہے جسے امام ابو الحجاج مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) نقل کرتے ہیں:

أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَكَانَ يَجْمَعُ الصَّلَاةَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيْعًا حَتّٰى إِذَا كَانَ يَوْمًا أَخَّرَ الصَّلَاةَ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا ثُمَّ دَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيْعًا ثُمَّ قَالَ: "إِنَّكُمْ سَتَأْتُوْنَ غَدًا، إِنْ شَاءَ اللهُ، عَيْنَ تَبُوْكَ، وَإِنَّكُمْ لَنْ تَأْتُوْهَا حَتّٰى يُضْحِيَ النَّهَارُ، فَمَنْ جَاءَهَا مِنْكُمْ فَلَا يَمَسُّ مِنْ مَائِهَا شَيْئًا حَتّٰى آتِيَ" فَجِئْنَاهَا وَقَدْ سَبَقَنَا إِلَيْهَا رَجُلَانِ، وَالْعَيْنُ مِثْلُ الشِّرَاكِ تَبِضُّ بِشَيْءٍ مِنْ مَاءٍ، قَالَ فَسَأَلَهُمَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "هَلْ مَسَسْتُمَا مِنْ مَائِهَا شَيْئًا؟" قَالَا: نَعَمْ، فَسَبَّهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ لَهُمَا مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَقُوْلَ. قَالَ: ثُمَّ غَرَفُوْا بِأَيْدِيْهِمْ مِنَ الْعَيْنِ قَلِيْلًا قَلِيْلًا، حَتّٰى اجْتَمَعَ فِيْ شَيْءٍ، قَالَ وَغَسَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ، ثُمَّ أَعَادَهُ فِيْهَا، فَجَرَتِ الْعَيْنُ بِمَاءٍ مُنْهَمِرٍ أَوْ قَالَ:

غَزِيْرٍ شَكَّ أَبُوْ عَلِيٍّ أَيُّهُمَا قَالَ حَتَّى اسْتَقَى النَّاسُ، ثُمَّ قَالَ يُوْشِكُ، يَا مُعَاذُ! إِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ، أَنْ تَرٰى مَا هَاهُنَا قَدْ مُلِئَ جِنَانًا.[524]

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تبوک والے سال نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دورانِ سفر) نمازوں کو (صورتاً) جمع فرماتے رہے، ظہر اور عصر کو اکٹھے اور مغرب وعشاء کو اکٹھے پڑھتے رہے یہاں تک کہ ایک دن نماز کو مؤخر کیا پھر آپ (نماز پڑھنے کے لیے) نکلے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر اکٹھے پڑھی، پھر داخل ہوئے اس کے بعد پھر نکلے، مغرب اور عشاء کو (صورتاً) اکٹھا پڑھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ کل تم لوگ تبوک کے چشمے پر پہنچو گے ان شاء اللہ اور دن نکلنے سے پہلے نہیں پہنچ سکو گے اور جو کوئی تم میں سے اس چشمے کے پاس جائے، تو جب تک میں نہ آؤں اس چشمہ کے پانی کو ہاتھ نہ لگائے۔ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر ہم اس چشمے پر پہنچے اور ہم سے پہلے وہاں دو آدمی پہنچ گئے تھے۔ چشمہ کے پانی کا یہ حال تھا کہ جوتی کے تسمہ کے برابر ہو گا، وہ بھی آہستہ آہستہ بہہ رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں آدمیوں سے پوچھا کہ کیا تم نے اس کے پانی میں سے کچھ لیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ڈانٹا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کی مشیت میں تھا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سنایا۔ پھر لوگوں نے چلوؤں سے تھوڑا تھوڑا پانی ایک برتن میں جمع کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اور منہ اس میں دھویا، پھر وہ پانی اس چشمہ میں ڈال دیا تو وہ چشمہ جوش مار کر بہنے لگا اور لوگوں نے (اپنے جانوروں اور آدمیوں کو) پانی پلانا شروع کیا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے معاذ! اگر تیری زندگی رہی تو تو دیکھے گا کہ یہاں جو جگہ ہے وہ گھنے باغات سے لہلہا اٹھے گی۔

فائدہ: اس روایت میں الفاظ ہیں جلدی کرنے والے دو افراد کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سبّ) کیا، اب ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں

---

[524] صحیح مسلم: رقم الحدیث 5946

گالیاں دی ہوں (اعاذنا اللہ) بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر تنقید کی، انہیں غلطی پر ٹوکا۔

مثال نمبر 2:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "اَللّٰهُمَّ فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ سَبَبْتُهُ، فَاجْعَلْ ذٰلِكَ لَهُ قُرْبَةً إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ". [525]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ! میں نے جس مؤمن کو بھی "سبّ" کیا ہو تو اس مؤمن کے لئے (میرا یہ "سبّ" کرنا) قیامت کے دن اپنے قرب کا ذریعہ بنادے۔

فائدہ: اس حدیث میں بھی لفظ "سبّ" کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو رہی ہے، اب کیا کوئی شخص گمان کر سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو گالی دی تھی۔ العیاذ باللہ، تو یہاں پر سبّ سے مراد سخت سست کہنا اور ڈانٹنا مراد ہے۔

مثال نمبر 3:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: "اسْتَبَّ رَجُلَانِ؛ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ، قَالَ الْمُسْلِمُ: وَالَّذِي اصْطَفٰى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِيْنَ، فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ: وَالَّذِي اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْعَالَمِيْنَ، فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهُ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُوْدِيِّ، فَذَهَبَ الْيَهُوْدِيُّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ مِنْ أَمْرِهِ وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ، فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمَ، فَسَأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تُخَيِّرُوْنِي عَلٰى مُوْسٰى، فَإِنَّ النَّاسَ

---

[525] صحیح البخاری: رقم الحدیث 6361

يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَصْعَقُ مَعَهُمْ، فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيْقُ، فَإِذَا مُوْسٰى بَاطِشٌ جَانِبَ الْعَرْشِ، فَلَا أَدْرِيْ أَكَانَ فِيْمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِيْ، أَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللهُ". [526]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مسلمان اور ایک یہودی کے درمیان جھگڑا ہوا اور دونوں نے ایک دوسرے پر سبّ (تنقید) کی۔ مسلمان نے کہا، اس ذات کی قسم! جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام دنیا والوں پر فضیلت دی۔ اور یہودی نے کہا، اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام جہاں والوں پر فضیلت دی۔ اس پر مسلمان نے یہودی کو طمانچہ مارا۔ وہ یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور مسلمان کے ساتھ اپنے واقعہ کو بیان کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسلمان کو بلایا اور اس سے واقعہ کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی تفصیل بتادی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد فرمایا: مجھے موسیٰ علیہ السلام پر ترجیح نہ دو۔ لوگ قیامت کے دن بیہوش کر دیئے جائیں گے۔ میں بھی بیہوش ہو جاؤں گا۔ سب سے پہلا شخص بے ہوشی سے ہوش میں آنے والا میں ہوں گا، لیکن میں موسیٰ علیہ السلام کو عرش کا کنارہ پکڑے ہوئے دیکھوں گا۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ کیا موسیٰ علیہ السلام بھی بیہوش ہونے والوں میں تھے اور انہیں مجھ سے پہلے ہوش آگیا؟ یا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ان لوگوں میں سے رکھا ہے جن پر بے ہوشی طاری نہیں ہوئی۔

فائدہ: اس روایت میں ان دو جملوں " وَالَّذِي اصْطَفٰى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِيْنَ، فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ: وَالَّذِي اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْعَالَمِيْنَ" کو "سبّ" سے تعبیر کیا گیا ہے، حالانکہ یہ دلائل کے اعتبار سے ایک دوسرے پر رد کیا جارہا تھا یا تنقید کی جارہی تھی نہ کہ ایک دوسرے کو گالیاں دی جارہی تھی۔

مثال نمبر 4:

امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ مَالِكُ بْنُ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ النَّصْرِيُّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ

[526] صحیح البخاری: رقم الحدیث 2411

اللهُ عَنْهُ دَعَاهُ إِذْ جَاءَهُ حَاجِبُهُ يَرْفَا فَقَالَ: هَلْ لَكَ فِيْ عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ يَسْتَأْذِنُوْنَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، فَأَدْخِلْهُمْ، فَلَبِثَ قَلِيْلًا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: هَلْ لَكَ فِيْ عَبَّاسٍ وَعَلِيٍّ يَسْتَأْذِنَانِ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَلَمَّا دَخَلَا قَالَ عَبَّاسٌ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! اقْضِ بَيْنِيْ وَبَيْنَ هٰذَا، وَهُمَا يَخْتَصِمَانِ فِي الَّذِيْ أَفَاءَ اللهُ عَلٰى رَسُوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَنِي النَّضِيْرِ، فَاسْتَبَّ عَلِيٌّ وَعَبَّاسٌ، فَقَالَ الرَّهْطُ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! اقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرِحْ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخَرِ، فَقَالَ عُمَرُ: اتَّئِدُوْا أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ الَّذِيْ بِإِذْنِهِ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ، هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ"، يُرِيْدُ بِذٰلِكَ نَفْسَهُ، قَالُوْا: قَدْ قَالَ ذٰلِكَ، فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلٰى عَبَّاسٍ وَعَلِيٍّ، فَقَالَ: أَنْشُدُكُمَا بِاللهِ، هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ ذٰلِكَ؟ قَالَا: نَعَمْ.[527]

ترجمہ: حضرت مالک بن اوس بن حدثان نصری نے خبر دی کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں بلایا تھا۔ وہ بھی امیر المؤمنین کی خدمت میں موجود تھے کہ امیر المؤمنین کے چوکیدار یرفاء آئے اور عرض کیا کہ حضرت عثمان بن عفان اور عبد الرحمٰن بن عوف، زبیر بن عوام اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں؟ امیر المؤمنین نے فرمایا کہ انہیں اندر بلالو۔ تھوڑی دیر بعد یرفاء پھر آئے اور عرض کیا عباس اور علی رضی اللہ عنہما بھی اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں انہیں بھی بلالو، جب یہ دونوں حضرات اندر تشریف لے آئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، امیر المؤمنین! میرا اور ان (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کا فیصلہ فرما دیں۔ وہ دونوں مباحثہ کر رہے تھے اس مال کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنو نضیر سے فئی کے طور پر دیا تھا۔ وہاں پر حضرت علی اور عباس رضی اللہ عنہما نے ایک دوسرے سے سخت الفاظ میں بات کی۔ تو ایک جماعت نے کہا اے امیر المؤمنین! آپ ان دونوں حضرات کا فیصلہ فرمادیں تاکہ دونوں میں کوئی نزاع باقی نہ رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، ذرا ٹھہریے۔ میں آپ لوگوں سے اس اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں

---

[527] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4033

جس کے حکم سے آسمان وزمین قائم ہیں، کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے اور ہماری وراثت تقسیم نہیں ہوتی اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد اپنی ذات تھی۔ وہاں موجود لوگوں نے کہا جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے کہا، میں آپ دونوں سے بھی اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا آپ کو بھی معلوم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث ارشاد فرمائی تھی؟ ان دونوں حضرات نے بھی کہا: جی بالکل۔

خلاصہ کلام:

اولاً... یہ روایت منقطع ہے۔

ثانیاً... بالفرض یہ روایت منقطع نہ بھی ہو تب بھی استدلال درست نہیں کیونکہ لفظ "سبّ" ہمیشہ گالی کے معنی میں استعمال نہیں ہوتا بلکہ بعض اوقات تنبیہ، سخت کلام، اختلافِ رائے اور علمی نقد کے معنی میں بھی آتا ہے۔ احادیثِ مبارکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر افراد کے بارے میں یہ لفظ ایسے مواقع پر استعمال ہوا ہے جہاں گالی مراد نہیں بلکہ ڈانٹ، سرزنش یا اختلافِ گفتگو مراد ہے۔

لہٰذا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں مذکور روایت سے گالم گلوچ ثابت کرنا درست نہیں، بلکہ اس سے زیادہ سے زیادہ اختلافِ رائے یا تنقید مراد لی جاسکتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ

اعتراض نمبر 17

مغیرہ بن شعبہ اور عَمرو بن عاص رضی اللہ عنہما اختلاف کو ہوا دینے والے تھے

امام ابو القاسم علی بن الحسن بن ھبۃ اللہ ابن عساکر رحمہ اللہ (ت 571ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

أَخْبَرَنَا أَبُو السُّعُوْدِ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ الْفَاعِلُ، أَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ النَّقُّوْرِ، وَأَبُوْ عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ وَشَّاحٍ الرَّسِيُّ.ح. وَأَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ بْنُ السَّمَرْقَنْدِيِّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ النَّقُّوْرِ، قَالَا: أَنْبَأَنَا عِيْسَى بْنُ عَلِيِّ بْنِ عِيْسٰى، نَا أَبُوْ عُبَيْدٍ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ حَرْبٍ، نَا أَبُو السِّكِّيْنِ زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى، حَدَّثَنِيْ عَمُّ أَبِيْ زُحْرِ بْنِ حِصْنٍ، عَنْ جَدِّهٖ حُمَيْدِ بْنِ مِنْهَبٍ ... وَأَمَّا اللَّذَانِ أَفْسَدَا أَمْرَ النَّاسِ: فَعَمْرُو بْنُ الْعَاصِ يَوْمَ أَشَارَ عَلٰى مُعَاوِيَةَ بِرَفْعِ الْمَصَاحِفِ ... وَالْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ، فَإِنَّهٗ كَانَ عَامِلَ مُعَاوِيَةَ عَلَى الْكُوفَةِ. [528]

ترجمہ: حُمَید بن مِنْھَب سے مروی ہے:... دو شخص جنہوں نے لوگوں کے معاملات میں اختلافات کو ہَوا دی ان میں سے ایک عَمرو بن عاص رضی اللہ عنہ تھے، جنہوں نے جنگ صِفّین میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو نیزوں پر قران کریم اٹھانے کا مشورہ دیا... اور (دوسرے شخص) مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ تھے جو معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوفہ کے گورنر تھے۔

اعتراض:

اس روایت کی بنیاد پر اعتراض کیا جاتا ہے سیدنا مغیرہ بن شعبہ اور سیدنا عَمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے اختلافات کو ختم کرنے کے بجائے انہیں مزید ہَوا دی۔

---

[528] تاریخ مدینہ دمشق: ج30 ص286، 287 تحت عبد اللہ ویقال عتیق بن عثمان

جواب نمبر 1: روایت غیر معتبر ہے

یہ روایت ضعیف ہونے کی وجہ سے نا قابلِ حجت ہے۔

حدیثِ بالا کے دو رُواۃ پر کلام کیا گیا ہے:

1: زکریا بن یحییٰ

2: زُحر بن حِصن

ذیل میں ہر ایک کی تفصیل پیش کی جاتی ہے۔

زکریا بن یحییٰ:

حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں:

هُوَ طَائِيٌّ كُوفِيٌّ، لَيْسَ بِالْقَوِيِّ، يُحَدِّثُ بِأَحَادِيثَ لَيْسَتْ بِمُضِيئَةٍ. [529]

ترجمہ: وہ قبیلہ طَی سے تعلق رکھنے والا کوفی ہے، مضبوط (یعنی حدیث میں قوی درجے کا راوی) نہیں ہے، اور ایسی احادیث بیان کرتا ہے جو معتمد و مستند نہیں ہیں۔

2: زُحر بن حِصن

علامہ شمس الدین ابو عبد للہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) لکھتے ہیں:

زُحْرُ بْنُ حِصْنٍ، عَنْ جَدِّهِ، وَعَنْهُ أَبُو السِّكِّينِ الطَّائِيُّ، لَا يُعْرَفُ. [530]

ترجمہ: زُحر بن حِصن اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، اور ان سے ابو السِّکِّین الطائی روایت کرتے ہیں، (لیکن) یہ معروف نہیں ہیں (بلکہ مجہول ہیں)۔

لہٰذا اس روایت کی بنیاد پر سیدنا عمرو بن عاص اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما کو اختلافات کو ہَوا دینے والا

---

[529] تہذیب التہذیب فی رجال الحدیث: ج2 ص489 رقم الترجمہ 2386

[530] میزان الاعتدال: ج2 ص64 رقم الترجمہ 2726 زُحَر بن حصن

گردانناغلط ہے۔

جواب نمبر2: عَمرو بن عاص اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما کے فضائل ومناقب

حضرت عَمرو بن عاص اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما کے متعلق کتبِ احادیث میں بہت سارے فضائل مروی ہیں۔ ظاہر ہے کہ صاحبِ فضائل شخصیات اس قسم کے امور سے کوسوں دور ہوتی ہیں۔

فضائل حضرت عَمرو بن عاص رضی اللہ عنہ:

1: امام ابوالحجاج مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، اَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ عَلٰى جَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ، فَأَتَيْتُهُ، فَقُلْتُ: أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: عَائِشَةُ، قُلْتُ: مِنَ الرِّجَالِ؟ قَالَ: أَبُوْهَا، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: عُمَرُ، فَعَدَّ رِجَالًا. [531]

ترجمہ: حضرت ابو عثمان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت عَمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں غزوۂ ذات السلاسل کے لشکر کا امیر بنا کر بھیجا۔ (حضرت عَمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: لوگوں میں آپ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ۔ میں نے عرض کیا: مَردوں میں کون؟ فرمایا: ان کے والد (ابو بکر)۔ میں نے عرض کیا: پھر کون؟ فرمایا: عمر بن خطاب۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی آدمیوں کے نام ذکر فرمائے۔

فائدہ: خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عَمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو غزوۂ ذات السلاسل کے لشکر کا امیر بنانا؛ آپ رضی اللہ عنہ پر اعتماد اور آپ کی فضیلت کی دلیل ہے۔

2: امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سَورہ ترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

---

[531] صحیح مسلم: رقم الحدیث 2384

عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ: قَالَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "إِنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ مِنْ صَالِحِي قُرَيْشٍ" [532]

ترجمہ: ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: عَمرو بن العاص رضی اللہ عنہ قریش کے صالح افراد میں سے ہیں۔

فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؛ حضرت عَمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو صالح فرمارہے ہیں اور اس ضعیف روایت میں کسی امتی کا قول "اختلافات کو ہَوا دینے والا" ہونے کا نقل کیا جارہا ہے۔ ظاہر ہے کہ صحیح روایت کے مقابلے میں کوئی ضعیف قول کیسے قبول کیا جاسکتا ہے؟

فضائلِ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ وہ جلیل القدر صحابی ہیں جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت سے "يَا بُنَيَّ" (اے میرے بیٹے) فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ کے شرکاء میں سے تھے، قریش کے نہایت زیرک اور صاحبِ تدبیر افراد میں شمار ہوتے تھے۔ نیز آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت، خدمت، تدفین میں رہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد یمامہ، یرموک اور قادسیہ جیسے عظیم معرکوں میں بھی شریک رہے۔

1: امام ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن عبد العزیز بغوی رحمہ اللہ (ت 317ھ) لکھتے ہیں:

وَخَرَجَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عُمْرَةِ الْحُدَيْبِيَةِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ سَنَةَ سِتٍّ مِنَ الْهِجْرَةِ، وَكَانَ يَلْزَمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَسْفَارِهِ وَمُقَامِهِ بِالْمَدِينَةِ، وَيَحْمِلُ وُضُوءَهُ مَعَهُ، وَشَهِدَ دَفْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَبَعَثَهُ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَى أَهْلِ الْبَحْرَيْنِ، وَشَهِدَ الْيَمَامَةَ

[532] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3845

وَفُتُوْحَ الشَّامِ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ، وَشَهِدَ الْيَرْمُوْكَ، وَأُصِيبَتْ عَيْنُهُ يَوْمَئِذٍ، وَشَهِدَ الْقَادِسِيَّةَ. [533]

ترجمہ: اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سن 6 ہجری میں ذوالقعدہ کے مہینے میں عمرۂ حدیبیہ کے لیے نکلے۔ وہ سفر اور مدینہ میں قیام کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی اپنے ساتھ اٹھائے رکھتے تھے۔ نیز انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین میں شرکت کی۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں بحرین کے لوگوں کی طرف (قاضی یا گورنر بنا کر) بھیجا۔ انہوں نے جنگِ یمامہ، مسلمانوں کے ساتھ شام کی فتوحات، اور جنگِ یرموک میں شرکت کی، اور اسی دن ان کی ایک آنکھ متاثر ہوئی۔ نیز وہ جنگِ قادسیہ میں بھی شریک ہوئے۔

2: امام ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن عبد العزیز بغوی رحمہ اللہ (ت 317ھ) لکھتے ہیں:

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي جَدِّيْ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ قَيْسٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ، قَالَ: قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا بُنَيَّ. [534]

ترجمہ: اسماعیل بن قیس نے خبر دی، حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے (محبت سے) فرمایا: اے میرے بیٹے!

3: امام ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن عبد العزیز بغوی رحمہ اللہ (ت 317ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ هَارُوْنُ: وَيُقَالُ أَنَّ أَوَّلَ مَشْهَدٍ شَهِدَهُ الْمُغِيْرَةُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحُدَيْبِيَةُ. [535]

ترجمہ: ہارون رحمہ اللہ کہتے ہیں: اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پہلا مشہد (موقع) صلح حدیبیہ کا دیکھا۔

---

[533] معجم الصحابۃ للبغوی: ج5 ص400 المغیرۃ بن الشعبۃ الثقفی

[534] معجم الصحابۃ للبغوی: ج5 ص399 المغیرۃ بن الشعبۃ الثقفی

[535] معجم الصحابۃ للبغوی: ج5 ص399 المغیرۃ بن الشعبۃ الثقفی

4: امام ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن عبد العزیز بغوی رحمہ اللہ (ت 317ھ) لکھتے ہیں:

عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: كَانَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ يُعَدُّ مِنْ دُهَاةِ قُرَيْشٍ. [536]

ترجمہ: امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ قریش کے بڑے عقل مند اور ہوشیار لوگوں میں شمار کیے جاتے تھے۔

خلاصہ کلام:

روایتِ بالا سے استدلال درست نہیں؛ اس لیے کہ اس کی سند میں ایسے رُواۃ موجود ہیں جن پر محدثین کرام رحمہم اللہ نے جرح کی ہے۔

مزید یہ کہ حضرت عَمرو بن العاص اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما جلیل القدر صحابہ کرام میں سے ہیں جن کے فضائل ومناقب صحیح روایات سے ثابت ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عَمرو بن العاص رضی اللہ عنہ پر اعتماد کرتے ہوئے انہیں لشکر کا امیر مقرر فرمایا اور انہیں قریش کے صالح لوگوں میں شمار کیا۔

اسی طرح حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی ساتھی، صلح حدیبیہ کے شریک، فتوحاتِ اسلامیہ کے مجاہد اور اپنی دانائی وتدبیر میں مشہور تھے۔ ایسے بلند مقام رکھنے والے دونوں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہما کو ضعیف روایت کی بنیاد پر اختلافات کو ہَوا دینے والا قرار دینا درست نہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

[536] معجم الصحابۃ للبغوی: ج5 ص400 المغیرۃ بن الشعبۃ الثقفی

اعتراض نمبر 18

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے مُعوّذتین کو قرآن میں شمار نہیں کیا

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب شامی طبرانی رحمہ اللہ (ت360ھ) نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ: كَانَ يَحُكُّ الْمُعَوِّذَتَيْنِ مِنَ الْمُصْحَفِ يَقُوْلُ: لَيْسَتَا مِنْ كِتَابِ اللهِ. [537]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مُعوّذتین (سورۂ فلق اور سورۂ ناس) کو مصحف سے مٹادیا کرتے تھے اور کہتے تھے: کہ یہ اللہ کی کتاب میں سے نہیں ہیں۔

اعتراض:

اس روایت کی بنیاد پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مُعوّذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) کو قرآن کا حصہ نہیں سمجھتے تھے۔

جواب نمبر 1: اس قول کی نسبت آپ رضی اللہ عنہ کی طرف غلط ہے

اس قول کی نسبت حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف درست نہیں ہے۔

1: علامہ ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم اندلسی قرطبی رحمہ اللہ (ت456ھ) لکھتے ہیں:

وَكُلُّ مَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنْ أَنَّ الْمُعَوِّذَتَيْنِ وَأُمَّ الْقُرْآنِ لَمْ تَكُنْ فِي مُصْحَفِهِ فَكَذِبٌ مَوْضُوعٌ لَا يَصِحُّ. [538]

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جو یہ روایت منقول ہے کہ معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) اور اُمّ القرآن (سورۃ الفاتحہ) ان کے مصحف میں نہ تھیں، تو یہ سب جھوٹ اور من گھڑت بات ہے، بالکل صحیح نہیں۔

---

[537] المعجم الکبیر للطبرانی: ج4 ص549 رقم الحدیث 9049

[538] المحلّٰی بالآثار لابن حزم: ج1 ص32 کتاب التوحید

2: امام فخر الدین ابو عبد اللہ محمد بن عمر رازی شافعی رحمہ اللہ (ت606ھ) فرماتے ہیں:

وَالْأَغْلَبُ عَلَى الظَّنِّ أَنَّ نَقْلَ هٰذَا الْمَذْهَبِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ نَقْلٌ كَاذِبٌ بَاطِلٌ. [539]

ترجمہ: غالب گمان یہی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف اس مذہب کی نسبت کرنا جھوٹ اور باطل ہے۔

3: علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر سیوطی شافعی رحمہ اللہ (ت 911ھ) لکھتے ہیں:

هٰذَا كَذِبٌ عَلَى ابْنِ مَسْعُوْدٍ مَوْضُوْعٌ. [540]

ترجمہ: معوذتین کے انکار کی نسبت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف کرنا؛ ناقابلِ اعتبار ہے۔

4: علامہ ابو العباس احمد بن محمد قسطلانی شافعی رحمہ اللہ (ت923ھ) لکھتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰى أَنَّ الْمُعَوِّذَتَيْنِ وَالْفَاتِحَةَ مِنَ الْقُرْآنِ، وَأَنَّ مَنْ جَحَدَ شَيْئًا مِنْهَا كَفَرَ، وَمَا نُقِلَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ بَاطِلٌ لَيْسَ بِصَحِيْحٍ. [541]

ترجمہ: تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ مُعوّذتَین اور سورۂ فاتحہ قرآن ہیں، اور جو شخص ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرے وہ کافر ہے۔ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف (سورۂ فاتحہ اور مُعوّذتَین کے بارے میں جو قول منقول ہے) وہ باطل ہے، ان سے صحیح طور پر ثابت نہیں۔

5: بحر العلوم علامہ عبد العلی محمد بن نظام الدین انصاری لکھنوی رحمہ اللہ (ت1225ھ) لکھتے ہیں:

فَظَهَرَ أَنَّ نِسْبَةَ الْإِنْكَارِ إِلَى ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بَاطِلٌ. [542]

ترجمہ: یہ بات واضح ہو گئی کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف (معوذتین کے) انکار کی نسبت کرنا

---

[539] التفسیر الکبیر للرازی: ج1 ص178 تفسیر سورۃ الفاتحۃ

[540] الاتقان فی علوم القرآن: ج2 ص518 مَعْرِفَةُ الْمُتَوَاتِرِ وَالْمَشْهُوْرِ وَالْآحَادِ وَالشَّاذِّ وَالْمَوْضُوْعِ

[541] ارشاد الساری: ج15 ص538 کتاب التفسیر، سورۃ الفلق

[542] فواتح الرحموت شرح مسلّم الثبوت: ج ص12 الاصل الاول: الکتاب

باطل ہے۔

ان تصریحات سے ثابت ہوا کہ اس قول کی نسبت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف کرنا غلط ہے۔

جواب نمبر 2: ابن مسعود رضی اللہ عنہ معوذتین کو قرآن کا حصہ مانتے تھے

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف اس قول کی نسبت عقلی طور پر بھی درست نہیں۔ اس پر دو قرائن ہیں:

1: قرآن سیکھنے کے لیے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف رجوع کا حکمِ نبوی

2: مصحفِ ابن مسعود رضی اللہ عنہ میں معوذتین کی موجودگی

قرینہ نمبر 1:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم قرآن کے لیے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف رجوع کا حکم دیا۔ جس شخصیت سے قرآن سیکھنے کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیں وہ قرآن کے کسی حصہ کے منکر نہیں ہو سکتے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مَسْرُوْقٍ: ذَكَرَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ: لَا أَزَالُ أُحِبُّهُ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: خُذُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ، مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، وَسَالِمٍ، وَمُعَاذٍ، وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ. [543]

ترجمہ: حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عَمرو رضی اللہ عنہما نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: میں ہمیشہ ان (ابن مسعود رضی اللہ عنہ) سے محبت کرتا رہوں گا، کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: قرآن چار حضرات سے سیکھو: عبد اللہ بن مسعود،

---

[543] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4999

سالم، معاذ، اور اُبیّ بن کعب رضی اللہ عنہم سے۔

قرینہ نمبر 2:

قرآن مجید کی جو متواتر آیتیں ہیں ان میں متعدد سندیں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہیں خصوصاً کوفہ کے تین قراء؛ قاری عاصم، قاری حمزہ اور قاری امام کسائی رحمہم اللہ۔ ان کی سندیں جن واسطوں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہیں ان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا نام نمایاں ہے۔ ان تینوں قراء کی قراءت میں معوّذتین قرآن کا حصہ ہیں۔ شاگردوں سے مروی قراءت و مصحف میں معوّذتین کا موجود ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے استاذ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف میں بھی معوذتین درج تھیں۔

1: علامہ ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم اندلسی قرطبی رحمہ اللہ (ت456ھ) لکھتے ہیں:

وَإِنَّمَا صَحَّتْ عَنْهُ قِرَاءَةُ عَاصِمٍ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ وَفِيهَا أُمُّ الْقُرْآنِ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ. [544]

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے قاری عاصم کی قراءت صحیح طور پر ثابت ہے کہ انہوں نے زِرّ بن حُبیش کے واسطے سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ اس قراءت میں سورۃ الفاتحہ اور معوّذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) موجود ہیں۔

2: علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر سیوطی شافعی رحمہ اللہ (ت 911ھ) لکھتے ہیں:

وَإِنَّمَا صَحَّ عَنْهُ قِرَاءَةُ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْهُ، وَفِيهَا الْفَاتِحَةُ وَالْمُعَوِّذَتَانِ. [545]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے جو صحیح روایت ثابت ہے وہ قاری عاصم کوفی کی قراءت ہے جو

---

[544] المحلّٰی بالآثار لابن حزم: ج1 ص32 کتاب التوحید

[545] الاتقان فی علوم القرآن: ج2 ص518 مَعْرِفَةُ الْمُتَوَاتِرِ وَالْمَشْهُوْرِ وَالْآحَادِ وَالشَّاذِّ وَالْمَوْضُوْعِ

زِرّ کے واسطے سے اُن (ابن مسعود رضی اللہ عنہ) تک پہنچتی ہے، اور اس میں سورۂ فاتحہ اور مُعوّذتین شامل ہیں۔

خلاصہ کلام:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف معوذتین کے قرآن نہ ہونے کی نسبت معتبر نہیں۔ محققین نے انکار کی اس نسبت کو باطل قرار دیا ہے۔

اس نسبت کے غلط ہونے پر ایک قرینہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود لوگوں کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے قرآن سیکھنے کا حکم دیا تھا۔

دوسرا قرینہ یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے مصحف میں معوذتین درج تھیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ فِي الْعٰلَمِيْنَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اعتراض نمبر 19

سیدنا اَبان رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو نازیبا جملہ کہا

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ، قَالَ لَهُ بَعْضُ بَنِيْ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ: لَا تُعْطِهِ، فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: هٰذَا قَاتِلُ ابْنِ قَوْقَلٍ، فَقَالَ: وَا عَجَبَاهُ لِوَبْرٍ، تَدَلّٰى مِنْ قَدُوْمِ الضَّأْنِ. [546]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے (خیبر کی غنیمت کا) سوال کیا۔ تو سعید بن عاص کے بیٹے (ابان بن سعید رضی اللہ عنہ) نے کہا: اسے کچھ نہ دیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ (یعنی اَبان بن سعید) ابنِ قوقل (حضرت نعمان بن مالک بن قَوقَل رضی اللہ عنہ) کا قاتل ہے۔ اس پر اَبان (رضی اللہ عنہ) نے کہا: افسوس ہے وبر (ایک چھوٹے سے جانور) پر جو قدوم الضان (پہاڑی) سے اتر آیا ہے۔

فائدہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابان بن سعید رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ جو فرمایا ہے کہ یہ ابنِ قوقل (حضرت نعمان بن مالک بن قَوقَل رضی اللہ عنہ) کا قاتل ہے تو اس کا پس منظر یہ تھا کہ حضرت ابان بن سعید رضی اللہ عنہ مسلمان ہونے سے پہلے جنگِ احد میں مسلمانوں کے مقابل لشکر میں آئے تھے۔ اس وقت انہوں نے صحابیِ رسول حضرت نعمان بن مالک بن قَوقَل رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ مذکورہ بالا روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اسی بات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

---

[546] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4237

اعتراض:

اس روایت کی بنیاد پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابان بن سعید رضی اللہ عنہ کو سابقہ بات یاد دلا کر طعنہ دیا، جس پر انہوں نے جواب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو ایک کمزور جانور کے ساتھ تشبیہ دے کر طنزیہ انداز اختیار کیا۔

جواب نمبر 1: بشری جذبات کا اظہار

حضرت اَبان رضی اللہ عنہ بَشر تھے، یہ ان کی جانب سے وقتی جذبات کا اظہار تھا جو اُسی موقع پر ختم ہو گیا اس لیے یہ کوئی قابلِ مذمت بات نہیں۔ اس سے ان کی عدالت وفضیلت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ مزید یہ کہ اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "يَا أَبَانُ اجْلِسْ" فرما کر انہیں بیٹھنے کا کہا جو اس بات کی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس جملہ کو وقتی جذبات کا اظہار سمجھ کر درگزر فرمادیا اور کوئی گرفت نہ فرمائی۔

جواب نمبر 2: ظاہری معنی نہیں، بلکہ عربی محاورہ

اس روایت میں جو الفاظ "وَبَر" اور "تَدَلّٰی مِنْ قَدُوْمِ الضَّأْنِ" وغیرہ آئے ہیں، انہیں ظاہری معنی کے بجائے عربی محاورات اور اس دور کے اسلوبِ گفتگو کے تناظر میں سمجھنا ضروری ہے۔ عرب معاشرے میں ایسے الفاظ اکثر جذبات کے اظہار کے طور پر استعمال ہوتے تھے، نہ کہ کسی شخص کی حقیقی تحقیر یا اس کی شخصیت کو جانور کے برابر قرار دینے کے لیے۔

خلاصہ کلام:

اس روایت میں حضرت اَبان بن سعید رضی اللہ عنہ کے الفاظ کو مستقل عداوت یا حقیقی تحقیر پر محمول کرنا درست نہیں، بلکہ یہ ایک وقتی بشری ردِّ عمل اور جذباتی اظہار تھا جو اُن سے بطور انسان صادر ہوا۔ اگر یہ کوئی قابلِ مذمت بات ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر ضرور تنبیہ فرماتے جبکہ روایت میں ایسی کوئی بات مذکور نہیں۔

اعتراض نمبر 20

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرویات عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے زیادہ کیوں ہیں؟

1: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ: أَخْبَرَنِي وَهْبُ بْنُ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَخِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: مَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ أَكْثَرَ حَدِيثًا عَنْهُ مِنِّي، إِلَّا مَا كَانَ مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، فَإِنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ وَلَا أَكْتُبُ. [547]

ترجمہ: (راوی عَمرو رحمہ اللہ) کہتے ہیں کہ مجھے وہب بن منبہ رحمہ اللہ نے اپنے بھائی (ہمام بن منبہ) کے واسطے سے حدیث بیان کی، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی صحابی کو بھی اپنے سے زیادہ حدیث بیان کرنے والا نہیں پایا، سوائے عبد اللہ بن عَمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے، اس لیے کہ وہ (احادیث) لکھتے تھے جبکہ میں (احادیث) نہیں لکھتا تھا۔

2: علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر سیوطی شافعی رحمہ اللہ (ت 911ھ) لکھتے ہیں:

وَأَكْثَرُهُمْ حَدِيثًا أَبُو هُرَيْرَةَ رَوٰى خَمْسَةَ آلَافٍ وَثَلَاثَمِائَةٍ وَأَرْبَعَةً وَسَبْعِيْنَ حَدِيْثًا. [548]

ترجمہ: اور ان (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) میں سب سے زیادہ احادیث بیان کرنے والے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، جنہوں نے پانچ ہزار تین سو چوہتر (5374) احادیث روایت کیں۔

---

[547] صحیح البخاری: رقم الحدیث 113

[548] تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی: ج2 ص 191 الثَّانِي: الصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ عُدُوْلٌ

اعتراض:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عَمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو احادیث زیادہ یاد تھیں کیونکہ وہ احادیث کو لکھ لیا کرتے تھے جبکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ لکھا نہیں کرتے تھے۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرویات کی تعداد پانچ ہزار سے زائد جبکہ حضرت عبد اللہ بن عَمرو رضی اللہ عنہما کی روایات اس سے کم ہیں؟ اصولی طور پر عبد اللہ بن عَمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی مرویات زیادہ ہونی چاہیے۔

جواب نمبر 1: حفظ شدہ تمام روایات کا نقل کرنا ضروری نہیں

دو باتیں الگ الگ ہیں:

1: احادیث کا بکثرت یاد ہونا۔

2: احادیث کا کثیر تعداد میں نقل کرنا۔

یہ ضروری نہیں ہے کہ جتنی احادیث یاد ہوں اتنی ہی روایت کی جائیں۔ حضرت عبد اللہ بن عَمرو رضی اللہ عنہما کو زیادہ احادیث یاد تھیں لیکن انہیں زیادہ روایات بیان کرنے کا موقع نہیں ملا کیونکہ وہ شام میں مقیم تھے اور وہاں پر زیادہ لوگوں کا علمی رجحان کم تھا، اس کے برعکس حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں مقیم رہے جو علم کا مرکز تھا۔ یہاں اہلِ علم کا رجحان زیادہ تھا، لوگ دور دراز سے ان کے پاس آتے، سوال کرتے اور وہ کثرت سے احادیث بیان فرماتے۔ اس طرح سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرویات؛ حضرت عبد اللہ بن عَمرو رضی اللہ عنہما کی نسبت زیادہ ہو گئیں۔

جواب نمبر 2: کثرتِ روایت کی وجہ؛ حدیث میں ہمہ جہت مشغولیت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرویات کی تعداد اس وجہ سے بھی باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ ہیں، کیونکہ ان کا اوڑھنا اور بچھونا احادیث کو یاد کرنا تھا، ہر وقت اسی جستجو میں لگے رہتے تھے۔

1: امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر مالکی رحمہ اللہ (ت 463ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَكَانَ مِنْ أَحْفَظِ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَكَانَ يَحْضُرُ مَا لَا يَحْضُرُهُ سَائِرُ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ ، لِاشْتِغَالِ الْمُهَاجِرِيْنَ بِالتِّجَارَةِ، وَالْأَنْصَارِ بِحَوَائِطِهِمْ ، وَقَدْ شَهِدَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَنَّهُ حَرِيْصٌ عَلَى الْعِلْمِ وَالْحَدِيْثِ . [549]

ترجمہ: اور وہ (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سب سے زیادہ حفظ کرنے والے تھے۔ وہ ایسے مواقع پر بھی حاضر ہوتے تھے جن میں دوسرے مہاجرین اور انصار حاضر نہیں ہو پاتے تھے، کیونکہ مہاجرین تجارت میں مشغول رہتے تھے اور انصار اپنے باغات کی دیکھ بھال میں لگے رہتے تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں گواہی دی کہ وہ علم اور حدیث کا بہت زیدہ ذوق و شوق رکھنے والے تھے۔

2: امام عزالدین علی بن ابی الکرم شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) لکھتے ہیں:

وَأَسْلَمَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَامَ خَيْبَرَ ، وَشَهِدَهَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، ثُمَّ لَزِمَهُ وَوَاظَبَ عَلَيْهِ رَغْبَةً فِي الْعِلْمِ ، فَدَعَا لَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . [550]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خیبر والے سال اسلام قبول کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس (غزوۂ خیبر) میں شریک ہوئے۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے، اور علم کی رغبت کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کو لازم پکڑ لیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی۔

خلاصہ کلام:

حضرت عبد اللہ بن عَمرو رضی اللہ عنہما کو اگرچہ بہت زیادہ احادیث یاد تھیں، لیکن ہر محفوظ حدیث کا روایت

---

[549] الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب لابن عبد البر: ص862 رقم الترجمہ 3183 ابو ھریرہ الدوسی رضی اللہ عنہ

[550] اُسدُ الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج5 ص248 رقم الترجمہ 6329 ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

کرنا ضروری نہیں ہوتا۔ ان کی شام میں اقامت اور محدود علمی رجوع کی وجہ سے ان کی مرویات کم نقل ہوئیں، جبکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں مقیم رہے، جہاں طلبۂ علم اور سائلین کی کثرت تھی، اس لیے ان سے زیادہ روایات منقول ہوئیں۔ مزید یہ کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی علمِ حدیث کے حصول، حفظ اور روایت کے لیے وقف کر دی تھی، اسی بنا پر وہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں کثرتِ روایت کے اعتبار سے ممتاز ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کے قوتِ حفظ کی خصوصی دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ فِي الْعٰلَمِيْنَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ